بسم اللہ الرحمن الرحیم

معلوم صاف مطلب تحریر ہو گیا
خط جبین نوشتۂ تقدیر ہو گیا

کل آشنائی توڑ کے ابرو کمان نے
پھینکا جو ایک موئے مژہ تیر ہو گیا

مٹی کو خاکسارون نے سونا بنا دیا
مضمون عجز نسخۂ اکسیر ہو گیا

اچھا خضاب ہے شب تار فراق کا
کیا نوجوان تو اے فلک پیر ہو گیا

رنگ اوڑ گیا تمام مرے ہوش کیطرح
قرطاس سادہ کاغذ تصویر ہو گیا

عاشق کا انقلاب جدائی کے فیض سے
مانند رنگ حال بھی تغئیر ہو گیا

جب لاگ ہے کسی سے تو دھن راگ کی بھی ہے
عاشق کو اشتیاق مزامیر ہو گیا

پھر غذا ہے گریہ کہ بچون کو دیکھیے
رونا انہین سوال پئے شیر ہو گیا

اس دلکی داد گیر کے غمزے نے دیدلی
دلدار ہو گیا وہ مین دلگیر ہو گیا

پیر تو خیال حوصلۂ فہم سامعین
مہر خزانۂ لب تقریر ہو گیا

جلوہ آرا بام پر جب حسن پنہان ہو گیا
چاند گردون پر چراغ زیر دامان ہو گیا

جب نگاہ قہر سے دیکھا ادہر اوس ترک نے
تیر میری آنکھون مین ہر موئے مژگان ہو گیا

رنگ کچھ تھوڑا ہوا لیکن خلش جاتی رہی
سر کٹا غیرون کا میرے سر پہ احسان ہو گیا

مل آج دختِ [illegible] ے
خانہ زاد کا داماد ہو گیا

[illegible] ے بعد دل مین وہ تشریف لائین
ویرانہ اک زمانے کا آباد ہو گیا

خوش چشمون کو غزل مری منظور ہو گئی
ایک ایک شعر لایقِ صد صاد ہو گیا

تصویرِ حسنِ ہوش ربا اور یہ چہ خوش
شرمندہ اپنے ہاتھ سے بہزاد ہو گیا

اک رات تھا وہ روے کتابی جو سامنے
مضمون سب زبانی مجھے یاد ہو گیا

ہے پردہ پوش سختی باطن صفاے رخ
آئینہ کس صفائی سے فولاد ہو گیا

جانِ پری ہے مردمکِ حورِ عین بھی ہے
تجکو نصیب حسنِ خداداد ہو گیا

اوس بت کے جھوٹے وعدے پہ دل جان بوجکر
بے فایدہ خدا کے لئے شاد ہو گیا

اک سنگدل کے غم مین ہین نالے بھرے ہوئے
پتھر کی طرح دل شرر آباد ہو گیا

اس باغ مین ہواے گل اندام تھی یہ کچھ
موسم مری جوانی کا برباد ہو گیا

اوس بادشاہِ حسن نے مجھ پر کرم کیا
پرتو غریب خانہ بس آباد ہو گیا

مین تصور مین بے حضور نتھا
آنکھ سے دور دل سے دور نتھا

تب سے عاشق ہون تیرا ای نادان
جبکہ پورا تجھے شعور نتھا

تیری تقصیر تھی دل محزون
عاشقی مین مرا قصور نتھا

تھا مقدر میں عشقِ غارت گر
ورنہ مجکو یہ کچھ ضرور نتھا

بے سبب کیون پہاڑ پر جاتا
کیا ترا نام کوہِ طور نتھا

دیکھ سکتا قریب تر اوسکو
مری آنکھون مین ایسا نور نتھا

ہجر مین ان بتون کی دید رہی
بندہ فضلِ خدا سے کور نتھا

اوس سلیمان کے غم نے کر ہی دیا
مین کبھی نقش پاے مور نتھا

کسی نزدیک والے کا ہے فشار
مجھ سے ایسا وہ دور دور نتھا

آگے سنگِ جفا سے ساقی سے
دیکھے دل آپ کو نہ بچاتا
شیشۂ دل یہ چور چو نتھا
یہ خیال آگے ای حضو نتھا

تم نے مغرور کر دیا پیرلو
آگے ایسا تو نہین غرور نتھا

طلسمِ چشم دلجو مین پھنسایا
مجھے آنکھون نے جادو مین پھنسایا

نگاہِ یار منتر ہے کہ تنتر
کہ پر کر دل کو قابو مین پھنسایا

یہ موذی نفس ہے لاکھون بان کو
شکنجہای من و تو مین پھنسایا

کیا دیوانے کو زنجیر اوسنے
دلِ وحشی کو گیسو مین پھنسایا

سزا کس جرم کی دلکو ملی ہے
جو یون زندانِ پہلو مین پھنسایا

لگایا ہے گمان مین تیر ہمنے
نظر کو عشق ابرو مین پھنسایا

یہ زاہد زندگی کے قید پر قید
دل اپنا شوق ہنو مین پھنسایا

ہمارے ساتھ کی اچھی برائی
فلک نے دامِ بدخو مین پھنسایا

ہوا ہون غم سے کانٹا پر عمل نے
قیامت کی ترازو مین پھنسایا

یہی زیبا تھا ای پیرلو تعلق
فلک نے زلف مہرو مین پھنسایا

ہون ہوا خواہ جو اک بحرِ فرح افزا کا
رشتہ لیتا ہون گلستان کے عوض دریا کا

کسی دشمن کی خدا ایسی خرابی نکرے
دل نے عاشق کیا مجھکو بتِ بے پروا کا

خاک سے گو نہین ہر چند پری کو نسبت
پر یہی تصویر پری زاد کا کھینچا خاکا

نعوذ اللہ کا عاشق نہ بتون کا معشوق
دل گمراہ رہا دین کا نہ دنیا کا

بیکسی مین غمِ فرقت کا ہے سایہ سر پر
ای پری چال دگرگون ہے ترے شیدا کا

دہنِ یار کی تعریف کی بنتی نہین بات
کہنے کو نام تو پیدا ہوا ناپیدا کا

اپنی منھ سے نہ تمھاری ہو کہین رسوائی
بر ملا نام نہ لو شیفتۂ رسوا کا

اوس سکندر کے خط دار کا پایہ دیکھو
دار پہ جب کہ چڑھا تخت ملا دارا کا

آسمان اور زمین کا ہے برابر عالم
نور بالے مین کسی کے ہے مہ بالا کا

رخ رنگین کا جنونی ہے دل پھر لو زار
سیر گلزار رہی رخ نگیا صحرا کا

نام ہی مشہور عالم می کا جب ل ہو گیا
پھر روا ہونے مین بھی اسکے تامل ہو گیا

ق

مین نے جب پوچھا کہ می کا نام کیون گل ہو گیا
وجہ تبلانے مین ساقی کو تامل ہو گیا

پھر کہا مین نے ہی نام اس واسطے ل ہو گیا
مجھکو ساغر دینے مین تجھکو تامل ہو گیا

اعتبار عالم ہستی بہار باغ ہے
شمع جب گل ہو گئی پروانہ بلبل ہو گیا

آنکھ ساقی کی جو بدلی ابر کا رتبہ گھٹا
اس پرستی ہینبۂ یک شیشہ ل ہو گیا

بول بول اسکے ہین معنی بول تو ناپاک ہے
شاہد ناپاکی می لفظ تلفل ہو گیا

گردش ایام فرقت منطقی سے کم نہین
صاف ثابت دعوی دور و تسلسل ہو گیا

کینہ اونکا چشم دریا بار مین ایسا تلا
آب پر گرد کدورت جم گئی پل ہو گیا

بستر گل پر ہین غافل مست خواب آرام ہے
فاقہ ستون کیلئے تکیہ توکل ہو گیا

کیا عجب غفلت سراے عالم اسباب ہے
گر پسند خاطر جانان تغافل ہو گیا

غم پہ غم کتنا ہی کھاؤ خوب بدہضمی نہین
پر غذا پر جب غذا کھائی تداخل ہو گیا

اس زمانے کی مریدی سے ارادہ ہے یہی
کچھ ہی ہو کہنے کو مرشد کا توسل ہو گیا

کیا بتاؤن مین سبب کیا ہے خدا پر علم ہے
کیلئے منظور اوسکو لیجئے تجاہل ہو گیا

عضو کا مجموعہ انسان کا بدن ہے سر بسر
اتفاق باہمی بس جزو سے کل ہو گیا

وعدے پر اپنے ہوا پھر لو وہ مہرو جلوہ گر
وقت مغرب کے چراغ مہر جب گل ہو گیا

سے ہے لب وروی گلبدن میرا — یہ حلب اور یہ یمن میرا

زلف ہونٹون مین اوسنے واکیا — ہے میان یمن عقیق میرا

کسی بلپاک کو سخن کیا ہے — عیب سے پاک ہے سخن میرا

اپنے جا دیسے پھر قدم نہ ہٹا — ہے سلامت روی چلن میرا

اسقدر کھائے زخم تیر نگہ — شکل قط زن ہوا بدن میرا

تیرے کوچہ مین داغ دل اوبھرے — پھولا فردوس مین چمن میرا

تجھے دو دن سے جو نہین دیکھا — دل تڑپتا ہے جان من میرا

ای گل تر ہے تیرے ہجر مین خار — ایسا لاغر ہوا ہے تن میرا

کس حلاوت کے ساتھ پیتا ہون — آب شمشیر ہے لبن میرا

تیرے جھکے کو دیکھ لیتا ہون — یہی ای ماہ ہے پرن میرا

سامنا خوش نظر کا ہے پر تو
ہوش ہو جائیگا ہرن میرا

جس کے لئے ہون زار وہ بیزار ہو گیا — مین اک نئی بلا مین گرفتار ہو گیا

تاب فراق آئینہ تاب دید ہے — دل کیا سمجھ کے طالب دیدار ہو گیا

میرے سوال بوسہ پہ وہ چپ رہا تو کیا — ایدل کبھی نہ جان کہ انکار ہو گیا

اوس ماہ سے کہا جو ذرا مہربان ہو — سنتے ہی دل جلانے کو تیار ہو گیا

شکوہ مرے گلے کو سمجھتا ہے یا خدا — کس بے شعور کا مین طلبگار ہو گیا

ای بت جو دیکھی آج تری کثرت التفات — اللہ گواہ دل پہ بہت بار ہو گیا

مین اور خانۂ دل جانان خیال خام — دروازہ میرے واسطے دیوار ہو گیا

آشفتگی کا میری لیا خوب انتقام — آئینہ اوسکا اپنا طرفدار ہو گیا

مین جس جگہہ پہ ہون وہ جگہہ لالہ زار ہے — تو جس مقام پر ہے وہ گلزار ہو گیا

ملتے ہی گل خون سے گلستانِ دہر مین
رنج ہزار رنگ گلے ہار ہو گیا

اوس خانہ جنگ نے جو کمر باندہی جنگ پر
ابرو مژہ کے پنجے مین تلوار ہوگیا

پھر دل کسی کے دام مین پھر لو پھنسا مرا
پھر جان کو فراق کا آزار ہوگیا

دونا مریض عشق کا آزار ہو گیا
عیسیٰ گلے کے درد سے بیمار ہوگیا

دل اپنی تندرستی سے بیزار ہوگیا
وہ جانِ جان جب سے کہ بیمار ہوگیا

ای بت خدا نخواستہ ہرگز نہ بولنا
تیرے سوا مین کس کا طلبگار ہوگیا

~~بوسے لئے ہین سینہ چھپا ہے ہزار بار~~
~~پھر کیلئے وصال سے انکار ہوگیا~~

زلفون سے چھوٹ رنجِ رقابت مین ہون اسیر
آزاد ہو کے اور گرفتار ہوگیا

بیگانۂ زمانہ یگانہ ہے یار کا
بیکار جو ہوا وہی باکار ہوگیا

ہے انقلاب بخت کہ گردون کا انقلاب
دلدار جسکو سمجہے دل آزار ہوگیا

عالم ہے فیضیاب زر داغہاے عشق
محتاج تیرے عہد مین زردار ہوگیا

گلرویون کی بہار مین پوشیدہ ہے خزان
آشفتہ جب مین انکا ہوا خار ہوگیا

او فتنہ ساز دیار مین اور مجہ مین مستقل
ق
آپس کے اختلاط کا اقرار ہوگیا

آگے سے اب معاملہ کی ہے زیادہ خیر
تم نے جو کچہ کہ شر کیا بیکار ہوگیا

پھر تو نے تم کو پیار کیا کیا بُرا کیا
پھر کونسی خطا پہ خطاوار ہوگیا

وہ کٹ گیا حیا سے جو دو چار ہوگیا
ننگے کا جسم برہنہ تلوار ہوگیا

دم بھر مین کاٹ دی رگِ جان حریف تنگ
دورا تیرے پتنگ کا تلوار ہوگیا

ہوش و حواس و تاب و توان سب چلے گئے
بوڑہا ہوا جو آدمی بیکار ہوگیا

دیر پریزادے مین نہین جان و تن کا ہوش
پریون کو تیرا سایۂ دیوار ہوگیا

دار و مدار الفتِ دنیا غرض پہ ہے
غمخوار سے بگڑتے ہی خونخوار ہو گیا

عاشق کو رنج دیتے ہو ناحق تو غضب
کیون بیٹھا سزا کے سزاوار ہو گیا

کہنا بجا ہے اونکو حسینون کے بادشاہ
جس بزم مین وہ آگئے دربار ہو گیا

کلیان ہین غنچے چاک ہین چاکِ قبای گل
دامن تمہارا دامنِ گلزار ہو گیا

روشن جہان مین نام ہوا مہر سے دوچند
پرتو کا دل ترا جو طلبگار ہو گیا

جب سامنے ترا گلِ رخسار ہو گیا
دامن نظر کا تختۂ گلزار ہو گیا

سوکھے جواب دینے کا آزار ہو گیا
کیا وہ مسیح خشکی سے بیمار ہو گیا

پوشیدہ رازِ عشق کا اظہار ہو گیا
مطلوب خود ہمارا طلبگار ہو گیا

دیوانہ تیرا طالبِ دیدار ہو گیا
آسیبِ دیو سایۂ دیوار ہو گیا

آتے ہی چھری روپیہ پار ہو گیا
ہیکل تمہارے ہاتھ مین کلدار ہو گیا

سینہ جو چھو لیا تو پسینا ہوا بدن
شبنم کا بس لباسِ طرحدار ہو گیا

بگڑا غضب وہ ترک مری چھیڑ چھاڑ سے
ابرو گلے کو کاٹنے تلوار ہو گیا

جب دور اپنے شیفتۂ زار سے ہوا
ثابت یہ ہو گیا ہے کہ بیزار ہو گیا

انکھین جھکا کے دیکھتی جو پیاری نگاہ سے
کچھ پیار کچھ حجاب نمودار ہو گیا

طالب ہے دل سے کیا مجھے عاشق وہ جان کر
مطلب سمجھ کے خود ہی طلبگار ہو گیا

آٹھ آٹھ آنسو روتا ہون ایک ایک آنکھ سے
اچھی گھڑی تھی اوس سے جو دو چار ہو گیا

آرائشون سے دل یہ تڑپا اوس نگار کا
ترہ ترہ کے پان انگیا کا دیوار ہو گیا

لوٹے مزے جو خواب مین ہم نے وصال کے
آیا نہین دوبارہ وہ ہشیار ہو گیا

اک بحرِ حسن کی جو نگہ مین ہون آشنا
اے آشنائی بیڑا مرا پار ہو گیا

پرتو یہ ہے سبب کی جفا مین کہ ہے غرا

عاشق ہوا ہون مین کہ گنہ گار ہو گیا

ہمقافیہ بر غزل مرزا نوشاہ اسد اللہ خان غالب مرحوم دہلوی

مرضِ ہجر لا دوا نہوا / خوبیِ بخت سے بُرا نہوا

کچھ گِلا بھی کیا گلا گھونٹا / جرم ٹھرا غضب گِلا نہوا

حوصلہ آزمائے دل ہون مین / حسن گر عشق آزما نہوا

تلخ کامی جام لالہ گواہ / بے ترے باغ کا مزا نہوا

ہمہ تن بے سبب نہین مجروح / تجھ سے پامال بوریا نہوا

پتھر اس دعوی خدائی پر / ای بتو بندے کا بھلا نہوا

حسن سے فرض عشق ادا ہوگیا / کہ قضا کا بھی حق ادا نہوا

نطق پروردۂ کنارِ شکیب / سخنِ ناروا روا نہوا

دلِ دیوانہ ہے بہت ہشیار / جانبِ دلربا روانہ نہوا

ای فلک ناروا کیا تو نے / وہ روانہ ہوا روا نہوا

مستعد ظلم پر تھا خود ظالم / عرض مطلب کا اک بہانہ ہوا

ٹھیک ہے منصفانِ عصر کا قول / کوئی پیر نثو سا دوسرا نہوا

تیز رفتار ہے مرا گھوڑا / برق کردار ہے مرا گھوڑا

خود ہی ہے تیز و سست موقع پر / خوب ہشیار ہے مرا گھوڑا

باگ اُٹھائی ہوا ہوا فوراً / یعنی پردار ہے مرا گھوڑا

کٹتے ہین دیکھ دیکھ کر بدبین / ایک تلوار ہے مرا گھوڑا

تیلیون مین ہے تیلیون کی جگہہ / ایسا دلدار ہے مرا گھوڑا

کچھ سواری سے تھک نہین جاتا / بار بردار ہے مرا گھوڑا

دلفریبی ناظرین کے لئے
شوخ و فخار ہے مرا گھوڑا

صاف بے عیب صورت و سیرت
مغتنم یار ہے مرا گھوڑا

صاف سبکتے ہین اور جوڑی مین
کیسا ہموار ہے مرا گھوڑا

جب سواری گیا نظر ہی لگی
روز بیمار ہے مرا گھوڑا

حکمتِ دستگیر صاحب سے
اب نہ بیمار ہے مرا گھوڑا

سیل فیٹن مین اپنے ہانکنے کو
کیا سزاوار ہے مرا گھوڑا

سر لبر بے خلش بہار اسکی
گلِ بے خار ہے مرا گھوڑا

ہے سواری مین تیز تر ایسا
باد رفتار ہے مرا گھوڑا

ٹال دینے کو کہتے ہین پہر لو
لوگ کو بار ہے مرا گھوڑا

خاصہ جوڑا ہے گاڑی کا گھوڑا
مری گاڑی پری پر ا گھوڑا

ڈہونڈہتا ہون مگر نہین ملتا
جوڑ کا اسکے دوسرا گھوڑا

آپ ہی اپنا جوڑ ہے آخر
عکس اسکا ہے جوڑ کا گھوڑا

دیکھکر حسن اسکا کہتے ہین
حسنِ نیت سے یہ ملا گھوڑا

ہے سے شبدیز سے خجل ہے چاند
ای فلک رشکِ مہ ہے یا گھوڑا

توسنِ طبع وصف مین ہے رواں
ایسا خوش قد ول ہے ترا گھوڑا

ابلقِ مہ و روز و شب ہے دل سے نثار
جانور ہے کہ دلربا گھوڑا

رشکِ گلگون دہر ہے یہ کمیت
اسپہ صدقے ہزارہا گھوڑا

حسن و خوبی مین اپنے یکہ ہے
سارے گھوڑون سے ہے جدا گھوڑا

عاشق اس جانور کے انسان ہین
ایک معشوق ہے مرا گھوڑا

کون ہے جسکا اسنے دل نہ لیا
شاہد دلستان ہے یا گھوڑا

واقعی چال میں صبا رفتار | باد پا ہے ہمیشہ کا گھوڑا
توبہ توبہ یہ اور پچھی کھائے | جب اشارہ کیا چلا گھوڑا
نام اسکا رکھا پری پیکر | میں نے جب مول لے لیا گھوڑا
پر سواری میں دل مرا خوش ہے | تیز و چالاک ہے بدا گھوڑا
تندرستی ہمیشہ ساتھ رہے | غسل صحت کا کر چکا گھوڑا
کا شنالات مارنا اترانا | پاک ان سب سے ہے مرا گھوڑا
بال بھونری میں ہاتھ پاؤں میں | پاک سیدہا مرا ترا گھوڑا
لگ گئے دستگیر صاحب جب | ہوا بیماری سے جدا گھوڑا
ق یہ مثل ہے سوار کو اچھے | نہیں ملتا ہے اچھا گھوڑا
لیکن اپنے خلوصِ نیت سے | ہانکنے کو ملا ہے کیا گھوڑا
بات بادِ ہوائی کچھ یہ نہیں | فی الحقیقت ہے بادپا گھوڑا
شک ہوا اسپ جب سواری کی | چال میں اک ہوا ہے یا گھوڑا
خود حسین اوسپہ ہارنس جو پڑا | سبکی آنکھوں میں کھب گیا گھوڑا
سبزۂ روز و مشکی شب کو | دیکھے گل رو سیہ کیا گھوڑا
شوق چڑاتا ہے سواری کا | خوب تیار ہے مرا گھوڑا
ایسا چکنا ہے خود پسینے سے | نیلے رنگ کا ہوا گھوڑا
کیا سرنگ فلک کو شام و سحر | خون رولانے لگا مرا گھوڑا
فرسِ وہم سے بہی چار قدم | دوڑ میں آگے بڑھ گیا گھوڑا
مری تعریف سے ابھی بڑھ کر | مستحق ہے کہیں سوا گھوڑا

ایک یہ بھی صفت ہے اسپر تو
بے نہایت ہے باوفا گھوڑا

دل جب سے ایک شوخ کا دیوانہ ہوگیا
کاشانۂ خیال پری خانہ ہوگیا

شانے کو رشک ہے دل صد چاک کا مرے
جس دن سے اوسکی زلف مین کا شانہ ہوگیا

ہون خاک سوزِ ہجر سے اک شمعِ حسن کے
اپنا غبار غازۂ پروانہ ہوگیا

ہے وہ شباب آفتِ باغِ یگانگی
وہ خطِ سبز سبزۂ بیگانہ ہوگیا

ظاہر ہے حرف حرف سے مستیِ عشقِ چشم
خط اپنے نامہ کا خطِ پیمانہ ہوگیا

ہے تکیۂ کلام زبان کو بیانِ ہجر
حالِ وصال کان کو افسانہ ہوگیا

قابو مین اوسکے ہے دلِ آشفتہ جس طرح
بس مین ہمارے وہ بہی ہوا یسا نہ ہوگیا

اپنا سلم خریدہ ہے اوس شوخ کا شباب
بچپن مین دل دیا ہی بیعانہ ہوگیا

زلفِ سیہ کو دیکھ کے عامل یہ مرگئے
افسون زہر مار کا افسانہ ہوگیا

اوس شاہِ حسن کے جو تجمل کا ہے خیال
پیرِ لقو کا دل بہی ایک جلو خانہ ہوگیا

ہمقافیہ بر غزل اسد اللہ خان غالب دہلوی

تہا رشک کا صدمہ ہی ستم گر نہوا تہا
قابو تجہے شفقت کا مجہی پر نہوا تہا

سو چاک ہوا اوسکا جگر خارِ حسد سے
وہ گل ابہی گلشن کے برابر نہوا تہا

جو سیپ مین آیا وہی موتی ہے وگرنہ
نیسان کا ہر اک قطرہ تو گوہر نہوا تہا

اہی بید ہین اکدم عدمِ نطق کے باعث
موجود کوئی فتنۂ محشر نہوا تہا

تکرار مین جب تک ترا بوسے کا جہگڑا
تہا قند مگر قندِ مکرر نہوا تہا

یون گرمیِ دیدار سے دم بہر مین ہوئی خشک
گویا کہ کوئی ہونے مژہ تر نہوا تہا

وہ نرم دل اپنے لئے ہوتا ہی رہا سخت
ہرچند کہین موم تو پتہر نہوا تہا

جو مالبِ معشوق تو رنگ اوڑ گیا پان کا
کب لعل مین قندِ مکرر نہوا تہا

کیون پیرِ لقو جانسوز ہوا غرقِ یم اشک

پیدا جو سمندر مین سمندر نہوا تھا

شکر کرنے کی جگہہ ہے یہ کہ دلبر آیا — آج وہ خانہ برانداز مرے گھر آیا

بھولکر رستہ مرے گھر جو وہ دلبر آیا — خود فراموش ہوا مطلب دل بر آیا

پھر تجھے دیکھکے مین سایہ کے مانند گرا — پھر غش آیا ہے کہ تقدیر کا چکر آیا

خنجر ابروے جلاد کا دیکھا ہے جو کاٹ — دور ہی سے دل جلاد فلک تھر آیا

اس پامالی بیداد سے ہاتھ آیا ہے — بر سر رحم مرا شوخ ستمگر آیا

کذب کا دخل نہین عاشق صادق ہون ترا — جھوٹھ بھی تونے کہا تو مجھے باور آیا

گرمی عشق بتان ہے کہ مجھے تپ ہی طبیب — لرے پتھر تری تشخیص مین پتھر آیا

سینہ زوری سے مری ایک بڑی مدت مین — چھاتیان چھونے کا موقع تو میسر آیا

بیشک ای حور ترا گھر ہے مجھے خلد برین — جبکہ داخل ہوا مین پھر نہین باہر آیا

جانتا ہون مین ترے کوچہ مین داخل ہوکر — بارے تقدیر سے فردوس کے اندر آیا

تہمت آمیز جو گمنام خط آیا کوئی — سمجھا مین حاشیۂ خط مقدر آیا

مین نے سلوایا ہے پپرلو جو لباس اوسکے لئے
بے نمونے کے خیال اپنا برابر آیا

مین نے بے ساختہ ای جان تجھے پیار کیا — اضطراب دل بیتاب نے لاچار کیا

ہاتھ منھ کا رہا جھگڑا ہی ملاقاتون مین — جب اکیلا وہ ملا سینہ چھوا پیار کیا

آپکے غمزۂ رعنا کے سوا پھر مجھکو — کسنے آزاد کیا کسنے گرفتار کیا

دلکی نزدیکی مین کچھ فرق نہین آیا ہے — فتنہ انگیزون نے گو دور تجھے یار کیا

چڑھکے بولا مجھے دیوانۂ مطلب ہو تم — جب شب وصل اوسے نیند سے ہشیار کیا

اوس کماندار سے کچھ چشم عنایات نہین — الفت تیر نگہ نے جگر افگار کیا

شوخ چشمون کے نظارون کا ہوا ہی آزار — اپنی آنکھون نے مجھے مردم بیمار کیا

اِس گلستاں کی بہاروں میں خزاں شامل ہے — گلعذاروں کے تعشق نے مجھے خار کیا
مار کر ہاتھ پہ ہاتھ اوس سے ہوا ہوں مجبور — شرط کی ایسی کہ اوس گل کو گلے ہار کیا

دن بھلے آئے ستارا مرا چمکا پھر تو
ایک بے مہر نے اب مہر کا اقرار کیا

یار نے خواب میں آرام سے دوچار کیا — مار کر ہاتھ مرے ہاتھ پہ اقرار کیا
کیا کیا پھر کہے وہ بولا تو میں بولا ہنس کر — کیا کیا پیار کیا پیار کیا پیار کیا
معتقد رہو غفلت کہیں تعبیر کیوقت — خواب میں اوسنے ترحم کا تو اقرار کیا
مردم آزار ہے ہر اک کو ستاتا ہے رقیب — اوسے بیزار کیا مجھ سے مجھے زار کیا
دل لگی خاک ہو جب دل ہی نہیں [illegible] ہوں — بیدلی نے مجھے ہر کام سے بیکار کیا
ناؤ کو آپ ہی مری پار اوتاریگا وہی — آجتک جسنے ہر اک بیڑا مرا پار کیا
ذرا انصاف کرو ظلم اوسی پر اتنا — جسنے دل دیکے جناب آپکو دلدار کیا
صاف کیا کرتا ہے اوستاد پر اوستاد کا [illegible] — غیر پر ظلم ستمگار نے اک بار کیا
دل کے جانے سے میں سمجھا کہ بڑا بوجھ ٹلا — جھوٹھ تھا بلکہ مجھے زیر گرانبار کیا

دل لگی اوس سے ہے دل جس سے لگا ہے پھر تو
روئے مردم سے مجھے آنکھوں نے بیزار کیا

اوس دلفریب نے مرے دل ہی پہ چھا لیا — آہستہ رو زیاں میں دمے دیکے چھا لیا
چارے نہیں ہنوز برابر دیا لیا — دل دیکے ایک بوسہ لیا بھی تو کیا لیا
ٹھہرا نہیں گیا تو کئے تین چار چار — گرا تو پھر بتانے گلے سے لگا لیا
کیا چال چل کے ڈھب میں وہ آکر نکل گیا — رستہ بتانے میں ہے بہت تیز چا لیا
قابو پر اپنے آئے وہ پرفن چڑھا نہیں — اولٹا مجھی کو ہتے پر اپنے چڑھا لیا
آخر کو سنتے سنتے میں بے مغز ہو گیا — ناصح نے رفتہ رفتہ مرا مغز کھا لیا

آنکھین کھلین کہ ٹوٹ گئی فکر سے کمر
راحت کے ساتھ خواب مین آسن تڑا لیا

بوسہ ملے کہ گالی ملی بحث ہی نہین
انکار کچھ نہین مجھے جو کچھ ملا لیا

اصلاح اور اس سے مزیدار کونسی
لکھا جو کوئی شعر تو اوسکو دکھا لیا

دیکھو ذرا بغور مری فیلسوفیان
پھر لو تو اوسے بگڑنے کے آگے بنا لیا

دیکھو کسی کے منھ پہ یہ عالم ہے ریز کا
ہے ریزہ ریزہ نجم سپہر تمیز کا

وہ خوش گلو جھنجوڑنے سے کچھ جو بول اٹھا
آیا مجھے خیال جھنجھوٹی کی چیز کا

دربانِ یار مجھکو ٹکتا ہے ہر گھڑی
افسوس سابقہ ہے بڑے بے تمیز کا

آیا جو دل کسی پہ تو کیا اوسکو بد کہون
ہر کام بھی عزیز ہے ہر اک عزیز کا

آنکھین بھری ہوئی ہین مری شوقِ قتل مین
کیا پتلیون نے شور مچایا بریز کا

بزمِ طرب مین ہمکو نہ بلواؤ دوستو
دمساز ہے یہ ٹھاٹھ دلِ دردخیز کا

ادنیٰ سے اشتقاق ہو اعلیٰ کا کسطرح
ہر طرح خانہ زاد ہے بچہ کنیز کا

معشوق کے وصال کے آگے کسی کا وصل
یہ کام مرد کا نہین شیوہ ہے ہیز کا

ثابت قدم مراد نہین اوس سکون سے
جب اختیار مین نہو یارا گریز کا

جسم اونکا ریزہ ریزہ کرا ہی تیغ آہ دل
بے انتہا کا ظلم ہے اب انگریز کا

ٹکڑے ہے تابات پہ ہر نکتہ چین کا دل
میری زبان مین کاٹ ہے شمشیر تیز کا

رنگین ہین خون دل سے ہمیشہ مرا لباس
آنکھون نے کام دیکھ لیے رنگریز کا

ہو جاؤ خوابِ غفلتِ بیجا سے ہوشیار
عالم ہے ہر سحر سحرِ رستخیز کا

تیرے سوا کون ہے یارب جو سونپ دون
تو ہی نگاہبان مری ہر ایک چیز کا

پھر تو نہ کسطرح مجھے رکھینگے دوست سب
عاشق ہون ایک شاہدِ ہر دل عزیز کا

ہمقافیہ بر غزل انشاء اللہ خان انشاء دہلوی

دکھائے ساحلِ مطلب جو ساقی وہ شی لا
غریقِ بحرِ الم ہون مین کشتیٔ مے لا

جو دیکھا اسکو تو مقصودِ دل بر آیا ہے
شبِ برات ہے مجنون کو گیسوئ لیلا

بکھیر زلف کے بالون کو گل سے گالون پر
زمین سبز گلستان پہ دام کو پھیلا

نہین سنائیگا کب تک سوال پر میرے
زبان پر ای ستم آرا کبھی کوئی ہے لا

لباس اگر کوئی میلا ہوا تو دہو سکئے
ہے شستشو کہین دشوار دل جو ہو میلا

یہ خوب چھیڑ ہے ای ہمنشین کہ کوئی ساز
مجھے بہی ایک زمانے سے ہے یہی لے لا

بجا نہ کبھی نوبت تو منعمِ غافل
بلند ہے یہ ہمیشہ صدا ہے واویلا

کیا ہے زار مجھے اسقدر ترے غم نے
کہ جبہ اپنے بدن کا ہوا ہے اک تھیلا

ہوائے وصل ہے ای آسمانِ سرگردان
یہان کبھی کوئی سامانِ موسم دے لا

نہ روؤ پیر تو محزون کہ یار بدظن ہے
نہ دہوؤ آنسوؤن سے منہ کہ دل نہو میلا

بہار آئی ہے دہو دہا کے شیشۂ مے کا
سرور کا نہو دامان ساقیا میلا

تو خام پارہ ہے دلّالِ سرکاتی ہے
مین معتبر ہون جا جلد لا اری خیلا

ہین زندگی ہی مین باہم مثالِ جسم و جان
کہ یار مین ترا مجنون ہون تو مرا لیلا

کچھ احتیاج نہین ہے تو فخر تیا ہے
جو ہاتھ کھینچ لیا ہو تو پاؤن کو پھیلا

ہے گو دین کوئی گلگون عذار متوالا
پیالے ساقیٔ گلفام تو پیا پی لا

ہمارے دل سے غمِ جان جان گسل ہے
عمرِ عزیز دیکر نکر ناخضر جو کچھ ہے لا

شہید ناز ہے ہر ایک آرزو دل کی
ہر ایک سر و نفس ہے صدائے واویلا

نہ پوچھئے مرے موٹا نہو نیکا باعث
کسی کے ہجر کے صدمے نے کر دیا تھیلا

سرور جس سے طبیعت کو اپنی ہو واعظ
کسیکی دھن مین ہو آج دل اوداس میرا

جو تم نہین یہ سہی ایسی اور کوئی شئی لا
اک آدھ گت تو سنانے نوازا نے لا

نصیب کا مرے ہر پیچ ہو گیا پر لطف
فراق یار کی غربت مین سر بسر سیلا

اظہار مین زنہار تکلف نہین کرتا
سچ کہتا ہون ظلمون پہ اسراف نہین کرتا

یہ بات ہے پردے کی رہے پردے کے اندر
بے پردہ کوئی ذکر تصوف نہین کرتا

کیا لطف اٹھے زیست کا دل بیٹھ گیا ہے
بے حظ ہون کہ وہ شوخ تلطف نہین کرتا

مطلب نہین افسوس سے کچھ حال پر اپنے
بیوقت کہ مطلوب تاسف نہین کرتا

تاخیر ہے کس واسطے نیکی کوئی کر لو
پیک اجل اک لحظہ توقف نہین کرتا

دعوا نکرے پنجۂ حوادث کہین ناحق
کیون خانۂ دل مین وہ تصرف نہین کرتا

پہچانتا گر انکی طبیعت کی حقیقت
پیدا مین حسینون سے تعارف نہین کرتا

منظور ہے اس سے کہ رہیگا کوئی لگا
مین ورنہ پسند اوسکا تخالف نہین کرتا

پہر وعدے پر اوس گل کے یہ دل پہول گیا کیون
وہ کونسا دن ہے کہ تخلف نہین کرتا

جب میل نہین دل مین کسی شخص کے یارو
محتاج ہی ہوجائے تقشف نہین کرتا

دہوکے سے طبیب آپکے بیمار کے آگے
آیا ہی تو اظہارِ تفلسف نہین کرتا

سامانِ نشاط اوسکے الم مین ہی پریشان
بہولے سے بہی مین قصدِ تکاثف نہین کرتا

بدکار گنہگار ہون زاہد سے بہلا ہون
بندون کے دکہانے کو تعفف نہین کرتا

گو سست ہون ہر کام مین بیکار ہون لیکن
بوسے کے لئے ترکِ تلقف نہین کرتا

اندھیر ہے اندھیر ہے اندھیر
پہر لو تو وہ بے مہر تعطف نہین کرتا

جو آج داخل گلشن وہ گلعذار ہوا
ہوا کے گہوڑے پہ رنگ چمن سوار ہوا

سرود جس سے طبیعت کو اپنی ہو وعظ — جو تمہی نہین نہ سہی ایسی اور کوئی شئی لا
کسیکی دہن مین ہو آج دل اوداس مرا — اک آدھ گت تو سنانے نوازا سنے لا

نصیب کا مرے ہر پیچ ہوگیا پر لطف
فراق یار کی غربت مین سرسبز سیلا

اظہار مین زنہار تکلف نہین کرتا — سچ کہتا ہون ظلمون پہ سرِاف نہین کرتا
یہ بات ہے پردے کی رہے پردیکے اندر — بے پردہ کوئی ذکر تصوّف نہین کرتا
کیا لطف اوٹھے زیست کا دل بیٹھ گیا ہے — بے حظ ہون کہ وہ شوخ تلطف نہین کرتا
مطلب نہین افسوس سے کچھ حال پر اپنے — بیوقت کہ مطلوب تاسف نہین کرتا
تا خیر ہے کس واسطے نیکی کوئی کرلو — پیک اجل اک لحظ توقف نہین کرتا
دعوا نکرے پنج حوادث کہین ناحق — کیون خانۂ دل مین وہ تصرف نہین کرتا
پہچانتا گر انکی طبیعت کی حقیقت — پیدا مین حسینون سے تعارف نہین کرتا
منظور ہے اس سے کہ رہیگا کوئی لگاؤ — مین ورنہ پسند اوسکا تخالف نہین کرتا
پہر وعدے پر اوس گل کے یہ دل بہول گیا کیون — وہ کونسا دن ہے کہ تخلّف نہین کرتا
جب میل نہین دل مین کسی شخص کے یارو — محتاج ہی ہوجاکے تقشّف نہین کرتا
دہوکے سے طبیب آپکے بیمار کے آگے — آیا ہی تو اظہار تفلسف نہین کرتا
سامانِ نشاط اوسکے الم مین ہے پریشان — بہولے سے بہی مین قصدِ تحائف نہین کرتا
بدکار گنہگار ہون زاہد سے بہلا ہون — بندون کے دکہانے کو تعفف نہین کرتا
گو سست ہون ہر کام مین بیکار ہون لیکن — بوسے کے لئے ترکِ تلقف نہین کرتا

اندھیر ہے اندھیر ہے اندھیر
پر تو جو وہ بے مہر تعطف نہین کرتا

جو آج داخلِ گلشن وہ گلعذار ہوا — ہوا کے گھوڑے پہ رنگ چمن سوار ہوا

وہ بیوفا ادہر آیا ادہر فرار ہوا ۔ اس آنے جانے مین گویا مرا قرار ہوا

فراقِ بت مین سزاوار سنگسار ہوا ۔ غضب کی بات ہے عاشق گناہگار ہوا

اولٹ کے آیا تو ہمسے رہے نہ وہ آئین ۔ عزیز و گاؤن کو جب وہ گیا گنوار ہوا

بلائین لین جو ہر ایک پنجۂ بنفشہ نے ۔ خلاصہ یہ ہے کہ گلشن ترے نثار ہوا

وہ حالِ یار کی کیا پوچھتے ہین مجھ سے رقیب ۔ ہزار بار ہوا بلکہ لاکھ بار ہوا

غرورِ عشق سے پہلے کمال پیچھے ہے ۔ جو نی سوار ہوا ہے وہ شہسوار ہوا

ہے بجلیون کا چمکنا علامتِ بارش ۔ جو بیقرار ہوا ہے وہ اشکبار ہوا

کچہ آنکھ کا ہے اشارہ تو کچہ ہے دل کی آنکھ ۔ انہین دو رای پھر اک شوخ سے دوچار ہوا

گلِ عذار کہان اور کہان گل ای بلبل ۔ مشابہ رنگ مین گل گال سے ہزار ہوا

کسطرح مری راحت اوسے نہین منظور ۔ فراق اگر نہوا بہی تو انتظار ہوا

ہجوم درد ہے ہر روز ایک میلا ہے ۔ یہ میرا دل نہوا کوی اک مزار ہوا

غرورِ حسن نے بیچین کر دیا اوسکو ۔ خدا کی شان کہ یہ بہی مرا قرار ہوا

نہ لیتا بوسہ تو کیا کرتا وصل کا بہوکا ۔ لیا تو بہوک کی شدت مین کچہ ادہار ہوا

مین پہلی رات کا سویا دمِ سحر جاگا ۔ جوانی کہو کے بڑھاپے مین ہوشیار ہوا

بنائی عشق رخِ یار نے عجب صورت ۔ مین آج آئینہ دیکھا تو شرمسار ہوا

اوبہر نے سینہ کسی کا جو ٹیس ہوتی ہے ۔ تو یہ بہی زخم جگر کا مرے اوبہار ہوا

کبہی ہے مجمعِ احباب منتشر ہے کبہی ۔ مرے نصیب سے یہ بہی مرا قرار ہوا

جو بارہا ترا اقرار بنکے ٹوٹ گیا ۔ سمجھ گیا مین کہ یہ بہی مرا قرار ہوا

زمانہ رنگ بدلتا ہے ہر گہڑی تازہ ۔ مین جانتا ہون کہ یہ بہی مرا قرار ہوا

سواری روز تری لا کے یان اوتاری گری ۔ مرا خیال سراپا کوئی کہار ہوا

وہ شیفتہ مجھے کرکے ہوا مرا شیدا ۔ شکار کرنے کی خواہش مین خود شکار ہوا

وصال یار کا دم دیکھے ہم سے ٹھیرایا
فراق مین جو طبیعت کو انتشار ہوا

غرور حسن مین سائے سے اوسکو جنگ اٹھی
پری کے سر پہ پڑا جن کوئی سوار ہوا

ہے ایک مہر سے رشتہ کہ دامن پرتو
خطِ شعاع کے مانند تار تار ہوا

ہمقافیہ بر غزل برق لکھنوی

واصف ہزار طرح ہون اوس گلعذار کے
اک یاد ہے ہزار دو ہرا بہار کا

کیا بہ گیا ہے ہوش تمام اشکبار کا
رونے کو چاہتے ہین جو سونا قرار کا

دل کی کدورتین ہوئین سدِ نگاہِ شوق
دیوار کھینچتا ہے تکاثر غبار کا

کیا ٹھنڈی گرمیان ہین الٰہی شرار مین
اس دیر مین وہ بت ہے کہ پتلا شرار کا

صبحِ وصال شعبۂ روزِ نشور ہے
فرقت کی شب نمونہ سوادِ مزار کا

اوس پھول کے نہ آنے سے غصے مین بھر گئی
منھ لال ہوگیا ہے چمن کی بہار کا

اندیشۂ فشار مین عاصی ہین زار زار
یہ اشکبار نام بدل دین فشار کا

ہرچند زار ہے مگر آغوشِ گل مین ہے
منھ دیکھتا ہون کتنی تمنا سے خار کا

اک صید دلفریب جو نکلا تو ہو چکا
کیون حد سے بڑھ کے شوق ہے تمکو شکار کا

پرتو اوس آفتاب کو مجھ سے جدا کیا
دشمن ہے آسمان ہر اک دوستدار کا

اوٹھتی جوانی مین ہے مزا گلعذار کا
پھولا ہے باغِ حسن مین جوبن بہار کا

حسرت ہے جسطرح نظر آتا نہین کہین
گولر کا پھول ہے کہ کرن پھول یار کا

چوسون کبھو رسے لبِ شیرین کو پیار سے
چوٹی کبھو رہی ہے جو خلاصہ سنگار کا

کچھ ہے جو بنگئے قلمی آم یہ انار
کہتا ہے شعر مدحتِ پستانِ یار کا

دو چار ہوگیا تو شش و پنج مین پھنسا
عالم کچھ اور ہے ترے سولہ سنگار کا

منہ پر جو مکھی بیٹھی وہ سارنگ ہو گئی — نغمہ سرا ہے یہ لب شیرین جو یار کا
ایمن بجا رہا ہے یہ بیفکر شام سے — ای دلنواز ٹہاٹھہ ہے کیا سنگار کا
داخل ہوا تو بھول گئی اپنے گھر کی راہ — مجکو مکان بہی بہول بہلیان ہے یار کا
پانی پلانے مین بہی نہایت ثواب ہے — سقّا کے حق مین تو ل بہشتی ہے چار کا

چولہے مین جائے بہاڑ مین جا غرض نہین
پہیر تو حسد ہے پیشہ رقابت شعار کا

خدا جانے کہ وہ بت کیا کریگا — کہا ننگ پردے پر پردا کریگا
اگر تو ساتھہ دیتا ہے تو ڈر کیا — دو دل راضی تو قاضی کیا کریگا
بہلا دیکھون ابہی کب تک وہ ایسا — ترش ہو ہو کے دل کٹھا کریگا
جو یون بازو پہڑکتا ہے ہمارا — کوئی معشوق نو پیدا کریگا
کلیجہ بہی کبھی کر ڈال ٹھنڈا — بہلا کب تک مجھے ٹھنڈا کریگا
مرا دل ایک ہے وا کا عاشق — کسیکو کس طرح پروا کریگا
کرون گر ترک مین ربط اوس پری سے — بلا ہے سائے کا پیچھا کریگا
خدا جو کچھ کرے بندون کے حق مین — برے کا ذکر کیا اچھا کریگا
جو یون ہی بڑہ چلے ضعف جدائی — چلو چپتی مجھے ننجبا کریگا
پریشان ہو نگے سارے شعبدہ باز — وہ مشکین زلف جب لٹکا کریگا
ہے وہ نازک کمر لچک سے پریشان — یہ درد اور جال کو پتلا کریگا
سمو لیا زخم نا جن خوردہ ہومنین — مرض کبھلی کا پھر کیا کریگا
کسی کے حال پر ٹھٹھا جو مارے — وہ آپی آپ کو رسوا کریگا
کبھی ٹھنڈا نہین کرتا وہ دل کو — مجھی کو ایکدم ٹھنڈا کریگا
برا ہے اتصال زلف دنیا — کہا ننگ کوئی منھہ کالا کریگا

وہانکی جاے بھی مدِّ نظر ہو
یہان بیداد اگر بیجا کریگا

تری ہر بات بھی ہوگی نہین ہان
نہین ہر وقت اگر بولا کریگا

سمایا ہے نظر مین نیستی کا
نہین کیون وہ نہین بولا کریگا

پری زادون کا دیوانہ ہے ایدل
مجھے کس کس کا توشیدا کریگا

ضیاے مہر گردون دیکھون پہر تو
وہ رشک مہر اگر جلوا کریگا

اوسکے لوگون نے اوسے خلق مین بدنام کیا
مجھے اور اوسکو لگایا کہ برا کام کیا

مین تڑپتا رہا بے چین رہا صبح تلگ
ما پنے گہر یار نے کس چین سے آرام کیا

ہمنے مر مر کے غم رشکِ مہ و مہر مین آہ
شام کو صبح کیا صبح کو پہر شام کیا

اعتباری ہے فقط مرتبۂ ذات و صفت
بد کیا نیک کیا خاص کیا عام کیا

شوق تشہیر مین لازم ہے بہلائی کا خیال
یون تو ابلیس نے بہی کام مین بس نام کیا

حوصلہ بڑہ کے گہٹا ساقی دریا دل کا
جام کو شیشہ کیا شیشے کو پہر جام کیا

برہمن جانتے ہین مانتے ہین کفر شکن
ہمنے ہر بت کافر کو یہان رام کیا

کیا نہ کرتے ہین گذرتی ہے غریبونکی حیات
غم کیا فاقہ کیا قرض لیا وام کیا

بعد مدت کہین پہر تو نے بڑی خواہش سے
ایک بے مہر کے ملنے کا سر انجام کیا

برگشتہ ہو سنبھل ناسوت بن گیا
دل اپنا محوِ عالمِ لاہوت بن گیا

ساقی ترے فراق مین دہن می کی سرخڑی
آتش پری کا سایہ ہوا بھوت بن گیا

اوس زہرہ وش کی چاہ مین دل اور جگر مرے
ہاروت ایک دوسرا ماروت بن گیا

زہرہ جبین ہزارون شرفیاب ہوگئے
روئے زمین پہ گہر مرا کیا حوت بن گیا

اک دن سرور نشۂ دولت خمار سے
ہر ایک تخت تختۂ تابوت بن گیا

شورے کیطرح شور مچاتا ہون وقتِ سوز — کیا جسمِ خاکی تودۂ بارود بن گیا
حیران ہوا مین دیکھ کے جنازۂ پری — آئینہ آپ دیکھا کہ مبہوت بن گیا
اپنے جنون کے زور نے زنجیر توڑ دی — ہرچند سلسلہ تھا مگر سوت بن گیا
وہ بادشاہ حسن ہے اسمین کلام کیا — ہر توت اوسکے ہاتھ مین شہتوت بن گیا
باندہی جو جست پر کر انسان نے کبھی — شیطان کا بھی باپ ہوا بھوت بن گیا
اوس غیرتِ پری کی جدائی مین کیھیان — دیو شبِ فراق کا اک توت بن گیا

پھر تو زمین پر ہون مین ہرچند ای فلک
سایا جو اک پری کا ہوا بھوت بن گیا

رونق فزا بیان جو وہ غنچہ دہن ہوا — گلزار پر بہار ہمارا چمن ہوا
دل نے سفر کیا مرے پہلو سے دفعتاً — بیٹھے بٹھائے مفت غریب الوطن ہوا
یاد آیا وہ تو جان مین جان آگئی مری — گو بے حسی تھی پر متحرک بدن ہوا
درپردہ اسکو کسکی تھی صحبت کہ اسقدر — پالا ہوا بغل کا مری بد چلن ہوا
چیلے ہین پیچھے پیچھے گرو آگے آگے ہے — خرد و کلان کا ایک دغا مین چلن ہوا
ہے یار آہ گرم ہے گرمی کا آفتاب — برجِ اسد پلنگ مرا بے سخن ہوا
اندہیر ہوگیا جو تمہاری نقاب سے — ثابت ستارہ بینون کو سورج گہن ہوا
مجبوریٔ فراق کا مختار ہے خدا — بے اختیار آج دل ای جانِ من ہوا
پہولا خوشی سے دل یہ کسی گل کے وصل مین — آگے تو غنچہ تہا مگر اب ایک من ہوا

اوس گلبدن کے غم سے یہ بہاری ہوا ہے دل
پھر تو بغل مین دل نہوا ایک من ہوا

ہر دم مجھے خیال ہے ای بیوفا ترا — جیتے دکھائے بندے کو بارے خدا ترا
لوگون سے کیا لگی ہے عدو کو لگی فراق — اللہ کے حوالے ہے لگا مرا ترا

ثابت نجوم سے ہے ستارہ نکالا اپنے — ممکن نہیں جو وصل پھرا ی مہ لقا ترا

تیلا تلا کا کہئے سزاوار ہے اسے — ڈرتا نہیں ملاؤن سے بھی منچلا ترا

ٹھہرا تری زبان برا سب کے پاس مین — اللہ دو جہان مین کریگا بھلا ترا

کی مین نے کیا برائی جو تو نے برا کہا — حاسد کرے بجھی کو برا یہ برا ترا

ہون بیدماغ غالیۂ زلف حور سے — سونگھا ہے مین نے وصل مین جو ارگجا ترا

کاٹی شب جوانی پریشانیون مین سب — احسان میرے سر پہ ہے زلف دوتا ترا

مجکو پڑی ہے خانۂ تن کی ہر ایکدم — خانہ خراب دل یہ جو عاشق ہوا ترا

ای مہر دلفروز ذرا چشم التفات
پیرتو ہزار جان سے ہے مبتلا ترا

یاد آتا ہے دلربا اپنا — دم خفا ہو رہا ہے کیا اپنا

وہ نکلتا ہے جیسے قابو سے — نکلے ایسا ہی مدعا اپنا

زندگانی کا لطف اوٹھاؤنگا — دل لگی ہے کہ دل لگا اپنا

جو کبوتر کہ تو نے بھیجا ہے — مرغ جان ہے وہ دلربا اپنا

تری گاتے ہین سب جو زہرہ جبین — کارساز ایک ہے خدا اپنا

سابقا ہے مجھے ملیحون سے — زندہ رہنا ہے بامزا اپنا

چال سب منحصر ہین قابو پر — بس چلا یا جو بس چلا اپنا

عضو ہر ایک ہے مرا تیرا — ایک تو ہی ہے برملا اپنا

دل و جان مین ہے حصہ میرا تیرا — ایک تیرا تو دوسرا اپنا

وہ مجھے قتل ہی کرے پیرتو
کبھی چاہون نہ خون بہا اپنا

ہمقافیہ بر غزل شیخ امام بخش ناسخ لکھنوی

ہر ایک عارض ہے مہ جبین کا کہ ماہ کامل ہے چودھوین کا
ظہور ہے خطِ عنبرین کا کہ گرد ہالہ ہے مشکِ چین کا

وہ لطف لبہائے شکرین ہے کہ قدرِ شانِ عسل نہین ہے
کبھی جو بوسے کا ڈھب کہین ہے مزا بُھلاتا ہے انگبین کا

تمہارے گالون کا رنگ وروغن کبھی دِکھائے جو اپنا جوبن
سفید ہو جائے روی گلشن گلون مین عالم ہو یاسمین کا

ہے جیتے جی کا عذاب غافل کریگا پھر کیا خرابِ غافل
بنا رہا ہے کباب غافل خیال گرم آبِ آتشین کا

نہ اپنی آنکھون مین جائے مردم نہ منھ مین گنجایشِ تکلّم
زبان پر اوسکا ہی ہے ترنم نظر مین جلوہ ہے جس حسین کا

ہے چشم سوزن کی چشم شیدا اور اوسمین تار نظر ہے تاگا
عجیب بخیہ ہے تم نے دیکھا تمھاری انگیا کی آستین کا

فلک پہ ہے شمس و قمر نہ پا زان ہیہ دونون جھوٹے نگین ہین ایجان
ابھی یہ نادیدہ ہو پشیمان جو دیکھے ٹیکا تری جبین کا

جلاؤن عالم کو بے تامل مگر ہے پاس ان بتون کا بالکل
ہے سرد مانند آتش گل ہر اک شرار آہِ آتشین کا

ضیائے رخسار ضو فشان سے نور افشان کچھ ایسی شان سے
فزون ہے قندیل آسمان سے تمہارے گھر کا ہر اک جھینکا

یہان جو آنے کو گھر سے نکلا شگون بد اوسکے پیش آیا
کوئی ہوا آڑے ہی آگیا تھا کوئی کھنکارا تو کوئی چھینکا

تباؤن کیا اور نکتہ چین کی ملی دنیا کی رہ نہ دین کی

نہ جان اوسکی رہی کہین کی نہ دل ہے اوسکا رہا کہین کا
ہوا ہی وہ چرخ چنبرین کی اور اسمین تہی خاک اسی زمین کا
جو روح نکلی تری کہین کی تو جسم ٹھیرا اترا کہین کا
نہین ہے جب سے وہ جلوہ فرما اوجاڑ ہے خانۂ دل اپنا
کہا یہ ویرانہ جسنے دیکہا مکان کی رونق قدم مکین کا
رقم جو کچھ مدحت جبین ہے زمین یہ پرتو زمین نہین ہے
ہے آسمان ہی تو چار زمین ہے ہے چار چندان شرف زمین کا

مجبور ہین ترا ہون تو مختار ہے مرا — حاضر ہون بندگی کو تو سردار ہے مرا
پھر خدا امید کی صورت نکالئے — مایوس دل وصال سے ای یار ہے مرا
جیسا کہ بیقرار ہے تیری نگاہِ شوخ — ویسا ہی بیقرار دلِ زار ہے مرا
آئے وہ سیر کو تو کہلے تازہ گل کوئی — داغون سے دل مشابۂ گلزار ہے مرا
کیا غم اگر مدد نکرے کوئی مستِ ناز — ایدل وہ بے نیاز مددگار ہے مرا
جس پر ہون ظلم رحم بہی اوسپر ضرور ہے — لازم تجہے خیال دل آزار ہے مرا
مین ہی کمال عشق پہ کچہ فخر تو کرون — نازان کمال حسن پہ دلدار ہے مرا
دیجے سزا کر آپکے گلشن کی سیر کی — سچ ہے کہ آج نفس خطاوار ہے مرا

پرتو مرے ستارے ہین کیا مجہ پہ مہربان
اک آفتاب حسن طلبگار ہے مرا

کسنے کاشانۂ دل رنج سے معمور کیا — کسنے گھر سے مرے اوس شوخ کا گھر دور کیا
دیکھ لے مردم بدبین کو خدا سے بینا — دیدۂ طالبِ دیدار کو بے نور کیا
یار کے دیدۂ فتان سے جو فتنہ اوٹھا — مبتلا نے لب و چشم اوسے منظور کیا
اپنی حرکت نے دکھائی مجہے کچہ اور ہی شکل — مین نے آئینہ دکھا کر اوسے مغرور کیا

حق نے ای کاش فرشتہ ہی بنایا مجھکو — اسطرح خلق جو دنیا مین تجھے حور کیا

آج اک بام پہ دیکھہ آئے کسیکا جلوہ — ہمنے نظارۂ شمع جبل طور کیا

بول بھیجا ہے جو اوسنے کہ قریب آیا ہون — دل مغموم کو اسبات نے مسرور کیا

یہی ارمان ہے ای قاضی الحاجات اپنا — کرے مسرور ہی جسنے مجھے رنجور کیا

اب تصور مین ہم آغوش ہے وہ شوخ مدام — بانئ وصل ہے جس شخص نے مہجور کیا

> جبر کچھ کر نہین سکتا ہو نین پرتو او سپہر
> غلبۂ عشق نے بیطرح سے مجبور کیا

مقصد طالب دیدار نظارا تیرا — حایل چشم طلب پردہ بیجا تیرا

شکوہ کچھ اور نہین اسکو شکایت ہے یہی — مرض عاشق بیمار ہے شکوا تیرا

ایکدم وعدۂ فردا سے قیامت کرلے — واہ ہر روز نیا وعدۂ فردا تیرا

مین کسی اور تماشے کا طلبگار نہین — دل کو بہاتا ہے فقط ایک تماشا تیرا

سرکشی دیکھہ رہا ہون تری بیٹھے ہوئے پاس — ایک سرکش کا تماشا ہے تماشا تیرا

ای فلک دور مین تیرے ہوے کیا کیا سرکش — لایق دید ہے سرکش کا تماشا تیرا

پلٹیان لیتا ہے کیا کیا تو شب فرقت مین — نادر ایدل ہے یہ سرکش کا تماشا تیرا

بڑھگئی حد سے کوئی بات تو گھٹ جاتی ہے — سہل ہو جائیگا دشواری سے ملنا تیرا

> وصل اک کان ملاحت کا ہے پرتو حاصل
> آج کل خوب مزیدار ہے حصا تیرا

محرم راز ازل ہے تہا دل زار اپنا — حصے کی بات ہے غم دے گیا غمخوار اپنا

سالہا سال رہا دل کو جدائی کا مرض — مدت العمر مین اچھا ہوا بیمار اپنا

دل لگانے کا بڑا سخت ہے ہیہات یہ روگ — واے تقدیر کہ جاتا نہین آزار اپنا

زعم سے کہتے ہین وہ نام بدلدین میرا — دام سے چھوٹے اگر کوئی گرفتار اپنا

دلِ گم گشتہ کا اپنے یہ پتا پایا ہے
آپکو جان چکا ہون مین جو دلدار اپنا

عاشقی حاجتِ اظہار نہین رکہتی ہے
لیکن اتنا ہے کہ سمجھے وہ طلبگار اپنا

غم مین اک غنچہ دہن کے ہون صبا سے بہی تنگ
ناک مین آگیا دم اس سے تو سو بار اپنا

اوس گلِ تر سے کہان گرمیٔ صحبت کی امید
سرد ہوتا ہون دکھاتا نہین دیدار اپنا

بکھرے مہر بہی ای چاند کے ٹکڑے نہ سہی
اتنا پہچان کہ پرتوؔ ہے طلبگار اپنا

کیا نام خدا نام ہے محمود تمہارا
اور شانِ خدا کام ہے مسعود تمہارا

یہ جوشِ محبت ہے کہ مقبول جہان ہو
مردودِ دلِ خلق ہے مردود تمہارا

قفلِ لبِ اظہارِ کدورت ہے ندامت
دروازہ جو مجھ پر ہوا مسدود تمہارا

بے آبروِ مطلب کیلئے ہون نہ عزیزو
بے آب نہو گوہرِ مقصود تمہارا

ٹھنڈے رہو لوگو نہ کرو میرا حسد تم
دل پہونک نہ دے آتشِ بے دود تمہارا

ہر دم ہوس آلودِ جفا جان ہماری
ہر وقت دل ای جان ستم آلود تمہارا

معبود نہ مانینگے بتو ہم تمہین اصلا
معبود وہ اپنا ہے جو معبود تمہارا

بس ہے یہ دعا آج بڑی دیر سے اپنی
آنا ہو میرے پاس کہین زود تمہارا

اس باغ مین روندون اسے سبزے کی روش مین
ای دوست ہو دشمن کہین نابود تمہارا

جل جل کے دکہاتا ہے اگر دل کے دہوین کی
پرتوؔ کوئی دلسوز ہے وان عود تمہارا

رہتا ہے شب و روز مجھے دہیان تمہارا
ہے ایک خیال آٹھ پہر جان تمہارا

کچھ کہتے ہوئے پہر نظر آتا ہے کوئی منھ
ہرچند کہ آئینہ ہے حیران تمہارا

سر مجھکو چڑہاتے ہین پریزاد زمانہ
کیا زلفِ حسینا

بیزار ہوئے بہی تو ہوی اور بہی نسبت

دل چاک کبھی چاک کے مانند نہ چھوڑے
آجائے اگر ہاتھ مین دامان تمہارا

زیور کے پہنتے ہی مجھے یہ نظر آیا
اک کان جواہر ہے ہر اک کان تمہارا

کچھ اور وظیفہ نہین تسبیح نہین یاد
ہے وردِ زبان نام ہر اک آن تمہارا

مشکل ہے کہ بیباک نہین میری طرح سے
پھر وصل جدائی مین ہے آسان تمہارا

اسکا لب عاشق پہ عجب رنگ ہے معشوق
رکھتا ہے بہار اور ہی کچھ پان تمہارا

ہر روز جو بیکل سے کہا کرتے ہو کل تم
لون کونسی صورت سے کہا مان تمہارا

لگ لگ گئین آنکھین مری تکمے کیطرح سے
اک دم نظر آیا جو گریبان تمہارا

ہے خانۂ دل ہجر مین آراستۂ شوق
گھر چھوڑ دیا پر بھی ہے سامان تمہارا

کیون بوسۂ رخ دینے کو قرآن کی قسم مفت
تم جانے خدا جانے ادا ایمان تمہارا

دمساز یہ سب جان ہی لیتے ہین مرا راز
دلسوز نے جب نام لیا جان تمہارا

مہمان اگر ہے یہ زمانے کا زمانہ
اک روز بھی پھر تو نہین مہمان تمہارا

ہمقافیہ بر غزل نواب مرزا خان صاحب داغ دہلوی

قیامت ہے پیارے اشارا تمہارا
نہو عشق ظاہر ہمارا تمہارا

نہ رلواؤ خون توڑ کر آس پیارے
بدن مین ہے دم کو سہارا تمہارا

شبِ غم یہ پہلو تہی حضرتِ دل
جگر کو فقط ہے سہارا تمہارا

حسد مردم کو ہے باطن کو اونکا
نظر مین ہے جنکی نظارا تمہارا

کوئی لطف بحکم ممکن نہین ہے
دل و جان پر ہے اجارا تمہارا

محبت سے گویا ہین اک جان و قالب
کچھ ایسا ہے لگا ہمارا تمہارا

روابط مین کیون ہم سے پوشیدہ کیا کچھ
ہر اک کام ہے آشکارا تمہارا

ابھی منتظر دگذرتے ہین چپ ہے
گنہ گاہ مین ہو گذارا تمہارا

یہ طوطا نہین طایر جان ہے گویا — تجھے دل سے پیارا ہے پیارا تمہارا
یہ نوبت ہوی شہرۂ حسن کی واہ — کہ تجبا ہے ہر جا نقارا تمہارا
ہزارون کے دل پر ہے نقش محبت — گل اندام موسکہ ہے پیارا تمہارا
بتو سختیان سیکڑون ہجر مین ہین — چھپاؤ نہ چہرہ خدارا تمہارا
رخ و زلف سے رات دن ہین مشابہ — جہان مین ظہورا ہے سارا تمہارا

اگر مہربان ہو تو پیر لقو یہ پہر مہر
دکھاؤ تو جلوہ دوبارا تمہارا

جھگڑا جو اوسکا میرا تھا سب فیصلا کیا — کیا دوستون نے دوستی کا حق ادا کیا
شیطان نے جو فریب دیا بوسہ لے لیا — بھڑکا کے مین نے رشک پری کو بلا کیا
دیؤن نے اوس پری کو چھپایا جو آنکھہ سے — گویا کہ میری جان کو تن سے جدا کیا
اچھی ہوئی یاری یہ مجھی سے تو چھیڑ سے — بیزار ہو کے ظلم کیا ہی تو کیا کیا
ہر نیک و بد کا لطف ہے میٹھی زبان سے — جملہ تمہارے نقر و کمو مین سے تپ کیا
ہے عالم مثال مین ہر رات وصل یار — لوگو بچھڑ کے خواب مین اوس سے ملا کیا
ہان خیر و شر فرو نہ ہوا کیون نہ خبر لی — کیا کیا فساد ہجر مین ہم پر ہوا کیا
بے پر کی کچھ اوڑا کے مجھے کہتے ہو [illegible] ہو — کیا منہ سے آدمی کو بھی تم نے ہوا کیا
مدت سے بوسہ لینے کا ہی اشتیاق ہے — لینے کے بدلے مین نے تحمل دیا کیا

پر لو اب امتیاز بد و نیک اختیار
بیکار رفو کیا ہے کہ جو کچھ کیا کیا

اوس شمع رو کو رنگ بھی بھایا پتنگ کا — ان شوخیون سے خون بہایا پتنگ کا
گر گر کے اوس کے گھر مین دکھاتا ہے شوق دل — ہے نام مرغ نامہ بر اپنے پتنگ کا
جلوت کے رنگ ڈھنگ ہین خلوت مین مستعد — اہل غبار کیلئے میدان ہے جنگ کا

چہرون سے رشک کے دلِ حساد چھید گئے
گھوڑا مرا ہوا کوئی گھوڑا الفنگ کا

وہ شہسوار معرکۂ صید گاہ ہے
رہتا ہے اختیار مین گھوڑا الفنگ کا

پانی اوترکے منھ کا ہوا خشک تر رباب
ایسا ہے تازہ نغمہ تری جلترنگ کا

یہ کس کے فیض رخ سے ہے حاصل صفا دلِ
آئینہ بن گیا جو ہر اک پارہ سنگ کا

کیا چھکے چھوٹے گنجفہ بازون کے دیکھئے
اب چور اوسکے ہاتھ مین پنجہ ہے چنگ کا

تیر نگہ کا تیرے نشانہ نہین ہے کون
رستم کی بھی کمان کو ہے زخم اسی خدنگ کا

کتنے دنون سے ابلق لیل و نہار کو
پرتو حسد ہے تیرے کمیت دو رنگ کا

ہمقافیہ بر غزل شیخ امام بخش ناسخ لکھنوی

دخل اوس کے خانہ باغ مین کیا موشراب کا
ہر پھول ہے چمن مین کٹورا گلاب کا

بر عکس ماجرا ہے ہر اک بزم آب کا
اوندھا رکھا ہے کسنے پیالہ حباب کا

دعویٰ اگر ہے ہمسریٔ آفتاب کا
زیبا ہے چادر تہ رہے کپڑا انقلاب کا

ساقی مرے پیالے کو بھر دے شراب سے
لازم ہے ماہتاب مین نور آفتاب کا

باتین شبِ حیات کی ہو لنگی صبح مرگ
اک روز ان خیالون مین عالم ہے خواب کا

غفلت سے کوئی قصۂ عبرت نہین ہے یاد
بیداری کا خیال تصور ہے خواب کا

ساقی کے غم مین خون جو روتا ہون میکشو
ہے چشم خونفشان مری چشمہ شراب کا

مینخانے مین ہے موج بلا محتسب کی چال
ساغر ہر ایک بن گیا ساغر حباب کا

غفلت شباب کی نہین زنہار معتبر
شب کے سوائے وقت نہین کوئی خواب کا

تیرے مقابلے سے کہین منفعل نہو
بیوجہ اوسطرف نہین منھ آفتاب کا

وہ بحر حسن جو لبِ دریا پہ آگیا
ہر موج ایک سلسلہ ہے پیچ و تاب کا

اس بحر بے ثبات مین دو دن کے واسطے
لے لونگا مستعار کوئی گھر حباب کا

گل داغدار رنگ گل یار ہو گئے
اک لالہ زار بن گیا تختہ گلاب کا

دو غمزدے جو مل گئے چشمے بہا دئے
پانی ہوا سحاب سے ملنا سحاب کا

ہر سونے والا صبحکو ہوتا ہے ہوشیار
سنبھلے نکیون بڑہاپے مین غافل شباب کا

صبح شب وصال ہوی مجکو صبح شیب
گویا کہ ایک رات تہا موسم شباب کا

صورت بنانے سے کبہی سیرت نہ بن سکے
پیر تال مین نہین خدا ہان خضاب کا

بوڑہون سے اتفاق جوانون کا ہے محال
قوس قزح مین تیر نہین ہے شہاب کا

یاد آیا ہجر مین وہ دل سوختہ مجھے
ہاتھ آگیا اگر کوئی ٹکڑا کباب کا

پہر تو فلک کا دور بہی مستون کا دور ہے
پر آفتاب سے ہے قدح ماہتاب کا

ہمقافیہ بر غزل شیخ امام بخش ناسخ لکہنوی

حسن ملیح سر جو نکالے سراب کا
ساغر شراب کا ہو کٹورا گلاب کا

ادس کے پاؤن سے ہے فلک سطح آب کا
تارون کے منہ پہ چمکا ستارا حباب کا

ہر روز دیکھتے ہین زوال آفتاب کا
اسواسطے وہ رکہتے ہین پردا نقاب کا

ہر روز ہر حسین کو تنزل ضرور ہے
ہے دن مین ایکبار زوال آفتاب کا

بیخوابیون سے عالم صحت مین فرق ہے
ہے ستہٗ ضروری مین اک رکن خواب کا

بیوجہ جاگنے سے مصیبت ہے جان پر
آرام پانیکے لئے تکیہ ہے خواب کا

ساقی کی تاک ہی رہی چشم حباب سے
میخانے مین بہا بہی جو دریا شراب کا

وہ خوش گلو الاپے لب بحر جو وہ کبہی
قفقس اوڑ جائے توٹ کے مضیا حباب کا

جو جاگتے ہین نیند وہی ہوشیار ہین
غفلت مین ڈالتا ہے یہ جنجال خواب کا

مجکو غرض ہے تجہ سے ترا منہ ادہر رہے
کیا غم اگر ادہر رہے منہ آفتاب کا

آتش جو عشق ہوے کمر کی بہڑک اوٹہی
خاکا دخان آہ ہوا پیچ و تاب کا

ہنگامِ سیرِ بحرِ تغافل کے سامنے — دریا بھی پھوڑتا ہے پھپولا حباب کا

خالِ سیہ کا عارضِ رنگین مین داغ ہے — لالہ کا پھول پھول بنا ہے گلاب کا

کہتے ہین تیرے مضطرِ گریان کو دیکھ کر — آیا کہان سے برق کو دیدہ سحاب کا

پہنچا مقامِ پیری پر اک ہی شلنگ مین — کیا گذر گیا ہے زمانہ شباب کا

ہر کام کے ہے وسط مین خوبی حدیث سے — سرمایۂ حیات ہے موسم شباب کا

ہر دم نہ کھونہ دستِ حنائی کمر پہ تم — موے کمر پہ رنگ جمیگا خضاب کا

کیا یہ بھی ہے کوئی نگہِ چشمِ قہرِ یار — چلتا ہے بے کمان جو پیکان شہاب کا

لختِ جگر مژہ مین ہین اس خستہ حال کی — عالم ہے اپنی آنکھون مین سیخ و کباب کا

پھر لو اک آفتاب کا محفل مین دور ہے — درکار ہے پیالہ مجھے ماہتاب کا

کیا خوف مجھکو پرسشِ روزِ حساب کا — سایہ ہے بیکسی مین رسالت مآب کا

عالم ہے روی یار مین جب آفتاب کا — کپڑا ہے ابر آب روان کی نقاب کا

حایل ہے چشمِ شوق کو پردا نقاب کا — یہ بھی ہے اک کرشمہ تمہارے حجاب کا

ٹھنڈا ہو غیر ڈوب کے دریاے رشک مین — نظارہ تم کرو میری چشمِ پرآب کا

غفلت کا حال دل سے فراموش کیون نہو — کوئی خیال یاد نہین رہتا خواب کا

دیکھو کسی کے ہجر کی دریا دلی کا فیض — چشمِ پرآب پر جو یقین ہے سحاب کا

رونے پہ لگ گیا جو مرا دیدۂ پُرآب — سو بار سوکھ گیا منھ سحاب کا

جب سے نہین وہ چاند کا ٹکڑا کنار مین — مطلق نہین ہے لطفِ شبِ ماہتاب کا

تل لی سیاہی منھ پہ شبِ تارِ ہجر کی — پیرِ فلک کو شوق ہوا ہے خضاب کا

ساری خرابی خانۂ تن کی ہے دل کے ہاتھ — دم مارنے لگا کسی خانہ خراب کا

منھ کی صفائی دل کی کدورت نہ کھو سکے — دینا جواب صاف نشان ہے عتاب کا

ہے مثلِ جسم تین تنزل مین سیرِ زیست
جھگڑا فقط ہے طفلی و شیب و شباب کا

نونیز لے سے کرتے ہین وہ سیرِ آب جو
نوین فلک پہ چمکا ستارہ حباب کا

تیری ہوا مین رنگ ہے برباد مثلِ بو
پھولا ہوا ہوا مین ہے تختہ گلاب کا

ہے نشہ جوانی کی یہ طرفہ تر ترنگ
رہتا نہین خیال ثواب و عذاب کا

کیونکر گھٹے نہ بڑھ کے حسینونکی آب و تاب
پھر تو ہے روز اوج و زوال آفتاب کا

جلوہ عیان ہے مہرِ رخِ بےحجاب کا
کافورِ صبح بن گیا پردہ نقاب کا

ذوقِ سیاہ کاری ہے نہایت خضاب کا
ہر پردہ چشمِ تر مین ہے دامن سحاب کا

یہ ماجرا ہے چاہِ ذقن کے حجاب کا
دیکھا تو چشمہ خشک ہوا آفتاب کا

پڑتا ہے عکس جی مین رخِ بےحجاب کا
چمکا ستارہ اچھلے دن آفتاب کا

لکھا جو شوق دید خطِ بےحجاب کا
خط بن گیا ہے کیا خطِ ریحان جواب کا

دل ریش میری طرح ہے ریشم نقاب کا
پیوند کو ضرور ہے ٹکڑا سحاب کا

مسی سے کیون لگا ہے دل اوس بےحجاب کا
کالا ہوا نہین کبھی منھ آفتاب کا

اعمالِ نیک و بد کا سراپا حساب ہون
ہر بند جسم بند ہے گویا حساب کا

ہر وقت یار نے رخِ روشن چھپا لیا
اس سال مین ہے روز گہن آفتاب کا

داڑھی کی ہو صفائی تو ہو جائے فیصلہ
کیون رو سیہ لگے رہے جھگڑا خضاب کا

ہو مین گناہگار گنہ بےحساب ہین
خود عذر خواہ جرم ہے دفتر حساب کا

اس گنجفے مین چال کا ہے مستحق فلک
آیا ہے اوسکے ہاتھ ورق آفتاب کا

وہ ماہ وش جو رونقِ شبدیز ہو گیا
مانندِ کہکشان ہوا تسمہ رکاب کا

اب ضعف اسقدر ہے کہ غم شہسوار مین
ہر آنکھ مین پڑا مری حلقہ رکاب کا

ساقی کی طرح یہ بھی ہے مجھ پر عتاب مین
آنکھین نکالتا ہے پیالہ شراب کا

تحریکِ نزلہ سونگھنے سے اسکے ہو گئی
اوس گل کے دور مین ہے خرابا گلاب کا

شکوہ مجھے ہے طول شبِ ہجر کا طبیب
لازم ہے اب دوا مین ورق آفتاب کا

دیکھا تو شرم کرنے مین تم ایک فرد ہو
بندِ قبا ہے بندِ حیا کے حساب کا

اس غفلت شباب کا کچہ اعتبار ہے
جھگڑا تمام رات مین فیصل ہے خواب کا

رنگین نوائیون سے اوڑ رہے بلبلون کے ہوش
عارض نے اوسکے رنگ اوڑایا گلاب کا

ہر آہِ شعلہ بار نحوست مین ہے زحل
ہے ساتوین فلک پہ دماغ اضطراب کا

ہر سخت دل کو نرم سمجھنا ضرور ہے
دعوا یہ با دلیل ہے مخمل کے خواب کا

مضمونِ خطِ روی کتابی کھلا نہین
کیسا شکستہ حاشیہ ہے اس کتاب کا

آتی نہین ہے یاد دلِ تفتہ حال کی
اوس مست کو خیال نہین ہے کباب کا

اک پوست استخوان ہے ہوا خواہِ انبساط
شاہد ہے حالِ زار سراپا رباب کا

کیا وہ حسین بام پر اپنے چڑہا کہین
منہ آج اوتر گیا ہے بہت آفتاب کا

ہے آتشین عذار جو مشغول سیر آب
دیکھا جگر مین لہر کے چھالا حباب کا

اس میکدے مین بادۂ گلگون سے کیا غرض
ہر دم مجھے خیال ہے لعلِ مذاب کا

آنکھون مین ہے لبِ مسی مالیدۂ حسین
تارِ نظر ہے رشک لب آفتاب کا

پھر لطف آخیر ماہ مین دیکھا جو اوس کا دور
توڑا ہے آسمان نے قدح ماہتاب کا

وعدے سے پر اپنے کوئی نہ آیا تو کیا ہوا
بارے قضا سے جھوٹھ کا حق تو ادا ہوا

امیدِ رحم اور وہ معشوقِ بیوفا
ارمان ہے غازۂ روی وفا ہوا

یہ مسئلہ ہمیشہ رہے نقشِ دلنشین
بندے نے جب خودی کو مٹایا خدا ہوا

دیوانگانِ حرص کو مطلق نہین حجاب
جس کو طمع نے گھیر لیا بیحیا ہوا

وہ جانِ جان ہے اس سے ہمین ہجر مقام
آزردہ وہ ہوا تو نہین دم سے خفا ہوا

دم بازیون کا یار کی لیتا ہون انتقام
مجھ سے خفا ہوا وہ مین دم سے خفا ہوا

پھر مشی دلِ بدبین ہیت دوریان
لیکن جدائی مین بھی نہ مجھ سے جدا ہوا

پیارے گزشتہ راصلوات آؤ جانے دو
کیا غم کی یاد عیش مین جو کچھ ہوا ہوا

بوسے وہ دیکے مجھ سے نہ لین عیب کچھ نہین
لیتے نہین ہین صاحبِ غیرت دیا ہوا

وہ دن گئے کہ پیش تہا لیماندہ لوگ کے
آتا ہے اپنے آگے اب اپنا کیا ہوا

معشوق غیر سے مجھے مطلب نہین کبھی
لیتا نہین ہون ہان کسی کا لیا ہوا

دیتا نہین مین قرض تو کیا مستعار بھی
دیتے نہین ہین لوگ کسیکا لیا ہوا

اللہ نے بھی زندگی مستعار دی
پھر مستعار بندون کے دینے کو کیا ہوا

آزردگی کی بات نہین لین خوشی کے ساتھ
حاضر ہون دینے کے لئے بوسہ لیا ہوا

عاشق کے دم کے ساتھ تعلق ہے عشق کا
مشکل سے چھوٹتا ہے یہ لگا لگا ہوا

آسیبِ دیو عشق سے مبہوت ہے جہان
سائے کیطرح خود وہ پری اک بلا ہوا

آسیبِ دیو جہاڑنے کا جنکو زعم تہا
جب اوس پری کا سایہ ہوا زعم کیا ہوا

قامت کو اوسکی قامتِ طوبی سے دی مثال
اپنا مزاج آج نہایت رسا ہوا

ثابت کچھ اپنا حق تو ہے اور کچھ نہین تو کیا
مین مستحق تہا مورِد جور و جفا ہوا

چمکے نصیب اونکے تمام انکے فیض سے
پھر تو سے شرمسار ہر اک مہ لقا ہوا

اک داستان باغ مرا ماجرا ہوا
اوس گل کے آگے رنگِ تحمل ہوا ہوا

انسان نہین وہ کبر مین جو مبتلا ہوا
شیطان کہین خلیفۂ رب العلا ہوا

غنچہ اگر کہلا تو ہنسون کیون برنگِ گل
کیا یہ بھی اپنے یار کا بندِ قبا ہوا

میری طرف سے کان مین کہتا ہے یار کے
دشمن نے خوب حقِ مروت ادا ہوا

مین ہر طرح گزندِ محبت رسیدہ ہون
دل ہے دکھا ہوا تو جگر ہے جلا ہوا

ہے فیصلہ خدا کا بھی جمہور کی طرف
مقبولِ عام بندۂ خاص خدا ہوا

کیا دون جواب حشر کو کہ خونِ وفا کیا
ناحق مین آشنائی بتِ بیوفا ہوا

مدراس مین وہ حسن ہے ٹھہرے نہ جس پر آنکھ
اس سرزمین کا ماہ بھی مہر سما ہوا

وہ ناز کا پلا ہوا ہے یہ نیاز کا
دل اوسکا کیون رہے نہ مرے دل سے ملا ہوا

کہا کہا کے پیچ دل سے دہوان اوٹھ رہا ہے یار
حقہ ہے دمبدم ترے منھ سے لگا ہوا

دلدوز کوئی اسکا فلک پر نہین ہے کیا
پر تو ہے روز جیب سحر کا پھٹا ہوا

ہمقافیہ بر غزل منشی امیر احمد صاحب امیر مینائی لکھنوی

مین اس جدائی مین بھی نہ تجھ سے جدا ہوا
نا آشنائیون سے تری آشنا ہوا

جب عاجزی مین نفس بشر کا فنا ہوا
شیطان کو لباسِ تاسف عطا ہوا

جو دل کہ بحرِ عشق مین جوشِ آشنا ہوا
مانند بلبلون کے اوسی مین فنا ہوا

وحشی سے وہ پری نہ کوئی دم جدا ہوا
دوری ہوئی تو سایۂ زلف دوتا ہوا

اونسے ملا دئے جو شبِ وصل لب سے لب
مین نے کہا کہ قرض تمہارا ادا ہوا

اچھا نہین ہے وصل کی شب انفعالِ ظلم
آنکھین ملاؤ جانے دو جو کچھ ہوا ہوا

آیا زبان پر تو بہے اشک آنکھ سے
اک ابرِ اشکبار مرا ماجرا ہوا

اک آشیانِ مرغ بریدہ ہوا دماغ
ہے مرغِ ہوش تری طلب مین اوڑا ہوا

روشن ہوا چراغ کے ہنسنے سے یہ مجھے
ہنستا ہے اپنے حال پہ ہر اک جلا ہوا

مطلب ہے تیرے چین جبین مدام کا
تقدیر کا لکھا نہ جبین سے جدا ہوا

اس انجمن مین نغمہ سرا مثلِ ساز ہون
موقوف جبکہ چھیڑ ہوئی بے صدا ہوا

ہے یار اپنا بام ہے مجھکو محل ہول
پرنالہ ایک ایک کوئی اژدہا ہوا

تحریر اپنے صفحۂ دل پر نہین طمع
یہ لفظ ہے ورق سے ہمارے مٹا ہوا

یکتائی کا جو زعم ہے دیکھو نہ آئینہ — پیدا اگر نہ دیکھئے پھر دوسرا ہوا

ہے چشم مہر و ماہ سے دن رات سیر مین — پیر فلک بڑہاپے مین ذی حوصلا ہوا

خالی زبان صفای سے چلتی ہے خلق کی — دل ہے کدورتون سے نہایت بھرا ہوا

ہاتہون مین دستبرد ئی دل کا جما ہے رنگ — کیا خوب فیض صحبت دزد حنا ہوا

اوس بت نے جب ادا پر ادا کی ہے ناز سے — ہر با خدا سے فرض قضا پر قضا ہوا

عاشق ہے قیدئی چہ تار شب فراق — ہے آنکھ والا اندھے کنوین مین گرا ہوا

غفلت مین بہی ہے طالب دیدار ہوشیار — سوتا ہے خواب مین ترا منھ دیکھتا ہوا

یارب بچا ہر ایک کا دامان آبرو — چھوٹا نہ اس سے ایک بہی دہبا لگا ہوا

خط لیکے مرغ اوڑ ہا تو بگولا ہوا کوئی — بربادیون کا حال چلا لوٹتا ہوا

ٹہرے جو میرے سامنے رو دے ضرور تر — مانند ابر آئے بہی کوی اوٹھا ہوا

گذرے جو دو پہر تو ہوا مہر کو زوال — پہر کوی مہربان ہوا بہی تو کیا ہوا

بربادئی نصیب کا لکھا جو ماجرا — فوراً ہوا پر اوڑ ہکے کبوتر ہوا ہوا

برباد ہے ہوا مین تری بکھرا شوق — اوڑتا ہے مثل موج ہوا لوٹتا ہوا

خط مین ہوا وصل پری کا جو حال ہے — قاصد قدم بڑہاتے ہی گویا ہوا ہوا

یکدست ہم نے ہاتھ اوٹھایا جو خلق سے — پڑنے لگا قدم بہی زمین سے اوٹھا ہوا

روشن ہے اشک میری ہر شمع سے یہی — روتا ہے بس نصیب پر اپنے جلا ہوا

پوچھو نہ میری صحبت رنگین کا حوصلہ — بے حوصلہ جو آگیا با حوصلہ ہوا

کچھ تو سناؤ پیر تو روشن بیان ہمین
تم پر اوس آفتاب کی دوری مین کیا ہوا

ہمقافیہ بر غزل منشی امیر احمد صاحب امیر مینائی لکہنوی

جس سے ملا ہوا تہا اوسی سے جدا ہوا — پہر کیا ہوا کسی سے جو مین آشنا ہوا

اک جان تازہ پائی جو تجھ مین فنا ہوا — سرمایہ کیا حیات ابد کا عطا ہوا

ماہیت فراق سے جو آشنا ہوا — شوقِ وصال کشتیِ بحرِ فنا ہوا

کاغذ سے کوئی لفظ نوشتہ جدا ہوا — دل سے نہ دور پھر سرِ زلف دوتا ہوا

کچھ ہمروی کا تمہاری نہین ہے رنج — خوش ہون کہ مجھ سے حقِ مروت ادا ہوا

گذرا ہے تم پہ ہمپہ بہت کچھ فراق مین — اب شادیِ وصال ہے جو کچھ ہوا ہوا

سنتے ہی کھل کھلا کے ہنسا غنچہ لب کوئی — موجِ نسیم صبح مرا ماجرا ہوا

ہے طایرِ خیال ہمارا ہماے شوق — پھرتا ہے تیری دھن مین شب روز اڑتا ہوا

بیدردیان تمہاری عنایت سے کم نہین — ٹھنڈا ہوا ہے آتشِ غم کا جلا ہوا

سمجھا ہین دیکھکر رخِ رنگین کو شیب مین — مانند بو کے رنگ بھی گل سے جدا ہوا

اک جزو جسم سے متعلق ہے دوسرا — بیٹھا اگر گلا تو دہن بے صدا ہوا

کھنچتا ہون اشتیاق سے تیری تلاش مین — ہر گھر کا در مجھے دہنِ اژدہا ہوا

کیا کیا اوس آستان پہ نکی جبہہ سائیان — دیکھا نہین نوشتۂ قسمت مٹا ہوا

کیا انتبارِ ہستیِ دو روزہ کا ہے فرق — وہ کوئی دوسرا ہوا مین دوسرا ہوا

سو گالیان کھسنے دی اک بوسہ کے عوض — چھوٹا جو دل ہوا تو بڑا حوصلہ ہوا

وہ مست کہہ اوٹھا مےِ کامل کو دیکھ کر — ہے آفتاب سے یہ پیالہ بھرا ہوا

آیا جو کوئی سبز قدم میری بزم مین — چٹکی مین خطِ عارضِ برگِ حنا ہوا

حقِ دلا ہوا ہے کماندار سے ادا — منظورِ چشم تو وہ تیرِ قضا ہوا

مانندِ قطرہاے سرشکِ چکیدہ پھر — اوٹھتا نہین تمہاری نظر سے گرا ہوا

سکنے کا بھیس لیکے نہ دیکھے تجھے کہین — منہ اپنا دیکھ آئینے کو دیکھتا ہوا

آئینہ کفک مین اگر عکسِ رخ پڑا — ہر ایک ہاتھ صاف ہو مہندی لگا ہوا

دریاے شوق کی ہمہ تن موج بن گیا — پہنچا مین کوے یار تک لوٹتا ہوا

پردے پڑے ہین دیکھنے والونکی آنکھہ پر
پردہ ہے گوکہ یار کے منہہ کا اوٹھا ہوا

چہرہ جو آنکہہ مین ہے اوسے بہی چھپائین تو
دیکھے ہوئے سے اونکو چھپائین توکیا ہوا

آتے ہی یار اوڑگیا سب اضطراب دل
سمجھے ہوئے تھے ہم جسے بجلی ہوا ہوا

وہ تیز تر ہے آتشِ بے دود عشق کی
ٹہنڈا رکھے تو اور جلے یہ جلا ہوا

اللہ رے فیض جاریٔ فرقت کہ بحرِ اشک
خود لوٹ ہوکے ساتھ چلا لوٹتا ہوا

اک شعبدہ ہے غیرتِ اہل طلب کہ واہ
ہے ہاتھ بہی بڑا ہوا سر بہی اوٹھا ہوا

اک بات مین پہنچگیا سامع کے کان تک
منھہ سے نکل گیا جو سخن تو ہوا ہوا

منھہ سے نکل گیا تو قیامت بپا ہوئی
ہونا لہ غمزۂ نگہہِ حشر زا ہوا

دستِ طلب نے پاؤن بڑہایا جو رات کو
بولا مجہے وہ شوخ طبیعت چلا ہوا

لکہا جو ہمکلامیٔ جانان کا اشتیاق
طوطی کیطرح قافیہ ہے بولتا ہوا

منھہ کہول ای کلی ششش و پنجی کی بات کیا
پنجہ ہر اک شگفتہ کا دستِ دعا ہوا

بیماریٔ فراق سے دل لاعلاج ہے
کیسا غریب کو مرضِ لادوا ہوا

جب مین نے اوسکو منھہ ندیا تو بصد نیاز
خود آپ ملتجی دہنِ التجا ہوا

اچھونکی کوئی بات نہین ہوتی ہے بری
وہ بدمزا ہوا تو جدا اک مزا ہوا

موتی کو آبرو دُرِ دندانِ یار کی
آنکھون سے جو گرا اوسے یہ حوصلہ ہوا

داخل ہوا مریضِ محبت شفا ہوئی
کوچہ مرے مسیح کا دار الشفا ہوا

ای مہربان نہ پوچھئے پیر لٹو کی سرگذشت
جیتا ملا ہے آپ سے پہر اور کیا ہوا

رات یون یار کا وصال ہوا
صبح اک خواب کا خیال ہوا

کفِ افسوس اوسنے ملوایا
چہاتیان ملنے سے ملال ہوا

ال کا جس کے سر مین سودا ہے
رفتہ رفتہ وہ پایمال ہوا

مری آنکھوں سے غصہ خون رو یا
گورا چہرہ جو اوسکا لال ہوا

فرق آیا تری صفائی مین
خطِ رخ آئینے کا بال ہوا

کیا نظر بھر کے دیکھوں ماہ نو
یہ بھی کیا یار کا ہلال ہوا

سرخرو ہو گیا حسینون مین
لعل لب جب ہمارا لال ہوا

نظر آتا ہے غیر ممکن چین
جب اوسے دیکھنا محال ہوا

روز آتا ہے گھر مرے وہ مہر
آج کل ایک دن کا سال ہوا

اوسنے قاصد سے حال وان پوچھا
یہان دل خود بخود بحال ہوا

زال دنیا چنال ایسی ہے
کیسا ہی مرد ہو خلال ہوا

کس طرح موت ہو حرام اوسکی
جو ترے واسطے حلال ہوا

جھوٹا وعدہ اگر کسی نے کیا
تو مجھے سچ مچ انفعال ہوا

چشمِ بد کا اثر کہان تک ہے
چرخ پر مہر کو زوال ہوا

کیون نہ شرمندہ ہو وہ پرتو سے
اسکے باعث سے مہ جمال ہوا

دل جبکہ داغدار غم گل رخان ہوا
اک گلستان قضا و قدر کا عیان ہوا

جب سنئے داستان جدائی کا ہے بیان
دنیا مین آجکل ہمہ تن مین زبان ہوا

پھیرون ہی ناچتا ہے زمانے کی بزم مین
اس آسمان کا دور بھی طرفہ سمان ہوا

مین غرق ہون گلے تنگ انگیا کے گھاٹ مین
وہ بحر حسن نام خدا کیا جوان ہوا

چاہِ ذقن ترا نظر آیا جو دور سے
چشمہ بھی آفتاب کا اندھا کنوان ہوا

سینے پہ چڑھکے یا دوہ جوبن جو آگیا
باروت گا انار دل تفتہ جان ہوا

وہ خود پسند ایک ہے بس اپنے نام کا
منظورِ چشمِ آئینہ اب تک کہان ہوا

نخل امید وصل اک بیل ہو گیا
پہل دکنار برگ نہ اسمین عیان ہوا

چلّا کے بیٹھ جائے بہی آواز کیا حصول — گوشہ رہا خبر نہ وہ ابرو کمان ہوا

پہر تو کو اوس سے ملنے کا ارمان ہے راندن
جسکی نظر مین آنکھہ ملانا گران ہوا

موسم بہار کا ہے کہ وہ گل جوان ہوا — رنگ اس چمن مین غنچۂ دل کا عیان ہوا
ایدل بہارِ گلشنِ ہستی کا لطف اوٹھا — اوس گلبدن کا خندہ تجھے کیون گران ہوا
افتادگی گہرون کی ادہر اور قحط ادہر — باران سے دلپہ لوگ کے بارِ گران ہوا
ٹکڑے ہے گورے جسم پہ کیا آسمانی رنگ — سیلے تر دوپٹہ کا ای مہ کتان ہوا
منظور سیر جب ہوئی بحرِ وجود کی — دم بادبانِ کشتیٔ روحِ روان ہوا
رکہا جو دل کے داغ کا نام اوسنے بی انشاز — چیچک کے داغ داغ کا منہ پر نشان ہوا
قربانِ فیض جاریۂ بحر جامہ زیب — سارا لباس ہستی کا آبِ روان ہوا
ہے دور بین مزاج ترا پاسِ وضع مین — خلوت کے آس پاس نہ اک پاسبان ہوا
بہون ٹیڑہی بدگمانی سے اوسنے جو کی کبہی — ابرو پہ ایک مرکزِ کافِ گمان ہوا
اعجازِ حسن یار اوہورا نہین رہا — مشتاق تیری دید کا سارا جہان ہوا
ادنی سبہی ہین اور تو اعلیٰ نژاد ہے — لطفِ وجود رابطۂ جسم و جان ہوا
تقدیر کی کجی ہے کہ ترچہی نگہہ تری — اعجوبہ ہے کہ تیر بہی خم کر کمان ہوا
گو دو زبان سے خامہ ثناخوان ہے راندن — پر ایک وصفِ یار نہ کامل بیان ہوا
بے اعتبار کرتے ہین پہر اسکو کس لیئے — منہ کو تو وجہ فخرِ وجودِ زبان ہوا

جس بام پر مجہے نظر آیا وہ مہربان
پہر تو مری نگاہ مین وہ آسمان ہوا

تپ ہجر سے دل مین چہالا ہوا — بگڑتا ہے نازون کا پالا ہوا
ہے تیر نظر بے گمان کارگر — جسے تیر سمجہے تہے بہالا ہوا

وہ بت گالیاں دے رہا ہے خدا
کوی بے دہان کہنے والا ہوا

ہے دزدِ معانی بہی دزدِ حنا
کہ ہے اپنے ہاتہون کا پالا ہوا

نہین چور مضمون کا مہندی کا چور
کہ ہے انجمن سے نکالا ہوا

شب سلخ بالا ترا دیکہ کر
کہا خلق نے چاند بالا ہوا

مرا دل نہین چشمۂ فیض سے ہے
کہ نالہ جو نکلا وہ نالا ہوا

چمن کو ہے کس نخلِ مطلب کا غم
کہ نال اب جو ہر ایک نہالا ہوا

برنگِ گلِ لالہ داغی ہین یہ
دلیل اسپہ خود نام لالہ ہوا

جو وہ مہر بولا کہ پہر آؤنگا
کہا مین نے پہر تو اجالا ہوا

اے پری کون ہے وہ جو ترا شیدا نہوا
کس کے سر پر تری دیوار کا سایا نہوا

زعم زاہد کو ہے کیون مردِ خدا ہونیکا
کیا کبہی خواب مین شیطانی یہ بندا نہوا

خط کوی حاشیۂ قسمتِ بہرم ہے مجہے
سید ہی کہتا ہون کہ لکہا ترا الٹا نہوا

اپنے اعمالِ بد و نیک رہے اوسکے ساتھ
گور مین بہی کوی بندہ کبہی تنہا نہوا

نرگسِ باغِ محبت ہے تمہارا بیمار
یہ مقدر کی برائی ہے کہ اچہا نہوا

باپ کے نام سے محشر مین پکارینگے اگر
بچہ آئے کہان جب باپ کا بیٹا نہوا

میل آیا جو کبہی اسمین تو رو یا فورًا
دلِ دلدار مرے دہونے سے میلا نہوا

مست کیفیتِ عالم مین ہے اپنے ہر اک
اس خرابات مین کس کس کا خرابا نہوا

ترے مانند جو معشوق نہین ہے کوئی
ق
مرے مانند بہی عاشق کوی پیدا نہوا

ظلم چہوڑا نہ کوئی اور نہ کوی برداشت
ہمنے کیا کیا نکیا آپ سے کیا کیا نہوا

دل کی بستی ہی گرم آتشِ فرقت سے مدام
اس غم آباد کا موسم کبہی ٹہنڈا نہوا

اے قسمت کی یہ سختی ہے کہ دیدارِ بتان
دیر سے دیر جہان مین مرا حصا نہوا

وہ پریزاد ہے تو دیکھتے ہی ہوش اڑ رہے
جو سیانا نظر آیا وہی دیوانہ ہوا

وہ خردمند ہے یہ زلف پریشان کو اسے
جو کہ دل چاک سیانا ہوا وہ شانہ ہوا

ترے آگے رہا پیچھا نہ حسینون کا کیا
ترا پیر تو ہون پریزادون کا سایا نہوا

چمن آرا وہ گلبدن نہوا
کسکا دل غیرت چمن نہوا

بت بے پیر بے دہن نہین کچھ
مری قسمت سے وا دہن نہوا

تری چین جبین ہے سرحد چین
ہوش کسکا یہان ہرن نہوا

نہین پامال کسلیئے موذی
آسمانی ترا چلن نہوا

تو وہ بت ہے کہ عہد مین تیرے
کون شیخ برہمن نہوا

دانت قاتل کے ہین کہ تیغ کے دانت
کب یہان تیغ سخن نہوا

تجھ سے شرمندہ ہین مہ و خورشید
اس برس کونسا گہن نہوا

شانہ زلفون مین تم لگائے رہو
نہین وہ سانپ جسکو پھن نہوا

جب سے تیرے یمن مین گوہر ہین
سرخرو گوہر عدن نہوا

ابھی پیر تو یہ اوسکی چالین ہین
مثل چرخ کہن کہن نہوا

مہربان کوئی شب ہجر اگر یاد آیا
رات کے وقت مین اک نور سحر یاد آیا

اب سماتی نہین آنکھون مین سیاہی فراق
بخت چمکے وہ مرا نور نظر یاد آیا

روح گھبرانے لگی خانۂ تن مین شب ہجر
جبکہ اوس خانہ برانداز کا گھر یاد آیا

کیونکہ روؤن مین شب وصل کی گستاخی کو
سینہ پھٹتا ہے اگر دل کا جگر یاد آیا

چاندنی انجمن اہل الم کا ہوئی فرش
جب شب ہجر رخ رشک قمر یاد آیا

لگ گیا بارش بے فصل کے عالم کا مزا
برق لب کو جو مرا دیدۂ تر یاد آیا

بعد مردن بہی ذرا دل نہ لگا حورون مین
مجہے جنت مین جو ای جان ترا گہر یاد آیا

ہو گئے زرد غم و رنج سے خود صورت زر
مفلسون کو جو کبہی خواب مین زر یاد آیا

آبرو ٹپڑ گئی رونے سے مری آنکہون کی
جو یکایک ترے بالے کا گہر یاد آیا

نہوی پرتو غم دوست کو ناکامی ہجر
تو جو پہلو سے گیا شیوۂ فریاد آیا

ریاضِ دہر مین پہر موسم بہار آیا
مگر ہمارے چمن مین نہ گلعذار آیا

فراق مین نفسِ گرم دل سے پار آیا
عجیب سوز کے مضمون کا یہ تار آیا

اگر وہ سرو روان سوے جویبار آیا
تو آبِ جاری ہوا بند دم مین بار آیا

ہمارے نخل دل زار کو یہ بار آیا
کہ باغِ دہر مین دو چار دن نہ بار آیا

چمن کے چاک گریبان سے دلپہ بار آیا
تو کوہسار مین شیدائے داغدار آیا

ادا کے ساتھ جو غصے مین آج یار آیا
تو جان نثار کو بے اختیار پیار آیا

جب آیا دل کو عزیز و خیالِ یار آیا
اس اپنے پیارے مصاحب پہ مجکو پیار آیا

جمایا رنگ مری شوخیٔ نگارش نے
حنا لگائے ہوے ہاتھ مین نگار آیا

مجہے مکان مین اپنے وہ دیکھکر بولے
شکار خانے کو دوڑے ہوئے شکار آیا

فراق یار مین عاشق کی بیقراری پر
کسی کو گریہ جو آیا تو بیقرار آیا

خود اپنی ذات سے بے اعتبار ہین جو یہان
کسی کے قول کا اونکو نہ اعتبار آیا

گنوائے صبر و سکون مین نے عشقبازی مین
گرہ مین اپنی جو کچہ مال تہا سو ہار آیا

خدا کا قہر ہے یا اس برس کی بارش ہے
تباہ کرنے کو پہر ابر اشکبار آیا

دو چار روز کی فرصت ملی جو باران سے
تو مہربان مرے پاس بیقرار آیا

جدائی پہر مہ بے مہر سے ہوی پرتو
گئی وصال کی شب روز انتظار آیا

ہمقافیہ برغزل شیخ امام بخش ناسخ مرحوم لکھنوی

چمن مین نغمہ زن آیا جو بادہ خوار آیا
بہار گاتے ہوے موسم بہار آیا

ہمارے آئینۂ دل مین بہی غبار آیا
ہوا کے گھوڑے پہ جسوقت وہ سوار آیا

ہوان صرف حفظ مین گو باب افتعال کے پر
نہ یاد ایک بہی مصدر بجز انتظار آیا

فلک پہ کرتا ہے ثابت یہ نقش نعل ہلال
کہ یان بہی صورت سیارہ وہ سوار آیا

ہمارے دل مین بہی پہولا ہے لالۂ زار فراق
بلا سے باغ مین گر موسم بہار آیا

شکست دل ہے کلی کی چٹک حضور یار
یہ منہ کی کہانے ہی کو لشکر بہار آیا

خلش ہوی دل نازک کو غنچہ لب کے بہت
غضب زبان مین مینا کی جبکہ خار آیا

تمام شیر نیستان خطر سے کانپ گئے
کبہی جو غصے مین وہ طفل نے سوار آیا

عذاب کے لئے آیا اگر مزار مین سانپ
تو موذی جان گئے اپنا یار غار آیا

ہوا پر اوس گل ترکی گیا پہر امایوس
چلا پیادہ چمن سے مین گو سوار آیا

جو مجکو عاشق دندان سمجہ گیا ساقی
تو ہاتہ می کے عوض شربت انار آیا

وہ غنچہ لب گل و بلبل کی داستان سمجہا
بیان مین گو مرا قصہ ہزار بار آیا

کسیکے باغ مین یکدست پنجۂ خورشید
حسد کی آگ سے ہمصورت چنار آیا

یہ کیون ہے شاکی درد سر آج مست ناز
غضب ہے مستی مین پہر کس طرح خمار آیا

شب فراق جو شبنم کیطرح مین رویا
پڑوسیون کو بہت جاڑے سے بخار آیا

وہ کتنا غصے سے بہڑکے مجل خوف نہین
کبہی نہ آتش گل سے کوی شرار آیا

بتون کے سوز جدائی سے مین جو رونے لگا
تو اشک آنکہون مین ہمصورت شرار آیا

حسینون کی طرف اوڑہ گیا ہے طایر دل
شکار خانے کو چلتے ہوئے شکار آیا

وہ آفتاب چڑہتا ہے میرے ای پیرلو
پری کی طرح اوسے شیشے مین اوترتا ہوا آیا

جب کسی کو عتاب مین دیکھا ۔ اپنے دل کو عذاب مین دیکھا
کیون نہ روتی ہوی کہلین آنکھین ۔ اوسے بیمار خواب مین دیکھا
حسن وہ چیز ہے کہ جسکا وصف ۔ ہم نے ام الکتاب مین دیکھا
بیجا بانہ کیا بیان کرون ۔ جو کچھ اوسکے حجاب مین دیکھا
لب جو پر جو سرو نور آیا ۔ نور چشم حباب مین دیکھا
حور ہے تو بہشت ہے تیرا گھر ۔ خلد شر ہے ثواب مین دیکھا
لوگ کو تیرے گھر کے ای ظالم ۔ فتنہ گر اپنے باب مین دیکھا
گھر کا گھر تیرا مین برا ہے بیت ۔ پڑ گیا کس عذاب مین دیکھا
تری بو باس کچھ نہین پائی ۔ رنگ خالی گلاب مین دیکھا
دفتر جرم کو ہمارے فرد ۔ سب نے قبح حساب مین دیکھا

ٹیکا ہے اوس جبیں پر ای پیرلو
ماہتاب آفتاب مین دیکھا

دکھلا کے رخ صاف چھپانا نہین اچھا ۔ دیکھے ہوئے سے آنکھ بچانا نہین اچھا
ڈر آہ محر بیان سے کہ یہ قہر خدا ہے ۔ ای بت دل عاشق کا دکھانا نہین اچھا
مانا ہی کباب آگ دوبارا نہین دنیا ۔ پھر اور جلے دل کا جلانا نہین اچھا
تم آپ مسیحا ہو کہ و شرم یہ کیا بات ۔ ہاتھ اپنا طبیبون کو دکھانا نہین اچھا
ای شوخ تری طرح مگر جاؤنگا مین بھی ۔ ہر روز نئی بات بنانا نہین اچھا
بلبل سون جدائی گے تو نیرنگ دکھلا ۔ ای گل یہ جدا رنگ جمانا نہین اچھا
آلودہ گرد مزہ وصل ہے اکبار ۔ اب دامن عفت کو بچانا نہین اچھا
تنگ آئی ہے جان اپنی بہت جھوٹ سے اوسکے ۔ سچ پوچھیے تو دل کا لگانا نہین اچھا
لوٹو نہین ای حضرت دل ہائے شب ہجر ۔ آرام کو مٹی مین ملانا نہین اچھا

اندیشہ ہے اسکا کہ کہین قدر نہ گھٹ جائے
ہر ایک کی آنکھون مین سمانا نہین اچھا

کہنے ہو اگر چھیڑ ہے میری ہی طرف سے
ہر بات پر اب غصے مین آنا نہین اچھا

تو غیرت خورشید ہے مین پرتو جانباز
کچھ مہر بھی کرنا یہ ستانا نہین اچھا

ہان بہی تیرے خامے سے نکل جائے تو اچھا
لکھا مری قسمت کا بدل جاے تو اچھا

جل جانا ہی عاشق کی جو قسمت مین لکھا ہو
بس بنکے یہ معشوق پہ جل جاے تو اچھا

تسخیر ہو تقریر مقدر سے دل اوسکا
چکنی مری باتون پہ پہسل جاے تو اچھا

پرہیز کرے صحبت اغیار سے وہ یار
نکل سے مرے کانٹون کا خلل جائے تو اچھا

ای شمع تو اور اوس رخ روشن کا تقابل
جل جل کے تری چربی پگھل جاے تو اچھا

بہتر ہے کہ لگجائے مری آہ اسیکو
دل مایۂ ہر رنج ہے جل جاے تو اچھا

دل مین ابہی ضبط غم ہجر آہ کہان تک
یہ چشمہ اب آنکھون سے ابل جائے تو اچھا

بلغم کی ہے تولید فقط اہل شکم کو
کس کام کا جثہ ہے یہ گل جاے تو اچھا

سودا کے مرے سر سے ہو جدا زلف بتان کا
آئی ہوی آفت کہین ٹل جاے تو اچھا

دل پنجۂ مژگان سے یہان تلوون کا لے کام
طالب کو وہان سر ہی کے بھل جائے تو اچھا

آرام سے گذریگی مصیبت سے غرض کیا
پرتو مرا دل مجھ سے بہل جاے تو اچھا

اک دو قدم چمن مین جو وہ گلبدن چلا
دیوار باغ پہاند گیا مین بہی منچلا

دکہلاؤنگا اسے نئے اک روز تیکہنڈے
کیا چال میرے ساتھ سپہر کہن چلا

یہ چاٹ لائیگی دل پر داغ تگ کبھی
ہر روز اگر کوی پئے سیر چمن چلا

مرجہا گئی کلی مرے دل کی بہار مین
اوٹھ کر جو اپنے پاس سے غنچہ دہن چلا

بولا فلک کہ تجھکو بھی روندون اسیطرح
چیونٹی کو روندکر جو کوی پیلتن چلا

گل کی قبائین چاک ہین عینِ بہار مین
کیون سیرِ باغ کے لئے گل پیرہن چلا

عہدِ شباب تنگ ہے حسینونکی آن بان
یہ جب گذر گیا ہے تو سب بانکپن چلا

دنیا ہے چہوڑنیکی جگہہ سب رفیق کو
آیا جو ساتھ جان کے بیجان تن چلا

اللہ پر ہے اپنا توکل ہر ایک دم
بندے بگاڑنے سے مرا کام بن چلا

پہر تو نہین برائی بہلائی کا اعتبار
بگڑا ہوا تو بشیر اس جا سے بن چلا

جانتے ہین فقط جفا کرنا
اونکی دانست ہے یہ کیا کرنا

اشتیاقِ وفا سُئی دیکہہ
وعدہ ممکن نہین وفا کرنا

اونکی عادت مین ہوتی گر بخشش
سیکہتا شوق سے خطا کرنا

بوسے دیکر کہا یہ اوس بت نے
میرے حق مین کوئی دعا کرنا

اس زمانے مین اک کہاتی ہے
قرض کا وعدے پر ادا کرنا

مری آنکہون مین ہے بڑا اندہیر
اپنا چہرہ دکہالیا کرنا

کیا گلا کچہ ملے ملے نہ ملے
کام درویش کا صدا کرنا

ہین بتون کی شرارتین بیجید
دلِ نادان خدا خدا کرنا

مطلبِ لفظِ دہن ہے یہی
زندگی بہر تری ثنا کرنا

مہربان تو ہی مہر اگر نہ کرے
پہر تو جان نثار کیا کرنا

ہوا اوسکے آگے یون جیسے گہن مین ہو قمر کالا
غضب وہ دہرسیا ہے عجب آتش کا پرکالا

اندہیرا چہا گیا آنکہون مین ہجرِ مہرپیکر کا
برنگِ دامن سب ہے گریبانِ سحر کالا

زبان پر لا نہ باتین چارہ سازیکی فقط ہردم
کوئی چارہ گر مرہم مرے زخمِ جگر کا لا

ستمگاری ہے نادان فتنہ انگیزی خدا کی خیر
کہین زلفونکی صورت ہو نہ روے اہلِ شر کالا

دئے رنج اسقدر زلفِ سیاہِ یار نے مجکو
پریشان ہو گیا دیکھا کسیکا منھ اگر کالا

مرا سینہ بہی کچھ دیکھا کہ درپردہ جلا کیا
ہوا اندر ہی اندر ای ستم آرا جگر کالا

مدام ای دل نرکھ ہرگز تصور گلعذارون کا
زیادہ ڈال رکھنے سے ہوا جاتا ہی زر کالا

سیہ پوشاک سے مطلب سیہ پوشی نہین لیکن
سہانا رنگ گورون کو پٹے دفعِ نظر کالا

یہ کیون گورون کے بچے کالے ہوتے ہین زمانہ مین
ہوا ہے شامت بطن صدف سے کیا گہر کالا

سیہ خانہ مین اپنے آئے ای سپر لقو جو دہو کے سے
ابہی ہو کو لپسے کی شکل سے بگلے کا پر کالا

نہ گورے سود خواری سے کرین بیکار منھ کالا
مگر کالون کو غم کیا ہے کہ بولے چار منھ کالا

مسّی کی رسم سے ہر کنچنی کی صاف روشن ہے
حسینون کا بہی کرتے ہین جہان مین یار منھ کالا

سیہ کاری کا ہے اظہار درپردہ کہ ہر مسّی کو
کہا کرتے ہین منھ سے زاہدِ مکّار منھ کالا

ہمیشہ منھ کی کہاتی ہے جو سوسن تیری مسّی سے
چمن مین اسلئے اوسکا ہے ای دلدار منھ کالا

عبث دل پہانستی ہے تو جو ای زلفِ سیہ صدہا
ہوا ہے شامتِ اعمال سے بدکار منھ کالا

ڈرو حق سے دُکہانا ہی دلِ عاشق کا شامت ہے
حسینو مسّی کی ہے اوٹ مین ہر بار منھ کالا

گہرون کے گوشے توڑے سے آبرو ٹی غریبونکی
ہو تیرا نہر سے ای ابر دریا بار منھ کالا

سیہ بختی کا اپنی ماجرا لکہنے جو مین بیٹھا
سیاہی سے ہے خامہ کا دمِ افکار منھ کالا

مثالِ حرفِ باطل منفعہ ہستی سے ازروزون
ہوا ہے یکقلم غیرت کا بے تکرار منھ کالا

چلو چھٹی ہوا انکو بہی شاید سایہ کالی کا
فتیلون کا بناتے ہین جو عامل یار منھ کالا

حروفِ وصل خط مین اسلئے سرخی سے لکہتے ہین
مبارک بات کا اچہا نہین دلدار منھ کالا

نکالا ہی حورمونذی زلف کو بہی گلشنِ رخ سے
کیا ہے گلشن جنت سے جیسے مار منھ کالا

لگے تیرے نہ گورے پن کو دہبہ اس رعایت سے
نہین کرتا جدائی کا تری آزار منھ کالا

نہین رنجِ حوادث کنجِ دل مین رہنے والیکو
سویدا کو نہین ہے حسرتِ دیدار منھ کالا

اما وس ان قمر چہرہ حسین کو نحس ہے پرلو
مدام اوس وقت مین ہے ماہ پر انوار منھہ کا لا

جی بہر کے دلربا نے تماشا دکہا دیا
مشتاق مجھکو دیکھہ کے رستا بتا دیا

دل کو جو میرے داغ کسنے لگا دیا
اس گہر کی روشنی کے لئے کیا دیا دیا

ای چارہ ساز کیسی لگاتا ہون دیکھہ لے
مرہم کا میرے داغ کو دہبتہ لگا دیا

خط سے ہے رنگ حسن رخ بیوفا بہی سبز
افسوس اسکو زہر یہ کسنے پلا دیا

جملہ فساد ہے یہ مری چھیڑ چھاڑ کا
ظالم نے منھہ بنا کے جو فقرہ بنا دیا

بدلا ہے انحراف سے کیا شکر آجکل
سب لیکے آج کہتے ہین کل پہر کیا دیا

کتا جو پیٹ کا ہے وہ دیوانہ ہے مدام
رہتا ہے پیش چشم بہر حال با دیا

سن لیکے سائلونکی جو دیتے ہین دہر مین
روز حساب دیکہینگے اپنا لیا دیا

ناحق گلا یہ کرتے ہین نادان کس لئے
جب تنگ چلی ہر ایک نے سکہ چلا دیا

ہاتہہ آئیگا وہ ای دل نادان تنگ ہو
بیٹھے بٹھائے جان سے کیون ہاتہہ اوٹھا دیا

پرلو یہ جوش پر ہے کسی مہر کا جنون
اک پنجہ کرکے مہر فلک کو دبا دیا

ہمقافیہ بر غزل مرزا داغ صاحب دہلوی

دل لیا مجھہ سے تری زلفون نے لیکر رکھدیا
مین نے بہی پہلو مین دل کی جاے پتھر رکھدیا

آج مقتل مین جو اوس قاتل نے خنجر رکھدیا
سر کٹانے مین نے اوسکے پاؤن پر سر رکھدیا

خشک سال ہجر جانان مین جو دعوت غم کی تہی
خانۂ دل مین جو تہا اوس دم میسر رکھدیا

بید مین ہونا کسی کا تازہ تر مطلب ہے واہ
مفت سب اہل سخن نے حرف مجھہ پر رکھدیا

پیش آنا اونکے لکنے کا نہین ہے کچھہ عجب
کاتب قدرت نے پیشانی مین لکھکر رکھدیا

اک خدا بندے کے پر عشق بتان کی تہمتین
میرے سر پر دشمنون نے مفت پتھر رکھدیا

داور محشر کو یہ عاصی دکھائے خاک منھ
کاتب اعمال نے دفتر کا دفتر رکھدیا

وہ دہن ایسا صدف ہے جس مین صانع نے واہ
نیلم و لعل و گہر کو کیا ملا کر رکھدیا

قتل کی امید ہوی پرسش جو روز باز پرس
پیش داور ابروی قاتل نے خنجر رکھدیا

کعبہ رویونکو بنایا جب خدا نے رشک حور
چاہ زمزم کی جگہہ پر حوض کوثر رکھدیا

ہو نہین سکتا ہے میری چشم تر کے سامنے
ابر نے کیا رہن اپنا دیدۂ تر رکھدیا

خانۂ دل رہن عشق کافر بے پیر ہے
گرو ہمنے بت کے پاس اللہ کا گھر رکھدیا

ظلم سے ہاتھ اوس بت بے پیر شوخ و شنگ نے
کیا خبر مجھکو خدا جانے کہ کیونکر رکھدیا

مبتلا سر پھوڑنے اوس بت نے دروازے پر آہ
آستان کا نام رکھہ کر ایک پتھر رکھدیا

کٹ گئی خانہ بدوشی مین کسی کے واسطے
گھر مین راحت کی طرح بھی ہمنے بستر رکھدیا

اس فساد خون نے برپا کیا تازہ فساد
قصد کو فصاد اگر آیا تو نشتر رکھدیا

منعم بے فیض کی یارو ہے کچھ ایسی مثال
صورت مزدور اسنے بوجھ اٹھا کر رکھدیا

غم کھلا کر مارتا ہے عاشقون کو سیکڑون
کسنے اولٹا نام تیرا بندہ پرور رکھدیا

پہر لبو مشتاق نے قابو جو پایا دوستو
اپنے منھ کو بے سخن ظالم کے منھ پر رکھدیا

لطف ہے کیا خانہ باغ ساقی گلفام کا
ہر طرف خوش رنگ ہے تختہ گلابی جام کا

کام کے میدان مین ناکارونکا کیا کام ہے
خود کٹے تلوار کے دم پر سپاہی نام کا

ہو گیا اونکی نگاہ گرم کے جب روبرو
گل گیا اندر ہی اندر مغز ہر بادام کا

رات دن پیش نظر زلف و رخ جانان جو ہے
فرق آنکھون سے نکل جاتا ہے صبح و شام کا

کوئی جانبر ہو نہین سکتا اجل کے دام سے
کیا کوی خاکا اوڑاتا ہے تمہارے دام کا

ہے یقین لائیگا اب اوسکا جواب باصواب
نامہ بر سے مستقل اقرار ہے انعام کا

میری صحبت سے پھپھولے کی طرح دل پک گیا
چار دن مین یہ وصل جانان کے خیال خام کا

رحمدل کیونکر نہ روئے سخت جانی پر مری
بند جب ہوتا ہے دم خود جوہر صمصام کا

آخر اکدن لائیگا میری سماعت مین بھی فرق
کان سے مہجور رہنا وصل کے پیغام کا

چھن کے صحرا پر اب پرتو کا سارا اٹھیگا
سر مین ہے سودا اسیکی زلف عنبر فام کا

یہ ماجرا ہے تپ غم سے دیدۂ تر کا
ہر ایک اشک مین عالم ہے تیز اخگر کا

چلن کچھ اور ہی پایا تمہارے خنجر کا
ہوا ہے نور ہی کافور چشم جوہر کا

عبث ہے مجکو خیال ابروی ستمگر کا
ہوا سے قتل مین دم مارتا ہون خنجر کا

اگر سزا کے سزاوار یون ہی عاشق ہے
اک اور تیغ نظر کا ادھر کوئی چرکا

تری خبر کہین اخبار مین نظر آئے
مطالعہ ہے مجھے اس سے نیوز پیپر کا

حجر کے بوسون سے معلوم ہو گیا سبکو
بہت بلند ہے رتبہ سیاہ پتھر کا

عبث ہے اس قدر اس بے ثبات پر مرنا
جہان کی سیر تماشا ہے یار دم بھر کا

عجب طبیعت اہل زمانہ ہے توبہ
اوسیمین بحث ہے جس کام مین نہین ڈر کا

ہزار شکر کہ ہاتھ آئی دولت دیدار
بہار ہے نظر آیا ہے پھول گولر کا

نجومی عقد ثریا ہی کرتے ہین ثابت
جو عکس رخ کے فلک پر ہے اوسکے جھومر کا

تری کے ساتھ ہے خشکی کی سیر بھی کیا خوب
چمن مین خشک ہوا منھ ہر اک گل تر کا

ہر ایک حال مین ٹلتا نظر نہین آتا
نوشتہ یار کا ہے یا لکھا مقدر کا

فقط یہ فیض ہے تشبیہ زلف کا سارا
بڑھا جو اشرفی کی طرح مول عنبر کا

نگہ سے دور نہین نقشہ اسکا اک پل بھی
خیال خواب مین بھی ہے مجھے ترے گھر کا

ہمارے آئینۂ چشم مین ہر اکدم ہے
مثال مردمک ایدل جمال دلبر کا

شباہت اور ہی کچھ ہے تقابل اور ہی کچھ
مقابلہ نہین گھوڑے کے ساتھ خچر کا

بس آسمان و زمین کا ہے فرق باہم مین
بشر سے ظاہر اگر ہے شبیہ بندر کا

بتون کے عشق کی سختی اوٹھاؤن مین کب تک
کلیجہ سینے مین یارب نہین ہے پتھر کا

ہمارا خون کیا نخل کو نہال کیا
چڑہا کے رنگ دوپٹہ پر اونسے کیسر کا

جھکا ہوا ہے خجالت سے خوشۂ پرویز
یہ جلوہ جھوم رہا ہے تمہارے جھومر کا

بغور دیکھے پری خانۂ خیال مرا
کسی نے دیکھا نہین گر اکھاڑا اندر کا

فدائے کاکل مشکین ہین جب سے حضرت دل
پسند خاطر عاطر ہے عطر عنبر کا

شراب پیتے ہین لوگ اور سود کہاتے ہین
عجب سرور جہانگیر ہے رزوزر کا

نکل رہا ہے لہو اونکے جسم نازک سے
کیا ہے ڈنک نے بچھو کی کام نشتر کا

لگاؤ دامن دشت تتار سے رشتہ
بسائو کاکل مشکین سے تار بستر کا

گذر گئے ہین افسر سرون سے لاکھون شاہ
بجا ہے تاج محل نام رکھین افسر کا

خدا ہی جانے کہ ترسائے تا کجا پرتو
کہان مراد کو پہنچائے ناز کافر کا

ہمقافیہ غزل امیر احمد صاحب امیر مرحوم مینائی لکھنوی

مآل ہے غم لب جوش دیدۂ تر کا
چراغ آتش یاقوت ہے مرے گھر کا

وہان بھی منع ہو یہ کام لو مقدر کا
کرا تھہ گرم کرو آفتاب محشر کا

یہ روئے یار ہے کعبہ کہ گلشن فردوس
ذقن ہے ہہ چہ زمزم کہ حوض کوثر کا

بجا ہے آنکھ کو بھی آہوے ختن کہئے
جو نافہ حلقہ ہے اوس گیسوی معنبر کا

سنا کے سنگ کی باتون کا معجزہ جبرًا
بتون سے کلمہ پڑھاؤن مرے پیمبر کا

پہنکے موتی کا زیور یہ آبرو بخشی
تمہارے کان کے قربان ہے دانہ گوہر کا

یہ بر محل ہے کہ مرمر کے ایک گھر پایا
نکیون ہو خانۂ منعم مین فرش مرمر کا

خبر ہو سبکو کہ مرمر کے مال جمع کیا
مزار چاہئیے ممسک کو سنگ مرمر کا

ہوا چمن مین خرامان جو وہ سہی بالا
زمین مین گڑ گیا خجلت سے قد صنوبر کا

رسائی ہر کس و ناکس کی غیر ممکن ہے
نگاہبان ہے دشمن ہی دوست کے گھر کا

مرا پیام سنانے مین خوف کیا قاصد
جو یون ہی بگڑے وہ بت نام لے پیمبر کا

جگر کو خون کیا آنسو کی راہ بند ہوئی
عجیب معرکہ مارا ہے تم نے لشکر کا

کہان مقابلہ یہ اور کچھ ہے دارائی
ہر اک غلام ہے دارا مرے سکندر کا

کبھی کوئی تری رعنائی دیکھہ پائے اگر
کمال دل سے اوتر جائے شعبدہ گر کا

عبث ہے ابروی ظالم کو سخت جان سے گریز
تمام نیمچے دم بھر رہے ہین پتھر کا

بس ایک جلوۂ صد دل فریب دکھلایا
ڈوپٹہ سینے سے اونکے اگر ذرا سرکا

جہان مین قدر فقط آبرو کی ہے نادان
زیادہ سیب سے ہوتا ہے مول گوہر کا

جو آب و تاب دکہانا تو گوشہ توڑ کے آ
صدف مین کوئی بھی کرتا ہے مول گوہر کا

پیانبر سے بگاڑو نہ اے بتو دیکھو
نہ بد دعا سے بنا دے یہ جسم پتھر کا

وہ آفتاب ہے خاشش مدام یون گویا
کہ حق نے پرتو اوسے منھ دیا ہے ساغر کا

خیال آیا جو مجھکو آج اپنے راحتِ جان کا
بھولایا دل سے فوراً یاد تھا صدمہ جو ہجران کا

حنائی ہاتھہ منھ پر رکھتے ہی وہ مہر ثابت ہے
کہ نکلا چشمۂ خورشید سے بھی پنجہ مرجان کا

گہر کے بدلے خون رو کر نہ ظالم لعل برسائے
مری آنکھون نے کیون پانی اوتارا ابر نیسان کا

ہوا ہے شوق اسکا اندنون اوس مہر سیکر کو
ستارا چرخ چارم پر چمکتا ہے اب افشان کا

نہو بار گران کیون خاطر نازک پر اوس گل کی
نہایت سخت ترا ایکے برس موسم ہے باران کا

پیا پے سرد آہین خانۂ تن کو ضرر دینگی
کہ سب اونچے مکانون کیلیئے ہے خوف طوفان کا

ترستی ہین ترے جلوہ کو ای خورشید وش آنکھین
اٹھارا روز سے ہے جو تسلسل ابر باران کا

علاقہ رشتہ داری سے نہین حیرت کے عالم مین
جنون تصویر کا دشمن نہین جیب و گریبان کا

ترے وحشی کا خاکا بھی غضب کی خاک اوڑاتا ہے
کہ نقشہ صفحۂ کاغذ مین ہے صحرا کے دامان کا

پری رو جہانتا ہے خاک دیوانہ ترا ایسی
یہ وحشی خاک کا پتلا بگولا ہے بیابان کا

بہاروں مین بہار آئی تری گلگشت سے ای گل
شگفتہ سیر ہے عشرت سے دل پہولا گلستان کا

حویلی کو حوالے کس کے کر جاؤگے ای منعم
ہمیشہ وہ بیابان رہتا ہے جو یون تعمیر ایوان کا

برستا ہے گرجتا ہے چمک ہے اور طوفان بہی
زمین ہی پر نہایت تر عتاب اب ہے فلک خان کا

یہان آنا ہی اونکا میرے حق مین عین جان بخشی
جواہر کا ہے مول انمول احسان کا ان احسان کا

مقدر پر ہون شاکر شکوہ مین کس کا کرون سپرو
تصور ہے مجھے آٹھون پہر اک ماہ تابان کا

جب سے ہے خانۂ ہر چشم مین جلوا اونکا
پتلیون مین نظر آتا ہے نظارا اونکا

میل سرمہ سے بہی نفرت ہوا آئی آخر
ایکدن دل یہ بناوٹ سے ہو میلا اونکا

خلل انداز ہوئے انجمن عشرت مین
بہید اغیار پہ کہل ہی گیا میرا اونکا

جو شرفیاب ملاقات ہین تجہ سے ای چاند
ہوا ثابت کہ شرف مین ہے ستارا اونکا

گرم بازار محبت رہے جبتک دم ہے
چاہیئے سر مین خریدار کے سودا اونکا

دوستو ایک یہی ساتہی ہے تنہائی مین
بزم ہستی مین مجھے دہیان ہے تنہا اونکا

محو ہین آرزوی دید مین ایسی آنکھین
ذرے ذرے مین نظر آتا ہے جلوا اونکا

مہ و خورشید سے بیزار ہے اپنا دل زار
سحر و شام ہے آنکہو نمین اوجالا اونکا

یہ بہی جہوٹون کا بہروسا نہین کرتے ہرگز
کبہی لیتے نہین احباب حوالا اونکا

ظاہر و باطن حسّاد مین کچہ فرق نہو
کیا عجب منہہ کی طرح دل بہی ہو کالا اونکا

چشم و دل پہ ہے اونہین کا ہی تحکم ہر دم
شرق سے غرب تلک ایسا ہے اجارا اونکا

ایسے ممتاز ہین بت ہند کے ترسانے مین
کلمہ پڑہتا ہے ہر اک کافر ترسا اونکا

اوس شہ حسن کا سو جان سے عاشق ہے فقط
ہمہ مو دل نہ ارا بل نہین انکا اونکا

تا بفردای قیامت نہین امید وفا
بارک اللہ ہے کیا وعدۂ فردا اونکا

نظر آیا ہے جو بے مہر کا بالا پرتو
ہو گیا حلقہ بگوش اب مہ بالا اونکا

ایکمدت رہا منظور نظارا اونکا
پتلیاں اپنی بعینہ ہوئین خاکا اونکا

زرین پوشاک ہے اور رنگ سنہرا اونکا
چشم بد دور مزیدار ہے جوڑا اونکا

مہر سے چھین لیا نور کا خلعت فی الفور
چاندنی پر نظر آیا جو سراپا اونکا

داغ گل چہرے اوڑاتے ہے گلگون صبا
گرم بندوق کے گھوڑے سے ہے گھوڑا اونکا

ہر قدم ہاتھ سے جاتے ہین دل راہروان
نقش زر سے ہے فزون نقش کف پا اونکا

کونسے دلپہ نہین نقش محبت کا اثر
آجکل خوب جہانگیر ہے سکا اونکا

گلشن حسن کے نارنج اگر ہاتھ آئین
چٹکیون ہی مین نکالون ابھی کھٹا اونکا

اپنی انگشت شہادت ہے سر دست گواہ
چھالے نکلے ہین نہ ہاتھ آنے سے چھلا اونکا

گوشۂ دل مین ترازو ہوا ہر تیر نظر
قدر اندازون مین بھاری رہا پلا اونکا

لالہ رخساروں کا دم بند ہے دل داغی ہے
دفتر حسن مین وہ فرد ہے چہرا اونکا

پان کے رنگ سے دونی ہے حنا کی بہار
گل رعنا ہوا رخسار مصفا اونکا

خال رخ دلکو پھنسائے نہ کہین زلفون مین
دام مین لائے نہ اس مرغ کو دانا اونکا

ہاتھ کو جبکہ ہلا کر کیا انکار وصال
مجھے بندوق کا توڑا ہوا توڑا اونکا

وصل کی پوچھی تو انکار کیا ہاتھ سے جب
دل مرا توڑ چکا بات مین توڑا اونکا

مہرباں شمس و قمر ہین ترے دونون عارض
چشم پر نور مین ہے ذرات اوجالا اونکا

ہمقافیہ بر غزل نواب مرزا خانصاحب داغ دہلوی

دکھانا دور سے چتون کسیکا
کرنگا دھجیان دامن کسیکا

نہ کھائے موچ کوئی پائے نازک
نہ ٹھکرا کر چلو مدفن کسیکا

نصیبون سے ملا ہے مجھکو وہ دل
سوا اپنے نہین دشمن کسیکا

بلا سے یار تیرا خانہ آباد — اوجڑ جائے اگر مسکن کسیکا
گلون کا سینہ پھٹتا ہے چمن مین — یہ لایا رنگ کچہ جوبن کسیکا
گریبان پہاڑ لے بہی صبح اپنا — نہ چہوڑون ہاتہہ سے دامن کسیکا
کہا پتون نے گوشِ گلبدن مین — بلا تیری سنے شیون کسیکا
شبِ تارِ جدائی کی سمجہ جائے — کچہ ایسا دل نہین روشن کسیکا
ندین میت کو ناحق رنج پر رنج — نہ چہونے سے بنے مدفن کسیکا
وہ مٹی دوستو کینہ خاک دیگا — رہا جو زیست بہر دشمن کسیکا
تڑپتا ہون الٰہی صورتِ برق — دکہا دے عارضِ روشن کسیکا
برہمن سے کوئی پوچہے کہ تا کے — مجہے ترسائیگا درشن کسیکا
نماز اوسنے ادا کی تو قضا ہو — گلا کاٹے نہ گلدامن کسیکا
بہلا دیتا ہے میرے ہوش ای واہ — عجب جادو ہے بہولاپن کسیکا

دعاے عندلیبِ دل ہے پرتو
رہے پہولا پہلا گلشن کسیکا

پہڑکنے لگا آج دیدا کسی کا — کوئی دیکہہ لیگا نظارا کسی کا
تعلق نہ ٹوٹیگا اصلا کسی کا — کہ ہے پیچ در پیچ رشتا کسی کا
نہ بچہڑا فلک تہم کہ برسون مین ہمکو — میسّر ہوا ہے نظارا کسی کا
سنہرے بدن پر سنہری ہے پوشاک — لباس آج ہے کیا سہانا کسی کا
ہر اک روز گویا کہ اک اک برس تہا — رہا انتظار اک مہینا کسی کا
جہانگیر نقشِ محبت ہے ایسا — زمانے مین چلتا ہے سکا کسی کا
اوٹہاتا ہون کیا سختیان ہجر تب کی — بتاؤ تو اتنا کلیجا کسی کا
ندینا جگہہ دل مین زلفِ سیہ کو — کہین دمو بستہ ہوتا ہی کالا کسی کا

غ۔ یہ خوشبو ہوا موی مشکین بن کر — مزا دونا دیتا ہے دونا کسیکا ص

عنایت کی درخواست پر یار بولا
فقط میٹھی باتون سے منھ کی ہمیشہ

کسی پر نہین ہے اجارا کسی کا
کسی نے نکالا ہے کھٹا کسی کا

نظر چڑھ رہے مہر کس منھ سے پرتو
مری آنکھہ مین ہے اُجالا کسی کا

فرقت مین دہیان ہے کسی شوخ ظریف کا
دمساز ہے یہی مری جانِ ضعیف کا

ہوتا ہے جبکہ سامنا طبع سنیف کا
زاہد پر اشتباہ ہے مرد حنیف کا

ہر نفس نفس ہے ہوا خواہ ہمدمو
تا زندگی جہان مین ہوای لطیف کا

چولی گندہائی آج کہجوری جو یار سے
موباف پر یقین ہوا مجکو لیف کا

پہولے پہلے نہال ہین برباد ہر طرف
نقطہ نہین یہ ثمرہ ہے خوی خریف کا

گردش کا لطف کچہ نہین ہوتا قیا مرین
شعرون مین لطف قافیہ سے ہے ردیف کا

کام اپنے حوصلے سے زیادہ نکر کہ دیکہہ
ہر چہوٹے منھ کا شیشہ ہے محتاج قیف کا

جاسند ہوا خفیف جو سنتے ہی یہ غزل
اس بحر پر یقین ہے بحرِ خفیف کا

کہنے کو اختیار نکین گاہِ دہر مین
لیکن عیان ہے چہرہ سے جوہر شریف کا

پینبہ دہن کو غیر کی امداد چاہیئے
شیشہ ہر اک مدام ہے محتاج قیف کا

احسان بہولجاتے ہین یکلخت شیشہ دل
شیشہ کوی رہا کبہی ممنون قیف کا

میرا مقابلہ یہ تنگ ظرف کیا کرے
اتنا جگر نہین ہے عدوی سخیف کا

ضبطِ غمِ فراق کی دولت سے دل مرا
گنجینہ بن گیا زرِ داغِ کثیف کا

کیا آسمانِ سفلہ نشو کا ہے انقلاب
بدلا ہوا ہے رنگ مزاجِ شریف کا

تشریف لاؤ یار کہ آنکہین ہین منتظر
مردم کو انتظار ہے ذاتِ شریف کا

بچون کو انگریزی پڑہانے لگے ہنوز
آیا نہ ایک جزو ہی کلامِ شریف کا

حاجت روا ابرا جو ہوا اوس سے حذر کرو
دم کو ہے زہر دخل ہوا سے کثیف کا

کام آئے خاک عشق کے ان بوالہوس کو داغ
بھرتے ہین اسکو شربت دیدار یار سے

ہر چھوٹے داغ عشق مین عالم ہے زلف کا
دل شیشہ ہے خیال مین عالم ہے قیف کا

پرتو خدا نے تیغ زبان دی وہ آبدار
کاٹیگی ایک دم مین گلا ہر حریف کا

کس قدر ماہ جبین کا ہے ستارا ہلکا
ڈر گیا دیکھہ کے سایہ جو پڑا انچل کا

دن تولد کا ہے منگل تو ستارہ مریخ
کیون نہ پھر وصل کو ٹہرائے وہ دن منگل کا

آشنا آنکھہ شب وعدہ یہ گھڑیال سے تھی
بال ہر ایک پلک کا ہوا کانٹا پل کا

عمر کے دن جو گذرتے ہین تو اہل غفلت
کہتے ہین ذکر گذشتہ کو کہ ہے یہ کل کا

مین نے جب ہجر کی برسات مین نعرہ مارا
نہ اوٹھا شور گلا بیٹھہ گیا بادل کا

پیچ کہاتی ہے بہت شرم سے سنبل کی جٹا
کرتحمل ہی نہین زلف دوتا کے بل کا

الف بینی ولام دو سیہ زلف نے خوب
نام ثابت کیا لالا ادس صنم اجمل کا

تیزی نشتر کی ہے بیدرد نظر مین تیری
حال ہے دل کے پہپولے مین مرے دُمّل کا

ناف کو چشم شکم کہتے ہین کیون نادیدے
شکم اوسکا نہوا چہرہ ہوا احول کا

سخت بیچین ہوا طالب آرام وصال
خواب مین دیکھہ کے پاجامہ ترا مخمل کا

چشم آشوب نظر مین تری مردم شاہد
کلک مشاطہ نے کہینچا نہین خط کاجل کا

وہ جوان ہین تو دل تیرہ مقدر کا ہے غل
آم پکتا ہے تو ہے شور بہت کویل کا

دل کے آئینے کو بھی چاہئیے ہر وقت صفا
کونسا آئینہ محتاج نہین صیقل کا

اصل مین فرق شباہت سے نہین آتا ہے
رنگ سونے سے مشابہ ہے تو کیا پیتل کا

جو گرانمایہ ہے ہر وقت گران ہے پرتو
مہربان ہو ل نہ گندم سے بڑہا چاول کا

شرما گئے وہ چاہا جو وعدہ وصال کا
گویا نہیں تھا جواب ہمارے سوال کا

آنکھون نے دیکھا جلسہ لعبتیہ وصال کا
مردم نے کھینچا خواب مین نقشہ خیال کا

شیرینی کلام ولیس صفا نہین
موتی بنا ہے قطرہ کب آب زلال کا

کیونکر نہ انفعال کو پہر انفعال ہو
نکلا ہے اب کی حرف سے باب انفعال کا

ثابت ستارے روی کتابی سے ہین ہرے
تقویم مین حساب ہے کیا ماہ و سال کا

بیدانہ پہانس دام مین مرغان دل ہزار
ای جعلساز خوب ڈوپٹہ ہے جال کا

یون ہی رکاب پاے ضیابخش سے ہے دو
خالی ہے جیسے نور سے حلقہ ہلال کا

پیر و جوان و طفل ہین دنیا کے جان نثار
انداز دلفریب ہے اس پیر زال کا

پیرلُو کے پیش چشم ہے ابروی مہربان
چڑہتا نہین نگاہ مین ابرو ہلال کا

بند ہے دم خط سے دلبر سانپ کا
خط ریحان مین ہے منتر سانپ کا

زلف وگوش وزیور اوسکا دیکھیے
کان گوہر بن گیا گہر سانپ کا

کانپتے ہین لوگ ناحق نام سے
دل لگی ہے اسقدر ڈر سانپ کا

بیٹھتے ہین دانت اگر لیتے ہین نام
اسقدر اچھا نہین ڈر سانپ کا

ہمسری زلف بتان سے اور یہ
سنگ سے کچلا گیا سر سانپ کا

ہے دم گریہ نظر مین زلف یار
دیدۂ تر بنگیا گہر سانپ کا

ہے کوئی محبوب اسمین سے ترش رو
کیا عجب دم ہو خفا گر سانپ کا

چال ہی ٹیڑہی ہے گر اوسکی مدام
خاک ہو سیدہا اسقدر سانپ کا

رونگٹے اونکے بدن کے کہڑے ہوگئے
چل گیا جب ذکر دم بہر سانپ کا

زلف اونکی چہوکے ہین بیہوش ہون
چڑھ گیا ہے زہر آخر سانپ کا

اوس پری کی زلف کا سایہ جو ہے
بھیس جن لیتے ہین اکثر سانپ کا

پیرلُو اوس مہ کو یہ نامنظور ہے

اب کہان چمکیگا اختر سانپ کا

ہے جو نقش کالجبر من سانپ کا
کیون نہو طاؤس دشمن سانپ کا

اوسکی چوٹی مین جو ہین کالے کے پیچ
کہئیے پہر ہو باف کو پھن سانپ کا

زلف و روی یار سے روشن ہے یہ
پھیرا دل بنگیا من سانپ کا

زیب روی یار ہین زلفِ سیہ
صحنِ گلشن مین ہے مسکن سانپ کا

کیوڑکی باس سے ہے آشکار
بنگیا جوڑا اترا بن سانپ کا

زلف کا دم مارتے ہین خال زلف
رام ہے ہر ہر برہمن سانپ کا

کرتی ہے تشبیہ زلفِ مہربان
من سے بڑہکر نام روشن سانپ کا

لوٹتے ہین سانپ سینے پر مدام
زلف کی دُہن مین ہے جو من سانپ کا

عاشقِ زلفِ سیہ اور خوفِ مار
سابقہ اکثر ہے ایمن سانپ کا

زلف کو حاجت نہین ہو باف کی
کینچلی سے دور ہے تن سانپ کا

عاشقِ زلفِ گل اندامان ہون مین
چاہتا ہون ہار مالن سانپ کا

موذی ہے پیرلو ازل سے یہ بلا
حق ہے گر انسان ہے دشمن سانپ کا

ہمسری زلف نے سب بل نکالا سانپ کا
نام رکہا ہے سیہ بختی نے کالا سانپ کا

جمع وصل یار زلفون سے بچائے دل خدا
ہر کہین وقتِ سحر من ہے نوالا سانپ کا

سابقہ دل کو نہو کیون زلف پیچان سے تری
کیا تعجب ہے پڑے من کو جو پالا سانپ کا

آئینگی کہتے ہین وہ دکہلا کے اپنی زلف کو
انکو وعدے پر بہی دیتے ہین حوالا سانپ کا

تیری زلفون سے جو دی تشبیہ مینے جان من
رفتہ رفتہ ہو گیا ہے بول بالا سانپ کا

شامتِ اعمال سے ہے تلخ اسکی زندگی
زہر سے لبریز ہے سارا پیالا سانپ کا

عشقِ زلفِ یار بڑہکر مجہکو سودا ہو گیا
طوقِ آہن کے عوض پہناؤ مالا سانپ کا

زلفِ روی یار پر ہم دیکھہ کر حیران ہین
چاند پہ کیسا ہے جو رکھتا ہے ہالا سانپ کا

مر گیا وہ جو نظر کا تیری چرکا کھا گیا
چشمِ بد دور اب اثر رکھتا ہے بہالا سانپ کا

عاشقِ مہجور کے تن پر اثر ہوتا نہین
تھیلی خالی ہو گئی نکلا دو والا سانپ کا

زلف کا ہر بال ہے رخشِ نزاکت پر سوار
حسنِ دلبر کے جلومین ہے رسالا سانپ کا

حضرتِ دل زلف کی ایذا دہی کا کیا گلہ
جانکر بچہ یہ کیون پھر تم نے پالا سانپ کا

سانپ سے تشبیہ دی ہے زلفِ پیچان کو تری
زلف کے موتی کو بھی کہتا ہون چھالا سانپ کا

مانتا ہے عاشق اوسکی زلفِ پیچان کو اگر
جانتے ہین سب پرستش کرنیوالا سانپ کا

چہوڑ سے زلف مہربان کیون عارضِ پرنور کو
صاف ای سپر تو ہے من ہی سے اُجالا سانپ کا

ہمقافیہ بر غزل جناب شیخ امام بخش ناسخ مرحوم لکھنوی

سامنا اوس زلف سے ٹھہرا جو تھوڑا سانپ کا
پیچ سے ہر بال اوسکا زعم توڑا سانپ کا

دیکھیے زلفین خدا کی مار موذی ہین یہ بت
سر جڑھا کر پالتے ہین خوب جوڑا سانپ کا

خشک کالے ہو گئے تر زلف تیری دیکھہ کر
تو نے گویا زہر افسون سے نچوڑا سانپ کا

خاطرِ زلفِ سیہ بھی توڑنا ہم سے غلط
جان پر اپنی بنائی دل نہ توڑا سانپ کا

رشکِ زلفِ مو کمر سے ہو گئے معدوم سب
ایک بچہ بھی کوئی جیتا نہ چھوڑا سانپ کا

دونون زلفین جو ہون گالون پر یہ کرتے ہین شگون
نازپروردہ ہے ای پیاری یہ جوڑا سانپ کا

زلفین ای رشکِ قمر گیسو کے سامین نہین
چاندنی مین کہیلتا ہے ایک جوڑا سانپ کا

مانع قہرِ خدا کچھ دولتِ دنیا نہین
ہو گیا ضحاک کے شانون مین پھوڑا سانپ کا

دیکھکر ای عشوہ گر پھر چل سکا اوسکا نہ بس
منکا منکا پاؤن کا ہر بند توڑا سانپ کا

زہرِ مطلق ہی نہین ای یار لیکن پیچ سے
شبہ ہوتا ہے تری زلفون پہ تھوڑا سانپ کا

توسنِ عمرِ روان زلفون کی تر ہن مین ہے دوان
سیر کرتا ہے اس گھوڑے کو کوڑا سانپ کا

شاعرانِ دہر کی بہی کیسی بری بات ہے — کہتے ہین بیساختہ زلفون کو جوڑا سانپ کا
گوش اور زلفِ بتانِ شوخ سے ثابت ہے — قہر حق سے ہوگیا گالون مین پہوڑا سانپ کا
پہر نہ کیونکر اوڑہ چلے یہ راکبِ شبدیزِ زلف — زیر ران زین ہے چالاک گہوڑا سانپ کا

آہ کی پرتو نے موتی گم ہوا اوس زلف سے
نوک سے نشتر کی چہالا آج پہوڑا سانپ کا

اس دہن مین اب خیال ہے فوٹوگراف کا — دمساز ٹہاٹہ ہو تری آواز صاف کا
گنجینہ راز کا ہے مگر اسمین شک نہین — بہوجہ درمیان نہین عقدہ ناف کا
قیدِ حیات ہجر مین سنگین ہے ای پری — زنجیرہ کالی راتین بنی کوہِ قاف کا
بتلاتے ہین نجومی اوسے مہتر ماہ بہی — ثابت کوئی نہین ہے سبب اختلاف کا
اوس کعبہ رو کا پردۂ در بیاڑ لائے ہم — کعبہ سے حاجی لاتے ہین ٹکڑا غلاف کا
بٹہلا دیا ہے باغ مین ساقی کی تاک نے — پائینگے فاقہ مست ثواب اعتکاف کا
مردانہ آج آگئے جب وہ یہ کٹ گئے — ہر لاف زن کو تیغ ہوا قول لاف کا
جب بوسہ لیکے کہتے ہین ہمتو وہ کہتے ہین — کیا تکیۂ کلام ہے جرأت معاف کا
گل کہا رہا ہے سینہ پہ کینے کی ہے بہار — ثمرہ ملا چمن کو تمہارے خلاف کا
بر عکس جانتے ہو تو آئینہ دیکہہ لو — دل بہر کے ہے بتانے کے ہر سینہ صاف کا
مشرق سے چارچند ہے پر نور وہ شکم — زیبا ہے نام چشمۂ خورشید ناف کا

ہم اور شکوہ شبِ ہجر اب غلط دروغ
پرتو ہے مہربان کو خیال اعتراف کا

خلد ای حور ترے صدقے مین ہان دیکہہ لیا — گہر ترا دیکہہ لیا گیا کہ جنان دیکہہ لیا
نظر آیا جو مجہے ماہِ ربیع الاول — بس ڈوبتے کا ترے آبِ روان دیکہہ لیا
مشتری ہون ترا مجہ سے جو تو ای ماہ ملا — مہ و برجیس کا لوگون نے قران دیکہہ لیا

اس قیامت کی ہے تاثیر کہان الحب مین — دل لیا ایک نظر تم نے جہان دیکھہ لیا

دلمین رہتے ہو مرے آٹھہ پہر جان جہان — تم نے رہنے کیلئے خوب مکان دیکھہ لیا

پیچ سکہلاوئے کیا زلف کی سرگوشی نے — تاب آگین ترا اندازِ بیان دیکھہ لیا

وعدہ کرتے ہو تو کرلو کبہی باور نکرون — ایک کیا لاکھہ طرح پاسِ زبان دیکھہ لیا

دل کے پردمین تو ای گوشہ نشین رہتا ہے — اہل ظاہر نے ترا جلوہ کہان دیکھہ لیا

ایک نظر دیکھہ لیا جب تو گرا غش کھاکر — آنکھہ بھر کر تجھے عاشق نے کہان دیکھہ لیا

ای فلک تیری طرح اسمین بہی کچھہ مہر نہین
خوب پرتو نے دل ماہ رخان دیکھہ لیا

پانی تہی بحرِ ہستی مین جو بات پا گیا — ہر آنکھہ مین حباب کا نقشہ سما گیا

غم کی حرارتون پہ حرارت یہ ڈور ہے — کہتا ہے سر یہ کیون مرا ناصح کا کہا گیا

سینے کے چہونے سے نہوا دل برا عبث — ہان کچھہ نہ کچھہ ضرور ترے دل مین آگیا

اک برق لب جو دور مری آنکھہ سے ہوا — دل پر غم فراق کا بادل بہی چہا گیا

آیندہ سے عزیز خیال اسکا چاہئے — جو وقت اپنے ہاتہہ سے ابتنگ گیا گیا

تعریف حور و نعمتِ فردوس کرکے آج — واعظ بڑے مزے سے مرا مغز کہا گیا

میری بہی نغمہ ریزی بیان غور سے سنو — ہر ایک اپنا اپنا ترانہ سنا گیا

دو چار دن ہوئے ابہی آیا نہین جواب — خط لیکے واہ نامہ بر اپنا بہلا گیا

گو خود پسند ہے مگر اپنے پسند ہے — خود کام دلنشین کا ہر اک کام بہا گیا

آیا جو آفتابِ فلک برج قوس مین — وہ نوجوان تیر کی صورت چلا گیا

اوٹھہ بیٹھین دل کی خواہش بیجان دم مین سب — فتنہ خرام آکے قیامت اوٹھا گیا

پرتو ہم ایسے قول کے سچے ہین دیکھئے
جو کچھہ کہا گیا ہے زبان سے کیا گیا

دل کی طرح جو گو دسے دلدار اوٹھ گیا
بیزار ہو کے جینے سے مین زار اوٹھ گیا

ہمسبکو بگڑکے پاس سے جب یار اوٹھ گیا
جینے سے اپنے شیفتۂ زار اوٹھ گیا

بجلی کا کام کرنے لگی جس جگہہ پڑی
عالم مین شورِ آہِ شرر بار اوٹھ گیا

یاد آگئے کبھی تو مسیحائی کر گئے
سو بار مر کے آپکا بیمار اوٹھ گیا

آنکھون مین تیری یار قیامت کا ہے اثر
فتنے سے ہو گئین یہ جو دو چار اوٹھ گیا

بیطرح ہنستے ہنستے خفا ہو گیا غضب
بیٹھا نہ پاس پھر وہ طرحدار اوٹھ گیا

کہتے ہین لوگ زاہدِ مکار کو بتا
دنیا سے دیکھئے کہ یہ دیندار اوٹھ گیا

گو زندگی مین ہاتھ اوٹھا کر دیا نہین
دنیا سے خالی ہاتھ ہی زردار اوٹھ گیا

صبحِ شبِ وصال ہوی مجکو صبحِ حشر
مرغِ سحر کے شور سے جب یار اوٹھ گیا

کیسا یہ خوابمین بھی سحر کا خیال ہے
شب مین جھجک جھجک کے وہ سو بار اوٹھ گیا

دوری مہربان مین یہ پرتو ہے دودِ آہ
چھتری کی طرح گنبدِ دوّار اوٹھ گیا

ادا ہی سے روزہ ادا ہو گیا
وگرنہ بتون سے قضا ہو گیا

وہ جاتے ہی کیا کہئے کیا ہو گیا
قیامت کا فتنہ بپا ہو گیا

نکلتی ہے قالب سے مردم کی جان
بہت جو ملا وہ جدا ہو گیا

شرف یہ دیا حق نے انسان کو
خودی سے جو نکلا خدا ہو گیا

مری کوئی تقصیر تھی یا خطا
جفاکار ناحق خفا ہو گیا

ہمایون کسیکی جو تقدیر ہے
پرِ بوم بالِ ہما ہو گیا

فقط رنج دل پر تھا بیداد کا
جدائی کا صدمہ جدا ہو گیا

لکھی خط مین اونکو جو دلکی تڑپ کی
کبوتر بھی سیماب سا ہو گیا

اثر میرے دل کی محبت کا واہ
دلِ دلربا مبتلا ہو گیا

جواہر دل رو کے تیرے لئے — پریزاد موتی پرا ہو گیا

زمرد کے بالے کا پڑتے ہی عکس — ہرا اک کان اونکا ہرا ہو گیا

ہوا دور پہر تو جو اک ماہرو

تو جلاد مہر سما ہو گیا

اب خبر ہے کہ بیخبر ہی گیا — اس صفر مین کوی سفر ہی گیا

ظلم سے بیوفا بہی در گذرا — جی سے مظلوم جب گذر ہی گیا

مری غیبت مین اوسنے کیا نہ کہا — انکہہ ملتے ہی ذل مکر ہی گیا

وہ پری آتے ہی جنون رخصت — سر چڑہا تہا جو جن اوتر ہی گیا

ہے وہ کالی بلا شبِ فرقت — فلکِ پیر جس سے ڈر ہی گیا

تم پہ مرتا تہا وہ جو مدت سے — آج کہتے ہین یہ کہ مر ہی گیا

سر رہے تک زکام ہوتا ہے — ترے عاشق کو کیا کہ سر ہی گیا

جب سے وہ مہربان نہین آتا — لطف سیرِ دمِ سحر ہی گیا

مری قسمت کا انقلاب بہی واہ — دل تو خالی ہین اوسکا بہر ہی گیا

کر گیا مجہکو بے وفا بیہوش — وہ جو کرنا تہا آکے کر ہی گیا

داغ حسرت نے خاک کہائین ہم — آج کل ہائے وہ جگر ہی گیا

چشمِ بد دور کیا نزاکت ہے — شانہ کنگہی سے وہ اوتر ہی گیا

ضعفِ ہجران کا انتظام بہی واہ — مرے نالون کا شور و شر ہی گیا

عہ اب قیامت قریب ہے بیٹھا پر کر اک جہان کا دل بہی گیا

پہر تو اوس مہربان کے رخ کے حضور

نورِ رخسارۂ قمر ہی گیا

اوس شمع کی زبان سے یہ اچہا نکل گیا — انگیا پہٹی تو بول اوٹہا کپڑا پگہل گیا

وہ شوخ اسقدر ہے تلون مزاج ہے — تصویر اگر کہینچی تہی تو نقشہ بدل گیا

تصویر تیرے وحشی کی خاک سے کم نہین
حیرت مین بھی جنون کا نہ نقشہ بدل گیا

حاجت روائے وحشی و فرزانہ ہے خدا
دونون کا ہر طرح سے یہان کام چل گیا

انیس دن کے بعد زمین دھوپ کھاتی ہے
آج آفتاب چہرے کے بدلی نکل گئی

ہر کام وقت پر ہے مزیدار ای حسین
اب کیا مزا امنگ کا جوبن تو ڈھل گیا

بلہار تیری زلف کے بل پر ہین سانپ سب
سیدہا ہوا نصیب تو سانپون کا بل گیا

دم مین حسد کی آگ سے ایسے جلے رقیب
مانند شمع موم کے جثہ پگھل گیا

کل کے عمل کا آج ہی ثمرہ نصیب ہے
کیا جلد نخل گلشن اعمال پھل گیا

کیا تیز آگ فکر کی ہے ہمنفس کہ بس
ہر استخوان بھی گوشت کے مانند گل گیا

چربی سے زاہدون کی نہایت ہی خوف ہے
کہنے کو چکنے چیلے ہون دل پھسل گیا

سکے تمام گول ہی ہوتے ہین اسلئے
پیسا ہمیشہ ہاتھ مین آکر نکل گیا

کیا کھول کر ہے شربت دیدار مین فسون
دیکھا جو یار کو دل مضطر سنبھل گیا

موئی مژہ کی شکل مرا جسم ناتوان
رہ رہ کے چشم دشمن بدبین مین سل گیا

اوس مہربان کو دیکھ کے پیر لتو کی گود مین
بدبین کا دل سپند کے مانند جل گیا

دل لیکے میرا مجھ سے وہ دلبر بدل گیا
مضمون سرنوشت مقدر بدل گیا

بیزار میرے آنے سے ایسا ہوا وہ شوخ
بیرون شہر جا کے رہا گھر بدل گیا

رخ سے ہٹی جو زلف تو خط کی ہوی نمود
جوزا مین سنبلہ سے یہ اختر بدل گیا

جب کاٹ سخت جانی سے ہوسکا نہ چل سکا
میرے گلے کی رگ تنے وہ خنجر بدل گیا

دلمین کبھی چھپا کبھی آنکھون مین آرہا
کیا خوب بات بات مین وہ گھر بدل گیا

تازے خیال کا ہے زمانہ یہان تلک
ہر ایک سرزمین کا گورنر بدل گیا

مجھ سے کنارے ہونیکی تعزیر مل گئی
وہ ہو گیا ہے شہر بدر گھر بدل گیا

بجتی نہین ہے تالی کبھی ایک ہاتھ سے
دل تیرا میرا یار برابر بدل گیا

بدذات و بدصفات ہے بیمہر و بیوفا
پرتو سے آسمان صفت اکثر بدل گیا

عاشقِ زلفِ دوتا تہا مجہے معلوم نتہا
دل گرفتارِ بلا تہا مجہے معلوم نتہا

بت پرستی رہی پتھر بہی نہ سمجھا افسوس
اسی پردے مین خدا تہا مجہے معلوم نتہا

عمر بہر جسکی طلب مین رہا مین خانہ بدوش
حجرۂ دل مین چہپا تہا مجہے معلوم نتہا

منھ کے وعدے پہ قیامت کا بہروسا ہی رہا
جان دل مین ترے کیا تہا مجہے معلوم نتہا

جستجو جسکی رہی شام و سحر پوشیدہ
ہر ملا جلوہ نما تہا مجہے معلوم نتہا

ہر طرف باغِ جہان مین تہی اوسی گُل کی بہار
رنگ اوسکا ہی جما تہا مجہے معلوم نتہا

رشک کے ہاتھ سے دم بہر مین جگر خون ہوتا
یار کو شوق حنا تہا مجہے معلوم نتہا

دل دکھانے کا مین شکوہ نہین کرتا کہ ستم
اوسکے نزدیک روا تہا مجہے معلوم نتہا

مرضِ عشق کی مطلق ہی نہ تہی مجکو خبر
دل کو آزار ہوا تہا مجہے معلوم نتہا

دمبدم مفت جدائی کی شکایت ہی رہی
اوسکا عالم ہی جدا تہا مجہے معلوم نتہا

خطِ دلدار کے مضمون کو جو دیکھا تو کہلا
یہی قسمت کا لکہا تہا مجہے معلوم نتہا

پہلے دل آنیکے وصف و نگار اک کے منھ سے
یون تو کہنے کو سنا تہا مجہے معلوم نتہا

دیکھکر اونکو جو غش آگیا راحت پائی
سر کو زانو پہ رکہا تہا مجہے معلوم نتہا

آج تنہائی مین لپٹا تو وہ مطلب پاکر
بول اوٹہا کوٹ کے ماتہا مجہے معلوم نتہا

کیسی اولٹی ہے مقدر مین سمجھ ای **پرتو**
مہربان ماہ لقا تہا مجہے معلوم نتہا

ہمقافیہ بر غزل اعلی حضرت جناب ظفر مغفرتمآب شاہ دہلی نور اللہ مرقدہ

سیر رنگِ بیمروت پر قضا تہی مین نتہا
خون رونے اپنی قسمت پر حنا تہی مین نتہا

ہوکے دانا پسگیا جو شوخ گندم رنگ پر
آدمی ہون انپی تخمیری خطا تہی مین نتہا

بہون چڑہا کر لاش پر کشتے کی یون بولا وہ ترک
یہ ادای برّشِ تیغِ قضا تہی مین نتہا

تیرے آنے جانے سے خود جان بہی آئی گئی
جسمِ خاکی مین فقط تیری ہوا تہی مین نتہا

پیشِ داورِ حشر مین قاتل کے خنجر نے کہا
جان نثارانِ محبّت کی قضا تہی مین نتہا

دل چرانے کی جو پوچہی ہنسکے بولا وہ نگار
دستِ بازئی کفِ دزدِ حنا تہی مین نتہا

پوچہے جانبازون کے خونکی حشر مین قاتل تو بول
اونکے سر پر کہیلتی اونکی قضا تہی مین نتہا

پہر نہ بولو دانت کہانیکے دکہانے کے الگ
آدمی ہو آدمیت سیکہو ہا تہی مین نتہا

کہہ گیا منہہ سے نکل کر دانت فصلِ شیب مین
منہہ کی کہانیکے لئے بوڑہون کا ساتہی مین نتہا

حیف ہے ای انقلابِ آسمانِ فرق ساز
ضعف سے ہار ہون پر اوسکا ساتہی مین نتہا

جانتا ہون ای سیہ بختی کہ تو ہے اک بلا
صورتِ سایہ پری پیکر کا ساتہی مین نتہا

آشنا دزدیدہ نظرون سے تری اب تک نہین
ابرو کی خیر ہے چورونکا ساتہی مین نتہا

مار کر عاشق کو رنجِ ہجر سے کہتا ہے وہ
جان جسنے لی وہ تقدیری قضا تہی مین نتہا

صبر کی کشتی ڈبو کر بول اوٹہا طوفانِ اشک
موجِ غارتگر خطا ہے نا خدا تہی مین نتہا

ہجر کے اندہیر کی سنکر یہ بولا شمعِ حسن
روسیہ تیرہ نصیبی کی بلا تہی مین نتہا

شکوۂ پیری تو یہ بولا وہ بتِ نامہربان
فی الحقیقت جلوہ گرِ ذاتِ خدا تہی مین نتہا

لطفِ نشاطِ صبح تلک کل کی شب رہا
وہ شمعِ حسن رونقِ بزمِ طرب رہا

زلفون کا اونکے رخ پہ عمل روز و شب رہا
تاتار کے محاصرہ مین کیا حلب رہا

سب اوس کے سامنے رہے لیکن بتائے
آگے کسیکے بشوخ طبیعت وہ کب رہا

خالی نہین اگرچہ محبت سے اوسکی مین
پُردل مگر ہمیشہ وہ بت بے سبب رہا

صحبت سے اس کمینہ کی نفرت رہی مدام
مین تارکِ حلاوتِ بنت العنب رہا

دولت سے کم نہین ہے ادب ہوشمند کو / سچ بانصیب ہے وہی جو باادب رہا
تا صبح خواب مین جو پریشان تہی زلف یار / شب بہر نظر کے آگے تماشا عجب رہا
ہر چاند مین وہ مصحفِ رخ پیشِ چشم تہا / ہر ماہ اس برس بہی مجہے ماہِ رجب رہا
مانندِ جامِ بادہ لبالب تہی چشمِ شوق / کوئی پری مدام یہان لب بلب رہا
کیا دور ہے یہ واہ کہ جب اشرفی رہی / پردے مین ای عزیز حسب اور نسب رہا

سیرِ بہارِ گلشنِ فرحت تہی تلخ تر
بہر تو پیر اسقدر ترا غصہ غضب رہا

مانند جان وجسم ہے لگا ترا مرا / ٹوٹیگا جیتے جی نہ یہ رشتہ ترا مرا
اچہی نہین کدورت دل کی زیادتی / ہوگا نہ اس سے آئینہ میلا ترا مرا
جب دیکہتے ہین عاشق ومعشوق ڈاب کے / مردم کی آنکہہ کہاتی ہے دہوکا ترا مرا
گلگون تری قبا مرا ملبوس خون بہرا / ای شوخ ہے بہار کا جوڑا ترا مرا
گویا کوئی شبیہ خزان وبہار ہے / ای گل یہ سرخ و زرد سراپا ترا مرا
تو مجہ سے دور اور مین غیرون سے دور ہون / ای بحرِ حسن دیکہہ کنارا مرا ترا
منعم تو مالدار سہی تجہ سے کیا غرض / پروردگار پالنے والا ترا مرا
رکہتے ہین نام سارے پریخوان جفا و فا / ای جان پڑا زمین پہ جو سایہ ترا مرا
کچہ تو پری ہے اور نہ کچہ مین پرا ہون یار / ہم آدمی ہین ایک ہے دادا ترا مرا
جس جائے سنئے تذکرہ چلتا ہے بس یہی / عالم کی ہے زبان پہ قصہ ترا مرا
مین سر ہون تو خیال ہے مین چشم تو نظر / ہر حال مین ہے مرتبۂ اعلا ترا مرا
پہلو ہو مین تو دل ہے مین سینہ ہون تو جگر / ہو قطع اتحاد نہ اصلا ترا مرا
بس نام مرد ہے گلشن و صحرا کے نام سے / روے زمین پہ جب کہنچا خاکا ترا مرا
تو مبتلا مرا ہے تو مین شیفتہ ترا / ایکہی ہے کیا نصیب کا لکہا ترا مرا

ای یار حسن و عشق کا کس جا نہین رواج
چلتا نہین کہان کہان سکّا ترا مرا

تو آفتاب حسن ہے پیرتو ہو مین ترا
ہے مہربان جہان مین اوجالا ترا مرا

منظورِ صبحِ وصل جو سر کا سنگار تہا
پنجہ مژہ کا شانۂ گیسوے یار تہا

تیرِ نگاہِ ترکِ کماندارِ بخیط
گوشے مین گو کہ آنکہہ سے تہا دل فگار تہا

چہایا جو ابرِ غم تری فرقت کی فصل مین
بجلی تڑپ رہی تہی کہ دل جہفرار تہا

کیا کیا نہ خاک چہانی تجسس کی راہ مین
پایا نہین کہ دل مین کسی کے غبار تہا

وہ گل مرے چمن مین جب آیا نکل گیا
نکہت کیطرح دوشِ ہوا پر سوار تہا

آنکہین کہلین تو نقش خیالی تہا مرد مو
وہ خوش نظر جو خواب مین شب ہمکنار تہا

دلکی طرح وہ گود مین دن رات ہے مری
مدت سے جس کے وصل کا امیدوار تہا

بلبل نثار ہونے سے پہلے یہ جانتی
سینے مین گل کے کسکی محبت کا خار تہا

چندے اثر دعاے سحر کا تہا جلوہ گر
پیرتو یہ مہربان وہ تغافل شعار تہا

بیگنی چہلی جو سی اوسکی کدو بہی نہ ملا
حیف ای بوسۂ رخسار کہ تو بہی نہ ملا

ہین وہ کمبخت خراباتِ جہان مین ہم رند
اک قدح بہی نہ ملا ایک سبو بہی نہ ملا

تیغِ قاتل تہی مرے خون کی پیاسی ہر دم
رگِ گردن سے کوئی قطرہ لہو بہی نہ ملا

نہ بغل گیر ہوا قاتلِ خونخوار کبہی
اور خنجر سے کوئی دم یہ گلو بہی نہ ملا

حیف اوس زاہدِ مکّار کی قسمت پہ جسے
ظرفِ مے بہی نہ ملا ظرفِ وضو بہی نہ ملا

نہ بتائی اونہین صورت دلِ حیران کی مرے
کبہی تنہائی مین ای آئینہ تو بہی نہ ملا

منہہ کے اخلاص کا خاکا ہے غبارِ خاطر
چشمِ حیران سے دل آئینہ رو بہی نہ ملا

کم نصیب ایسے ہین ہم شاہدِ مطلوب تو کیا
کہو گیا یون کہ دلِ شیفتہ خو بہی نہ ملا

سبزۂ چشم عدو تھے نہ ملے پرتو سے
مہربان تجھ سے تعجب ہے کہ تو بھی نہ ملا

آبرو پاتا جو شاداب مقدر ہوتا
گوشوارے کا ترے کان کے گوہر ہوتا

ایکدم جان کے مانند نہ باہر ہوتا
صورتِ دل وہ اگر جسم کے اندر ہوتا

خودنما سوختۂ حسن نہین ہوتے ہین
آئینہ کب جبلِ طور کا پتھر ہوتا

دھوپ کا رنگ جو ہجر کی گرمی لاتی
سایبان سایۂ ابرِ مژۂ تر ہوتا

سوکھتا گرمیٔ خورشیدِ قیامت سے نہ منھ
حشر کے دن مرا دامن نہ اگر تر ہوتا

وہ گلِ مستِ نزاکت جو چمن مین آیا
پھول ہر اک مئے گلرنگ کا ساغر ہوتا

ہاتھ عاشق کے شبِ ہجر مین کس کام کے تھے
دل پر اک ہاتھ تو اک ہاتھ جگر پر ہوتا

لطف تھا خوب کہ لاتا مرے ہر خط کا جواب
کاش اے مرغِ تصور تو کبوتر ہوتا

مہربان وہ مہِ بے مہر نہ ہوتا مجھ پر
حسنِ طالع سے مین پرتو جو خوش اختر ہوتا

مجھ سے وہ شوخِ نوجوان بدلا
لے چکا پیرِ آسمان بدلا

فی الحقیقت وہ جانِ جان بدلا
یا فقط پھیرِ امتحان بدلا

سبز خط سب کے لب مین طوطیٔ چشم
باتون باتون مین خوش زبان بدلا

اپنے اعمال کا تو پاتے ہین
آدمی کیا فرشتہ خان بدلا

پھول ہنسنے لگے تو بولی بہار
لیگی دو روز مین خزان بدلا

کٹ گیا قتلِ سخت جان سے دم
تیغ سے تھا یہ نشانگان بدلا

مہربان وصل مین ہوا بیمہر
رنگ بدلا بھی تو کہان بدلا

جس سے مطلب ہے اوس سے سب کچھ ہے
وہ جو بدلا تو اک جہان بدلا

نظرِ پیرِ آسمان نہ لگے
اپنا جوڑا نہ اے جوان بدلا

نیچے اوپر ہوا زمانہ ہزار (ق) پر مقدر کوئی کہان بدلا
نہ یہ پامالیٔ زمین بدلی نہ یہ اندازِ آسمان بدلا

بدگمانی بھی ہے بلا سے بد چٹکیون مین وہ بدگمان بدلا

اس چمن مین ہے بدگمانی کی سیر پتا کھڑکا تو بدگمان بدلا

اوس کمر کا میان نیست وہست نام بدلا کبھی نشان بدلا

کبھی اوجڑی نہین زمین شعر لاکھہ بھی دورِ آسمان بدلا

انقلابِ فلک قیامت ہے
اپنے پیرلو سے مہربان بدلا

باوفا سمجھے بیوفا نکلا ہائے کیا سمجھے یار کیا نکلا

آج طالع سے مدعا نکلا مہربان صبحدم جو آ نکلا

دوستون کی مراد برآئی اون کے گھر سے عدو مرا نکلا

جب غمِ ہجرِ حسن مین رویا اشک آنکھون سے لوٹتا نکلا

جب خودی کا لباس پھاڑ دیا بندہ فی الواقعی خدا نکلا

گو کہ گھایل کا تن ہے صورتِ نَے پر نہ دم صورتِ صدا نکلا

جیتے جی مر گئے وہ جو سمجھے روح نکلی تو مدعا نکلا

صدقے انداز کے تلون پر یار آیا گیا چھپا نکلا

دامنِ رشکِ مہ ہے دامنِ ابر جب ہٹا روئی پر ضیا نکلا

مہربانی جو کی قمر وش نے
دلِ پیرلو کا مدعا نکلا

قہر کیسا عتاب و غضب کیا ایسے غصے کا پیار سے سبب کیا

اچھی صورت نہین نبھاتی کسکو دل حسینون پہ آنا عجب کیا

رحمت حق ہے مجھ پر یہ گویا
رام بت ہونیکا پھر سبب کیا

لیکے دل میرا مطلب پوچھو
یار دل ہی نہین تو طلب کیا

داستان میری سُنکر ستمگر
ہاے کہنا ترا جب نہ تب کیا

کاٹتا ہون بڑی سختیون سے
بے ترے روز کیا اور شب کیا

تم جو مجھ پر کرم کرتے ہو پھر
یہ بلا یہ محن یہ تعب کیا

دل تمہارا ابھر اگر نہین ہے
گود میری ہے خالی سبب کیا

سب ہے اوس کے سراپا کا پرتو
مہربان راس کیا اور ذنب کیا

آشوب نظر آفت جان ہو نہین سکتا
شمشاد کبھی سرو روان ہو نہین سکتا

گر کوز ہی ہو پیر جوان ہو نہین سکتا
کتنا ہی خمے تیر کمان ہو نہین سکتا

کیا نور خدا حسن تبان ہو نہین سکتا
پنہان کسی پردے سے عیان ہو نہین سکتا

شملے سے بزرگی کا نشان ہو نہین سکتا
صالح جو نہو پیر جوان ہو نہین سکتا

اللہ رے ہول شب تاریک جدائی
دمساز کوئی دم خفقان ہو نہین سکتا

حال دل بیمار لب خامش خود سر
پاتا ہون کہ ممنون بیان ہو نہین سکتا

ہان آبرو والون مین نہین زہر کی باتین
الماس کا موتی پہ گمان ہو نہین سکتا

مطلوب تو میرا مین طلب گار ہون تیرا
کیسا ہی ہو مطلوب جہان ہو نہین سکتا

دل آتے ہی ہاتھ آتے ہین یہ حسن سے فی الفور
عاشق کوئی بے شور و فغان ہو نہین سکتا

ہے دیدۂ پرآب مین ہمبر کی صورت
بدلی مین یہ خورشید نہان ہو نہین سکتا

وہ کونسا ہے ظلم جو آتا نہین اوسکو
پر رحم ہے وہ کام کہ ہان ہو نہین سکتا

ای یار تلون کے سبب سے ترے خط پر
تحریر مقدر کا گمان ہو نہین سکتا

اصلاح مین حجام سے بیطرح وہ بگڑے
اور آگے صفائی کا گمان ہو نہین سکتا

جو نقل ہے وہ نقل ہے جو اصل ہے وہ اصل
خاکا ہو زبان کا تو زبان ہو نہین سکتا

جو لطف تھا کل بزم مین اوس مہر کی پرتو
پھر فرش زمین پر یہ سمان ہو نہین سکتا

پوچھی وعدہ کی دوبارہ کوئی اچھا بولا
بات تو بادِ ہوائی ہوی پھر کیا بولا

یار خلوت مین بھی چلتی ہے کہین بادِ لحاظ
اوٹ مین پنکھے کی آخر کو پپیہارا بولا

وہ تشبیہ نہین ذرہ بھی ثابت ای چاند
کون جھلکے کو ترے عقدِ ثریا بولا

درگذرتے ہین برے وقت مین بدسے لے لشکر
بخش دیتے ہین دمِ نزع خدارا بولا

ترے جلوے سے نجومی کی نظر یہ بہکی
دیکھکر کان کا بالا مہ بالا بولا

بت نہ بن سن ذرا کہنا مرا گوشِ دل سے
ای صبا اوس بتِ خوبی کی خدارا بولا

بات یہ ہے مین کہان وہ دہنِ تنگ کہان
صاف منھ کھول کے یہ غنچۂ لبستہ بولا

نالۂ طایرِ دل سنکے وہ بت کہتا ہے
آج طوطی کیطرح مرغ تمنا بولا

چاند ثابت کیا جسنے ترے منھ کو ای یار
خطِ اخضر کو وہی چاند کا ہالا بولا

خط سبز آئینہ رخ پہ نمودار ہوا
واہ طوطی یہ ترے حسن کا کیسا بولا

دام دلکش ہے کوی مار دل آزار نہین
خود وہ موذی ہے جو اوس زلف کو کالا بولا

مہربانِ ہمہ تن نورِ دلِ روشن طبع
دیکھکر ہاتھ مین بیضا یدِ بیضا بولا

خواہشِ وصل مین سکتے نہ مرے خلقِ خدا
کون نادان تجھے حور سراپا بولا

خوب من مانے تلون کے ترازو مین تلو
تمھین سہوا کبھی ماشہ کبھی تولا بولا

حسن رخ خوب دو بالا ہوا اونکا پہلو
جب سے ابرو کو مین رشکِ مہ بالا بولا

سوزِ غم سے جگر نہین جلتا
گرم پانی سے گھر نہین جلتا

سوزِ فرقت سے گو مین روتا ہون
مائیہ چشمِ تر نہین جلتا

گرم ہوتے نہین ہین وہ جب تک
عود بہی آگ پر نہین جلتا

او نہین خوشبو پسند ہے ایسی
کون سے روز اگر نہین جلتا

لب لعلین ہین گو کہ گرمی ہے
دُرِ دندان مگر نہین جلتا

آہِ مظلوم سے اثر ہی گیا
دل بیداد گر نہین جلتا

گر عمل سے جحیم ہی ہو نصیب
سینہ حافظ کا پر نہین جلتا

حلم وہ آب ہین نہین بہتا
علم وہ آگ پر نہین جلتا

شعلۂ آہ بہی ہے بے تاثیر
دشمنِ فتنہ گر نہین جلتا

رات کی سیر کیسی ٹھنڈی ہے
مہر صورت قمر نہین جلتا

جب وہ ہوتے ہین گرم صورت مہر
کون فرد بشر نہین جلتا

ذات کے صدقے سے صفت کو کیا
شئی جلی بہی اثر نہین جلتا

خوفِ دشمن نہین ہے غمگین کو
برق سے ابر تر نہین جلتا

قہر سے دیکہتے ہین وہ جسوقت
کون مدِ نظر نہین جلتا

مہربان پاس ہے جو پیر لو کے
کون آٹہون پہر نہین جلتا

خطا سے ہو گئی تا حق دعاے استسقا
عطا ہو شافیٔ مطلق شفاے استسقا

مریض جہلِ مرکب سے ہو گئے عالم
دعا کی جاہے لازم دواے استسقا

نہ شرطِ وقت ادا اور نہ شرط جا ہے ادا
بہر طرح ہوی منظور اداے استسقا

فضاے دشت ہی سمجھے فضاے مسجد کو
جنون کیطرح بندہی تہی ہواے استسقا

ہنوز موسمِ باران ہوا نہ تہا آخر
ہوئے دل علما مبتلا سے استسقا

شروع فصل ہین پانی پڑا بفضلِ خدا
مگر تہی حرص سے نشو و نماے استسقا

وفور سے ہوئی بارش ہی غیر ہنگامی
مگر سمجھتے کہان آشناے استسقا

ارادہ کرنیکے مابعد جو پڑا پانی	تو شکر کی بھی نہ سوجھی سواے استسقا
خطر سے بہکنے کے لی پناہ مسجد مین	روا نہین نہ سہی انتروا اے استسقا
یہ رو یا ابر بہی تاویل مسئلہ رہا سے	کہ پانی پانی ہوا ماجراے استسقا
گرانی بڑہتی ہی بس جو صلے گھنٹے ایسے	فرامشی مین چہپین شرط ہاے استسقا
گرانی دوسرے شہرون کے قحط سے تہی یہان	مگر سمجھ گئے لازم دعاے استسقا
اگرچہ واقعی بارش خدا کی رحمت ہے	مگر یہ قہر کی صورت ہے واے استسقا
کہ ایکدم نہین فرصت عجب مصیبت ہے	تباہ گھر ہین غریبون کے ہاے استسقا
گناہگار اگر ہین بہی تیرے بندے ہین	ہو رحم بندون پہ کرنا خداے استسقا

خدا کا شکر نہ کرنا بلا ہے ای پرتو
کہ رحم بڑہکے ہوا قہر واے استسقا

زیبا غرور ہے صنم پر غرور کا	پتلا ہے سر سے پاؤن تلک اللہ کے نور کا
منظور دور بین تصور ہے ہجر مین	نظارہ اوس پری کا تماشا ہے دور کا
غفلت نہو تو خواب مین دیکھے خیال مرگ	سارے چھپر کھٹو نہین ہے نقشہ قبور کا
کیف شراب نغمہ سے لبریز ہے مدام	ای زہرہ وش گلا ہے کہ شیشہ بلور کا
ہو جائے آگ بہی کوئی کہائے نہ رزق غیر	روٹی تنور کی نہین حصہ تنومد کا
گھر مین محل خوف ہین آتش فروزیان	روٹی بکو کو یلا کرے شعلہ تنور کا
ابر کرم مین ذوق مۓ جرم ہو گیا	آب روان حجاب ہے روے قصور کا
پہلے یہ کہہ کے بعد اونہین خط دے نامہ بر	تسلیم ہے مزاج معلا حضور کا
بچونکی گالیون کا بہی کرتا ہے کوئی رنج	زیبا گلا نہین سخن بے شعور کا
داغ فراق شہپر پرواز ہو گئے	خالی قفس ہے مرغ دل ناصبور کا
مرنے سے کیا ڈرین نہ کرنیکون کیواسطے	دروازہ بہشت ہے دروازہ گور کا

سرمے کی شکل حسن پرست آنکھ مین رکھین
آذر بنائے بت جو کوہی سنگ طور کا

مدت سے گوش زد جو قیامت کا شور تھا
دم بند کر دیا مرے نالے نے صور کا

مہمل کا احتمال ہو معنی شناس کو
سر توڑ دے جو سنگ حوادث غرور کا

پرتو یہ مہربان ہین جو کڑوے شراب سے
لیکا ہے زاہدون کو شراب طہور کا

عذار یار ہے یا سورۂ والشمس قرآن کا
ضیای حسن ہے یا نور ہے خورشید ایمان کا

شگوفہ تر بہار ای غنچہ لب ایسی ہے کلیونکی
سراپا گوشۂ گلشن ہے گوشہ تیرے دامان کا

پھرایا ہی جو منھ غصے سے تونے تو وہی ہے صبح
نظر مین پھر گیا عالم بعینہ مہر رخشان کا

ہمیشہ نیلی پیلی آنکھ مجھ پر خوش نظر ناحق
مرا د آئے نہ بدہیون کی شکوہ ہو تیرقان کا

خط پیشانی مین تیرے نہین ہے فرق کا نکتہ
کہ تونے ایک ہی لاٹھی سے نادان لاکھو ہانکا

لب لعلین کے بوسونکا بنا قابو مزے لوٹے
غنیمت بات ہے یہ قبضہ پایا ہے بدخشان کا

بنائین بات دنیادار کیا حیلے کی عقبی مین
وہ ہن پیش خدا ہر ماجرا مکشوف ہے یان کا

تصرف روئے رنگین پر کسی کے سال بھر سے ہے
اجارہ اس برس مین لیا ہے اس گلستان کا

سر مژگان شوخ مہربان سے مست ہون پرتو
کھنچا ہے بادہ بدلے چھال کے خار مغیلان کا

حلقۂ حب وفا کا وہ اقرار کر چکا
گویا تمام ظلم کا انکار کر چکا

شہباز دل ہے کاکل پر پیچ مین اسیر
بے دانہ دام مین وہ گرفتار کر چکا

ہے سرو رشک قامت جانان سے پابگل
آزاد کو بھی اپنا گرفتار کر چکا

اوگن کے سر سے لگئی جب وہ سُریلی حلق
سُر بول اوٹھا کہ ساز کو بیکار کر چکا

جانبازونکی جو فوج صف آرا ہوی کبھی
ناز بغل کے مجھکو عملدار کر چکا

پھولا جو تختۂ گل توصیف نوبہار
کاغذ کو رشک صفحۂ گلزار کر چکا

آہستہ وصفِ غنچۂ لب مین بہی کہول منہہ / ای کلک مدحتِ گلِ رخسار کرچکا

کچہہ تو ہوا ہی کوہ و بیابان کی کہا کے دیکھہ / ای ابر سیر گلشن و گلزار کرچکا

بندہ عمل مین گرچہ ہے مجبور واقعی / لیکن خدا ارادے کا مختار کرچکا

مخفی نہین ہے اوس سے کوئی حالِ دل مرا / سب شعر کے ذریعے سے اظہار کرچکا

برسون مقابلے مین شش و پنج تہا مگر / دل کو ستم شعار سے دو چار کرچکا

ترچہی نگاہ سے ہی جو دیکہا مری طرف / اچہی طرح وہ تیغ کا اک وار کرچکا

گو ملکِ یار پور سے لنشیان نگر ہے دور / پل مین خیال کا مین اوسے پار کرچکا

رخسارِ نوبہار کے غم مین ہوا ہون زار / افسوس گل کا عشق مجھے خار کرچکا

پہر تو عبث ہے دورِ فلک مین یہ آرزو / اب مہر کوئی ماہِ پُر انوار کرچکا

چشمِ بد دور سہانا ہے تمہارا جوڑا / میٹھی نظرون سے جو دیکہا تو ہے پیارا جوڑا

بیگنی چولی ہے تہ بند ہے لال امرو کا / ق / داننی پیلی مصالح کی ہے پیارا جوڑا

لال صدری ہے یہ زرین بنارس کی غضب / خوب دلچسپ خریدا ہے ہمارا جوڑا

تاب مطلق نہین بیتابِ تمنا ہم ہین / لیجکا چٹکیون مین صبر ہمارا جوڑا

پانی پانی جو بدن گرمی کی شدت سے ہوا / بنگیا آبِ روان کا ترا سارا جوڑا

دلفریبی کا یہ انداز ہے آرایش مین / بیقراری کا ہی لیتا ہے اجارا جوڑا

غیر ممکن ہے تحمّل دلِ خود رفتہ سے / کہ ہم آغوشی کا کرتا ہے اشارا جوڑا

ابرو و چشم مین کاجل جو لگا کر دیکہا / تو نے کیا تیر کمان مین ہے اتارا جوڑا

زرد جوڑے سے ہوئے زرد گلِ نافرمان / آج پانی رخ گلشن کا اوتارا جوڑا

ہمکناری کے سوالون کو دیا صاف جواب / کرکے انی شوخ کناری سے کنارا جوڑا

بہاری ایسا تہا کہ بوجہہ اوٹھ سکا ماشہ بہر / تول کر تیری نزاکت نے اوتارا جوڑا

دونون چڑیا تری انگیا کی نہین سرِ دوان
قمریون کا ہے دل آویز یہ پیارا جوڑا

خوب بھایا ہے مجھے آنکھون مین چھپا دشمن کی
زیبِ تن کر دہی اید وست دوبارا جوڑا

کیا تعجب ہے ہم آغوش ہے یہ جو تجہ سے
مہ ہے تو اور چمکتا ہوا تارا جوڑا

مہربان تم ہین اگر پرتو شیدا ہون مین
خوب خالق نے بنایا ہے یہ پیارا جوڑا

پامالِ ناز کیا کسنے کیا یار نے کیا
گردن فراز کسنے کیا یار نے کیا

انداز خودنمائی نے پردہ اوٹھا دیا
فاش اپنا راز کسنے کیا یار نے کیا

مصروفِ ناز ہو کے عجب اک ادا سے تھے
صرفِ نیاز کسنے کیا یار نے کیا

کب سے سوار ابلق ایام عیش ہون
یون یکہ تاز کسنے کیا یار نے کیا

غفلت مین شاہباز نظر کو لڑا کے شب
راحت سے باز کسنے کیا یار نے کیا

وہ بے نیاز ہے اوسے بھاتی ہے عاجزی
حکم نماز کسنے کیا یار نے کیا

کوتہ نصیبی دست درازی کا کیا گلہ
کوتہ دراز کسنے کیا یار نے کیا

محمود کو پھنسا کے محبت کے دام مین
مثلِ ایاز کسنے کیا یار نے کیا

دکھلا کے اپنے گیسو و رخ صبح و شام مین
بے امتیاز کسنے کیا یار نے کیا

آمیزشون کے بعد مری بر سے مثلِ دل
پہر احتراز کسنے کیا یار نے کیا

قمری صفت نہین مین گرفتار طوق حرص
آزادِ آز کسنے کیا یار نے کیا

تارِ نفس کی چھیڑ مین کیا کیا نہ ٹھاٹھ ہے
قالب کو ساز کسنے کیا یار نے کیا

یون مرغ نامہ بر کے کتر ڈالے بال و پر
اوڑنے سے باز کسنے کیا یار نے کیا

ہر روز آتے آتے اب آتا ہے گاہ گاہ
یہ طرفہ ناز کسنے کیا یار نے کیا

کچھ مہربان ہو کے ہوا پہر ستم شعار
پرتو یہ ناز کسنے کیا یار نے کیا

قربان کوہکن کیطرح خود سخن ہوا
دائم بلا ہے سنبلِ زلفِ سمن عذار
یارب تو خیر کر کہ نہو شر بپا کوئی
بس بس زبان سنبھالے کہو نوکِ خار سے

ایسا تو اِس زمانے مین شیرین دہن ہوا
رحمتکدہ جو باغ تھا دار المحن ہوا
ہان فتنۂ زمان کا قیامت چلن ہوا
یہ اور ہے بہار کہ تلوا چمن ہوا

گر مہربان ہے پیرؔ تو شیدا پراوسکا دل
مدت کے بعد کسلئے پیمان شکن ہوا

قرار دل سے مرے چھین لیچکا لچھا
دعا سہاگ کے بڑہنے کی دشمنون نے بھی دی
یقین ہے پہر نہ چڑہین اور لچھے نظرون پر
بنے ہین تارِ طلائی شعاع کے جھوٹے

اک اضطراب کا سرمایہ ہے ترا لچھا
رہا جو پیشِ نظر نقش جب بنا لچھا
ہماری آنکھ سے دیکھین اگر ترا لچھا
یہ کچھ گلے مین ہے پرنور مہ لقا لچھا

گلوے روشن خورشید وش مین اے پیرؔ
مین پاتا ہون نہین محتاج جگنو کا لچھا

قدیم دوست کی صورت گلے ملا لچھا
دمک سے رنگ طلائی کی یہ چمکتا ہے
یہ سچ ہے تو ہے خداوند نعمتِ عاشق
بیاضِ منتخبات ثنائے حسن گلو

ابھی یہ ایسا کہان کا تھا آشنا لچھا
رہا جڑاؤ کے لچھے سے سونے کا لچھا
ہے دوطرف دو سوسون سے پُر ترا لچھا
یہ ہے گرہ طلب اک مصرع اوسمین یا لچھا

گئی ہے موتی کے لچھونکی تاب اے پیرؔ
منور ایسا ہے اوس مہربان کا لچھا

خطِ شمع رو جب نمودار ہوگا
برے وقت مین جو مددگار ہوگا
اگر وصل سے تجھکو انکار ہوگا

شبستانِ عالم دہوان دہار ہوگا
وہی یار ہوگا وہی یار ہوگا
مری بیقراری کا اقرار ہوگا

ق

وہی اس زمانے مین ہشیار ہوگا
جو مکار طرار عیار ہوگا

جو بہولا کہرا احمق صاف دل ہے
وہ مشہور دیوانہ بیکار ہوگا

ششش و پنج گیہ چہکے چہٹنے مین اوسکے
جو اک آن ظالم سے دوچار ہوگا

جدا ہو جو اس چاند مین کوئی بیہر
ہلال فلک مجہکو تلوار ہوگا

اگر انقلاب فلک رنگ لائے
ہر اک خار گل اور گل خار ہوگا

یہان کا اگر حسن چندے ہو مشہور
تو مدراس بہی شہر فرخار ہوگا

کہان نافۂ مشک ختن کا کہان زلف
خبردار اے دل خطاوار ہوگا

جو بولیگا اوس رخ کو مہ سے مشابہ
وہ اندہا سزا کے سزاوار ہوگا

کریگا جو بیدرد انصاف کا خون
وہ قاتل وہین قابل دار ہوگا

اگر جان دیگا تو زلفون پر اے دل
بلاؤن مین ناحق گرفتار ہوگا

بری صحبتون مین گہڑی بہر جو بیٹھے
وہ کتنا ہی ہو نیک بدکار ہوگا

مین پرتو ہون اوسکا مرا مہر ہے وہ
کسی روز مجہ سے نہ بیزار ہوگا

قلقل شیشۂ مے نغمۂ مستان ہوگا
آج ساقی جو گلستان مین خرامان ہوگا

اونکا دیوانہ نہ کیونکر دل انسان ہوگا
سایہ جن زلفون کا پریون کو بہی ایجان ہوگا

دل پر داغ تری زلف مین شادان ہوگا
مرا طاؤس اب اس ابر مین رقصان ہوگا

اس پریشان طبیعت کا جو سایہ بہی پڑے
بال بال آپکی زلفون کا پریشان ہوگا

گرمی ہجر نہین کم تپ محرق سے طبیب
رفتہ رفتہ دل بیمار کو ہذیان ہوگا

اے پریزاد قدم رنجہ کرے تو جو کبہی
ترے دیوانے کا گہر رشک پرستان ہوگا

ہائے اس اولٹی سمجہ پر پڑے پتہر اے دل
سر بہی پہوڑین نہ وہ ظلمون سے پشیمان ہوگا

صاف دیوار پر اک قہقہہ دیوار بنے
وہ پری آئے تو گہر میرا پرستان ہوگا

مہربان کا مرے رخسارِ مصفا پہ پرتو
دیکھ لے آئینہ مہر تو حیران ہو گا

جب ترک شوخ چشم سے دوچار ہو گیا
تیر نگاہ دل سے مرے پار ہو گیا
افسوس مجھکو عشق کا آزار ہو گیا
بیٹھے بٹھائے مفت مین بیمار ہو گیا

توڑا جو ارتباط بھی توٹا نہ ربط جنس
مین زار ہو گیا تو وہ بیزار ہو گیا

دیوانی بنکے پڑ گئی ہین زیر سایہ سب
پریون کو تیرا سایۂ دیوار ہو گیا

وہ گلعذار کرنے لگا ہم سے اب خلش
گل جسکو جانتے تھے وہی خار ہو گیا

نور آگیا ترا رخ پر نور دیکھکر
ای گل علاج نرگس بیمار ہو گیا

بلبل ہزار جان سے قربان ہو گئی
وہ گل جو آج داخل گلزار ہو گیا

ہندوی زلف کلمہ ترے رخ کا پڑھ چکا
چمکے نصیب روسیہ دیندار ہو گیا

بیمار ای پری ہے ترے عشق کا مکان
فرش زمین سایۂ دیوار ہو گیا

پہر پرتو وہ مہر بام پر اپنے جہان چڑھا
بے نور صاف ماہ پر انوار ہو گیا

خدا کی مہر سے معشوق مہ لقا پایا
تمام رات ملاقات کا مزا پایا

ختن کے مشک کی بو بنچتا ہے زلفو نمین
یمن کے لعل سے بھی رنگ لب سوا پایا

یقین ہے کہ ترا خال رخ ہے دلکی دوا
جہان کہ پایا اوسے جب دلکشا پایا

وہ شاہ حسن ہو جسپہ ترا سایہ پڑا
ہمائے اوج سعادت تجھے سدا پایا

تو حور ہے ترا گھر خلد ہے مرے نزدیک
بہار باغ ارم کا یہان مزا پایا

نگاہ پرتو شیدا کا نور ہے تو ہی
یہان بتجھے مہ وخورشید سے سوا پایا

ہمقافیہ سہ غزل جناب شیخ امام بخش ناسخ مرحوم لکھنوی

بے کینہ ہے وہ صاف یہ کینا نہین اچھا
اوس سینے سے آئینہ کا سینا نہین اچھا

ہے عشق کی گرمی مین عرق ضعف کا باعث
یہ تپ وہ ہے جسمین کہ پسینا نہین اچھا

دو آنکھہ مین ڈھیرے کی نہین ایک کی قیمت
ان دونون مین ہان ایک نگینا نہین اچھا

آنکھون مین تعصب کی ہے سرسبزی کی تصویر
حاسد ترے ساغر پہ یہ مینا نہین اچھا

ہو جاے اگر دامنِ مقصود پر اوس مین
کیا سال مین خالی کا مہینا نہین اچھا

دولت کے ہوسا تہہ جو بینائی برا کیا
ہان ٹھیک ہے نادان جو ہو بینا نہین اچھا

غم کہاتے ہین خون پیتے ہین عشاق شب و روز
کھانا نہین اچھا کہ یہ پینا نہین اچھا

ہے ساغر و مینا پہ ترا عکسِ خطِ سبز
ساقی تری کس چیز کا مینا نہین اچھا

اچھا ہے کہ مرتے ہین ترے واسطے عاشق
بے یار اگر ہو تو وہ جینا نہین اچھا

ہین خوب بہم عشقِ حقیقی و مجازی
ایوان نہین اچھا کہ یہ زینا نہین اچھا

ہان سیر اگر چاہیئے یان بحر و زمین کی
جز دفترِ اشعار سفینا نہین اچھا

ناسخ کی طرح رہنے کو پر تو مرے کہئے
مکہ نہین کہ مدینا نہین اچھا

ہمقافیہ بر غزل جناب شیخ امام بخش ناسخ مرحوم لکھنوی

دیکھکر عریانیٔ تن پیرہن یاد آگیا
روح کو بعدِ فنا میرا بدن یاد آگیا

اس پریشان کو سفر مین بھی وطن یاد آگیا
سنبل گلزار پیرا کو چمن یاد آگیا

کھودتا ہے نام یہ تو وہ مٹاتا ہے نشان
مہرکن کو دیکھتے ہی گورکن یاد آگیا

خود فراموشیٔ ہجرِ یار ہے وجہِ جنون
دیکھکر گل کی قبا کو پیرہن یاد آگیا

لفظ ہر لک ہے سیاہی سیہ پوشِ فراق
دیکھتے ہی بیت کو بیت الحزن یاد آگیا

دل مرا کڑوا ہوا ہے طرح اپنی جان سے
بیٹھے بیٹھے جب کوئی شیرین دہن یاد آگیا

سنتے ہی ایامِ فرقت مین صدا ناقوس کی
دلکو میرے کوئی طفلِ برہمن یاد آگیا

عرصۂ دل مین جو فوجِ غم صف آرا ہو گئی
بے تحاشا ایک ترکِ صف شکن یاد آگیا

ہجر مین دیکہا چہپر کہٹ کو تو یاد آیا مزار
اور چادر دیکہکر مجہکو کفن یاد آگیا

باغ مین بے یار دیکہی قامتِ شمشاد جب
دفعتاً سروِ روان کا بانکپن یاد آگیا

گوشۂ صحرا مین چلّانے لگا مین اے جنون
جب کوئی ابرو کمان ناوک فگن یاد آگیا

باولی اُس لہر مین کب ہے فقط جانِ عزیز
لوٹ ہے دل بہی کہ وہ چاہِ ذقن یاد آگیا

کان سہمے ہو گئے ہین گفتگو سے دہر سے
مجہکو جب وہ شاہدِ شیرین سخن یاد آگیا

مین نے پہر دیکہے نئے انداز تیرے ظلم کے
ہر طرح اے شوخ پہر چرخِ کہن یاد آگیا

دیکہہ کر شیرین ادا کو یادِ شیرین آگئی
سخت جان پیرؔ تو کو دیکہا کوہکن یاد آگیا

تری ہی گانے کی لے مین وہ سرِ دہتا پڑا ہوگا
تری آواز سے جس ساز کا سر کچہ ملا ہوگا

گلا اوس سے شکستِ دل کا اپنے نا روا ہوگا
لکہا قسمت کا جب خطِ شکستہ مین لکہا ہوگا

کرے نالہ درِ دولت پہ گریہ بینوا تیرا
تو اوسکا نام بہی مشہورِ عالم بالوا ہوگا

اگر غصے سے ہوگا آگ وہ شوخِ پری پیکر
تو جن کے سامنے ہوگا بس اونکا دم ہوا ہوگا

اوڑا کر آشیان تک بوئے گل جب لائیگی ہمرہ
نقاہت مین سرِ بلبل پہ احسانِ صبا ہوگا

مثل مشہور ہے یہ چور کی داڑہی مین بس تنکا
ملامت سے چڑہیگا جو کوئی بیشک کیا ہوگا

خدا جس بندے کے پلے پہ ہو وہ ایک بت تو کیا
بگڑ جائے خدائی ہی اگر تو اوسکا کیا ہوگا

اوٹہائیگا قیامت یہ پڑیگا جس جگہہ ظالم
بلا کے پتلے کا سایہ سراپا خود بلا ہوگا

ہوا ٹہنڈی ہے کچہ کچہ بوندیان بہی تو برستی ہین
لے پیرؔ تو جو آج اوس مہربان سے تو مزا ہوگا

خدا کے فضل سے شر مٹ گیا فساد گیا
مگر فسادی پہ جو کچہ تہا اعتماد گیا

زمین کے تحت سے آخر اوتر کے دو دو منزل
جہان سے آیا گدا این کے دان جہاد گیا

عدم سے ہستی مین انسان فریب شیطان سے
مراد پانے کو آیا پہ نامراد گیا

تری گلی مین ترا مبتلا سے بدقسمت
ہوائے دید مین شاد آیا نامراد گیا

شرابی پیر مغان سے بدل گئے جو مرید
جو پیر پر تہا مریدون کو اعتقاد گیا

شب فراق سے جمنا بہا ہے گنگا مین
غضب بتون کی شرارت سے انجماد گیا

فراغت آتے ہی اخلاص اگیا فی الفور
غرور و بغض حسد کینہ شر عناد گیا

ق
کچہ انقلاب فلک سے نہ انقلاب آیا
نہ رنج و عیش کا زنہار اتحاد گیا

جہان مین کوئی شاد آیا اور گیا ناشاد
نصیب سے کوی ناشاد آیا شاد گیا

یقین جانو کہ قدر اوسکی کم ہوی پرتو
جو دوست دوست کے گہر مہربان زیادہ گیا

دو چار کوئی غیرت گلزار کیا ہوا
پوچہو علاج نرگس بیمار کیا ہوا

جوبن کا اونکے مول دل زار کیا ہوا
جان بیچکر ہوا ہی خریدار کیا ہوا

اک بادبان کشتی روح روان ہے تیر
بیڑا ہے پار سینہ سے یہ پار کیا ہوا

روز الست سے یہ کیسی غضب کی تہی
اب یاد بہی نہین ہے کہ اقرار کیا ہوا

ہے ہے ستم سے ہاتہ اوٹھایا ہے کس لئے
بیٹھے بٹھائے تجھکو ستمگار کیا ہوا

زاہد او لجھہ نہ پیچ مین دنیا کی زلف کے
کیون یون بہک گیا تجہے دیندار کیا ہوا

ای ہمدمو نہ لائے ابہی تک اوسے یہان
جو زعم کل تہا آج کہو یار کیا ہوا

خاموش کیون ہے وصل کی شب سقدر بتا
ہان تجھکو آج ای لب اظہار کیا ہوا

ای شیخ بت کو کوئی خدا مانتا بہی ہے
کیون جہوٹی بحث کرتے ہو بیکار کیا ہوا

شاید کہ حسن شمع رخان تجہ سے بجھ گیا
عالم مین کس لئے ہے دہوان دہار کیا ہوا

پرتو کا مہر بام پر آیا جو صبحدم
ای چرخ تیرا ماہ پر انوار کیا ہوا

آنکھون مین ہے جو نورِ نظر احمد النسا — سینے مین بھی ہے لختِ جگر احمد النسا

دونونکی تندرستی سے صحت مری بھی ہے — دل قدرت احمد اور جگر احمد النسا

اسکی ہنسی مین خندۂ گل کی بہار ہے — باغ جہان مین ہے گل تر احمد النسا

ذرات اسکے نور سے آنکھون کو نور ہے — مجھکو ہے رشکِ مہر و قمر احمد النسا

طالب کی آنکھہ کو لب و دندان کے لطف سے — کیا بخشتی ہے لعل و گہر احمد النسا

گلہائے نقشِ پا سے زمین گلزمین بنی — چلتی ہے پاؤن پاؤن جدہر احمد النسا

درگاہ مین مجیب کی سیرنی دعا ہے یہ — دو چار ہی ہو آٹھہ پہر احمد النسا

افضالِ باغبانِ گلستانِ دہر سے — نخلِ حیات کا ہے ثمر احمد النسا

میٹھی ہے بات بات زیادہ نبات سے — ہونٹون سے گھولتی ہے شکر احمد النسا

اسکے سوا عرض نہین خورشید و ماہ سے — ہو پیشِ چشم شام و سحر احمد النسا

یہ مقتضا ہے اسکے لڑکپن کا واقعی — کیا فکر ہے شریر اگر احمد النسا

پتلی کی طرح پھرتی ہے شکل اسکی راتدن — آنکھون مین کرکے بیٹھی ہے گھر احمد النسا

اسکی بہار ہے سببِ انبساطِ دل — باغِ نشاط کا ہے شجر احمد النسا

یہ گود مین جو آئی تو جان آئی جان مین — فی الواقعی ہے جانِ پدر احمد النسا

کرتی ہے ایسی ایسی مزیدار حرکتین — ہر دل عزیز ہے یہ مگر احمد النسا

اللہ مہربان ہے پھر تو ہزار شکر
ہے زندگی مین نورِ بصر احمد النسا

سرمایۂ نشاط ہے کیا حامد النسا — ہنس مکھہ بفضلِ رب ہے سدا حامد النسا

ہے روح قدرت احمد و ہر دو مین لختِ دل — یا احمد النسا ہے یا حامد النسا

یہ بھی اگر بحال ہے مین بھی بحال ہون — بے حظ ہون بد مزہ ہے ذرا حامد النسا

حرکت ہے دلفریب ہر اک دور چشم بد — دل سبکا لیتی ہے بخدا حامد النسا

گو بے زبان ہے دیتی ہے چٹکا زبان ام ام
کیسا لپک کے گود مین ہر اک کی آتی ہے
دل روندتی ہے دیکھنے والون کے ہر قدم
اِس طفل شیر خوار کو برکت کیو اسطے
آتی ہے بات ایک ہی عورت کو مرد کو

گھوڑے کا شوق رکھتی ہے کیا حامد النسا
ہر دل عزیز ہوتی ہے کیا حامد النسا
چلتی ہے گھٹنون جو ذرا حامد النسا
نام اپنی مان کا مین نے رکھا حامد النسا
بس بی پکارتی ہے سدا حامد النسا

پرتو ہزار شکر مین دل باغ باغ ہے
دو چار ہو گئی جو ذرا حامد النسا

جب تنگ مرے آغوش مین دلبر نہین آتا
کب شرم سے مہ ابر کے اندر نہین آتا
فی الواقعی دلچسپ ہے وہ شہر کچہ ایسا
اس سخت مزاجی سے تو میدان طلب مین
اُس شاہ حسینان کی بہی کیا بات ہے اعلیٰ
تاثیر محبت سے ہے تقدیر ادہوری
اقبال زیادہ نہ رہا چار پہر سے
غش کرنے سے مقصود نہین حسن ہی کا رعب
قابو تو میسر مجہے آتے ہین ہزارون
وہ بہول کے بہی ہاے کسی روز کوئی دم
تو پہر سبہی خبر نہین پر نہ ادہر آ

واللہ کوئی مطلب دل بر نہین آتا
کس روز سحرگاہ وہ باہر نہین آتا
کوئی عدم آباد کو جا کر نہین آتا
کچہ ہاتہ بجز خاک کے پتہر نہین آتا
کب گنجفے مین تاج سے وہ سر نہین آتا
اتا ہی ہے رہ پرتو برابر نہین آتا
کس روز یہان خسرو خاور نہین آتا
کیا صفرے کی حدت سے بہی چکر نہین آتا
پر وصل کا قابو ہی میسر نہین آتا
وہ خانہ برانداز مرے گہر نہین آتا
پرتو جو ہے وہ چوتھے فلک پر نہین آتا

دل کو ہمارے دہیان ہے اک نوجوان کا
تیر نگہ چلاتے ہین چلمن سے متصل
جسکی ثنا مین لال قلم کی زبان ہے
کس کس طرح سے مجکو وہ زور آزماتے ہین

تصدیع مین خیال ہے آرام جان کا
خانہ خراب گوشہ ہے گوشہ کمان کا
وہ شوخ رنگ ہے تری انگیا کے پان کا
اچہا طریق ہے یہ مرے امتحان کا

جو نیک بخت ہین وہ تمنا مین رہتے ہین
آتا ہے باعث برکت میہمان کا

اومان سرخ روئی کا اظہار صاف ہے
لپکا جو خوب ہے تری انگیا کو پان کا

لاریب بادشاہی سزاوار ہے تجھے
تیرا فقیر شاہ ہے دونون جہان کا

عاشق ہزار ڈہونڈہ رہے ہین پتا نہین
عالم ترے مکان مین ہے لامکان کا

دی جسنے جان نان نہ دیگا وہ یہ غلط
خالق کریگا بندے کو محتاج نان کا

پرتو کی التجا ہے یہی رات دن خدا
دل اوسکا مہربان ہو اوس مہربان کا

غزل در صنعت الفاظ بے نقط تخلص پرتو کے عوض عکس ہے

اوس حور کا گال گل ارم کا
کاکل اک سلسلہ کرم کا

دم کو دل کا ہوا سہارا
دل کو ہوا اوسہارا رم کا

ہو وصل کا حال کسکو معلوم
وہ عدد ہو گرا رادہ سم کا

دکہلا دکہلا کمال دکہلا
اسرار کمر رہ عدم کا

ہراک کو لگاؤ مکر کا وار
ہر حال ہو مال اہم درہم کا

آلام کو درد سر دوم کا
عسکر کو ہوا الم علم کا

دہمکا کر ہمکو واہ حاصل
دہمکا دہمکا عدو کو دہمکا

ہر ہر کا دل ہو عدل کا گہر
اک صدر وہ محکمہ حکم کا

مرکر ہو رہا اگر رہا ہو
ہراک کو وہ دام ہو درم کا

وہ مہر ہو دور اگر سحر گاہ
ہو عکس طلوع مہر الم کا

ہمقافیہ بر غزل مرزا داغ دہلوی

جانتا ہون کہ ہے یہ کیا مطلب
دل کا دل صاف بن گیا مطلب

عاشق زار کی زبان سے آج
رنگ رخ کی طرح اوڑ رہا مطلب

مجھے مطلوب ایک تو ہی تو
دوسرو نکا ہے دوسرا مطلب

بادہ خوارون سے زاہد و شرماؤ
آپ ہی آپ آپ کا مطلب

دلکو لیکر بہی جانتا ہی نہین
ابہی وہ جانتا ن مرا مطلب

بندشش اونکے دہن کی واہ ری واہ
نہ کہلا ایک مدعا مطلب

آسمان ہے وہ کہنہ گرگ کہ ہے
اسکی ہر چال مین نیا مطلب

دشمنون کا تو مدعا نکلا
گر نکلتا نہین مرا مطلب

کسی جا کے نہین ہین یہ محتاج
ہر دری کا ہے جا بجا مطلب

حسن یا عشق مطلبی دونون
ترکِ مطلب سے یار کا مطلب

کیا کہون پوچھتے ہین کیون احباب
دل نے مجھ سے ہی کب کہا مطلب

کام کر ہی چکی ہے استغنا
بیغرض مجھ سے ہوگیا مطلب

صاف کلکِ ازل نے ہر اک کا
لوحِ سیما مین لکھدیا مطلب

وضع کو پردہ ہوگیا منظور
دل کے دل ہی مین رہگیا مطلب

اپنے مطلب کے سب ہین ای پرتو
مجھے کوئی ندے خدا مطلب

ہمقافیہ بر غزل خواجہ وزیر مرحوم لکھنوی

گل ہوا اوس شمع کے آگے چراغِ آفتاب
وصل کی شب ہے بہار آرا دماغِ آفتاب

زلف کی دہن جب ہوی آخر تیا رخ کا لگا
ایک شب مین جیسے ملتا ہے سراغِ آفتاب

شامِ وصلِ یار ہے صبحِ امیدِ عاشقان
شمع اس محفل کی ہر اک ہے چراغِ آفتاب

ایکدن مانند جام و شیشہ چھلکنا چور ہین
ساغرِ مہ شیشۂ گردون ایاغِ آفتاب

انقلابِ آسمان کیا تفرقہ انداز ہے
رات مین ہوتا نہین روشن چراغِ آفتاب

تیرے باغِ حسن سے تشبیہ دے کیسا کوی
ایکدن کا گل نہین ہے فصلِ باغِ آفتاب

ہجر کی شب آئے طالع سے کہین وہ مہربان
اپنی شب مین چاہیے ایسا چراغِ آفتاب

مثلِ زنجیرِ طلائی ہے کرن کی قید مین
غیر ممکن دیکھتا ہون مین فراغِ آفتاب

کیا فرشتون کو بہی اکل و شرب اب درکار ہے
آسمان پر گرم رہتا ہے اوجاغِ آفتاب

رنج دنیا کا نہین رہتا کوی پرتو مدام

دل ایسے گردون تک ہی مٹ جائینگی داغ آون کے

ہمقافیہ بر غزل حکیم سید ضامن علی صاحب جلال لکہنوی

آخر اکدن جا ملیگا حور سے فرقت نصیب
یاد کرکے تم ہی بولینگے اسے جنت نصیب

انقلاب آسمان سے عیش کی حسرت فضول
شوقین راحت کے ہوتی ہے کوئی آفت نصیب

سوتے ہین منعم تو کہتے ہین کہ ہین آرام مین
کیا یہان ہے غافلون کیواسطے راحت نصیب

خاکساری کیمیا ہے دولت دارین ہے
اہل دولت کو نہین ہوتی ہے یہ دولت نصیب

آرزو نکلیگی اکدم مین یہ ہر دم کی خلش
کیا مزے پاتے ہین تیرے بسمل حسرت نصیب

دلمین ہے سوز دروں لب پر ہے آہ آتشین
سر بسر آتش کا پرکالہ ہے یہ آفت نصیب

مہر و مہ پہرتے ہین کسکی جستجو مین راتدن
دونون کے دونون ہین گویا عاشق فرقت نصیب

حد سے بڑہکر آرزو اعزاز کی نادان نہ کر
خواہش عزت مین ہو جانے نہ کچھ ذلت نصیب

کہل گئین آنکہین جو دیکہا اس دل حیران کو آج
جانتا تہا آئینہ اک آپکو حیرت نصیب

جسقدر ہے جوش وحشت کا مری آنکہون مین یار
آہوؤن کو بہی نہین ہے اسقدر وحشت نصیب

مہربان اکدم جدا ہوگا نہین پرتو کبہی
ل گیا تجہ سے اگر یہ عاشق فرقت نصیب

ہمقافیہ بر غزل شیخ امام بخش ناسخ مرحوم لکہنوی

وصل مین ہم جو کرین بزم شراب آخر شب
دل بر شیخ وہ موذن ہو کباب آخر شب

نیند سے اوٹھ کے موذن جو یہ چلاتے ہین
کچہ تو ان بند دن پہ ہوتا ہی عذاب آخر شب

غافل انسان سے حیوان کہین اچھے ہین
مرغ کہتے ہین کہ ہٹتا ہی ثواب آخر شب

رات بہر ہجر مین بیدار رہا آفت سے
اوٹھ گئی دل سے مصیبت کی بہی تاب آخر شب

اشک پینا ہے برا صبح شب وصل مدام
کہتے ہین باعث تحریک ہے آب آخر شب

گذرا غفلت مین شباب آنکہ کبہی کہلی مین
شام کے سوئے ہوئے کو نہین خواب آخر شب

رات بھر ہمنے کئے صبح کے رہنے کے سوال
اوٹھ کے پہلو سے دیا اوسنے جواب آخرِ شب

ایک شب باغ مین رویا جو کسی گل کے لئے
بلبلون کے ہوئے اجسام حباب آخرِ شب

ہو فا رات کی صورت رہے دن کو بھی آج
گل کے مانند برس جاے سحاب آخرِ شب

اوڑ کے گرتے ہین عدو آگ بہبوکا ہو کر
پھر لقا اب وصل مین ہین تیرِ شہاب آخرِ شب

دل پہ تیرِ نگہِ ناز چلانا کیا خوب
چشم بد دور یہ تیر اور یہ نشانا کیا خوب

ہونٹھ پہ پان کا لاکھا تو جما کر دم بھر
یون ہزارون کا غضب خون بہانا کیا خوب

تا سحر شعلۂ رخسار کی دوری سے مجھے
بھر بان شمع کے مانند جلانا کیا خوب

مرے نغمے کو سمجھتا ہے گل اندام صبا
چمنِ دہر مین بلبل کا ترانا کیا خوب

ہم سے بارِ شبِ اندوہ یہ اوٹھوا کے غضب
بے سبب مفت ترا غصے مین آنا کیا خوب

واہ شوخی کہ مزے لوٹ رہی ہے مہندی
گورے ہاتھون مین ترے رنگ جمانا کیا خوب

صورتِ طبعِ حسینانِ تلون سیرت
ہر گھڑی رنگ بدلتا ہے زمانا کیا خوب

ہر بُنِ مو ہو زبان تو بھی نہو لطف بیان
زلف کے پیچ مین ای دل ترا آنا کیا خوب

چودھوین صدی کی ہر بات بھی اولٹی ہے فلک
دل پہ لقا کسی بے مہر پہ آنا کیا خوب

رنگ ہولی کا یہ ہولی مین جمانا کیا خوب
گانا کیا خوب ترا اور بجانا کیا خوب

وجد سے گرد ترے پھر کے گلے کی صورت
بول اوٹھا نغمہ کہ صدقے مین یہ گانا کیا خوب

ساز کے سُر سے ترا تار بہم کے مانند
بے کم و بیش یہ آواز ملانا کیا خوب

پردۂ ساز سے سُر عجب سے نکلا نہ کوئی
ترا انداز تری طرز سُنھانا کیا خوب

اگیا شرم سے ہر ساز کے سُر مین پردہ
صاف بے کھٹکے ترا تان لگانا کیا خوب

جب دوگن چال ہوئی ڈھول کی ہو حشر بپا
اپنی انگلی کی روش لے کو نچانا کیا خوب

جب گلا صاف کیا سب گے گلے کاٹ دیئے
یاد آیا جو ترا نغمہ کوئی اے گل تر
کھینچکر سُر لب جان بخش سے دم بھر مین ترا
صاحب فہم ہے تو طرز تری لونڈی ہے
کونسی چیز ترے منھ سے نہین بنتی ہے
رشک کا زہر اک زہرہ جبین کھاتا ہے
کیون شہنشاہ ندما مین بجھے ارباب طرب
ترے دم سے تو ہے دم سازئ بزم عشرت
تانسین آگے ترے کان پکڑتے پیارے

تیغ کی آب تری حلق کا پانا کیا خوب
گیا بلبل نے فراموش ترانا کیا خوب
ہو بہو راگ کی تصویر دکھانا کیا خوب
ہر غزل ٹھہری کو ہر طرز مین گانا کیا خوب
ہولیان چھند غزل ٹھہری ترانا کیا خوب
سم پر انداز سے گردن کا ہلانا کیا خوب
لب جان بخش سے بنتا ہے شہانا کیا خوب
ٹھنکیان لیتے ہوئے ٹھاٹھہ سے گانا کیا خوب
تان مین صاف ہر اک سر کا دکھانا کیا خوب

مہربان کیون نہ پہر آشفتہ ہو تیرا پیر لقو
ہر طرح سے دل عاشق کو لبھانا کیا خوب

خنجرون مین جب نہین قاتل کے خنجر کا جواب
ابر تیرے مبتلا کے دیدۂ تر کا جواب
جانکو سنتے ہی ہنستے دیکھا چرکا جواب
خنجر ابروی قاتل ہے جو خنجر کا جواب
تیز رو ہین توسن عمر ابلق لیل و نہار
مطلع ابرو کے ہر مصرع پہ ہے اک صاد چشم
کچھ مکان یار کی بندش کی ہے ایسی طرح
ہم دہان زخم سے دیتے ہین قاتل دمبدم
خامشی آدھی رضا مندی مثل مشہور ہے
جامہ زیبی ننگ ہو کر ہٹ بنی اللہ کی خیر

پہر سرون مین خاک پہیر پہرے سر کا جواب
برق تیرے سوختہ کی جان مضطر کا جواب
اوسنے دم بہر مین دیا کیا زندگی بہر کا جواب
نشتر مژگان بہی ہے خونریز نشتر کا جواب
دونون گہوڑے ایک کا اک ہی گیا برابر کا جواب
مصرع اول ہے ثانی کے برابر کا جواب
بر محل دیوار کی دیوار در در کا جواب
سب سوالات زبان تیغ و خنجر کا جواب
سر جھکانا ہے سوال وصل دلبر کا جواب
چولیون کے گوٹے کو دیتا نہین شہر کا جواب

راتدن چکر پہ چکر لاکھ مارے آسمان — دے نہ میرے بخت بد کے ایک چکر کا جواب

ہر قدم پر فرش جب گھر مین ترے اسکا رہے — سنگ مرمر کے نہو ہر سنگ مرمر کا جواب

بے شعورون کے سوالون پر خموشی خوب ہے — دے نہین سکتا کوئی اطفال کے چھیر کا جواب

وہ جو ادنی ہے سو ہے اور وہ جو اعلی سو ہے — حسن اختر کب ہو حسن ماہ انور کا جواب

احتراز انسان بے تہذیب حرکت سے کرے — آدمی بنکر نہو زنہار بندر کا جواب

کہتی جاتی ہے زبان موج خرام ناز کی — بحر ہستی مین نہین ہے اوسکی ٹھوکر کا جواب

ظاہری تشبیہ کچھ اور باطنی تشبیہ اور — کوئی گھوڑا ہو نہین سکتا کبھی خر کا جواب

خاک ستانے سے گلگون صبا کے بن پڑے — شہسوار ناز کے توسن کے فرفر کا جواب

اسکی صورت اوسکا معنی بھی سمجھ پڑتا نہین — آخر اوسکا خط ہے تحریر مقدر کا جواب

ہوگئی روشن عذار مہربان سے شمع دل — شمع رخ گویا ہے شمع مہر انور کا جواب

شیشۂ دل ہمنے چشم مست جانان کو دیا — ہے یہی گویا لب خاموش ساغر کا جواب

دیکھتے ہی خود وہ بس لوٹن کبوتر ہوگیا — اس سے بہتر کون تھا لوٹن کبوتر کا جواب

ہر طرح ہمجنس ہی ہمجنس سے مانوس ہے — گھوڑا گھوڑے کا ہے اور خچر ہے خچر کا جواب

خانۂ تن دیکھ حیران کار ہین آدمی سے کم — کب کوئی بارہ دری ہے تیرے ششدر کا جواب

خشک مصرع ماہ نو کا ہو نہین سکتا کبھی
مطلق ای پیر تو ہمارے مصرع تر کا جواب

دم مارتی ہی بھون کہ بڑے تیغ زن ہین آپ — تیر نظر چلاؤ کہ ناوک فگن ہین آپ

واعظ نہ گل کھلائے کوئی تازہ یہ بیان — ہان جانتا ہون باغ ارم کے چمن ہین آپ

ای یار جب یقین ہو کہ مین بھی نہال ہون — مانا سہی کہ نخل گل و یاسمن ہین آپ

گل کیا کہ مین ہزار مین بولون پکار کر — ای صدر بزم رونق صد انجمن ہین آپ

دو زلف عنبرین ہین مری بات پر گواہ — ہندوستان مین نافۂ مشک ختن ہین آپ

کج فہمی سے کہین منفعتی سمجھ نہ جائے — کس منہ سے مین کہون اُد ہین پر کرو نہ ہین

دیتے ہو روز رنج جدائی کا وصل مین — حقا کہ میرے حق مین مجسم محن ہین آپ

آجاتے ہین ادہر تو چمکتے ہین بخت عیش — میرے لئے ستارۂ صبح وطن ہین آپ

پہر آگے چل کے کیا ہو طریق جفا کہ یار — نو مشقی مین تو غیرت چرخ کہن ہین آپ

قایم رہیے جہان مین اللہ دیر گاہ
پرتو چراغ محفل شعر و سخن ہین آپ

ہمقافیہ بر غزل شیخ امام بخش ناسخ مرحوم لکھنوی

شب مین کون آتا ہی کیا ہے کیون نہین آتی ہے دہوپ — رعب سے کس کے سحر تک ڈر کے چہپ جاتی ہے دہوپ

ہجر کے ایام مین ڈر بارش گریہ کا ہے — تیز گل سے آج کچھ مجکو نظر آتی ہے دہوپ

اے پری اس سوختہ جان پر تر پڑتی ہے جب — گرمجوشی مجھ سے کرکے آپ جلجاتی ہے دہوپ

چڑہتی ہے آہستہ آہستہ تری دیوار پر — مہربان کیا رفتہ رفتہ پاؤن پہیلاتی ہے دہوپ

ایکدم رو کے اوس خورشید کو دیکہا بہ شوق — بعد جب برسات کے پڑتی ہے تو بہاتی ہے دہوپ

وہ زمانہ ہی تہا زیر آسمان آتے نہ تہے — یہ بہی دن آئے کہ تمکو دیکھنے پاتی ہے دہوپ

ابر کے دامن مین چہپ چہپ کر نکلتی ہے یہ کیون — آج کس کے روبرو آنے کو شرماتی ہے دہوپ

شوق ہے کس مہر کے پامال ہونے کا اسے — کیون زمین پر آسمان سے آکے بچہ جاتی ہے دہوپ

عاشق مہجور مہرویان کا دل جلتا ہے رونہ — آگ برسانے فقط سورج کے ساتھ آتی ہے دہوپ

ڈنکو ہاتھ آتے نہین کافر بتان بہ جمال — یا خدا پتھر پڑین ہر روز ترساتی ہے دہوپ

کان کی بجلی چمکتی ہے تمہارے نور سے — ورنہ کب اے مہربان بجلی کو چمکاتی ہے دہوپ

وہ حرارت سے ہوا لیتے ہین اپنے ہونٹھ کی — گرم ہوکر آج کیا ٹہنڈی ہوا کہاتی ہے دہوپ

اک غم فرقت کی گرمی دوسری گرمی کی فصل — کیا حرارت جان پر عشاق کی لاتی ہے دہوپ

بے حجابانہ جو کہلتے ہین ترے بند قبا — ابر کے سینے مین رک کر بند ہوجاتی ہے دہوپ

جبکہ چڑھتی ہے سر دیوانے کی دیوار پر
اے پری سایہ کی صورت کب اتر آتی ہے دھوپ

منعکس ہوتا ہے نورِ عارضِ پرنور سے
کیا نگوڑی تیرے گھر میں آکے پچتاتی ہے دھوپ

دیکھتی ہے جب تری انگیا کی ظالم دھوپ چھاؤں
ابر کے دامن میں چھپکر چھاؤں ہنجاتی ہے دھوپ

آہ سوزاں سے ہے پیر لو گھر مرا آتشکدہ
جب یہاں آتی ہے چڑھ کے خوب ہی پاتی ہے دھوپ

یہ بارشِ یونان ہے کہ اس سال کی برسات
یا نوح کا طوفان ہے کہ اس سال کی برسات

جی کھونیکا سامان ہے کہ اس سال کی برسات
بس جانوں کا نقصان ہے کہ اس سال کی برسات

باقی نہ رہا فرق ہی خشکی و تری کا
یہ گردشِ دوران ہے کہ اس سال کی برسات

گھر گر کے گرانے لگے بس خانۂ تن کو
اموات کا باران ہے کہ اس سال کی برسات

لہرانے لگی ڈوب گئے مرجانے کی حالت
جوششِ یمِ عصیان ہے کہ اس سال کی برسات

سب آبرو والے ہیں دستوں کی ہے زاری
بے فصل کا نیسان ہے کہ اس سال کی برسات

برسات سے افسوس برستی ہے گرانی
محتاجی کا طوفان ہے کہ اس سال کی برسات

تاثیر ترو تازہ ہے بیہودہ دعا کی
نادانی ہی نالان ہے کہ اس سال کی برسات

نعمت کا ہی کفران غضب اک سخت بلا ہے
اک قہر کا فرمان ہے کہ اس سال کی برسات

جبتک یہ رہے پاس وہ کھٹکے نہیں ہے ہے
عشرت کا نگہبان ہے کہ اس سال کی برسات

خود ابر ہی بیحد رد ہے مخلوقِ خدا کا
تقدیر پہ گریان ہے کہ اس سال کی برسات

روتی ہے لگا تار جو دیوانے کے ہنس
یہ چاک گریبان ہے کہ اس سال کی برسات

مایوس امیدوں سے ہیں اللہ کے بندے
سرمایۂ حرمان ہے کہ اس سال کی برسات

کاموں سے معطل ہوئے سب پیشہ ور اپنے
تعطیل کا فرمان ہے کہ اس سال کی برسات

اللہ کے افضال سے آرام ہو پیر لو
تکلیف کا طوفان ہے کہ اس سال کی برسات

ہوتی ہے خوب فریدار ملاقات کی رات
لطف ہے روز جو ہو یار ملاقات کی رات

اپنے اللہ سے ہر وقت دعا کرتا ہون
آٹھوین روز ہو اک بار ملاقات کی رات

جسطرح اوسکا طلبگار رہون مین شام و سحر
یون ہی ہو میری طلبگار ملاقات کی رات

ہو ہمو دام مین اس زلف پریشان کے تری
مری صورت ہو گرفتار ملاقات کی رات

بھؤن دکہاتے ہی وہ ظالم مرا تہا کہٹکا
کیون دکہاتی مجھے تلوار ملاقات کی رات

ہر ملاقات مین قابو کی بہی ٹہجائے تو خوب
جائے بانو نمین نہ بیکار ملاقات کی رات

مان لے بات گیا وقت نہین . آئیگا
یار اچھی نہین تکرار ملاقات کی رات

کہلئے بند ہو منہ کہول کے کچھ فرماؤ
مائہ عیش ہے سرکار ملاقات کی رات

زور طالع سے میسر ہے بیہان پیر تو کو
تجہ سے ای ماہ پر انوار ملاقات کی رات

بیتیا بیون سے نیند نہ آئی تمام رات
تاب و توان نے دہوم مچائی تمام رات

دیکہا جو مجکو دن مین تو شرماے دو سے
آغوش مین حیا تو نہ آئی تمام رات

درد و غم و الم سے تہا دو چار بے ترے
کس کس سے مین نے آنکھ ملائی تمام رات

بچھڑے ہوے تمام تصور مین مل گئے
ممنون وصل تہی یہ جدائی تمام رات

رلوایا اسقدر کہ مجھے ہچکیان لگین
اوس جان جان نے دم پہ بنائی تمام رات

بولا شب وصال کلائی وہ تہام کے
کل کیا ہوا تہا کیون نہ کل آئی تمام رات

آنکھو نمین انقلاب جدائی جو چہا گیا
دنیا ادلٹ پلٹ نظر آئی تمام رات

دیپک تمہارے گانے سے نا پید چرخ نے
جان اپنی مثل شمع جلائی تمام رات

فرقت مین آنکھ لگتے ہی اوس گہر کی سرکی
تہی روح کو بہی تن سے جدائی تمام رات

از حد فزون ہے اوسکی ہوا اسقدر مجھے
کی بات بہی تو باد ہوائی تمام رات

مدت کے بعد یار کو پایا جو گو زمین
اچھی طرح مزے مین گنوائی تمام رات

وہ بیٹھنا قریب جو یاد آگیا ترا
بیٹھے بٹھائے دھوم اوٹھائی تمام رات

دامن باندھی جب تو ٹھاٹھ بندھا یہ خیال کا
کانون مین تہی وہ نغمہ سرائی تمام رات

ہر بوسے پر وہ دیکھنا پیاری نگاہ سے
حرکت سوائے اسکے نہ بہائی تمام رات

پرتو رہے نصیب کا جھگڑا اچھا نہین
اوس خانہ جنگ سے تہی لڑائی تمام رات

زلفون کی دہن مین نیند نہ آئی تمام رات
کالی بلا نے دھوم مچائی تمام رات

غفلت مین سب شباب کا موسم گذر گیا
کچھ فکر خواب مین بہی نہ آئی تمام رات

یہ انتظار طالب دیدار کو رہا
تارون سے خوب آنکھ لڑائی تمام رات

پہرا اوسکو پہر اگر نکہون مین تو کیا کہون
صحبت تمام دن ہے جدائی تمام رات

خلوت کی گرمیون کی حرارت غضب ہوئی
کیا کیا بگڑکے دم پہ بنائی تمام رات

بگڑے جو وہ بہانے قدم اوٹھ کے لیلئے
اس کے سوائے کچھ نہ بن آئی تمام رات

اے قدردان یہ دیکھ مری قدردانیان
آنکھون مین قدر کی نظر آئی تمام رات

کیا کیا بہڑک اوٹھی ہجر یہ خلوت مین رشک سے
ظالم نے مفت شمع جلائی تمام رات

لپٹے بگڑکے یون کہ ملایا نہ منہہ سے منہہ
تہی وصل مین بہی منہہ کی جدائی تمام رات

اوسکی ہوا جو بندہ گئی مجکو شب برات
آتش لگا رہی تہی ہوائی تمام رات

کیا کام داستان جدائی سے وصل مین
نادان ہے جسنے مفت گنوائی تمام رات

کیا کوسون درد دل کو جدائی مین الامان
اوٹھ اوٹھ کے خوب دھوم اوٹھائی تمام رات

اپنی ہی گائی دل نے کسیکی سنی نہین
ہو منہہ پہ تہی وہ نغمہ سرائی تمام رات

محفل مین تھے جو شیشہ و ساغر جدا جدا
کیفیت اسطرح کی نہ بہائی تمام رات

پرتو نے صبح فتح کا ڈنکا بجا دیا
اک شاہ حسن سے تہی لڑائی تمام رات

تیرے بغیر نیند نہ آئی تمام رات
تنہائیوں نے دہوم مچائی تمام رات

وہ صبح چل بسے تو کہا روکنا تھا یون
تدبیر کوئی یاد نہ آئی تمام رات

لوٹا فراق یار مین کیا فرش خاک پر
مٹی مین راحت اپنی ملائی تمام رات

دل سے تہا اتصال مجہے اوس سے اوسقدر
آنکھون سے جس قدر تہی جدائی تمام رات

بگڑے جو وہ تو وصل مین ہم بہی بگڑ گئے
کہنے کو بات بہی نہ بنائی تمام رات

مانند مرغ صبح موذن نے بانگ دی
اسکو خدا کی یاد نہ آئی تمام رات

وہ آفتاب حسن جو تھا جلوہ گر یہان
پرنور روز سے نظر آئی تمام رات

فرقتین غیر آہ نہ تہی دل مین کوئی شی
تیرے مکان مین شمع جلائی تمام رات

مین تیرے اشتیاق مین یہ محو ہوگیا
اپنے سے غیر کو تہی جدائی تمام رات

پیتا رہا مین شربت دیدار لیتہ لب
تہی چاشنی مین اپنی ہوائی تمام رات

ق

چہوڑا نہ مین نے بہی اوسے بے سرخرو گئے
لیت و لعل مین گو کہ گنوائی تمام رات

چلّا کے تا بہ وصل سے نازک مزاج نے
دنیا تمام سر پر اوٹھائی تمام رات

بہلانے اپنے دل کو ہوا مین غزل سرا
یاد آئی جب وہ نغمہ سرائی تمام رات

ایسا پسند خاطر آشفتہ ہے وہ بت
بے اوسکے کوئی بات نہ بہائی تمام رات

پرتو سے ہاتہا پائی رہی اوسکی صبح تک
دیکھو تہی کس مزے کی لڑائی تمام رات

گرمی کے مارے نیند نہ آئی تمام رات
آہون نے میری دہوم مچائی تمام رات

گو قصد تھا مگر نہ شکایت فراق کی
کوئی مری زبان پر آئی تمام رات

ہیہات دل سے دل کا ملانا تو درکنار
آنکہون نے آنکھ بہی نہ ملائی تمام رات

ایسا ملا ہے مجہ سے بڑہی مدتون کے بعد
ہر بات مین تہی اوسکی جدائی تمام رات

پہلی ہے رات وصل کی ہے وہ نئی بنی
یہ بات خامشی نے بنائی تمام رات

دلکی طرح سے راحت و آرام کہو گئے
آنکھون مین اپنی نیند نہ آئی تمام رات

غائب رہا جو آنکھ سے کوئی پری جمال
کالی بلا مجھے نظر آئی تمام رات

کوئی گواہِ عالمِ خلوت ضرور تہا
بیکار تم نے شمع جلائی تمام رات

وہ مجمعِ صفاتِ حمیدہ جو پیش تہا
اپنی ہی ذات سے تہی جدائی تمام رات

ہر ایک پہول تہا گل آتش فراق مین
اس باغ کی ہوا تہی ہوائی تمام رات

پایا نہ لطفِ وصل جوانی بسر ہوئی
کیا تلخکامیون مین گنوائی تمام رات

تہا اک جہان کو صورِ سرافیل کا گمان
نالون نے ایسی دہوم اوٹھائی تمام رات

ہم نے اوڑہائی خوب جوانی مین بہیروین
ہر وقت تہی یہ لغمہ سرائی تمام رات

کہنے لگا کہ مجھکو زیادہ نہ چھیڑنا
ایسی نزاکت اوسکی نہ بہائی تمام رات

پہر تو جو صبح ہوگئی تو صلح بہی ہوئی
انداز کی تہی اوسکی لڑائی تمام رات

اپنے قدح کی خبر سنائی تمام رات
ساقی کی یہ ادا نہین بہائی تمام رات

پاؤن سے تیرے ناتہہ کا پایا پڑا نہین
عاشق نے منتون مین گنوائی تمام رات

دی اوس پریکو مین نے سلیمان کی بار بار
آغوش سے نہ جانے دوہائی تمام رات

بارے خدا کا شکر رکہا ہاتہہ ضبط نے
کی مین نے بیکلی سے کلائی تمام رات

صبحِ وصال اوسنے کہا ایک ناز سے
کی تم نے کس بلا کی ڈہٹائی تمام رات

ہے بے رضا نہ تہے مین بوس و کنار کی
سرگرم تہی کسیکی رضائی تمام رات

دنیا کا حظ تمام اوٹھایا شباب مین
ہم نے لٹائی ساری کمائی تمام رات

لو صبح ہو رہی ہے نہ دینا جواب صاف
دیکہی تمہارے منہہ کی صفائی تمام رات

غصہ سے میرا حال ہی غیر اون کے ساتہہ تہا
بات اپنی ہوگئی تہی پرائی تمام رات

رو رو یا فراق بت مین جو مین ڈاڑہین مار کر
محتاج نیند کی تہی خدائی تمام رات

اوڑہی تو کس غضب کی حرارت تہی مجہپر آہ
گویا رضائی تہی وہ دولائی تمام رات

پایا عجیب طرح کا قابو کہ واہ واہ
تہا ہاتھ مین وہ دستِ حنائی تمام رات

ای جان لگا ہیا تون کو انسان کہون مین خاک
کتون کیطرح نیند نہ آئی تمام رات

تہی کالے کو سون دور ہیلائی اک آدہی
کی اوسنے بیحساب بُرائی تمام رات

لوگون کی سب جوانی بُرے کام مین گئی
سوجہی نہ کہنے کو بہی بہلائی تمام رات

کو منہ بہرائی دی مگر اوس گہر کے لوگ نے
خالی پہرا کے راہ بتائی تمام رات

جب صبح ہوگئی تو مقدر رسا ہوا
معشوق تنگ ہوی نہ رسائی تمام رات

دل تنگ جان سے ہے مگر وسعت اسقدر
ہے سیکڑون بلا کی سمائی تمام رات

فرخندہ حال خانۂ تن مین تہی جانِ زار
کیا شادیٔ وصال رچائی تمام رات

وہ بت جو میرے سامنے بے پردہ ہوگیا
دیکہی بغور علتِ غائی تمام رات

بوسے دئے ہین سینہ دیا پاؤن بہی دیا
وہ بن گئے تہے حاتم طائی تمام رات

تا رنگ صبح کو سونے کے بن گئے
دیکہا جو اوسکا رنگِ طلائی تمام رات

زلفین بکہر رہی تہین ہوا سے عذار پر
بدلی ہے ماہتاب پہ چہائی تمام رات

رخصت کیوقت کہنے کو کہدی وفا کی بات
رہنے کی شرط سے تہی رکہائی تمام رات

انگڑائی لی جو نیند سے تو ناف ٹل گئی
بیمارداریون مین گنوائی تمام رات

گو بت بنے تہے بار خدا منہ تو کہل گیا
خمیازون کی تہی عقدہ کشائی تمام رات

بتیاب خواب ہوکے وہ منہ کہولنے لگا
محفل جماہیون نے جمائی تمام رات

تا صبح تہی فراق کی شب مین ہوائے وصل
دل کی مرے کلی نہ کہلائی تمام رات

برقع اولٹ کے منہ نہ دکہایا حجاب سے
صورت خسوف کی نظر آئی تمام رات

اوس حور نے دئے لب شیرین کے بوسے واہ
فردوس کی مٹہائی کہلائی تمام رات

پہر تو وہ صبحکو ہی کہنے لگا کہ کیا

گو سرگذشت اپنی سنائی تمام رات

صورت نہ بوسے کی نظر آئی تمام رات
کی اوسنے منھ بنا کے لڑائی تمام رات

دم بربنائی غیر کا دیوانہ جان کر
بے پر کی اوس پری نے اوڑائی تمام رات

دق ہو کے نازکی سے وہ بولے اخیر شب
اِس زندگی سے موت نہ آئی تمام رات

اک زہرہ وش کی بزم طرب کا جو تہا خیال
تہی مچھروں کی نغمہ سرائی تمام رات

اک دو گہڑی کے واسطے آئے تہے میرے پاس
فرصت کی ایک تاخنہ نہ آئی تمام رات

عہد شباب وصل حسینان مین ہو بسر
دیکہون نہ مہ وشون کی جدائی تمام رات

بوسے لئے تو شرم سے وہ سرد ہو گئے
ہمنے مٹھائی برف کی کھائی تمام رات

کیون تیرے دشمنونکی طبیعت ہے بدمزہ
لذت میسر آج نہ آئی تمام رات

جوبن کا وہ ابہار نظر مین جو پہر گیا
بے اختیار آنکھ بھر آئی تمام رات

بوسے کبہی لئے کبہی اون سے گلے ملے
بگڑے جو وہ تو اپنی بن آئی تمام رات

بادل گرج گیا تو چمک کر لپٹ گئے
برسات مین مراد بر آئی تمام رات

اک خوش گلو کے ہجر مین دلسوز تہا سماع
سارنگے کے تہی سُرون مین جدائی تمام رات

آنکھون سے ایک شوخ سراپا جو دور تہا
تہی کس غضب کی بے سر و پائی تمام رات

جب منھ کہلا فراق مین فریاد سے کہلا
تہی تکیۂ کلام دہائی تمام رات

پہر لو یہ تہر ہے بت بے مہر کا فراق
بیخود ہوا تو بہولی خدائی تمام رات

تدبیر صلح کی یہ بن آئی تمام رات
گردن مین نے اوسکو لڑائی تمام رات

اتنے مزے اوڑائے نہ ایام وصل مین
فرقت مین جتنی خاک اوڑائی تمام رات

وہ مہربان جو آیا مرے بے اجل رقیب
قسمت کی اونکی موت نہ آئی تمام رات

ایسی دعا کرون کہ جدا ہو نہ جیتے جی
کیا فائدہ نہو جو جدائی تمام رات

پہر صبح کو وہ مستعدِ ظلم ہوگیا
قسمین براے لطف ہی کہائی تمام رات

خالی ہی امتحان کو شرارت جو اوسنے کی
یہ رنج دیدہ آنکھہ بہر آئی تمام رات

سورج نکل گیا تو دہی منہ جدا ہوا
دوری کی جسکی تاب آئی تمام رات

دیکھا نہ آسمان نے سمان بزمِ وصل کا
دہوکے سے کچہہ ہوس تو بر آئی تمام رات

پچھلے پہر جو سوگئے وہ کام بن گیا
مطلب سے تہی اگرچہ جدائی تمام رات

اک بند وا ہوا نہ سراپای یار کا
کیا شوق کی تہی بے سروپائی تمام رات

اپنی ہی گا رہے تہے وہ تا صبح وصل مین
تہی اک ہی طرز نغمہ سرائی تمام رات

دیکہو کر انتقام ہے ایام ہجر کا
یہ بات درمیان مین آئی تمام رات

تم کو فساد ہجر کا شاید کہ بس نہین
شر پر طبیعت اب ہی جو آئی تمام رات

اک ہی طرح کی چھیڑ رہی سیری صبح تک
دو لاکھہ اوسنے دی ہی دوہائی تمام رات

بوسے لئے ہین غنچہ دہن کے وصال مین
کہائی عجب گلابی مٹہائی تمام رات

لائی نہین جو باد صبا ایک گل کی بو
حسرت سے جان ناک مین آئی تمام رات

بدلی رہی نظر مری اپنے خیال پر
گو نازنین نے آنکھہ دکہائی تمام رات

پیارے نیا خیال ہمارا ہی سن تو لو
اپنی قدیم چھیڑ تو گائی تمام رات

مین نے کہا جو کل ہی قدم رنجہ کیجئے
بولا ادا سے کلی نہین پائی تمام رات

پہر تو نظر مین اک مہ بے مہر پہر گیا
آئینہ ضیا تہی خدائی تمام رات

اوس بیوفا سے کی جو بر آئی تمام رات
خوبی نصیب کی نظر آئی تمام رات

یہ بیکلی تہی شوق کی باہم کہ ایکدم
کل چین پائی نے ہی نہ پائی تمام رات

تہا یاں نہ وصال کو ئی عذرِ لنگ یار
بگڑی خوہی ہی بات بنائی تمام رات

اپنے خدا کو یاد کیا وقت کٹ گیا
دل سے بتون کی یاد بہلائی تمام رات

گردون کے ہاتھ بھیک کا ہے ٹھیکرا قمر
کرتا ہے تیرے در کی گدائی تمام رات

شب بھر تھا ایک چاند کے ٹکڑے کا انتظار
تھی مثلِ مہر مہر سے جدائی تمام رات

کیا خاک انتظار کسیکا دکھائیگا
آنکھون مین پھرتا ہے سلائی تمام رات

پہنچا مرا خیال بھی تیرے خیال کو
کیسی مزاجکی تھی رسائی تمام رات

کیا انقلاب چرخ ہے قسمت کا انقلاب
اک آفتاب کی ہے جدائی تمام رات

وہ مہر اگر نہین ہے تو ہان ماہ بھی نہین
پرتو ہے روز جلوہ نمائی تمام رات

جلسہ تھا دل لگی کا مری جان تمام رات
دلچسپ تھا نشاط کا سامان تمام رات

جب صبح ہو گئی تو ہوا خواب کا خیال
نزدیک تھا وہ فتنۂ دوران تمام رات

کیا کیا نہ دلفریب پری زاد جمع تھے
دیوان خانہ تھا کہ پرستان تمام رات

کیا جلد باتین کرتے ہی کرتے گذر گئی
گویا کوئی گھڑی کی تھی مہمان تمام رات

پھولا خوشی سے وصل کی باغ جہان مین کیا
دامان گل تھا میرا گریبان تمام رات

تعریف رخ سے ہے یہ زمین باغ کی زمین
ہر عندلیب خامہ غزلخوان تمام رات

آنکھون مین کٹ گئی شب زلف سیاہ یار
سنبل بھی رشک سے تھی پریشان تمام رات

مانند آئینہ در و دیوار سیر گر
منھ دیکھ کر ترا رہے حیران تمام رات

بندیکا خانہ باغ گلستان سے بڑھ گیا
سرو روان یہان تھے خرامان تمام رات

وہ نوبہار تھا مرے پہلو مین صبح تک
پُر تھا گلِ مراد سے دامان تمام رات

یاد آگئی جو وصل مین وحشت فراق کی
تھی مجھ کو سیرِ کوہ و بیابان تمام رات

وہ مست ناز آنکھون کے آگے تھا عشوہ سنج
تکتا رہا سرور دل و جان تمام رات

ہوتے ہی صبح وہ مہ بے مہر چل بسا
کیا ستا چکے مرے ارمان تمام رات

پھرنے لگا مرا سر اگر آنکھ پھیر لی
ہے ہے شب وصال تھا دوران تمام رات

وہ مہرباں بزم میں پھر لو تھا صبح تک
خورشید تھا زمیں پہ نمایاں تمام رات

شکر خدا کہ وہ مرا مہماں تھا آدھی رات
بوس و کنار کا یہاں ساماں تھا آدھی رات

پھر دوسرے وہ جلوہ فزا جب ہوا یہاں
گل کی طرح سے دل مرا خنداں تھا آدھی رات

کیا ایک زلف اوسکی پریشاں ہو گئی
سنبل کی طرح میں جو پریشاں تھا آدھی رات

پہلو میں تھا کوئی دل مضطر کو چین تھا
کیا گردش نصیب کا احساں تھا آدھی رات

کیا بڑبڑا کے نیند سے اٹھا میں پچھلی شب
کل تجھ سے ہمکلام جو اے جاں تھا آدھی رات

آخر مہینے کا ہے بجا ہے گلہ نہیں
پنہاں نظر سے گر مہ تاباں تھا آدھی رات

جو سرد تھا وہ شعلۂ آہ چمن ہوا
گلگشت میں جو سرو خراماں تھا آدھی رات

گویا شب وصال پہر بھر کی ہو گئی
بیداد ہجر سے وہ پشیماں تھا آدھی رات

وحشت میں کیا تصور مژگاں کی تھی خلش
خود گھر مرا جنوں کو بیاباں تھا آدھی رات

کوتاہی نصیب پہ رونے لگا جو میں
آنکھوں پر اپنی گوشۂ داماں تھا آدھی رات

ہے تو خموشی نیم رضا سندی آئینہ
پر میں سمجھنے کے لئے حیراں تھا آدھی رات

لبریز جام چشم خیال مژہ میں تھے
کیا نشۂ شراب مغیلاں تھا آدھی رات

قسمت سے دل لگی بھی ادھوری ہی رہ گئی
وہ گل مری کنار میں خنداں تھا آدھی رات

کیا انقلاب ہے کہ شب چاردہ میں بھی
کل بام پردہ ماہ نمایاں تھا آدھی رات

بے مہر روتے روتے غش آیا شب فراق
ہشیار تیرا پھر لو گریاں تھا آدھی رات

اسی یار سے ہے بیحد مجھے ارمان ملاقات
گویا کہ ہوں پروردۂ دامان ملاقات

تسکین ہوئی اکثر اوقات طپش میں
کیا کچھ ہے برے حال پہ احسان ملاقات

کہتی ہے جسے خلق خدا خلق و مروت
اسلام ملاقات ہے ایمان ملاقات

آئین یہی تہذیب یہی وضع یہی ہے
اون سے نہ ملین جو نہین شایانِ ملاقات

ہر ایک مرض کیلئے دارو یہی ہے لازم
آزارِ جدائی کو ہو درمانِ ملاقات

دل کھول کے ملنا ہے مگر قالبِ جاندار
اخلاص ہی کی بات تو ہے جانِ ملاقات

اخلاص کے جلسے بھی ہین شہد سے میٹھے
ہے قدرِ عسل سے بھی فزون شانِ ملاقات

تفریح نظر فرحت دل راحت جان ہے
سو جان سے دلِ زار ہے قربانِ ملاقات

کافی ہے تری انگیا کا پان اور پسینا
یہ عطرِ ملاقات ہے وہ پانِ ملاقات

پامالِ حسد تفرقہ انداز عدو ہین
جب دوست ہین مہمانِ سرِ خوانِ ملاقات

انکھون مین وہ جلسے بھی اور اغیار کا دبہی
کیا مردمِ دیدہ ہے نگہبانِ ملاقات

دو چار گھڑی کیلئے عیش و طرب آئے
آخر رفقا بھی ہوے مہمانِ ملاقات

سودا کہین ارمان مین اس کے نہوا ہو
کیون ہجر مین ہون دست و گریبانِ ملاقات

بکتا ہے تپِ ہجر مین کیا کیا ترا بیمار
شاید ہے مسیحا اسے ہذیانِ ملاقات

تقدیر نے دکھلائے ہین دن کیا مجھے پھر تو
طالع ہوا مہرِ درخشانِ ملاقات

ہمقافیہ بر غزل شیخ امام بخش ناسخ مرحوم لکھنوی

فلک نے دیکھا جو دونون کو یعنے تارے دانت
تمہارے صدقے مین تارون کے توڑ اوتارے دانت

زبان چلتی ہے تیرے سرو پر جو مری
حیا سے توڑتے ہین سنگ کے سارے آری دانت

تمہارے بام کو بخشا خدا نے حسن فلک
عذار چاند سے وہ چند ہین ستارے دانت

مین ایسے پیار کو پھر کسطرح نہ پیار کرون
کہ پیارے گال ہین اور پیارے ہونٹ پیارے دانت

دکھا مجھے نہ شبِ ہجر اے فلک ایسا
کہ صبحِ شیب جو آئی گرینگے سارے دانت

ترش ہوا ہی جو ظالم سنگار مین اسپر
ہوے ہین شانے کے کھٹّے تمام بارے دانت

نہ داڑھ مین مار کے روئین نصیب کو پھر کیون
ملے ہین پیس کے رہ جانے کو ہمارے دانت

اودھر یہ سنتے ہوئے نامہ بر جو آ پہنچا
ادھر بگا گل آپ خوشی کے مارے دانت

اوٹھا جو پاس سے وہ شل ہوش جانے کو
تو دل سا سمجھ گئے یا خدا ہمارے دانت

ستارون پر کسی جوتی کی تا سحر پہر لو
بہم لگائے ہوئے ہین تمام تارے دانت

مطلع ہے قمر کا تیرا اے یار چھپر کھٹ
طالع سے ہوا ہے یہ پرانوار چھپر کھٹ

دم بھر مجھے سونے نہین دیتا تب فرقت
آنکھون مین ہے سونیکا جو ہر بار چھپر کھٹ

اونکے رخ و زلف و دہن و دیدہ و خط سے
سرسبز ہوا صورت گلزار چھپر کھٹ

جلد آ کہ ہوا ہے ترے مانند پلنگ آہ
اب پھاڑ ہی کھا جانے کو تیار چھپر کھٹ

پردون نے چھپایا ہے اسے چار طرف سے
کیا دیکھ سکے دیدۂ اغیار چھپر کھٹ

اچھا نہین ہر وقت نہ بیٹھو کہ نہ ہو جائے
آغوش کشا میری طرح یار چھپر کھٹ

اقرار تو کرتے ہو مگر یاد ہی رکھنا
ہو جائیگا اک شاہد اقرار چھپر کھٹ

ہر چند کہ سونے کا ہے لیکن جو نہین تم
ہر شب مرے مانند ہے بیدار چھپر کھٹ

سونیکا ہے اے یار مگر لطف سے تیرے
رکھتا ہے عجب طالع بیدار چھپر کھٹ

زندہ مجھے در گور کیا ہجر نے پہر لو
کیا گور بعینہ ہوا بے یار چھپر کھٹ

ہے خوب پئے عیش سزاوار چھپر کھٹ
آباد رہے حشر تلک یار چھپر کھٹ

دم بھر مین علاج مرض ہجر سے ممکن
ہے دار شفائے دل بیمار چھپر کھٹ

وہ رشک چمن گود مین ہے سیر کی جا ہے
ہے پھولا پھلا غیرت گلزار چھپر کھٹ

دلدار ہے آغوش مین کس لطف کی ہے نیند
سونیکا ہے اونی طالع بیدار چھپر کھٹ

خلوت مین کھلے بند رہو انگیا نکالو
مدت کا تو ہے محرم اسرار چھپر کھٹ

محفل سے اٹھو نیند سے کیون جھوم رہے ہو
وہ دیکھیے خلوت مین ہے تیار چھپر کھٹ

سوتے ہین جو ہم تم تو یہ رکھ لیتا ہی پردہ
غفلت مین بھی کس درجہ ہی ہشیار چھپر کھٹ
سوتا ہی جو تو ناز سے ای مست نزاکت
ہوتا ہی مری طرح سے بلہار چھپر کھٹ

پرتو ہی مجھے برج اسد روے زمین پر
اوس غیرت خورشید کا ضوبار چھپر کھٹ

ہمقافیہ بر غزل شیخ امام بخش ناسخ مرحوم لکھنوی

ناف سے ناز ہی تمہارا پیٹ
چین سے عنبرین ہی سارا پیٹ
ناف کو چشم کس زبان سے کہون
کرنہو احول اُسی نظارا پیٹ
پیٹھ خم اس لئے ہوی اوسکی
مفلسون کا فلک نے مارا پیٹ
خم گردون کی طرح خالی ہے
بادۂ وصل سے ہمارا پیٹ
ترے نظارہ کا یہ بھوکا ہے
کہ دکھاتا ہی ہر ستارا پیٹ
جب ملا کچہ تو منھہ مین ڈال لیا
جسم پرخوار کا ہی سارا پیٹ
ہجر ساقی سے کہتی ہی بطِ می
کیا قیامت ہی تو نے مارا پیٹ
جیسے بدہضمی سے جو مرمر کر
حارصو مارتا دوبارا پیٹ
کرتی ہی یہ دعا زن مفلس
نرہے یا خدا دوبارا پیٹ
مل گئی تیلیون کو نعمت خلد
دیکھا ای حور جب تمہارا پیٹ
کھا گئے غم تو پل گئے آنسو
ہجر مین یون بھرا ہمارا پیٹ
جسم تیرا ہے کیا سراپا نور
کرے اب ناف کو بہی تارا پیٹ
داخل سنت ضروری ہی بول
بند ہونے سے ہو نقارا پیٹ
ہوی گرتی کسیکی جلد بدن
کیا پسینے مین تر ہے سارا پیٹ

پوچھو اہل شکم سے ای پرتو
کیون دکھاتا ہے کیا نظارا پیٹ

ہمقافیہ بر غزل ظفر مغفور شاہ دہلی

وہ تو انکار ہی لکھتا ہے یہ تدبیر عبث
نامہ بر لاتے ہیں شرح خط تقدیر عبث

چشم آشوب نگہ سرمہ کی تحریر عبث
تیر کے ہوتے ستمگر کوئی شمشیر عبث

سادگی کان میں آہستہ سناتی ہے او نہیں
جب گرہ دل میں نہیں زلف گرہ گیر عبث

تری شوخی کہاں انداز کہاں ناز کہاں
دل کی تسکین کو کھینچی تری تصویر عبث

دوست تو دوست میں دشمن کے بھی آنکھوں میں ہوں
کیجئے کس لئے پھر گھر میاں تعمیر عبث

دامن دشت کی ڈہوں دست و گریباں ہے جنون
چشم غمدیدہ نہوں حلقۂ زنجیر عبث

پھیر دی پہلے چھری مرغ سحر نے شب وصل
اے موذن تری تکرار کی تکبیر عبث

شیر بچوں کے لئے ہے یہ کہ بوڑھوں کے لئے
لکھہ دیا صبح کی تقدیر میں کیوں شیر عبث

ہم بھی کچھ بولینگے ہاں دیکھو جو کرتے ہو مذاق
تم تو چڑ ہجاتے ہو پھر چھیڑ کی تقریر عبث

اونکو ہے نامہ و پیغام سے نفرت پر تو
کوئی تقریر عبث ہے کوئی تحریر عبث

تکرار ہے بوسے کے لئے اور سدا بحث
دیتی ہے مجھے تند ملر کا مزا بحث

ہوتا ہے یہاں خون مروت کا دمادم
کرتا ہے کوئی دشمن بنیاد وفا بحث

کب تک کوئی سمجھائے تجھے ناصح کج فہم
اب خوب خموشی ہے کہ نادان سے کیا بحث

آتا ہے تو بیہوش بنا کر مجھے ہر وقت
کیا خاک کروں تجھ سے بھلا ای ہوش ربا بحث

اللہ نگہبان ہے ایمان کا اپنے
کرتا ہے مرے ساتھ بت کافر ادا بحث

ساتھ آج ہی دینے کیلئے منہ سے نکل کر
تاثیر سے کرتی ہے بہت میری دعا بحث

کچھ جہل کا باعث ہے یہ کچھ نشے کا موجب
ہیہات کجا رند کجا شیخ کجا بحث

اوس گل کو مرے سرد نفس کرتے ہیں کیا گرم
بھڑکاتی ہے کرتی ہے جو آتش سے ہوا بحث

نامرد کو ہاں بات بڑی ہے یہ مثل بھی
کرتا نہیں بیکار کوئی مرد خدا بحث

اوس مہر سے منہ پھیرنے کا شکوہ ہمیشہ
پرتو یہ سزاوار نہین صبح و مسا بحث

بیکلی کل سے کچھ زیادہ ہے آج — دلِ بیتاب نامراد ہے آج
کسکی بیداد حد سے زاید ہے — دل سے لب تک جو داد داد ہے آج
کون آمادہ شر یہ ہے اے دل — یون وظیفہ جو خیر باد ہے آج
لال ہے احتراق غم سے بدن — ہاے کچھ طورِ سرخ باد ہے آج
وعدہ کرتے ہو کل کا کیون ہردم — ق — آپکو کل کا اعتماد ہے آج
نظر آئیگی کل نفاق کی شکل — گرچہ آپسمین اتحاد ہے آج
ہین وہ بیہوش چشم و چشم دل — بیت یہ باب چار صاد ہے آج
سب کچھ اس یاد کے سوا بھولا — ہیطرح دل کو کس کی یاد ہے آج
پوچھتا ہون جب اوس سے ملتا ہون — کی جو شرطِ وفا وہ یاد ہے آج
جھوٹے وعدے جو کل کے دیکھے ہین — آپسے دل بد اعتقاد ہے آج
شبِ مہ مین نہین ہے وہ نزدیک — چاندنی رات بے سواد ہے آج
کیون یہ لڑتے ہین خدا کے لئے — خانہ جنگی ہے یا جہاد ہے آج
مستی مالیدہ لب کا وصف ہون — رُبِّ جامون بیان مداد ہے آج
کسکی کہنے سے کیون ہے کی تاثیر — مجھ سے کیون آپکو عناد ہے آج
کچھ مرے باب ہی مین جھگڑا ہے — اوس کے گھر مین بڑا فساد ہے آج

دل مین پرتو کے غم بھرا ہے سب
کہنے کو جھوٹ موٹ شاد ہے آج

ہمقافیہ بر غزل شیخ امام بخش ناسخ مرحوم لکھنوی

کراہی طبیب عاشق بیمار کا علاج — ہان ہان کبھی تو ایسے بہی دو چار کا علاج

غارتگر ایک ہے مرض الموت عشق ہی
ممکن ہے ورنہ یار ہر آزار کا علاج

پیشانی کے لکھے کی طرح کچھ نہاد ہی
بیمارِ عشق ابروے خمدار کا علاج

صندل کی جاے چاہیے تلچھٹ شراب کی
ساقی ہے یہ شقیقۂ میخوار کا علاج

ڈالینگے خاک راہ طلب کی ہم اکدن
کر لینگے اپنے دیدۂ بیدار کا علاج

ناوک فگن سے گوشہ نشینی غلط غلط
یعنے ضرور تر لبِ سوفار کا علاج

کوئی مرض نہین ہے یہ عادت ہے کیا کرون
آزارِ بدگمانئ دلدار کا علاج

عشاق کو علاقۂ ایمان و کفر کیا
خود ہے شکست سبحہ و زنار کا علاج

دنیا کو لات مار کے چھوڑے خیالِ خام
کرتا ہے کون قحبۂ مکار کا علاج

تدبیر سے طبیعت موذی نہو درست
ممکن نہین ہے پیچ و خم مار کا علاج

ای چارہ ساز کوئی تو ایسا طبیب لا
پرتو کو چاہیئے دل بیمار کا علاج

ہمقافیہ برغزل شیخ امام بخش ناسخ مرحوم لکھنوی

چھوٹ جاے دلِ شیدا وہ نہین مار کے پیچ
پیچ تقدیر کے ہین کاکلِ خمدار کے پیچ

تیری زلفون نے بھی سیکھے ہین غضب مار کے پیچ
گال پر سجتے ہین جب تو کوئی مار کے پیچ

صفحۂ ہستی مین ہون شاہد مضمون پرست
کیا خوش آتے ہین مجھے بندشِ اشعار کے پیچ

مرتبہ پا جو گیا اوسکی بن آئی ہر طرح
کون سر پر نہین رکھتا یہان دستار کے پیچ

یون گلے پڑکے مسلمان بنائینگے ضرور
قہر ہین ای بتِ کافر تری زنار کے پیچ

پیچ اوس سخت طبیعت کے ہین ایذل گویا
زلف رخسارہ بجت رہ کہسار کے پیچ

سنبد ماہ کو دیکھیں ہر اک ماہ مین ہے
دیکھیگا روشِ چرخ کج اطوار کے پیچ

زاہد سادہ مزاج اور سر زلف جو
کس بلا کے ہین الہی دلِ دیندار کے پیچ

دل پریشان ہے کسی زلف کے سودے مین یہان
مجھے بھاتے نہین سنبل ترے ہربار کے پیچ

ہیچ سب بہول بہلیان کے بہلاوین پرتو
نظر آجائین اگر کوچۂ دلدار کے پیچ

پُر لطف ہے یہ سبز دوپٹے کی یار گاچ
ظالم برنگِ سبزہ ہے کیا پُر بہار گاچ

در پردہ خونِ رشک سے مثلِ حنا ہے دل
دن رات ایک شوخ سے ہے ہمکنار گاچ

تعریف اوسکی کون کریگا وگرنہ یون
پاتی ہے تیرے جسم سے کیا اعتبار گاچ

کہلتی ہے خوب غنچہ دہانون کے جسم پر
کرتی نہین بہار کا بہی انتظار گاچ

سینہ پر آج تیرے دوپٹہ سے گاچ کا
حسرت سے دیکھتا ہے دلِ بیقرار گاچ

مجبوریٔ فراق کا خانہ خراب ہو
یاد آگئی ہے یار کی بے اختیار گاچ

ای ماہ رو دوچار ہے تجھ سے جو ہر گھڑی
ڈر ہے نہو مثالِ کتان دلفگار گاچ

دیوانی تیری یہ بہی ہوئی ای پری جمال
دامانِ صبر کرتی ہے کیا تار تار گاچ

اسکو جنونِ زلفِ معنبر ہے رات دن
ہے رشتہ دار دامنِ دشتِ تتار گاچ

پہر تو کی آنکہ مین ہے خلاصہ بہار کا
تیری یہ سبز رنگ کی ای گلعذار گاچ

ہمقافیہ بر غزل شیخ امام بخش ناسخ مرحوم لکہنوی

آتے آتے نور اپنا کرتی ہے کافور صبح
اس سیہ خانے مین آجاتی ہے کیا بے نور صبح

انقلابِ فرقتِ ساقی کی بے مہری بہی واہ
ہاتھ خالی ہے برنگِ ساغرِ بلّور صبح

اِک جہان سمجہا ہے نادانی سے اوسکو آفتاب
ای پری دِکھلا رہی ہے زخم کا انگور صبح

گھر ترا دے زمین پر گلستانِ خلد ہے
بار پانے کا مناسب وقت ہے ای حور صبح

سال مین یکبار آتا ہے یہان وہ آفتاب
اپنی شب سے اک برس کے رستے پر ہے دور صبح

ہجر کی شب خود سیہ طرہ مری قسمت سیاہ
ورنہ دیکہا ہے کہ ہوتی ہے شبِ دیجور صبح

تیر آہ اللہ کی شان شب بہر لبِ معشوق ہے
آسمان خود بن گیا ہے خانۂ زنبور صبح

جاگ اوٹھین حسرت مردہ قیامت ہوگئی — یہ اذان کا شور ہے یا پہونکی ہے صور صبح

ہمکو خود منظور کچھ دربان داغ دل نہین ر — کیا دوا کو بھی نہین دیتی اگر کافور صبح

کس طرح ٹھہرے کہ آخر ماہ وہ بیمہر ہے — گود سے اوٹھہ جانے کرتی ہے اوسے معذور صبح

وصل کا وہ نور تھا یہ ہجر کا اندھیر ہے — آگے کوہ نور تھی اور اب ہے کوہ طور صبح

باوجود روسیاہی شب نہین کرتی حجاب — پردۂ مشرق مین کیون مدت سے ہے مستور صبح

عالم پیری مین کرتا ہے ترقی پر مرض — رات سے بڑھکر ہے تیرے ہجر کی رنجور صبح

رنج پہنچانے مین کچھ یہ شام فرقت کم نہین — گو خلل انداز عیش وصل ہے مشہور صبح

ابتدا سے ہجر مین اوٹھتی ہے دم بھر امید وصل
شام سے ای برق تو مضطر ہے جتنی دور صبح

کیا مین نے تجھے دلدار گستاخ — نہ تھا آگے تو یون زنہار گستاخ

عجب انداز کی بیباکیان ہین — ہوا دل لیتے ہی دلدار گستاخ

وضو توڑین گے توبہ کی طرح پھر — کہین ای محتسب میخوار گستاخ

کہین ناصح نہو دست دگریبان — نہو جائے جنون ناچار گستاخ

سمجھ ای گل نہ کم اس ناتوان کو — گلون سے ہین زیادہ خار گستاخ

خدا جانے کہ دل کی بات کیا ہے — مگر منھ پر نہین ہے یار گستاخ

کسی کے سامنے گونگا نہ بن جائے — کوئی دل ہے مجھے درکار گستاخ

سکھائی بات اوس بت کو غضب ہے — ہمین نے کردیا ای یار گستاخ

لڑائی آنکھ خورشید فلک سے — ہے چشم روزن دیوار گستاخ

ادا و غمزہ و انداز و عشوہ — ترے نزدیک ہین دو چار گستاخ

ہوئے ہین بہرہ ور برق ہزار ذن
لقائی دولت اشعار گستاخ

ہمقافیہ بر غزل ظفر مغفور شاہ دہلی

بشر عبث نہین کہتے ہین آسمان کو چرخ — یہ چرخ وہ ہے کہ جس سے ہے اک جہان کو چرخ

ستمگا تننے کی شرطون سے ایکدن ظالم — مٹا رہا ہے جو ہر نامی کے نشان کو چرخ

یقین ہے کہ ابھی عقل چرخ مین آئے — نگاہ بھر کے جو دیکھے مرے جوان کو چرخ

سنگار زیر سما چاندنی مین کرتا ہے — نظر لگائے نہ اوس مہ کی کہکشان کو چرخ

کسی حسین کو فلک سے کہان امید شگون — کر دے رہا ہے جب اپنے ہی چاندخان کو چرخ

سنی نہین ہے کبھی فاصلے کے باعث سے — تڑپ نہ جائے جو سن لے مری فغان کو چرخ

نہ رکھو رشک ارم نام خانہ باغ ای غور — اوٹھا نہ لے کسی قابو مین اس مکان کو چرخ

مین اور اوس سے ڈرونگا خدا کی شان غضب — نکالے انجم کی آنکھین ہی امتحان کو چرخ

یہ مہر و ماہ بھی اس کے نکالے جائین گے — کرے یونہین جو تہ سب کے غرو شان کو چرخ

کہان سے لائے چراکر یہ اوج ای پرتو
بغور دیکھے نہ کیون اونکے آستان کو چرخ

مردم چشم دل زار ہے قدرت احمد — مطلب جان طلبگار قدرت احمد

چارہ ساز دل بیمار ہے قدرت احمد — یعنی دارو ہی ہر آزار ہے قدرت احمد

دل بہلتا ہے ہر اک حال مین اس سے میرا — دل لگی کیلئے درکار ہے قدرت احمد

رنج کا ذکر نہین اس سے فقط راحت ہے — واقعی اک گل بیخار ہے قدرت احمد

اسی دلبند سے ہے نور مری آنکھون کا — اپنی ہر حس کا مددگار ہے قدرت احمد

زندگانی کو سہارا ہے فقط اسکا دم — جان کہنے کے سزاوار ہے قدرت احمد

مین پریشان جو ہوتا ہون تو دل رکھتا ہے — فی الحقیقت مرا دلدار ہے قدرت احمد

ہر طرح جوش محبت سے ہون مجبور اسکا — سب طرح سے مرا مختار ہے قدرت احمد

باتین کرتا ہے تو جھڑتے ہین عجب منہ سے پھول — نخل نورستہ گلنار ہے قدرت احمد

اس کے باعث سے یہاں ربط ہے جسم و جان کا
ہے خوشی میری فقط اسکی خوشی پر موقوف

دلبر جان گرفتار ہے قدرت احمد
مائیہ فرحت ہر کار ہے قدرت احمد

اسکی ہشیاری کا اللہ نگہبان ہے پرتو
چشم بد دور کہ ہشیار ہے قدرت احمد

ابھی معصوم ہے بیہوش ہے قدرت احمد
بولتا یہ جو نہیں ہے تو کسیکی نہ سنوں
ایک ذرا دیر نہیں جاکر جو کہیں رہتا ہے
پاس رہتا نہیں جب یہ تو میں دیوانہ ہوں
دشمنوں کا ہے مزاج اسکے مگر کچھ بے حظ
مجھے بے اسکے کوئی لطف نہیں بھاتا ہے
سونگ لو منہ سے ابھی دودھ کی بو آتی ہے
دل لے کیئے تو زیبا ہے مرے حق میں عزیز
یہ حسین وہ ہے کہ خارش بھی ہے دلدادۂ حسن

زینت آرائے سر و دوش ہے قدرت احمد
قوت سامعۂ گوش ہے قدرت احمد
بس تصور میں ہم آغوش ہے قدرت احمد
اپنے حقمیں ہمہ تن ہوش ہے قدرت احمد
آج کس واسطے خاموش ہے قدرت احمد
سبب نوش و خور و پوش ہے قدرت احمد
نشۂ طفلی سے مدہوش ہے قدرت احمد
رات دن رونق آغوش ہے قدرت احمد
ہمہ تن اس کے لئے جوش ہے قدرت احمد

نہ شرارت نہ کوئی ہٹ نہ کوئی ضد پرتو
فصل بیہوشی میں ذی ہوش ہے قدرت احمد

نور نظر قدرت احمد
صورت مردم آنکھ میں ہے
بحر مقاصد سے ہے حصول
میری دعا ہے خوش ہو خدا
ذرے میری آنکھیں ہیں
باغ تمنا کا میرے

لخت جگر قدرت احمد
آٹھ پہر قدرت احمد
ہے وہ گہر قدرت احمد
شام و سحر قدرت احمد
مہر سے گر قدرت احمد
اک گل تر قدرت احمد

دو کے ہنسا تو دیتا ہے | لعل و گہر قدرت احمد
جوش محبت سے ہے مدام | سینے پر قدرت احمد
ہنسکے ہنسائے رو کے رولائے | شعبدہ گر قدرت احمد
پھر کہوں تو دور نہو | چار پہر قدرت احمد

نور چشم پر تو ہے
ہے وہ قمر قدرت احمد

خوش ہو سدا قدرت احمد | دل ہے مرا قدرت احمد
سامنے ہو مثل مہ و مہر | صبح و مسا قدرت احمد
استغنائے طفلی سے ہے | بے پروا قدرت احمد
اب ہے معاون پیری مین | مثل عصا قدرت احمد
عاشق ہین سو جان سے بشر | ہے وہ پرا قدرت احمد
زندہ صد و سٹھ[۱۳۰] سال رہے | میرے خدا قدرت احمد
غنچہ دل میرا بہی کہلا | ق | جبکہ ہنسا قدرت احمد
گلشن عالم مین ہے مجھے | موج صبا قدرت احمد
بس بسم اللہ کہتے ہی | ق | منہ سے مرا قدرت احمد
دشمن بہی قشمر باق ہوے | تیز ہے کیا قدرت احمد
قنبر زند زمان بر دابر | بابا مرا قدرت احمد
پڑہنے لکہنے مین مصروف | ق | رہتا ہے کیا قدرت احمد
کہیل کے دن ہین گرچہ ہنوز | پر بہی پڑہا قدرت احمد
کم سن ہے لیکن صد شکر | ق | ہے داناا قدرت احمد
ہو جو اشارہ ایک ذرا | تاڑ گیا قدرت احمد

پیر لقو میری آنکھ مین ہے
رشکِ سہا قدرت احمد

ای جانِ جان تجھے کرے اللہ بامراد — تیری بلا سے گردِل عاشق ہو نامراد
دیتے ہین یہ دعا تجھے عشاقِ نامراد — جیتا رکھے خدا صد و سی سال بامراد
مانا کہ تم کوئی متلون نہین مگر — بننے سے کیا مراد بگڑنے سے کیا مراد
میرے حواس خمسہ ہین یہ تیرے عشق مین — ارمانِ اشتیاق طلب مدعا مراد
تمنے کیا جو ناز تو عالم کی جان لی — ہر چند کچھ ادا سے نہین ہی قضا مراد
اکبار تجھ سے پاؤن جو اپنی مراد کو — بولون دو ہاتھ اوٹھا کے مین یارب ہو بامراد
اوس جانِ جان سے دمبدم آباد بزم ہو — پروردگار کچھ نہین اس کے سوا مراد
معشوق کے فراق مین ہے تکیۂ کلام — یہ نارسا نصیب کجا اور کجا مراد
بلبل سے مطلب اپنا دلِ زار ہے فقط — اور گل سے ہے بیان گل عارض ترا مراد

تقدیر اٹھ گئی مری پیر لقو بری طرح
برلائے اپنے فضل سے بارے خدا مراد

گذر جائے خوشی سے یا خدا چاند — نظر آیا ہے مجھکو تیسرا چاند
فلک کو ماہِ رخشندہ مبارک — ہمارے واسطے چہرہ ترا چاند
جہان تاریک ہے چشم طلب مین — الٰہی جلوہ فرما ہو مرا چاند
تو وہ خورشید ہے آئے جو آگے — ترے مطبخ کا بنجائے توا چاند
نہین ملنے صفر کے چاند کو بھی — حقیقت مین ہے یہ کیسا برا چاند
دو چندان ہو مراد و چاند دیکھون — بتائے گر کوئی وہ مہ لقا چاند
نظر آیا ہلال ابرو برس مین — الٰہی سال بھر مین اک ہوا چاند
ترے دیدار سے گذرا ہے خالی — اگرچہ یہ تو خالی کا نہ تھا چاند

کسی کے ہجر مین ایسا ہون بیخود
نہین معلوم یہ ہے کونسا چاند

اگر باہر وہ آیا چاندنی مین
حجاب ابر کے اندر چھپا چاند

وہ آیا تیسوین اس سال بھر مین
مہینے بارہ بہی تیسا ہوا چاند

بس اندہی نگری چوپٹ راج بالکل
کہ تیس اونتیس ۲۹ کے شک مین ۳۰ چاند

فلک کا چاند جیسا دیکھتا ہون
نظر آجاے ایسا ہی مرا چاند

دہوان آہون کا چہایا ہی شب سلخ
تو انتیس ۲۹ اب نظر آتا ہی کیا چاند

کمال حسن سے عبرت ہے کامل
فقط گھٹنے کو ای پرتو ترا چاند

ہمقافیہ بر غزل شیخ امام بخش ناسخ مرحوم لکھنوی

اوڑ جاے وصل مین نہ مرا مرغ جان بلند
کرای موذن آج نہ بانگ اذان بلند

تھاما بہی دل ہوا دم آتش فشان بلند
اوٹھا ہی ابر سے کہین اسکا دہوان بلند

مین خاکسار عشق ہون اور وہ سپہر حسن
ہر حال مین زمین سے ہے آسمان بلند

عرش بریں کا پایہ بہی ہے آدمی سے کم
کیا اپنے مرغ جان کو ملا آشیان بلند

پستی نگاہ دیدہ ہمت کا حوصلہ
ہے سقف آسمان سے ترا آستان بلند

یا یہ دل اسیر ہی خوش قد کی زلف مین
یا سرو پر ہی فاختہ کا آشیان بلند

رخش خیال سبکا فلک سیر ہے مدام
کیا فکر ہے اگر نہ کرے آسمان بلند

منظور ہے ثنا ترے قد بلند کی
کیا آج کل ہوی مری طبع روان بلند

پاس آکے حال پوچھ لے بیمار عشق کا
آواز کیا کرے یہ ترا ناتوان بلند

کرتا ہے آسمان سے باتین زمین پہ
ایسا ہے میرے غنچہ دہن کا مکان بلند

دو چار دن حیات مین جھنڈے اوڑہائیے
روح روان کی کشتی کا ہو بادبان بلند

اے مہربان منزلت بام دل نہ پوچھ
جتنا بلند چاہئے ہے یہ مکان بلند

اک رنگ پر نہین گلِ خورشیدِ آسمان
آخر ہوئین زمین سے بہار و خزان بلند

روتے ہوے مین بام پر اوس کے پہنچ گیا
ہے بخت فیض جاریِ آبِ روان بلند

ظالم کی شان دیکھئے میدانِ جنگ مین
خنجر کی معرکے مین ہے ہر دم زبان بلند

دب جائے دیکھ دیکھ کے چوتھے فلک کا اوج
چومنزلا ہو تیرے لئے مہربان بلند

تشبیہ دی ہے مانگ سے تیری جو رات کو
سات آسمان سے بھی ہوی کہکشان بلند

تیرِ شعاعِ مہر کے ترکش مین دیکھ کر
سمجھا یہی کہ ہوتی ہے قدرِ جوان بلند

تو حور اور گھر ترا جنت نہ ہے واقعی
رضوان سے بھی ہے مرتبۂ پاسبان بلند

بیمار ہے کہ شان فروشی ہے اصل مین
پھر تو عسل فروش کی ہو کیا دکان بلند

یہ کوی شعبدہ ہے یا نظر بند
کمر اونکی نہین کیا کمر بند

موذن آج سو جائین شبِ وصل
ہون شب بیدار کی آنکھین سحر بند

مسخر جس سے ہو میرا پری زاد
بتا عامل کوئی ایسا بجر بند

نہین کھلتے ہین ہیرے دل کے مانند
یہ دونون آنکھ ہین آٹھون پہر بند

نہ رو دون کس طرح اٹھ اٹھ کے آنسو
کہ اک دروازہ ہے آٹھون پہر بند

نہین کھلتی ہے دھوپ اور چاندنی کیون
ہین کس سے مہر و مہ شام و سحر بند

کلیجا اونکا کھاتے ہین پدر کیا
کہ دلداری نہین کرتے جگر بند

سزاوار نوازش یکقلم ہے
ہمارے دفترِ عصیان کا ہر بند

نہ کھلتے وصل مین بندِ قبا کیا
کہ ڈھیلا ہو گیا ظالم کا ہر بند

یہ کس نے راہ روکی نامہ بر کی
ہوی ہے بیخبر کی جو خبر بند

کھلا رہتا نہین دروازہ شب مین
مکانِ یار ہے گویا کہ در بند

ابھی تک کھلتے کھلتے کھل ہی جاتا

رہو تا مجھ سے پیر لو کوئی گر بند

تمام روئے زمین پر ہے پاک گویا ہند
علی الخصوص ہے مدراس ہی سے اعلا ہند

جہان و ہند کے اعداد کیا برابر ہین
عدد کے رو سے مقابل ہوا جہان کا ہند

نصیب اوسکا خطِ زر سے لکھ چکا ہے قلم
اگرچہ دیکھنے کو ہے یہ ملک چھوٹا ہند

اب اختیار مین ہے ایک بت کی زلفِ دوتا
ترے عذاب کے بعد اپنے ہاتھ آیا ہند

عجیب طرفہ تراش سرزمین کے جوہر ہین
جہان مین کانِ جواہر ہے کیا سراپا ہند

شمیم زلفِ معنبر ہے مشک ریز تری
ہے رشکِ چین و تتار و ختن یہ سارا ہند

اب ایک گل کی جدائی مین ہون جو نغمہ سرا
ہزار جان سے میرا ہوا ہے شیدا ہند

یہان قیام کو لندن سے آتے ہین گورے
یہ دیکھو صاحبو دلکش ہے واہ کیسا ہند

اگر قبول نہین یہ بھی دید و گورون کو
چلو یونہین سہی میرا نہین تمھارا ہند

غرض ہے ترے رخِ صاف و زلفِ مشکین سے
کہان کا چین کدھر کا حلب ہے کس کا ہند

جہان کو ترک کیا ہم نے جبکہ ای پیر لو
فرنگ گورون کو اور ہندؤن کو بخشا ہند

ہزار مین رخِ رنگین بیحجاب پسند
ریاض دہر مین ہم کو ہے یہ گلاب پسند

گلے کی جا نہین ہے شریکِ دور تو ہون
کباب چاہئے ساقی نہین شراب پسند

فراق و وصل مین بعدا درنج و راحت ہے
ہمیشہ خاطرِ عاشق کو ہے حساب پسند

قبول ہے وہی جس سے کروہ مخاطب ہون
مجھے نہین ہے کوئی دوسرا خطاب پسند

بجا ہے مثلِ اسیرانِ چاہِ بابل سب
کرین بشر بھی تو دنیا ہی کا عذاب پسند

مدام یاد دلاتا ہے بے ثباتی دہر
کنارِ بحر کیا چشم نے حباب پسند

سیاہ کار ہین یہ رو سیاہی کے طالب
جبانیون کو حنا کا نہین خضاب پسند

ہمارے سامنے روی کتابی ہو اونکا
مطالعہ کے لئے ہے یہی کتاب پسند

اولت دے اوسکو بھی یہ انقلاب قسمت کا ۔ کرم پسند ہمین اور او نہین عتاب پسند
وہ دن بھی آئین آلہی کہ ہو زمانے مین ۔ مجھے سوال پسند اور اوسے جواب پسند

ہوا نے پرتو خورشید اکہ مہربان ہوگوئی
اور آسمان کو اپنا ہی انقلاب پسند

حسنِ رخسار ہے قمر سے دوچند ۔ روی دلدار ہے قمر سے دوچند
فیض نور وجمالِ عارض سے ۔ خال ای یار ہے قمر سے دوچند
گھر بدلتا ہے وہ حسین ہر روز ۔ تیز رفتار ہے قمر سے دوچند
مہربان چاند تیری ہیکل کا ۔ اب پرانوار ہے قمر سے دوچند
آج آیا جو سیر کو وہ بھر ۔ گلِ گلزار ہے قمر سے دوچند
کلف اوس مین ہی اسمین خال نہین ۔ رخِ عیّار ہے قمر سے دوچند
تیرے عارض کا ہے تصوّر آج ۔ داغ دلِ یار ہے قمر سے دوچند
دونون رخسار ہین لگا ہون مین ۔ آنکھ ضوبار ہے قمر سے دوچند
جلوۂ نور یار سے روشن ۔ چشمِ دلدار ہے قمر سے دوچند
آج روشن جو تو نے ہاتھ سے کی ۔ شمع ای یار ہے قمر سے دوچند
روز دو بار جلوہ آرا ہے ۔ مراسیّار ہے قمر سے دوچند

گال تکیہ اوس آفتاب کا واہ
پرتو زار ہے قمر سے دوچند

ایسا کھرا ہے رنگ رخ یار کا گھمنڈ ۔ کھوتا ہو گر کرے یہان سوچ ذرا گھمنڈ
موذی عذار صاف پر اونکے پہونچ گئی ۔ بیجا نہین ہا گر کرے زلفِ رسا گھمنڈ
بیمغز اوسکی آنکھ سے ہم چشم ہو گیا ۔ آخر کو سعر کھل گیا بادام کا گھمنڈ
کسنے کہا بجا نہین تیرا غرورِ ناز ۔ لے اب تو شاد ہو کہ برا ہر بجا گھمنڈ

بدلی جو اوسکی آنکھ تو رویا ہین اسقدر | منھ ابر تر کا سوکھ گیا سب گھٹا گھمنڈ
رخسار صاف یار کے آگے نہ چل سکا | نیچھے تمام چاند جو کرتا رہا گھمنڈ
سایہ تو سایہ دہیان ہی سعد و سن کا ہے | کس بات پر کرے یہان ظل ہما گھمنڈ
دم بہر رہی ہے اوس گل تر کا ہر ایکدم | کرتی ہے اوس گلی ہین صبا سے ہوا گھمنڈ
دیکھا جو اوسنے چاہنے والا تو ناز سے | میرے دکھانیکے لئے کرتا رہا گھمنڈ

الشان کا شرف ابھی پرتو ہے چار چند
سورج چڑہا ہی جو تجھے فلک پر تو کیا گھمنڈ

ہمقافیہ بر غزل ظفر حضور شاہ دہلی

اے بت کافر نہ کرنا خودنمائی کا گھمنڈ | غیر سے پوشیدہ رہ کر ہے خدائی کا گھمنڈ
دم بخود ہو دیکھہ کر اوس کے عذار صاف کو | آئینے کو ہے بہت اپنی صفائی کا گھمنڈ
آج جو دریا دلی سے جوی می ساقی بہے | پائین ندہی پارسکی پارسائی کا گھمنڈ
آزمایش کو بھی کچہ تیز ہا ہوا ہین جب ذرا | نکلا اوس بے مہر کی سب کج ادائی کا گھمنڈ
داغ دل ہین جنکی حسرت کا ہی مہر و ماہ کو | کیون نہو پہر اوس کے در کی جبہ سائی کا گھمنڈ
کیا نزاکت نے مدد کی اس ضعیف و زار کی | کس قدر تہا اوسکو اپنی ناتہا پائی کا گھمنڈ
ہر دوہ ہے جو کہے وہ کر دکھائے ایکبار | یون تو کرتے ہین بہت تیغ آزمائی کا گھمنڈ
چھا گیا رعب مروت کچہ نہ ظالم سے کہا | وصل مین باقی نہین رشا جدائی کا گھمنڈ
آسمان پر ہے جو داغ اوسکا ہی اے چاند یون | بارک اللہ خوب تیری چارپائی کا گھمنڈ

آشنا جتنے ہین پرتو غرق بحر مکر ہین
ڈوب جاے جو کرے اب آشنائی کا گھمنڈ

حساب کو نہین محتاجی قلم کاغذ | طلب کرے نہ زر داغ کی رقم کاغذ
ہلکی ہے باد ہوائی تو کچہ نہ اوس گل کو | اوڑ رہا صبا سے بھی کیون بڑہ کے دو قدم کاغذ

یہ دیکھیئے مژہ خونچکان و دامنِ تر
ہوین بہر نقش و نگار ایسے ہو قلم کاغذ

وہ اس ذریعے سے جانے شکستہ حال مرا
خط شکستہ مین کردون کوی رقم کاغذ

لکھا کیا اونہین فرقت کے اضطرابمین واہ
مثال کاتبِ اعمال دمبدم کاغذ

وہ بہوت بہوت کے روئے یہ ناجرا لکھا
ہوا جو بدلی نہین کچھ گھٹا سے کم کاغذ

کوی سند یہ نہوا اونکے لوگ کو ایدل
جو بات بات کو ہوتا ہے اک رقم کاغذ

جواب خط کا نہ آنے سے خوب جان گیا
کہ میری طرح سے کھاتا پڑا ہے دم کاغذ

زبان کیلئے سب یاد داشت ہین گویا
ہین لیکے کیا کرون جہوتے سے کچھ قسم کاغذ

یہ کیا نوشتۂ تقدیر ہے خدا جانے
ہمیشہ ہاتھ مین پیرلو کے ہے قلم کاغذ

ہمقافیہ بر غزل شیخ امام بخش ناسخ مرحوم لکھنوی

خط شہ حسن کو لکھنے ہی یہ شایان کاغذ
چاہیئے میرے خریطے کو زرافشان کاغذ

آجکل ردی کتابی کا ہے دیباچہ ضرور
ہاتھ سے میرے پہچوتے کسی عنوان کاغذ

کھنچ گیا جب تری تصویر کا خاکا ای چاند
ورق ماہ سے وہ چند ہے تابان کاغذ

کرون اس اوت مین تعظیم خطِ شوق نگار
کہ سر آنکھون سے لگاتے ہین مسلمان کاغذ

صفحۂ دل سے کہین تر کیے ہو آنکھون کو عزیز
گر عنایت سے لکہیگا کوئی جانان کاغذ

شوق ہو زور اوتر ہے کاغذ بادی کیطرح
یہ ہوا خواہ جو لکھے کوی جانان کاغذ

شوق ہو ہے کہ مین لکھنے کیلئے ترتا ہون
ہو دہن کیطرح آنکھون سے نہ پنہان کاغذ

شرح اوس روئی کتابی کی نہین مجکو گران
کیا تعجب ہے کہ ملتا نہین ارزان کاغذ

لکھکے خط مہر جو کی نام کی اپنے اوسنے
شوق سے نقش کی صورت ہوا حیران کاغذ

وہ جو لٹتا ہم اوراق مرح ہین پیرلو
جھینسے جھول صبح شکنجے سے پریشان کاغذ

کیا سہانا ہے سیمبر تعویذ — نقشی سونیکا ڈنڈ پر تعویذ

مردمو کیون نہ رکھون آنکھون مین — کہ ہے منظورِ خوش نظر تعویذ

ہوا شیدا مین تیرے بازو کا — خوب دکھلا چکا اثر تعویذ

شیفتہ اسکے سخت جان بہی ہوے — ہوگیا نقش کا لحجر تعویذ

خود ہی بیباک ہین وہ آگے سے — نہ کرے اور بیخطر تعویذ

ذ زبختِ رسا نہین بیجا — کب پہنچتا ہے اوسکو پر تعویذ

خوفِ آسیب بعدِ مرگ بہی ہے — کیون لگاتے ہین قبر پر تعویذ

نقش اسکا ہے کیا ہی ہوش ربا — غش ہین عامل بہی دیکھکر تعویذ

ہشت پہلو جو دیکھ لے اسکے — شرم سے ہو دو ٹکڑے ہر تعویذ

آج اوس نونہال نے باندھا — دیکھین لاتا ہے کیا ثمر تعویذ

بارشِ ابرِ چشم حاسد کو — نقشِ بارش ہو اگر تعویذ

کھیلو بازو کی مچھلیون کا شکار — بحرِ ہستی مین باندہ کر تعویذ

نقش آنکھون مین ہو مروّت کا — بہرِ حب چاہئے اگر تعویذ

چھینٹا ہے خرام نازین دل — چلتا جادو ہے فتنہ گر تعویذ

مہربان چاہئے مجھسے دون پر تو
زرِ خورشید کا اگر تعویذ

رغبت کہو گیا خاک پسر کو ہو پدر پر — شفقت نہین کرتے ہین پدر جبکہ پسر پر

تا بہول نہ جاوے عدم اوّل و آخر — کیا ناف گرہ یاد کی ہے موی کمر پر

اس دور مین ٹھہری ہے یہ اسلام کی تعظیم — ہر بات کو قرآن اوٹھالیتے ہین سر پر

کل اوڑتی تہی گلشن مین ادہر اور اودہر — آج اوڑتے ہین بلبل کے ادہر اور ادہر پر

مین وہ ہون جری سینے کے داغون مرے جانان — ای ترک یہ لکھے ہوے ہین پہول سپر پر

پر آب یہ تاب نہین کہان بات تو سچ ہے
ہمدرد کہ شان اہلِ نشین کی خبر لو
یہ خال سیہ ہے لبِ شیرین پہ کسی کے
آینکی خبر اونکے کبوتر نے اوڑا ئی
ہم مرغ اسیرِ قفسِ عشق ہین صیاد
دیکھا ہے جو آئینہ رخسار تمہارا
کیون باپ کو فرزند نہون بار کا ہو جب
مشکل ہی ملاقات کی امید کہان پھر
ہلجانے سے ابرو کے مراد امر ہے اور نہی
مسجد مین لیا بوسہ جو اوس بت کا گنہ کیا
کیا فخر اگر بارکشی بہر شکم ہے
بدر آج ہے جان دائرۂ نور کے باہر
کیون ہو کے بشر بہر زن و شوہر نہین انس
پرہیز غذا سے ہے گنہ سے نہین پرہیز
اس عید مین ہی عید ہمارا دامنِ مطلب
تقدیر مین اسکی جو بلندی سے ہے پستی
جھکائی ہے یاد رخ پر سیر پری زاد
سینہ اگر ابھرا تو جھکے شرم سے کیون وہ
دوری مین نہین وضع کا پاس اونکو کہ مجکو
جا آنکھ نہ عینک سے جوانی مین ہو کوئی
قربان ہر و بحر دل و چشم کے ہاتھ

حرف اون لب و دندان کا جو ہی لعل و گہر پر
آہستہ دباتے ہین کہ ہے ہاتھ کمر پر
یا کالی کوئی چیونٹی یہ بیٹھی ہے شکر پر
سچ دل کو بہروسا ہی رہا جھوٹی خبر پر
اسپر ہی خوشی یون ہی جو ہو روز گذر پر
اب سکتے کا عالم نہو کیون ماہِ صفر پر
جب پہل کے سبب سنگ کی آفت ہی شجر پر
رکھو نہین اب وصل کی تم بار دگر پر
معنی تہ و بالا ہے انہین زیر و زبر پر
جب بوسہ کی رخصت ہے حرم مین ہی حجر پر
انسان سے وہ چند کہین بار ہے خر پر
کیا رشک کی آفت پڑی اس شہر بدر پر
حیوان مین رغبت رہے جب ماده کو نر پر
کیا جان کا ڈر چھا گیا اللہ کے ڈر پر
خالی مین بلا آئے نہ یارب مری بر پر
بر بادی اشجار کا ثمرہ ہے تبر پر
غش کرتے تارے مری آہون کے شرر پر
کچھ بار شجر کو ہے ظہورِ دو ثمر پر
جیا کی مظفر نہوی خوف و خطر پر
جائیگی نظر پہلے پہل کسر بصر پر
ای جان ترے منھ کی اگر اور نگر پر

دنیا کی نگاہ پو ہین ضرر نفع سے بڑھکر
دیکھے کوئی ڈالے جو نظر نفع و ضرر پر

مستی مین کبھی اسپ بھی کرتا ہے یہ فرزر
فربہ نہو تو عالم اسباب کے فر پر

ای چرخ کہان مانگ کہان کاہکشان واہ
یہ تیری ہی سر پردہ پریزادون کے سر پر

ہر بات مزیدار ہے موسم ہی پر ای دل
غصہ نہین آتا کبھی اطفال کے چھر پر

کیون صبح شب وصل مین بدلے نہ وہ حالت
ہر صبح بدلجاتی ہے جب حالتِ جر پر

آگے تھے گلستان مین جہان غنچہ و گل سب
اب ہین وہین بلبل کے اودھر اور اودھر پر

برکات دئے ضعف جدائی نے سر دست
اب مرغ دل زار کہان اور کدھر پر

ہر بات مین کیسا یہ پس و پیش ستمگر
آتی ہے ہنسی تیری ہچر اور مچر پر

ظالم کو دل آزاری سے ہر دم ہے سروکار
بیرحم کبھی رحم نہین کرتے لفر پر

ہر روز نئی عید ہے قصاب کے گھر مین
پھرتی ہے چھری دمبدم ایک ایک بقر پر

ظالم اگر آرام سے ہو اپنے مکان مین
تکیہ ہے زبان کا بھی مری لفظ حذر پر

جب وصل کی شب بجنے لگا پچھلے پہر سے
پہلے مجھے دھوکا ہوا بادل کا گجر پر

دیکھا مہ مہر کو جس روز سے پر نو
پڑتی ہی نہین آنکھ کسی شعبدہ گر پر

دھبہ نہ لگا دون کبھی دامان نظر پر
دھوکا نہ عبث کھاون ترے منہ کا قمر پر

ای شمر تری تیغ چلی اون کے پسر پر
ہر دم رہا قبضہ جنہین اک تیغ دو سر پر

گلزار مین رخسار رخ رنگین کی ہوا ہے
خشکی کا ہے صدمہ بدن برگ گل تر پر

چشم فسون گر مین قیامت کا فسون ہے
قربان مین بانکے تری ہر بانکی نظر پر

کہتا ہون مین یہ بہت نہین کچھ کا گمان ہے
ای ترک فدا تیر تری ترچھی نظر پر

کہتا ہون جو مین لعل دو تیم ادھکے دہن کو
ترستے ہے دل لعل یمن اپنی نظر پر

[illegible] لگے [illegible] کو دل [illegible] آیا
[illegible] اک بل ہے ترے موئی کمر پر

ای گل یہ سواری کا تری فیض ہے ادنی
گلگون صبا صدقے جو ہے اسب کمر پر

پھولے ہیں بیان داغ دل آنسو سے ہمارے
موقوف نہی سرسبزی باغ آب گہر پر

دندان دہن خاتم جانان مین نہین ہین
کیا مہر لگائی ہے لب گنج گہر پر

عاشق جو ہوا ہون تو سمجھنے لگے مزدور
ہر بار بری اور ہیلی ہے مرے سر پر

اونکے رخ پر ریز کو دیکھا تو ہوئے زرد
بس مات ہوی صنعت سکان بدر پر

پوچھو نہ سبب خانہ بدوشی کا عزیزو
آوارہ ہون دردر کہ وہ ملتا نہین گھر پر

کس منھ سے کہون پھر کسی موجود کو معدوم
یہ ناف نہین مہر ہے ہستی کمر پر

کھلتا ہے تری ناف سے یہ عقدۂ نازک
اک مہر ہے گنجینۂ اسرار کمر پر

منھ چاند کا اوترا ہے یہ کچھ سامنے اونکے
پرتو نہ پڑا بھول کے پھر میری نظر پر

لائی ہے مجھے بیکسی ای جان ترے در پر
بس ہے تری دیوار کا سایہ مرے سر پر

اک داغ نیا لگتا ہے قرطاس جگر پر
پڑتی ہے جو گلشن مین نظر مورنکے پر پر

ہیہات یہ غیرون کی شرارت کا گمان ہے
دستک بھی مین دیتا نہین اوس شوخ کے در پر

جب زرد کیا غم نے تو مین خوش ہوا اس سے
پڑتی ہے نظر سیمتنون کی نہی تو زر پر

کیون خانۂ دل پر مرے ناصح کا تحکم
بندون کا اجارہ نہین اللہ کے گھر پر

اس آبرو کا ابر پہ احسان کھرا ہے
اک قطرہ نہین ابر کا احسان گہر پر

کس منھ سے کہون یار تجھے شمع شب افروز
ٹھہراؤن تری زیست مین کیا چار پہر پر

کھٹکے تری آواز کے ہین ذہن مین پیچ کی
در پردہ چھری پھرتی ہے کیا مرغ سحر پر

تقدیر کا اپنی ہے فقط پھیر عزیزو
وہ عشوہ گر آمادہ ہے ہر طرح جو شر پر

ہوتی نہین موج بیان آتش پھر بس
دوری کا دل زار کی صدمہ ہے جگر پر

طاؤس کی صورت چمن یار مین ہیبا
ہوتے دل پر داغ کے بازو مین اگر پر

رونے سے کہین کشتِ مقاصد ہوی سرسبز
خوب اونکی گذرتی ہے جہان گذران مین
دنرات بدلتا نہین ہو جسپہ ابِ رنگ
رشکِ رخِ گلرنگ سے یہ سوکھ نہ جائے
سرمہ سے یہ معلوم ہوا ای بتِ خوش چشم
آئینے کے مانند زمانے کا زمانہ
ابتک کوی امید برائی نہین دل کی
کیون ہین عدم آباد کے آئے ہوے غافل
گو باندھنے کو باندھتے ہین بال باریک
اب مرغِ تخیل کو ہوا شہپر پروانہ
اللہ رے اوس بت کے تعشق کا تصرف
ای جان تو وہ خورشید جہانگیر زمین ہے
تو وہ ہے شہنشاہ مظفر کہ ہمیشہ

رحمت ہے خدا کی مرے ہر دیدۂ تر پر
کرتے ہین بسر جو کہ تری راہ گذر پر
بدلی نگہہ چرخ رخِ رشکِ قمر پر
شبنم سے جو پانی نہو روی گلِ تر پر
پسنے کی بلا ہے ترے منظورِ نظر پر
رکھتا ہے نظر غیر ہی کے عیب و ہنر پر
غش کیون نہ رہون پھر مین دعاؤن کے اثر پر
کیا خوب مسافر نہین آمادہ سفر پر
ہستی کا توہم ہے فقط اونکی کمر پر
ہے یار مرا بازؤن کے تکیون کا ہر پر
ہے نقش محبت دلِ ہر فرد بشر پر
سکہ ہے ترے دور کا اِس دورِ قمر پر
سایہ ترے جھنڈے کا رہا فتح و ظفر پر

پیر لو کیلئے سرمہ او نہین پاؤنکی ہے خاک
نعلین سے جو پاؤن چلے عرش کے سر پر

ہمقافیہ غزل شیخ امام بخش ناسخ مرحوم لکھنوی

بجھہ گئی زوپا جو فرقت مین دلِ بیتاب پہ
وصل مین اوسکو سنایا بجھہ کباب پر
دامن اپنا جسنے ڈالا رخ مہتاب پہ
عاجزی کی وجہ ہے اللہ کے گھر مین گذر
نہیں خیال بحر حضرِ خط سبزہ

چاندنی آبِ روان کی چادرِ مہتاب پر
تا سحر رین ہوگئی بہر ہمارے خواب پر
جب تری آنکھ اسکی اوس کے روی عالمتاب پر
عین مسجد مین ہے سجدہ بے لب محراب پر
گرد حم حم کر رہی مید اہوئی ہے آب پر

بوسۂ لب پیار سے دے اس مریض عشق کو
متفق ہین سب اطبا شربت عناب پر

دیدۂ انصاف سے دیکھا تو مانند ابر کے
غش ہے دریا آج اپنے اشک کے سیلاب پر

ہے دل مضطر اپنے داغ ہجر ان کی بہا
پہول لالہ کے اوگے ہین معدن سیماب پر

گردشین غارتگری کے واسطے ہین راتدن
غرق فکر ظلم رہنا ختم ہے گرداب پر

دور ہجر ساقی رشک پری ہے دیدنی
جان جاتی ہے بطِ مے کی مرے خوناب پر

ہجر مین نیند اپنے چشم تر پر آ آ کر اوڑ ہی
طائر خواب اپنا فایق ہے کہین مرغاب پر

آسمان کو ناز اگر مہر جہان آرا پہ ہے
ہے زمین کو فخر تیرے حسن عالمتاب پر

عالم اسباب مین پہر لو ہون ناسخ کیطرح
ہے نظر میری مسبب پر نہین اسباب پر

ایضاً ہمقافیہ بر غزل شیخ امام بخش ناسخ مرحوم لکہنوی

کی جو آہین ہجر مین بخت دل بیتاب پر
آسمانی رنگ آیا چادر مہتاب پر

نیند آجاتی ہے اوسکو تو شک کمخاب پر
چشم افسون کار کا چلتا ہے قابو خواب پر

آج کیا گلگاریان ہین چادر مہتاب پر
خون روتا ہون فراق روی عالمتاب پر

ضعف ہجر شوخ کعبہ رو مین ایسا جہک گیا
اس قد خم گشتہ کو تفضیل ہے محراب پر

کس لئے تا فرق بحر عشق دندان مین ہون غرق
بلبلے ہوتے نہین ہین موتیون کی آب پر

ہے بہت تبخیر ایام غم بنت العنب
منحصر تبرید ہے اب شربت عناب پر

مین سراپا کشتئ دریا سے ماتم ہوگیا
خانۂ تن تیرتا ہے اشک کے سیلاب پر

غصہ جب آتا ہے اوسکو بجلی اوڑ ہیجاتی ہے
ہے غضب کا شعلہ ہر طائر سیماب پر

خوب بہتی ہے ہواے وصل پر اے بحر حسن
چلتی ہے کشتی ہماری شوق کے گرداب پر

خنجر و شمشیر و تیغ و تیر قاتل دمبدم
تک رہے ہین چشم جوہر سے مرے خوناب پر

خواب مین سنتا ہون کیا تیری صدا مین یار کی
طائر خواب گل کو فوق ہے مرغاب پر

دیکھہ سکتا ہی نہین مین آنکھہ بھر کر یار کو — آنکھہ ٹھہری کیا جمالِ مہرِ عالمتاب پر

عالم اسباب ای پرتو ہے دنیا سر بسر
بے سبب میری نظر پڑتی نہین اسباب پر

طعنہ زن ہے بیکلی میری ہر اک بیتاب پر — طایرِ قبلہ نما پر برق پر سیماب پر
اطلسِ گردون فدا پا جامۂ کمخاب پر — بوتہ بوتہ نور افشان ہے رخِ مہتاب پر
سیر کو آیا جو وہ جوتا پہنکر کا مدار — ہے ستارون کا بہی کام اب چادرِ مہتاب پے
خندۂ دندان نما ساقی کا وجہ دور ہے — کشتی مے چل رہی ہے موتیون کی آب پر
ہے کٹتی ہے خیالِ ابروئی قاتل مین عمر — کشتی روح روان ہے نیمچون کی آب پر
بحرِ ہستی مین لگیگی ساحلِ عزلت پہ جا — گر چلے کشتی گدا کی آبرو کی آب پر
دوستی کے پردہ مین کرتے ہین اچھی دشمنی — اعتماد اس دور مین ہرگز نہین احباب پر
یاد رکھ غارتگرون کو چین دم بھر کا نہین — ہر زبان موج کہتی ہے رخِ گرداب پر
ہے دلِ نادان کو اب قاتل پر ایسا اعتماد — جس طرح سے ہے بھروسا گائی کو قصاب پر
تشنۂ دیدار ہے ہر مردمِ چشم پر آب — آجتک یہ پتلیان پیاسی رہین تالاب پر
درمیان خونریز جو ہو تو بہم ہو اتفاق — دیکھہ لینا ہین بہم معشوق و عاشق قاب پر
جوشِ افغان سے مرا گم ملکِ افغان ہو گیا — اشکِ خونین کو ہمارے فوق ہے سرخاب پر

روزِ حال اوس آفتابِ حسن کا معلوم ہے
فایق ای پرتو تصور ہے مرا سرلاب پر

ہر ملاقات مین ہے بوس و کنار دلبر — بلکہ ہر بات مین ہے بوس و کنار دلبر
عاشقون کا ہے تصور کہ تصرف کوئی — ہجر کی رات مین ہے بوس و کنار دلبر
آہ لب پر ہے الم ہجر مین ہمبستر ہے — کیا مکافات مین ہے بوس و کنار دلبر
جز پری میکدہ مین کام نہین وحشی کو — اس خرابات مین ہے بوس و کنار دلبر

ابر اس سال مین ہی ابر کرم میرے لئے
یعنے برسات مین ہی بوس و کنار دلبر

وہ بہی دن تہا کہ میسر تہا کبہی بے چاہے
اب مناجات مین ہے بوس و کنار دلبر

ہجر مین ہی ہوس بوسہ و ہم آغوشی
کیا منافات مین ہی بوس و کنار دلبر

دونون آنکھون مین ہی تصویر اسی عالم کی
اپنے مرآت مین ہی بوس و کنار دلبر

دم اکھڑتا ہے اسی آرزوی ناقص مین
ہاے سکرات مین ہی بوس و کنار دلبر

وہ کوئی غیر نہین مجہ سے کبہی ای پرتو
اپنی ہی ذات مین ہی بوس و کنار دلبر

کوی کیا کہیگا ہے اوس بت سے حق دور
یہ طاقت یہ جرات یہ قدرت یہ مقدور

زبان سے ہماری شب ہجر دم بہر
نہین قل اعوذ برب الفلق دور

کوی درد کرتا نہین ہے کسیکا
کہا تنگ دل خلق سے ہی قلق دور

نہین شوق اوسکو جواب گنجفے کا
ہوا آفتاب فلک کا ورق دور

جو کچہ ہے سو پیشانی ہی مین ہی پالے
نہین رزق کا اپنے نادان طبق دور

نہین ای سپہر جمال آج لب سرخ
نظر آتی ہے آسمان سے شفق دور

شب وصل ایسا پسینا ہوا وہ
بدن سے نہ اکدم ہوا پہر عرق دور

کوی مبتدی کس طرح ہمسبق ہو
دبستان غم مین ہے اپنا سبق دور

وہ بت کہہ رہا ہے کہ مین ہی خدا ہون
سراسر ہے اس دعوے سے اوسکے حق دور

وہ خورشید حسن اور ہین اوسکا پرتو
کسی حال مین وہ نہین ہی رمق دور

جہوٹ کا وہم ہی گمان سے دور
بات ہی یہ مری زبان سے دور

ترے کے شیرین کوہکن سے کہین
مرا شیرین ادا ہی جان سے دور

اک ہری کیلیے ہی قاف کی سیر
پہر رہا ہون مین اک جہان سے دور

گوش زد تا جرابے گریہ نہین ۔۔۔ ہری ہوتی ہین اوس کے کان سے دور
ایک پردہ نشین کا عاشق ہون ۔۔۔ کوچہ گردی ہے اپنی شان سے دور
غمِ فرقت مجھے خوشی سے کہلا ۔۔۔ کر رکھائی ہے میزبان سے دور
خانۂ تن مین دل نہین اپنا ۔۔۔ اوسکا گھر ہے مرے مکان سے دور
ہجر مین ہو نہ روح تن سے جدا ۔۔۔ نہ مکین ہو کہین مکان سے دور
خانۂ دل مین وہ نہین آتا ۔۔۔ کیا مکین ہو گیا مکان سے دور
جان ہو جاے دور اگر تن سے ۔۔۔ ہنوں پُرخوار خبطِ نان سے دور
ہون شبِ وصل مین ترا مدعو ۔۔۔ میزبان ہو نہ میہمان سے دور
اس غزل مین تعلیان ہین غلط ۔۔۔ یہ زمین ہے اس آسمان سے دور
خون رو رو کے لال ہین انکھین ۔۔۔ جب سے ہون ایک دہان پان سے دور
پلک اور بہون سے تیری ثابت ہے ۔۔۔ تیر ہوتے نہین کمان سے دور
نہین پرتو سپہرِ حسن مین مہر ۔۔۔ مہربانی ہے آسمان سے دور

رہے چشمِ بد یار سے تا ابد دور ۔۔۔ اوسے جس نے دیکھا کہا چشمِ بد دور
نہین دور آنسو دل نوحہ گر سے ۔۔۔ کہ والد سے ہوتے نہین ہین ولد دور
ثنا خوانِ معشوقِ یکتا ہون دایم ۔۔۔ موحد سے کیا ہو خیالِ احد دور
کدورت سے دلکی نہ دیوار کھینچو ۔۔۔ کر گئی تمہین مجھ سے آخر یہ سد دور
گلوگیر ہے طوقِ غم شکلِ قمری ۔۔۔ ہوا اس چمن مین جو اک سرو قد دور
یقین ہے کہ پہنچون مقاصد کے نزدیک ۔۔۔ طبیعت سے تیری جو ہو جاے کد دور
ہے سب پیشِ چشمِ دل اوس مہر کا حال ۔۔۔ اگرچہ ہے بام اپنا مثلِ رصد دور
برابر ہی ہے ہوے گم ہوے ننگ ۔۔۔ نہو دل سے حاسد کے خوے حسد دور
مری زندگی خاک بے جان جان ہے ۔۔۔ رہا کیا کہ جب روح سے ہو جسد دور

شب ہجر اُن کو نیان کسقدر ہین
کہان دہو کے دید کیے بوسے ہین
کہان ضعف مین خون لخت دل ای چشم
نقاب اوس کے عارض پہ شام و سحر ہے
لہو رو کے آنکہین ہوی لال میری
وہ خلاق ہے اور رزاق بہی ہے
نہو ملتمس رافضی سے کوئی نفس
کہین فاش دل کا نہ رازِ نہان ہو

نہین ہو سکا آہ سے اپنی مد دور
شب غم ہے مجہ سے یہ داد و تند دور
ہوا عین راہ طلب مین رسد دور
نہ دیکہا ہی اس آئینہ سے نہ دور
دکہا گوری صورت کہ ہو یہ رمد دور
نہو فاقون مین بہی خیال صمد دور
کہ نرمی کے عادت سے ہین یہ اشد دور
نہو مہربان ضبط تیری مدد دور

وہ کیون بام پر اپنے آئین نہ پرتو
نہو مہر سے تا قیامت بہی شد دور

راہ طلب مین نقش قدم کی ہون تاک پر
عاشق ہون مین تمہارا تو تم میرے مبتلا
اپنی سواری کیلئے کیا بیکل ہے یہ
کیا کہئے ان حسینون کو غصہ غضب کا ہے
ڈریئے نہ حلقہ ہوے کمر مین کہین ترے
غم کہا نیکے سوا نہین فرقت مین کچہ غذا
آتا نہین ہے ایک خط اوسکا ہمارے نام
دیکہون تو ای پری تو کہان اوڑہ کے جائیگا
موتی کی مچہلیون کو جو کانون پہ ناز ہے

سایہ کیطرح لوٹتا جاتا ہون خاک پر
تا زیست کرونگا مین بہی تمہارے تپاک پر
کرتا ہون سیر خوف و رجا کے دو چاک پر
کبہی بہی بیٹہنے نہین دیتے ہین ناک پر
کیا کیا اکڑ رہے ہین وہ اپنے جہاک پر
اپنی گزر ہے آجتلک اس خوراک پر
خط لاکہون آتے جاتے ہین ہر روز ڈاک پر
دیتی ہے جستجو کے لئے تیری تاک پر
اترائیگی بلاق بہی ای جان ناک پر

تم آفتاب ناز ہو ہم پرتوِ نیاز
تم عرشِ آسمان پہ ہم فرشِ خاک پر

ہمقافیہ بر غزل جناب داغ دہلوی

دندان کی دہن میں رو کے دل زار زار زار — سے لے آبرو سے ابر گہر بار بار بار

روتا ہے تیرا شیفتہ زار زار زار — کرتی ہے تنگ آہ شرربار بار بار

پیتے ہیں تو ملینگے کسی شیشے سے گلے — ایدل نہ کہہ گلون سے تو زنہار ہار ہار

آشوب چشم بھی کوئی آشوب حشر ہے — رلوا رہا ہے سبکو یہ آزار زار زار

شبنم کے قطرے صاف بتاتے ہیں صبحکو — شب بھر کسی کے غم میں ہے گلزار زار زار

کرتی ہے جیب فتنۂ محشر قدم قدم — مانند جیب صبح وہ رفتار تار تار

قول زبان موج ہے فرقت میں گل پہ گل — ہے آشنا ہے قلزم زخار خار خار

سودا اسے بھی ہے گرہ زلف یار کا — ہے جیب مشک نافۂ تاتار تار تار

سینے مریکا لپکا پڑا تو ہوا نہ ترشش — دیتا ہے بوسے مجھکو وہ ناچار چار چار

قاتل کی بھون کو دیدۂ جوہر سے دیکھکر — ہر دم یہ بولنے لگی تلوار وار وار

تو خط مری نظر میں ہی بیگانہ سبزہ وار — جب تو نہیں تو ہین گل بخیار خار خار

سودائی کر دیا مرض ہجر زلف نے — رہ رہ گیا ہے سر ترا بیمار مار مار

وہ رفتہ رفتہ سخت ہوا تو ہوا میں نرم — رلوا رہا ہے ہو کے وہ بیزار زار زار

دیکھا جو پیچ خواب میں شب زلف یار کا — چلا کے اٹھے نیند سے ہم مار مار مار

پرتو جو مہربان ہے وہ خورشید اندنون — ہوتے ہیں میرے کہنے کو اغیار یار یار

ہمقافیہ بر غزل جناب نواب مرزا خان صاحب داغ دہلوی

وہ جو گلگشت میں رکھتے ہیں قدم گن گن کر — کبک سکرات میں ہیں لیتے ہیں دم گن گن کر

قسمت اولیٰ تو ملے ہم کو الم گن گن کر — ہجر میں پیر مغان نے دئے غم گن گن کر

بت کا ذکر تو نہیں کچھ خطر روز حساب — سخت حیران ہوں میں لطف و ستم گن گن کر

کن قیامت ہے کہ کرتے ہیں وہ فتنوں کا حساب — محفل رقص میں رکھتے ہیں قدم گن گن کر

پیچ پیچ گنتی ہین ترے ہالے پریشانی سے
دام نسیان مین پھنسا زلف کے خم گن گن کر

صفحۂ ہستی ہین ہر غم کے رسالے کے ورق
روز اولتا ہون ترے سر کی قسم گن گن کر

لطف سے اسکا بدل بھی وہ کرین گے شب وصل
اسلئے ہجر مین کرتے ہین ستم گن گن کر

نقش تسخیر ہے دانا ہو کہ نادان سبکو
لاکھون دل دام مین لاتے ہین درم گن گن کر

آٹھوین آکے کہا دوسرے آیا دیکھو
سادہ لوحی کو تڑپاتے ہین وہ کم گن گن کر

دانت بتیس تصور مین کسی ناہ کے تھے
وقت کاٹا ہی تارے شب غم گن گن کر

عیب معشوق ہے عاشق کی نگاہون مین ہنر
خوش ہون مین اوس کے ستم کو بھی کرم گن گن کر

مہربان آپ ہی اپنے پہ ہوے ای بیرلو
اک قمر چہرہ کی بھیری کو ہم گن گن کر

ہم نے بہرا کر دیا سفاک کو گل بولکر
دل کو نالون پر کیا آمادہ بلبل بولکر

بات کرتے مین مکر جاتا ہے وہ گل بولکر
بند ہو جاتا ہون مین مانند بلبل بولکر

اپنی اپنی ساری کیفیت سنا دیتے ہین مست
شیشہ چپ رہتا ہے محفل مین جو قلقل بولکر

بالکل اس تشبیہ سے وہ ہو کر برہم ہوا
پھنس گیا آفت مین زلفونکو مین سنبل بولکر

کوئی صورت باقی نہین تدبیر کی آگے نصیب
آج قاصد ہمنے بھیجا حال دل کل بولکر

سونچکا احوال بول اوس سے کہہ دو دو رنج
پھر نہ پچھتا ناتوانی دل بے تامل بولکر

سازش دربان نہین گویا کرامت ہے مری
لوگ حیران ہین جو کھولا اوسکا در کھل بولکر

جیر جب سر فاختہ کی باغ مین گاتے ہو تم
سرو پر خاموش ہو جاتی ہے صلصل بولکر

منہ کہان ہمان شکن کہنے زبان خود لال ہے
جھوٹ ہے بولون جو بدلا ہی کوئی گل بولکر

حرف علت خط کا کھٹکا ہو گیا آخر غضب
خار کھاتا ہون تمہارے گال کو گل بولکر

روشنی طبع پہ ہون مست مثل آفتاب
آج بیرلو شہرت دیدار کو گل بولکر

تڑپ رہا ہون جدائی مین یار آٹھ پہر
ہون مثل قبلہ نما بیقرار آٹھ پہر

ترے فراق کا ای بحر حسن غمزہ ہے
پھرا جو صورت ابر اشکبار آٹھ پہر

بجا ہی تمکو مین بولون جو مہر و مہ سے دو چند
تمھارے آنیکا ہے انتظار آٹھ پہر

یہی ہے شغل شب و روز زلف و عارض کا
پسند ہی او نہین دل کا شکار آٹھ پہر

سزا ہے غنچہ دہن تجھ سے منہ پھرا نیکی
نہین جو مہر سے گل کی بہار آٹھ پہر

اک ایک آنکھ سے روتا ہون آٹھ آٹھ آنسو
کہ آج کل نہین ظالم دو چار آٹھ پہر

زہے نصیب ہی اوس گل کے پاس بلبل دل
کہان ہی صحبت گل مین ہزار آٹھ پہر

وہ دن بھی آئین کہ درد دل و فغان کے عوض
ہو گلعذار سے بوس و کنار آٹھ پہر

یہان جب آتے ہو پیارے تو اک گھڑی کیلئے
ب او گو د مرا ایکبار آٹھ پہر

خیال نیزۂ مژگان و تیغ ابرو سے
دل حزین مین رہا کارزار آٹھ پہر

شراب عشق ہی دنرات وجہ دردسر
بجاے نشہ ہی اس مین خمار آٹھ پہر

اگر وہ چار گھڑی کے لئے نہین آتے
بدن سے دور نہوتا بخار آٹھ پہر

ترے کے ساتھ بسر ہو دل بلاکش کی
دو چار دن تو رہو ہمکنار آٹھ پہر

وہ زار ہون کہ ہین بیزار جس سے گلرویان
وگرنہ صحبت گل مین ہے خار آٹھ پہر

اوس آفتاب سے پیر تو شکایت شب ہجر
سنو تو پھر بھی رہتا ہے یار آٹھ پہر

مہر مظلوم پہ ناحق ہے کہ فریاد نکر
اہی بت اللہ سے ڈر یون ستم ایجاد نکر

دل ترا نرم ہے کیون سخت تو کرتا ہے اسے
روئی کو بہر خدا بیٹھے فولاد نکر

یون تجھے دوست فراموش کی ہو کیون یاد ولی
ہر گز اوس دشمن احباب کو تو یاد نکر

بہت ازمان وفا تنگ جو کرتا ہے تجھے
یاس کہتی ہے کہ اوقات کو برباد نکر

گرجوان ہے تو نہو پیرو پیر گردون

مہربان پیر لتو مشتاق پہ بیداد نکر

فدا طلعت ہے حسنِ دلربا پر
ہم دانت و بحرِ علم ہے تو
تمیزِ نیک و بد صدقے سمجھ کے
لگی ہے آنکھ گوشے پر تمہارے

ضیا ہالا ہے روی مدلقا پر
لیاقت ناز کرتی ہے ذکا پر
ادب قربان ہے آئینِ ادا پر
نگاہِ مردمان ہے ازدوا پر

سیاہی شام کی زلفوں پہ صدقے
اور ای پرلتو سحر رخ کی ضیا پر

ہمقافیہ بر غزل ظفر مغفور شاہ دہلی

فسادی صاحب کوئی نام کر فساد کی جڑ
کہ آج تک نہوا ہی بشر فساد کی جڑ

مزاجِ یار بگاڑا ہے کیون طبیب اسنے
یہ اصلی سوسن ہے یا سراسر فساد کی جڑ

تمہارے عشق مین کرتا ہے عشق پیچان پیچ
یہ بیل میرے لئے ہے مگر فساد کی جڑ

کیا ہے حشر بپا غیر کی شرارت نے
نہین ہے آپکا آشفتہ سر فساد کی جڑ

ہمارے صبر مین ڈالا خلل کچون نے تری
نہال قد کے ترے ہین ثمر فساد کی جڑ

نہو محبت مفسد نہو مرے دل مین
نہ بو ہی جائے الٰہی ادہر فساد کی جڑ

جہان گذر ہوا اسکا وہان فساد کیا
ہمیشہ ہے نگہِ فتنہ گر فساد کی جڑ

نہ تم شریر ہین فی الواقعی نہ ہم مفسد
در اصل اور کوئی بیخ شر فساد کی جڑ

کسی نے جھوٹ اڑا ہائی ہی دشمنی سے خبر
کبھی نہین مرا پیغام بر فساد کی جڑ

زبان سے ہان کہو پرلتو کہ یا نہین کہئے
مگر ہے بیخِ شر ای جان اگر فساد کی جڑ

سو ظلم توڑ ایک دل انہی دلربا نہ توڑ
مرجھا گیا ہے ہائے شگوفہ مرا نہ توڑ

انگلی لگا کے دل کو مرے بیوفا نہ توڑ
یون آشنا ہی ای بت نا آشنا نہ توڑ

زنجیر زلف کا ہون مین ہر سال مستحق
ای بخت ہان جنون کا مرے سلسلا نہ توڑ

ای دہان پان شہد کی پولی سے کیا غرض
تو اور توڑتا تریہ شانِ خدا نہ توڑ

بحرِ جہان مین جو ہے وہ مثل حباب ہے
ناحق تو ایکدم کو دلِ آشنا نہ توڑ

پائے نہ دل شکست زمانیکے ہاتھ سے
تیر غضب سے سینۂ اہلِ وفا نہ توڑ

کیون خبط احتساب مین ہی مست محتسب
دل کیا کر ایک شیشۂ می کا گلا نہ توڑ

خوگر ہو تو شیشہ دل کی شکست کا
ای محتسب شراب کے شیشے سدا نہ توڑ

دو مین سے ایک ای دل امیدوار کر
سر توڑ آج سنگ سے یا آستانہ توڑ

اوس مہربان کی خاطر نازک نہ ٹوٹ جاے
پر تو خدا کے واسطے دل کو ذرا نہ توڑ

ہمقافیہ بر غزل شیخ امام بخش ناسخ مرحوم لکھنوی

کہنکون سے گلا کاٹتی ہے ناز کی آواز
تلوار کی تلوار ہے آواز کی آواز

تر جاے گلا نکلے نہ پھر ساز کی آواز
سن لے جو سُریلی مرے دمساز کی آواز

اس بات سے ذہن بزم طرب کی نہین مجکو
یاد آئیگی محبوبِ خوش آواز کی آواز

ہر ساز مین گو سُر ہے یہ تاثیر کہان ہے
دلچسپ ہے کافر تری انداز کی آواز

میدان مین وہ کیا آئے سنی ہی نہو جسنے
اک نیمچۂ معرکہ پرداز کی آواز

انداز مین کیا ناز ہے کیا ناز مین انداز
انداز کی رباب تری ناز کی آواز

کیا آہ کر رباب مین دیپک کا اثر ہے
جانسوز ہے میرے دل جانباز کی آواز

خاموش ہے غماز کی صورت ترے منھ پر
غیبت مین فقط بولتی ہے ساز کی آواز

دم بن کے شب وصل صدا ہر نغمی نکلے
یا رب سنون تفرقہ پرداز کی آواز

مٹنے کی تنا مین ہو سنگ بھی گویا
داؤدی مین کب تھی تری اعجاز کی آواز

لگتی ہے جو انسان کو ہچکی دم آخر
کیا طائر جان کی ہے یہ پرواز کی آواز

مرغوب فزون زمزمۂ طایرِ جان سے
آنکھون سے اشارہ مجھے کرتے ہین کہ خاموش
کیا طنطنہ و دمدمۂ بزمِ طرب ہے
کانون کو مرے دلبرِ دمساز کی آواز
سُن لیتے ہین جب وہ کسی غمّاز کی آواز
طنبور کی اور اوس بتِ طنّاز کی آواز

بھائے نہ اوسے ہند کی طوطی کی صدائین
پرتو جو سنے بلبلِ شیراز کی آواز

همقافیہ برغزل حضرت حاجی حافظ نواب خورشید احمد خان بہادر والد مغفور حضور مصنف

بدعی ہوتی نہین اولٹی ہوئی تقدیر ہنوز
مُنھ دیا پیار کیا اور بلائین بہی لین
روبرو ہوکے جو اکڑ دہ بگڑتے مجہ سے
اوٹھتے جوبن مین جو ظالم ترا دل بتھہ گیا
اِک جگہ آٹھ پہر مست پڑا رہتا ہون
آگ برسائی پری وش کی جدائی نے عجب
خواب مین یار نے کچھ ایسی عبارت پڑہ دی
ای جوان سال دو شنبہ کا یہ وعدہ کب تک
خانۂ تن کی مرمت بھی جو درپیش ہوئی
مجہ سے بن بن کے بگڑ جاتی ہے تدبیر ہنوز
پھر بہی کہلتی نہین وہ زلف گرہ گیر ہنوز
منہہ بنائی ہوی آنکھون مین ہے تصویر ہنوز
پاؤن تیرے بہی ہین چلتی نہین تدبیر ہنوز
بادۂ وصل کے نشے کی ہے تاثیر ہنوز
فصل برسات کی آئی بہی ہے تبخیر ہنوز
چار دن گذرے ہین ملتی نہین تعبیر ہنوز
نہوا ہفتہ مین شاید کوی دن پیر ہنوز
مضمون گو ہے وہی خواہش تعمیر ہنوز

ایک عالم کا ہوا خون جگر ابا پرتو
مہ نو کی نہ رکھی چرخ نے شمشیر ہنوز

کیا نقش کالجر ہے دلون پر وقار ژاژ
پہولے ہوئے ہین لوگ کے دل ژاژ خائی پر
آنکھون مین انقلاب زمانے کا چھا گیا
سکہ چلا رہا ہے یہان اعتبار ژاژ
آئی ہے باغ دہر مین کیسی بہار ژاژ
دلچسپ چشم خلق مین نقش و نگار ژاژ

اک کیا کشش جہت مین ششدر پھنسی کی ہی بیسر
ہر ہر کو دیکھتی ہین نگاہین دو چار ژاژ

علت ہو بھی اول و آخر کے درمیان
آغاز سے جدا نہین انجام کار ژاژ

اونکو خلش مدام گل راستی سے ہے
چبھتے ہین جن کے پاؤن مین پر تو خار ژاژ

خون کر رہی ہے راستیو نکا زبانِ خلق
یارب جہان مین گرم ہی کیا کارزار ژاژ

بیہودگی دلون مین ہے جاگیر بیطرح
ان بستیون مین خوب ہوا اختیار ژاژ

مانند سرو باغِ جہان مین ہے سرفراز
آزاد ہو گیا شجر بار دار ژاژ

منھ پر ہر ایک مردم غفلت شعار کے
دیتی ہے چھینٹے کیا قطرہ اشکبار ژاژ

پر تو ابھی سے حشر بپا تو ہوا نہین
سر پر چڑھی ہے چشم تر اشکبار ژاژ

دل مین قیام آہ نہین واہ واہ ژژ
یعنے بیان ضرور ہے بہر سپاہ ژژ

اوسنے کیا ہے دل جو برا مجھ سے آجکل
ہوتا چلا ہے حال بھی شام و پگاہ ژژ

فرقت مین تیری دیکھہ لیا آزما کے یار
فریاد ژژ فغان ژژ و شیون ژژ آہ ژژ

انکھین تری نظر نہین آتے ہین جب سے جان
دکھلائی دے رہے ہین سفید و سیاہ ژژ

اچھا نہین کبھی ستم ناروا ترا
کرتا ہے کس لئے تو دلِ خیرخواہ ژژ

ذرات ہے نہان جو کوی رشکِ مہر و ماہ
تھرا نظر مین جلوۂ خورشید و ماہ ژژ

اس سال کے صفر مین بھی اوسکو نہ تھا سفر
گویا کہ سال بھر مین نہین ایکماہ ژژ

اچھا نہین کہ راز کوی فاش ہو مگر
پوشیدہ ہو اگر تو نہین رسم و راہ ژژ

توبہ کر اختیار مین جب تک زبان ہے
ای بندۂ خدا بخدا ہے گناہ ژژ

ظاہر تمام آئینے باطن کے ہین فقط
پر تو سے کیا طبیعت ہر کجکلاہ ژژ

اشک بھی ہین دل پر یاس کے پاس
اوس ترقی ہی مری آس کے پاس

وہ تصور کی بدولت شبِ ہجر
دور کے دور ہین اور پاس کے پاس

فایدہ کیا کہ ادہ نہین راس نہین
پہنچی گر آہ مری راس کے پاس

تیغِ ابرو سے نہین ترکے ہلال
چرخ کے پاس وہ یہ راس کے پاس

یار جو بات ترے دانت مین ہے
جوہر ایسے نہین الماس کے پاس

جنگلیون سے نہ ملا کر اے دل
آدمیت نہین نسناس کے پاس

لاسہ لے گیا ارمانِ سپاس
کیا رہا خواہشِ احساس کے پاس

دانۂ سخت ہے گویا دل سخت
نرم روئی ہے جو کرپاس کے پاس

سفت بنجاتی ہے کیون جو صبا
کچہ زرِ گل نہین بو باس کے پاس

گئے وہ سیر کو پیرتو پو لور
وہ جو اک قریہ ہے مدراس کے پاس

ہمقافیہ غزل حکیم سید ضامن علی صاحب جلال لکھنوی

دل جب ہوا اداس تو ہے گھر کا گھر اداس
دالان صحن اداس ہین دیوار و در اداس

ڈرتا ہون بولنے کو اداسی کا ماجرا
میری طرح نہو دلِ پیغامبر اداس

دیکھی ہے شکل کونسی منحوس بخت کی
کیون بے سبب ہے آج مری چشمِ تر اداس

افسوس دل مین کسکی جدائی کا داغ تھا
تھا آسمان پہ جو قمر رات بھر اداس

شبنم سے اسقدر ہے دھوان دھار کیا کہون
مانندِ نورِ چشم ہے نورِ قمر اداس

زاید ہوی دعا سے اداسی مزاج کی
نکلا درِ قبول سے کیون آج اثر اداس

کیون دیکھتے ہین دوست سب اس یاس حال کو
تاثیر سے نصیب کی ہوگی نظر اداس

پرسا مجھے ضرور ہے ای شوخ کسقدر
یون آج کس کے سوگ مین ہو اسقدر اداس

یہ انتقام کونسی عشرت کا ہے خدا
دکھلا رہا ہے صبح جو شام سحر اداس

چھائی ہے کیا ذلون پر اداسی میان مکان
مین بھی ادھر اداس ہون وہ بھی ادھر اداس

ہے ہے شب فراق کے عالم کی کیا کہوں — گھڑیالی خود بجاتے ہین ہر پہر اوداس

یاد آگیا مرا دل گم گشتہ یک بیک — ہمسائی کے خیال مین ہے کیا جگر اوداس

پامائی جفا و غضب تا کجا ابھی — رہتا ہے رات دن ترا آشفتہ سر اوداس

انجان اوس پری نے کیا کس بلا کا شر — دکھلائی دے رہا ہے دل پر شرر اوداس

پھر تو وہ دیکھنے کو ستمگار ہے مگر
آنسو بہا دئے ہین سب مجھے دیکھکر اوداس

دین مین کیا دنیا مین کیا اللہ بس باقی ہوس — دونون عالم مین سدا اللہ بس باقی ہوس

دمبدم رہبر کہتا ہے زبان موج سے — ہوشیار راہی آشنا اللہ بس باقی ہوس

آمد و رفت نفس آہستہ کہتی جاتی ہے — ہوش بر دم با خدا اللہ بس باقی ہوس

معرفت ذات خدا کی حاصل دارین ہے — کہتے ہین عارف بجا اللہ بس باقی ہوس

ذرہ سے خورشید تک فانی ہے اور قایم وہی — ہیچ ہے ارض و سما اللہ بس باقی ہوس

حور و جنت کی بیان لالچ نہ بتلا تا کبھی — کاش واعظ جانتا اللہ بس باقی ہوس

زاہد و واعظ یہ دونون بیخبر مطلب سے ہین — ہم سے بھی سن لین ذرا اللہ بس باقی ہوس

شوق وصل حور مین پرہیزگاری ہے تمام — پھر کجا زاہد کجا اللہ بس باقی ہوس

اشرفی دیکھی جو زاہد نے فراموش ہو گیا — یاد جو ہر وقت تھا اللہ بس باقی ہوس

غافلون کو اس سے کیا مطلب واقف ہی نہین — عاقلون کا مدعا اللہ بس باقی ہوس

کان جب گفت و شنید دہر سے کرتے ہین بند — سن لو آتی ہے صدا اللہ بس باقی ہوس

سوا اب ہیچ ہے پھر تو اگر کچھ ہوش ہو
مطلب دانا سدا اللہ بس باقی ہوس

ہائے افسوس صد افسوس ہے جاتی افسوس — درد کے خاکے کو تصویر ہی مانی افسوس

بن گئے بت وہ شرارت سے جلانے مجھکو — ہر گھڑی کیسے کہون رام کہانی افسوس

روکے تقدیر کو ہاتھ اس سے نہ دہوؤں کیونکر
دل مری گو دین ہے دشمنِ جانی افسوس

نام عاشق کی مصیبت کا پتا دیتا ہے
بے نشان کو بہی میسر ہے نشانی افسوس

مرے دلپر ہے فراقِ کمرِ یار کا داغ
بے نشان سے ہوی ہمدست نشانی افسوس

دمبدم ہجر مین جس روزسے ہے دردزبان
صاف ہے دلکی مصیبت کی نشانی افسوس

یا دمین اوسکی پھپولا ہوا دل پک کے مرا
بدلے چھلّے کے یہ چھالا ہے نشانی افسوس

ہجر مین سرو روان کے ہے زبکا وت قمری
خود روانہ ہے طبیعت کی روانی افسوس

سردمہری تری سرگرمِ تصرف جو ہوئی
خشک ہوتا ہی نہین آنکہہ کا پانی افسوس

ابرِ غمِ ہجر مین تھا چھا گیا ابرِ باران
ماہ کی بہی نہ رہی نورفشانی افسوس

غیر ہوتا تو کوئی شکوہ شکایت کرتا
بت بیدرد ہی ہے ظلم کا بانی افسوس

ای جنون پر بہی پتا رشکِ پری کا نہ لگا
خاک گو قاف سے تا قاف بہی چھانی افسوس

سب عطایا کی مسرت کا ہوا خاتمہ بس
جب سے اس دارِ فنا سے گئی رانی افسوس

ہر قدم ساتھ ہے آہون کا دہوان فرقت مین
جسم عاشق کا بہل ہے یہ دخانی افسوس

مدت عیش گذر جاتی ہے پل مین پر لو
طرفۃ العین مین جاتی ہے جوانی افسوس

صاحب ہے یہی مدام گردش
دیکھون گھر کی غلام گردش

ساقی ترے غم کا دور دیکھا
می کش کو ہے شل جام گردش

قاصد کی طرح سے اک جہان کو
ہے روز تپئے مرام گردش

ہے مست دوا دوا یکہ عالم
تقدیر مین ہے مدام گردش

آرام نہین کسی حسین کو
ہے مہر و قمر کا کام گردش

مطلب کے شکار مین تو نکر
ہر وقت سے شل دام گردش

اتراتے پھرتے ہین ہمیشہ
ہے قسمتِ خوش خرام گردش

طالب ہے وہ بیوفانہ پھر جائے | بیکار نہو تمام گردش
لیتے شب وصل بہی وہ پھر کر | ابنائے نہوی تمام گردش

پھیرا نہ کسیکا دل سوے مہر
پرتو کو ہے صبح و شام گردش

ہمقافیہ بر غزل منشی امیر احمد صاحب امیر مینائی لکھنوی

رہتی ہے لطف وصل کی اوقات کی تلاش | کچھ بے سبب نہین مجھے برسات کی تلاش
دینے کو یون تو دیتے ہین پر دین تو دیکھکر | مشکل گدا سخی کو ہو خیرات کی تلاش
اپنے کو آپ جانکے بولو برا بھلا | ہے عین جستجوی صفت ذات کی تلاش
اک شوخ کی تلاش ہے دل کے ثواب مین | آنکھون پہر نصیب ہے خیرات کی تلاش
اک رشک مہر و ماہ کی ہے جستجو مدام | مانند چرخ ہے مجھے دن رات کی تلاش
دست فلک سے چین میسر نہین مجھے | پایا جو وہ دہن تو رہی بات کی تلاش
تقدیر سے بلا ہے مصیبت پسند دل | آرام در کنار ہے آفات کی تلاش
سر پھوڑتا ہون سجدۂ شکرانہ کی جگہہ | پوری ہوئی نہ قبلۂ حاجات کی تلاش
اندھیر ہے کہ روز مجھے رکھتی ہے خراب | تنویر آفتاب خرابات کی تلاش
سارے جہان کو فضل خدا کی طلب فقط | ہے جستجو صفت کی نہین ذات کی تلاش
شب کا ہے انتظار ہمی وصل کے لئے | آب حیات کے لئے ظلمات کی تلاش

پرتو کے ساتھ سیکدے مین آکے دیکھ شیخ
پیر مغان کی ہے جو کرامات کی تلاش

ہمقافیہ بر غزل حکیم سید ضامن علی صاحب جلال لکھنوی

نہو دشمن کو بہی دشنام کی حرص | آبرو جاے تو کس کام کی حرص

نام کو ہے مجھے دشنام کی حرص
بیدہن سے ہے یہ کس کام کی حرص

شب وصل بت خودکام کی حرص
یا خدا سخت ہے اس کام کی حرص

یہی میرے دل ناکام کی حرص
یعنے بالکل ہی نہین کام کی حرص

کشت عالم کو سمجھتا ہے علف
واہ ای ابلق ایام کی حرص

دام مین آتے ہین نادان ہر وقت
کسی دانا کو نہین دام کی حرص

نقش دل پر ہین ترے نام ہزار
اس نگین کو ہے اپنے نام کی حرص

اک نہ اک روز جواب آتا ہے
ایسی قاصد کو ہے انعام کی حرص

جام تو جام لذت ہے خم کے خم
کسقدر بڑھ گئی ہے جام کی حرص

نیند ننگ ہے شب غم مین سرخاب
اور پھر کیا کرون آرام کی حرص

ایسا برگشتہ مقدر ہون کہ چرخ
صبح کردے جو کرون شام کی حرص

وہ تو دیتے نہین ناحق تعزیر
اسلئے ہے مجھے الزام کی حرص

نہ سنا دے کہین پیغام اجل
اپکے وصل کے پیغام کی حرص

داغ دیتی ہے مہ و مہر کو بھی
مرے دل کی سحر و شام کی حرص

ہر مسلمان کو خدا دے پر تو
کسکی قسمت مین ہے اسلام کی حرص

ہین جو صندل کے دست یار مین قرص
ہو دوا بے صداع چار مین قرص

کیون فلک چارہ گر مرا نہوا
مہر و مہ کے ہین اختیار مین قرص

مرض منتظر کو تسکین ہے
تارے ہین تیرے انتظار مین قرص

دل کو آزار ہجر خط ہے طبیب
کھا کے ہون ابکے بار مین قرص

کیا مرض باغ کو ہوا عارض
گل رنگین کے ہین بہار مین قرص

یہ بھی ہے کیا مریض عشق عذار
گل کے ہین دامن بہار مین قرص

داغ کھایا تو ہو گیا اچھا
تھا علاج مریض زار مین قرص

ہو طلوع آفتابِ صبح وصال
ہو یہ آزار ہجرِ یار مین قرص

داغ کھاتے ہین دل کے داغون پر
ہین یہان اپنی ہی کنار مین قرص

یا دخالِ سیہ ہے یا ہے یہ
دلِ بیمار کی کنار مین قرص

آنکھین دلدار کی ہین ای پرتو
چشمِ شیدائے بیقرار مین قرص

ہمقافیہ بر غزل شیخ امام بخش ناسخ مرحوم لکھنوی

چشم گریان ہے میسّر مجھے ساغر کے عوض
اور خون جگر اس مین مے احمر کے عوض

یہ دعا ہے مری اللہ سے فصل گل مین
کوی گلرو نظر آجاے گل تر کے عوض

آرزو ہے یہی جب سے تو اڑاتا ہے پتنگ
چاندتارا ترا دیکھون مہ و اختر کے عوض

کھینچتا ہون کسی گلرو کی جدائی مین اگر
پھول جھڑتے ہین مری آہ سے اخگر کے عوض

ہوس وصل کے مطلب کا جو لکھا کوی خط
طایرِ دل ہوا طیّار کبوتر کے عوض

تو نے ہنستے ہوی قاتل جو لگائی مجھ پر
ابر شمشیر سے گوہر ترے جوہر کے عوض

آج کیون پھولے ہین نازک بدنی پر غافل
بسترِ خاک ہے کل پھولون کے بستر کے عوض

صورتِ مہ ترے آگے ہوا خورشید سفید
دن مین بھی چرخ کو چاندی ہی ملی زر کے عوض

جان سے تر کے ہے مال اہل جہان کے نزدیک
سر نزارون کے دئے جاتے ہین افسر کے عوض

اڑ گیا طایرِ دل اونسے جو دیکھا دم بھر
بازوون مین لگے پر تیر کے شہپر کے عوض

مست ایام جوانی ہون یہی حسرت ہے
تری انگیا کی کٹوری ملے ساغر کے عوض

ہو گل اندام کو گلگشت مین گر ذوقِ شراب
پھول بنجائین پیالے ابھی ساغر کے عوض

اور عالم کی جو ایجاد ہو منظورِ خدا
چشم گریان مری پیدا ہو سمندر کے عوض

تری فرقت مین سمندر ہین مرے دیدۂ تر
درمیان ناک رہی حدِ سکندر کے عوض

زرد روئی جدائی کے لئے روتا ہون
ہاتھ آئی ہے یہ دولت زر وگوہر کے عوض

چاندنی رات مین سوتا ہے جو وہ زیرِ سما
جسم پر چادرِ مہتاب ہے چادر کے عوض

گھر سے کیا کام مرے دل مین بسر کر ای بت
مل گیا ہے تجھے اللہ کا گھر گھر کے عوض

شعلۂ حسن سے یار آئینہ آتشکدہ ہے
اور ہر طایر جو ہر ہے سمندر کے عوض

سنگساری کے سزاوار جو ہے عاشق لب
لعل ویاقوت ہون پرتو کو ہی پتھر کے عوض

ہمقافیہ بر غزل نواب مرزا خان صاحب داغ دہلوی

آے وہ بے بلاے کیون اوسکی بلا کو کیا غرض
کام یہ جذب دل کا ہی دستِ دعا کو کیا غرض

دہ جو پھرے تو سب پھرے عیش پھرے تعب پھرے
ہجر مین کچھ پیام لاے پیکِ صبا کو کیا غرض

جور وجفا کی فکر کیا بخش دیا یہ حق مرا
تجھ سے جو پوچھے پھر خدا اس سے خدا کو کیا غرض

دل ہے ترے ہی گھر طرف تین طرف ہین بر طرف
قبلے سے منھ پھرا لے کیون قبلہ نما کو کیا غرض

جاتے ہی اوس کے پاس سے جائیگی اپنی آس سے
دور رہون اوس سے ایکدم شرم وحیا کو کیا غرض

کوچمین اوس کے جائینگے قوت مشام پائینگے
چار قدم ہی تیرے آے باد صبا کو کیا غرض

بخت رسا نہو اگر اے دل امید قطع کر
تیری کوئی مدد کرے زلفِ رسا کو کیا غرض

اپنی ہی ہڈیان اوسے بہر غذا ہین مکتفی
اور کسیکی ہڈیان کھائے ہما کو کیا غرض

خضر کی شکل چاہئے اوسکے دہن کی جستجو
لہر کی طرح آہی جاے آبِ بقا کو کیا غرض

سینہ زنی ہجر مین باغ کی سیر کیا کرین
لطف سے پرتو حزین اہل عزا کو کیا غرض

ہمقافیہ بر غزل امیر مینائی لکھنوی

ابتو کوئی جواب مین لکھہ ایکبار خط
رخسار پر لکھا ہے ترے ای نگار خط

لکھا نہ اک جواب کوی غنچہ لب کبھی
پیک صبا کے ہاتھ سے بھیجے ہزار خط

نو خط کو اک نہ ایک تو پہنچیگا یا نصیب
ناچار یک قلم اوسے لکھے ہین چار خط

کیا لکھہ چکا ہے روی کتابی یار پر
آخر خط غبار مین دل کا غبار خط

ریحان کا لطف صفحۂ گلزار پر نہین
نکلا نہین ہے گال پر ای گلعذار خط

اوس بت کو لکھہ کے خدا ہی کرتا ہون التجا
آئے جواب کا مرے پروردگار خط

قاتل جواب یون ہی کوی میرے خط کا دے
گردن پر اپنی تیغ سے کھینچ ایکبار خط

لکھی جو شمع رونے بگڑ کر ادا ہی وصل
پروانہ ہو گیا ہے پئے اختصار خط

امید منقطع نہین اوس کے وصال کی
کھینچا نہ شوق وصل پر اک زینہار خط

لکھا مریض ہجر کو انکار وصل مین
ایجاز ہے ردبکاری اختصار خط

سمجھا مین نامہ بر سند تن نہین ہے تو
پرتو کے نام کا ہوا کیون اشتہار خط

ہمقافیہ برغزل شیخ امام بخش ناسخ مرحوم لکھنوی

ہاتھ سے لکھا جو تونے یار خط
شل شاخ گل ہوا گلبار خط

لکھہ خط گلزار مین ای یار خط
شل شاخ گل ہو کچھ گلبار خط

ماجرا ے چشم دریا بار سے
بن گیا ہے ابر دربار خط

ہو جو عینک طالع بیدار کی
پڑھ سکے پھر دیدۂ بیدار خط

کیا کہین قاصد کو سودا ہو گیا
دیدیا اونکو سر بازار خط

دل جو بھاری غم سے تھا لکھنے کے وقت
نامہ بر سے ایک من کا بار خط

بولتا ہے طایر دل بار بار
لے اوڑ ہون بھیجے کوی طیار خط

خلق مین مشہور ساقی نامہ ہو
گر لکھین ساقی کو ہم میخوار خط

دیکھنے کے آگے کرتا ہے وہ چاک
سینے پر رکھ لوں ہیں سوتے جاگتے
کوئی بے پروا اگر لیتا نہیں

کیا لکھے پھر کوئی دل افگار خط
گر دکھائے طالعِ بیدار خط
لا مرے سر پر ہی قاصد مار خط

حالِ دل لکھ کر غزل بھیجی ہے آج
ہو گئے پرتو مرے اشعار خط

ہمقافیہ بر غزل ظفر مغفور شاہ دہلی

رہوں آسیب سیہ زلف رسا سے محفوظ
کس قیامت کے ہیں پتلے جنہیں کہتے ہیں حسین
نہ گھٹا دیکھے کوئی حوصلۂ چشمِ پر آب
عجب انداز ہے اسکا کہ ہے معشوق فریب
درخورِ حسنِ عطا عالمِ نیرنگِ خطا
کہاں جو سر ہیں اولٹ اور پلٹ بازی کی
مجھ پر ای سیب ذقن ہے ترا احسان بہت
رنگ سے اپنے ہی رنگین ہے یہ ای گل بردم
کیا چھپے رازِ محبت کا ہوا سے تیری

اپنے بندے کو خدا رکھے بلا سے محفوظ
دل کسیکا نہیں آشوب جفا سے محفوظ
رہی بدلی یہ مری تند ہوا سے محفوظ
نازنین کوئی نہیں تیری ادا سے محفوظ
کہوں کس منھ سے خدا رکھے خطا سے محفوظ
ہاتھ آتے ہی ترے ہو گئے پا سے محفوظ
پر اک آسیب سے ہوں تیری دعا سے محفوظ
خون کیا ہے کہ رہے رنگ حنا سے محفوظ
بوی گل رہتی ہے کب بادِ صبا سے محفوظ

آج کل اٹھ پہر ہے یہ دعا پرتو کی
حق رکھے اہلِ زمانہ کی دغا سے محفوظ

ہمقافیہ بر غزل خواجہ وزیر مرحوم لکھنوی

گالی دیتے ہو لو خدا حافظ
کسکی آمد ہے باغ میں کہ صبا

کیوں خفا ہو کہو خدا حافظ
لے اڑتی ہی رنگ و بو خدا حافظ

نزع مین بھی ہی اونکے آنیکا دم
دم کا ای ہمدمو خدا حافظ

گرمیون مین نہ دل ہی ٹھنڈا ہو
گرم ہے شعلہ خو خدا حافظ

ضبط ممکن نہین بیان محال
بات ہے گو مگو خدا حافظ

زہد پر ہے گھمنڈ حد سے زیاد
آخر ای زاہدو خدا حافظ

اپنا دیکھو کہ ہون غلام حسین
مرا ای صاحبو خدا حافظ

رام ہوتے نہین اگر تو نہون
ہندسے کا ای ہنو خدا حافظ

دل چلا ہے بتون کے دیکھنے کو
ای عزیزو کہو خدا حافظ

[illegible] خدا حافظ

[illegible]

ہمقافیہ بر غزل ظفر مغفور شاہ دہلی

کیون نکلجاے چمن مین دیدۂ بلبل سے شمع
اس کے آگے راتدن ہے آتش ہر گل سے شمع

تیری چوٹی مین کوی تعویذ سونیکا نہین
جھلکیان دکھلا رہی ہے کیا شب کاکل سے شمع

کیا تصرف ہے جلا دیتا ہے پانی کا چراغ
بارہا ساقی نے روشن کی ہے جام مل سے شمع

روی آتش رنگ سے دل کو ہیولا کر دیا
آج اوس گل نے جلائی ہے چراغ گل سے شمع

گر اثر ہے عشق مین سرد چراغان سرد ہو
ہو گی روشن شعلہ ہاے نالۂ صلصل سے شمع

تیری زلفون سے ہے کیا رخسار روشن کی نمود
کب نظر آتی ہے ایسی کاکل سنبل سے شمع

گرم جوش آتش گل نے کیا ہے اس قدر
جل رہی ہے بلبل بیتاب کی چنگل سے شمع

می خود آب آتشین اور روی ساقی شاخ گل
کیون نہ بھڑکے شعلۂ آواز ہر قلقل سے شمع

دل لیا اور داغ فرقت کا جلایا سینے مین
تم نے اس کاشانے مین کی ہے روشن جل سے شمع

یا ظفر کا حق تہا یا پرتو کا حق تہا یہ غزل
کب ہو روشن اسطرح کی طالب آمل سے شمع

غیر نے مجکو نکالا کوی جانان الوداع
یہ بہی آدم چلا گلزار رضوان الوداع

پھیلا کھینچے ہوے گلشن کو اک گل کا جنون
الوداع ای صحبت خار بیابان الوداع

جوش وحشت کر رہا ہی مجکو عریان اندنون
الوداع ای آبروی جیب دامان الوداع

تیرے آگے رنگ وبو نے گوش گل مین کہدیا
الوداع ای رونق آرای گلستان الوداع

باغ مین پہنچا خرامان جب کوئی سرو روان
قمریان کہکر اوڑہین ای سرو بستان الوداع

جب نظر آیا گلِ عارض تمہارا باغ مین
گل سے بلبل نے کہا ای چاکِ دامان الوداع

صبحِ وصلِ یار ہنگامِ وداعِ عیش ہے
مرغ کہتے ہین کہ ای عشرت کے سامان الوداع

کیا تصرف ہی جنون کا اوس لبِ خاموش کے
بولتا ہے میری گردن سے گریبان الوداع

پھر بلا طول شبِ فرقت کی آئی جان پہ
الوداع ای آفتابِ روزِ ہجران الوداع

روزِ عاشورہ بند ہا پیرتو قیامت کا سمان
جب صدا آئی کہ یا شاہِ شہیدان الوداع

ہمقافیہ بر غزل ظفر مغفور شاہ دہلی

دیکھو ہماری جانِ گرفتار کا دماغ
آزادی خیال مین ہے یار کا دماغ

کہتے ہین آج بیحرکت ہے مریضِ عشق
کیا ہو گیا ہے اوس بتِ عیار کا دماغ

زاری نہین ہے چشم کی منظور اس لئے
ہو منتشر نہ غل سے دلِ زار کا دماغ

لازم ہے پئے امید عیادت حواس ہین
بگڑے نہ مثل نبض کے بیمار کا دماغ

سر دے دیا ہے پہلے ہی اپنا غریب نے
پھر کیون سپاہی پائیگا سردار کا دماغ

سائے سے تیرے لاغرِ رنگین مزاج کے
گل سے کہین زیادہ ہوا خار کا دماغ

پریون کو چتکیون مین اڑاتا ہے دمبدم
دیکھو تو اوس کے سایۂ دیوار کا دماغ

دیکھا نہ آنکھ اوٹھا کے تجلّی طور کو
اللہ رے تیرے طالبِ دیدار کا دماغ

پروا نہین ہے جان کی اپنی بہی یا خدا
رکھتا ہے دل بعینہٖ دلدار کا دماغ

پیرتو اگر ملا بہی تو گویا ملا نہین
کچھ اور طرح کا ہے طرحدار کا دماغ

ہمقافیہ برغزل شیخ امام بخش ناسخ مرحوم لکھنوی

دنیا ملی تو جانئے کچھ ہاتھ آئے داغ
کمخاب کی قبا ہے بدن پر قبائے داغ

دنیا ہے آسمان حسینون کے عشق مین
کیا داغ ہے برائے دل و دل برائے داغ

ای لالۂ ریاضِ تغافل بہارِ ناز
پایا نہ ہم نے ہاتھ سے تیرے سوائے داغ

گذرے نہ وہم دوست کو انکار عشق کا
مرہم کوئی ضرور نہین ہے برائے داغ

غل بھی کوئی نہین ہے تنِ صاف یار پر
کیا درد اوس سے کینے اگر لاکھ پائے داغ

طاؤس کہئے طایر دل کو تو ٹھیک ہے
پیدا ہوا یہ مرغ سراپا برائے داغ

تیری ہوا نسیم گلستانِ عشق ہے
ہوتی ہے دمبدم کوہی نشو و نمائے داغ

سوزِ درون کے ضبط نے آخر جلا دیا
کیا دفعتاً بھڑک اوٹھے سب شعلہائے داغ

مانند زنگ چہرہ ہے اک روز آشکار
دل تا کجا برنگ سویدا چھپائے داغ

کھایا اس آرزو سے کہ جزوِ بدن ہوا
اک اور داغ دے جو کوہی یہ چھڑائے داغ

پرتو ہزار رنج ہین اک دم کے ساتھ ساتھ
بعدِ فنا کبھی نہین ممکن بقائے داغ

کیا جان لب تباخندہ گر دے سے شب چراغ
دانت اوس کے آب و تاب مین گویا ہین شب چراغ

یارب کبھی نہ گل ہو مرے دل کی شمع داغ
گھر مین جلا گیا ہے کوئی غنچہ لب چراغ

وہ مہر چھپ گیا تو ہوئے داغ مشتعل
دنیا مین شب کیوقت جلاتے ہین سب چراغ

محفل مین گلفشان ہی جو اوسکی زبانِ تیز
روتا ہے اشک گرم بقدر پراب چراغ

ہنسکر نہ کیون نصیب ہو اپنے ہو گل فشان
اک غنچہ لب کے ہاتھ سے روشن ہی جب چراغ

اسکی زبانِ تیز ہے ایسی جو گل فشان
در پردہ ہمکلام ہی کس گل سے اب چراغ

دیکھا ہی اونکا مصحفِ رخ اسکو دیکھکر
کیا ہو گیا مرے لئے ماہِ رجب چراغ

دنیا ہی مین سزا ملی اعمال کی اسے
جلتا نہین ہے تا بسحر بے سبب چراغ

پروانون کو جلانے لگا اونکی بزم مین
لایق نکال دینے کے ہے بے ادب چراغ

کیا کام روشنی سے اندھیرے سے کیا غرض
رندون کی انجمن کو ہے بنت العنب چراغ

پرتو کے سامنے ہین سب آتش زبان خموش
جلتا ہے پیش پرتو خورشید کب چراغ

دل کو ہے زلف وابروی جانان سے کیا فراغ
طالب کو نظم ونثر سے حاصل ہوا فراغ

مایوس عیش عشق بتان مین نہین ہون مین
دیتا ہے اپنے بندے کو غم سے خدا فراغ

منعم خیال عیش مین رکھ رنج عنبر کا
رہتا نہین جہان مین کسیکو سدا فراغ

آئی خزان جو باغ مین زر گل کا لٹ گیا
ہر نخل کو بہار کے موسم مین تھا فراغ

جاتی نہین ہے ہائے مصیبت نصیب کی
پاتا نہین ہے غم سے دل مبتلا فراغ

پچھتا ہے اپنے ہاتھ سے ہر دم عذاب مین
یون ہی رہے جو حال کجا دل کجا فراغ

پامال ہے زمین تو ہے آوارہ آسمان
دنیا مین پاتے ہی نہین ارض وسما فراغ

کہتے ہین سب شراب کو دفع الم ہے یہ
مہجور کو ترے نہ ملا بیوفا فراغ

اک رشک مہر ومہ کا ہے غم راتدن مجھے
ہرچند اور غم سے ہے صبح ومسا فراغ

ساقی ترے فراق مین دیکھی تو غم ترہا
دیتی نہین ہے غم سے مئے غم گزا فراغ

پرتو خدا کا شکر ہے تکلیف کچھ نہین
بندے کو ہے بفضل الٰہی سدا فراغ

ہمقافیہ بر غزل ظفر مغفور شاہ دہلی

کبھی جاتے ہین اگر سیر کو ہم اور طرف
کھنچتے ہین کسی دلکش کے کرم اور طرف

دونون آنکھین مری پڑتی ہین بہم اور طرف
ہم سے تم پھر گئے تو پھر گئے ہم اور طرف

اب نہ چھیڑو ہمین کچھ تم سے سرو کار نہین
یعنی اب ہے نظر دیدۂ نم اور طرف

للّٰہ الحمد کہ اب خانۂ دل کعبہ ہے
گھر کوئی دیکھے کہین عشق صنم اور طرف

پیار سے ہاتھ لگاتا ہون جو گالونکو تیرے
ابھی زلف کا چڑھ جاتا ہے سم اور طرف

درد و غم آکے ٹھہرتے ہین مرے دل ہی مین
یہ مسافر کبھی لیتے نہین دم اور طرف

قصد تھا جوش جنون مین کہ جنگل بھگون
کھینچلا ایک پریزاد کا غم اور طرف

انقلاب ای فلک ایسا ہی دکھادے کوئی
ایک ہمسر کے ہوجائین ستم اور طرف

انقلاب فلک پیر ہے دورئ جوان
ہے دل اور طرف ہم سے تو ہم اور طرف

دم تحریر خط شوق یہ بے قابو ہون
دل مین کچھ اور ہے پر توہی قلم اور طرف

ہمقافیہ بر غزل حکیم سید ضامن علی صاحب جلال لکھنوی

اگر کبھی چلی ہوا او تھا غبار ہر طرف
دکھائی دے رہا ہے کیا وہ شہسوار ہر طرف

بچائین صبر و ہوش و دل ہے چشم یار ہر طرف
ڈھنڈورے کیطرح سے مین کہون پکار ہر طرف

دیار دل مرا کوی شبہ آرکات ہے
ہین آرزوی مردہ کے یہان مزار ہر طرف

طلوع آفتاب سے تمام جاگے خواب سے
پہنچ گیا شتاب سے کرن کا تار ہر طرف

تمہارے انتظار مین یہ بیقرار شوق ہون
تڑپ کے دیکھتا ہون یار بار بار ہر طرف

قرار کی طرح سے وہ کسی طرف ملا نہین
تلاش مین پھرا بہت یہ بیقرار ہر طرف

وہ ایک گوشہ جسکو دل کہین مرا ہے بہار
اگرچہ باغ دہر مین رہی بہار ہر طرف

زبان پر اوسکا نام ہے یہ ہچکئ کلام ہے
ہر اک جہت مدام ہے مری پکار ہر طرف

نہ دیکھے آنکھ اگر کوی قصور اوسکا اسمین کیا
نظر اوٹھا کے دیکھ لین ہے وہ نگار ہر طرف

امید پرتو حزین بر آئے کب یہ دیکھئے
خراب صبح و شام ہے امیدوار ہر طرف

پوچھو نہ میرے دل سے جفائے شب فراق
کالی بلا ہے کوئی بلائے شب فراق

پیر دسیاہ عالم عاشق سے دور ہو
پروردگار منھ نہ دکھائے شب فراق

سائے کیطرح جانِ پریشان پڑی پری
پیچھے نہ روزِ وصل کے آئے شبِ فراق

تا زیست ہو بہارِ وصالِ سمن بران
یارب نہ اپنا رنگ جمائے شبِ فراق

عاشق کو اس سے بڑھ کے مصیبت کوئی نہین
سب آفتین قبول سوائے شبِ فراق

بدلے زمانیکی طرح اسکا بھی رنگ کچھ
دیکھون شبِ وصال خدائے شبِ فراق

بھڑکا رہی ہے اس دلِ پرسوز کو مرے
کیا بند ہگئی جہان مین ہوائے شبِ فراق

انگھٹیلیون سے چلتی ہے کیون میرے سامنے
بھاتی نہین کبھی یہ ادائے شبِ فراق

یہ پھر رہے ستارون کا کیا اسکو بد کہون
ثابت نہین ہے کوئی خطائے شبِ فراق

شل ہوگئے جو پاؤن تو کیونکر گذر سکے
ای چارہ ساز پہلے دوائے شبِ فراق

پرتو کا اب کلیجہ بھی ٹھنڈا ہوا ای قمر
تا چند دل کی آہ جلائے شبِ فراق

ہمقافیہ بر غزل منشی امیر احمد صاحب امیر مینائی لکھنوی

لاکھ ہین زلفِ رسا کے عاشق
اس بلا کے ہین بلا کے عاشق

دیکھین محشر مین جو حسنِ انصاف
بت نہو جائین خدا کے عاشق

آئینے سے مرا حال آئینہ ہے
آپ ہین اپنی ادا کے عاشق

کچھ تو باتین کئے جا شیرین لب
ہم ترے میٹھی صدا کے عاشق

روندتے ہین مجھے چل چل کے وہ چال
اپنی رفتار کا پا کے عاشق

کس توقع سے وفا کرتے ہین
دشمنِ جان وفا کے عاشق

ای بت انداز سے کرتے ہین بسر
یہ تیری کافرادا کے عاشق

منھ چھپاتے ہین کفن مین آخر
پردہ کر کر کے حیا کے عاشق

خون روتے ہین ترے ہاتھون سے
روز ماننِد حنا کے عاشق

کیون نہو مستحقِ فضلِ خدا — حسنِ محبوبِ خدا کے عاشق

بار کر دے کبھی مستِ مئ وصل — تا گے ارمان سے تا کے عاشق

سُن لے پیرتو کی بتون پر ای دل

نہو ای بندے خدا کے عاشق

ہمقافیہ بر غزل منشی امیر احمد صاحب امیر مینائی مرحوم لکھنوی

ابھی تعلیم ای قاصد کہان تک — رکھون کیا کاٹ کر منھہ مین زبان تک

مری قسمت کی گردش کو جو دیکھا — ابھی چکر مین ہین نہ آسمان تک

رسا ہے گر مقدر تو نہین دور — رسائی ہو سکیگے آستان تک

یہ موسیٰؑ اور محمدؐ مین تفاوت — گئے وہ طور تک یہ لامکان تک

جوان ہو جائیگا ای زاہد پیر — اگر پہنچے در پیر مغان تک

وہان قاصد نہ رہنا دلکی صورت — تمنا کی طرح آنا یہان تک

ہوائین خانہ باغ حور وش کی — ہزارون لے گئے باغ جنان تک

گلا اوس گلبدن کے غم مین ایسا — بنے ہین خار گھٹ کر استخوان تک

شب غم شور دل اللہ اکبر — موذن بھول جاتے ہین اذان تک

گل و بلبل کو روئین خاک پیرتو

نہین اس باغ مین کل باغبان تک

ہمقافیہ بر غزل حکیم سید ضامن علی صاحب جلال لکھنوی

ہاے پہنچے نہین خانۂ یار تک — رہ گئے صورت سایہ دیوار تک

رنگ اوڑ ہے گل کا ابھی بلبل ہوش — وہ گل آئے اگر آج گلزار تک

طرّہ گستاخ ہے کس قدر واہ واہ
کیا پہنچ ہی گیا اون کی دستار تک

گل کے نزدیک ہان جاتے بلبل ہی خود
کوی زردار کیا آئے نادار تک

وحشت انگیز ہے کیا فراق پری
ایک کالی بلا ہے شبِ تار تک

اک یہ شکوہ ترا ای فلک ہی مدام
پھر گیا یار سے کیون نہ دوچار تک

خون ہرا کرنے مین سوچ ہی کچھ اونہین
ہاتھ رُک رُک گیا آکے تلوار تک

کیا ہوا لختِ دل کا سلے ہو گئے
دل سے آتے نہین چشم خونبار تک

جذبِ دل کا عمل کوہ کن نے کیا
آئی شیرین ادا آپ کہسار تک

بخت خفتہ کی یہ کیسی تاثیر ہے
کچھ دکھاتی نہین چشمِ بیدار تک

پرتو زار ہے عاشق گلعذار
اس سے کھٹکین نکیون باغ کے خار تک

ہمقافیہ بر غزل ظفر مغفور شاہ دہلی

یون ہی کچھ تاب کو ہی اس دلِ بیتاب سے لاگ
جسطرح پارۂ آتش کو ہو سیماب سے لاگ

زرم ظاہر ہی کوئی آنکھ سے کمخواب مری
خاب مخمل کو ہے پھر کس لئے کمخواب سے لاگ

برق آہ آگ لگا دیگی سنا دے کوئی
ابر رکھتا ہے جو اس دیدۂ پر آب سے لاگ

ہمہ تن ضعف جدائی سے ہون خم گشتہ بدن
کعبہ رویون کو عبث ہی مرے محراب سے لاگ

بہو زبان دیکھتی ہی تیرے بدن کی مری آنکھ
ای یم حسن ہی کشتی کو بہی گرداب سے لاگ

چاندنی رات ہی کیا ماہ جبینون کو پسند
چشم بد دور حسینون کو ہی مہتاب سے لاگ

جو ترا مست ہی کیفیت دیگر سے اوسے
مرے دل کو ہی بہر کیف مئے ناب سے لاگ

داغ دل بہر زمانہ کوئی گرگٹ پھر کیون
نہین حربا کو بہی خورشید جہانتاب سے لاگ

اشک اور آہ سے دل مین یہ ہے اعجاز فراق
ورنہ ان مین یہان بس آگ کو ہی آب سے لاگ

اس زمانیکی محبت سے عجب طرفہ تر
خصم تو خصم ہی رکھتے ہین سب احباب سے لاگ

دوستی اپنی تڑہانا نہین اس سے پرتو
لاگ بڑہ جاے تو ہوجائیگی احباب سے لاگ

ہم رنگ لالہ بھڑکی گل و یاسمن مین آگ
رخسار آتشین نے لگا دی چمن مین آگ

ذقت کا تپ زدہ ہون تو ای بت نہ چھیڑنا
حقماق کیطرح ہے نہان میرے تن مین آگ

کیا ماجرا سناؤن تمھین سوزِ دل کا آہ
لگجائیگی تمام زبان و دہن مین آگ

کھینچون اگر مین زلفِ بتان کے فراق مین
ہندوستان سے آہ لگا دے ختن مین آگ

وہ گرمیٔ مزاج سے بیکل ہے بیطرح
خشکی نے ڈالدی ہے چھپر سرے بدن مین آگ

اوس شمعرو سے بات بہی کی تو عہد جلے
گویا بہری ہوی ہے ہمارے سخن مین آگ

وہ آتشین عذار کہان اور کہان یہ شمع
اولتی اگر نقاب لگی انجمن مین آگ

از خاک تا بہ کرۂ آتش ہے آگ ہی
کیسی بھری ہوی ہے دلِ نعرہ زن مین آگ

گرمیِ ہجر سروِ روان سے چنار ہون
ایسی بھڑک رہی ہے مرے تن بدن مین آگ

بیوجہ آج گرم سراپا ہوا جو وہ
دل جل گیا لگی ہے مرے تن بدن مین آگ

پرتو جو کھنچ گیا کوئی بے مہر بے سبب
آہین مری لگاتی ہین چرخِ کہن مین آگ

ہمقافیہ برغزل نواب مرزا خان صاحب داغ دہلوی

ہر بات پر زبان جو کہے ہاے ہاے دل
کس منہہ سے ای عزیز کہون ماجراے دل

ای کاش مانگ لاتے ابہی سوچ پاس ہم
تجھ کوی برے حسین ہے سواے دل

ہمسایہ کا یہ حق ہے کہ سینے مین دمبدم
چلّا کے رو رہا ہے جگر ہاے ہاے دل

دل آگیا ادھر تو لگا جی کو روگ ادھر
کچھ دل لگی نہین کہ ہر اک سے لگاے دل

روٹھا ہوا ہے جب سے وہ یہ حال ہے یہان
دل کو جگر منائے جگر کو مناے دل

پہلو تہی مجہی سے ہر اک دم خدا کی مار
آزاد کر دیا ہے جہان چاہے جاے دل

لیجائے خوشی سے مبارک مگر سنو
میری طرح سے تم کو نہ ظالم ستائے دل

صورت بگڑ گئی اگر آئینہ پر ہو زنگ
ہر آئینہ کو چاہئے نہو تری صفائے دل

ظالم ستا نہین کہ خدا جانے کیا کہے
ہوتی نہین ہے گوش زد اک بہی صدائے دل

دیکھین گیا تو ہے مگر ایسا خدا کرے
دل اوسکا آتے آتے کہین ساتھ لائے دل

دل کی بلا سے جان چلی جائے یا رہے
لیکن یہ آرزو ہے کسی پر نہ آئے دل

ایجاد ظلم و جور مین اوسکا مشیر ہے
ہر ہر جفائے یار ہے گویا جفائے دل

دل کیا گیا خلل گیا فتنہ گیا تمام
واپس خدا نخواستہ باشد نہ آئے دل

غم اوسنے یہ کہلانے کہ منہ اوسکا پھر گیا
آخر کو چھوٹ ہی گئی بالکل غذائے دل

پھر تو ہم آپ روتے ہین بس اپنے حال پر
سنتا ہے کون کس سے کہین ماجرائے دل

بد تر ہے جان غم مین ترے حال زار دل
اس ناتوانی پر ہے بگھار انتشار دل

با دل کرشمۂ مژۂ اشکبار دل
بجلی شرارۂ نفس پر شرار دل

پائی شکست معرکۂ عشق سے تو پھر
لوٹا ہے ایک ترک نے صبر و قرار دل

ایجان تیرے واسطے ذرات شوق سے
آنکھون کی طرح وا ہے سراپا کنار دل

یہ مخزن وجود ہے کیون مفت کہوئے
ہستی جسم مین ہے بہت اعتبار دل

کیسی مصیبتون مین یہ اوسکا شریک ہے
ای ہمدمو جگر بہی ہے کیا غمگسار دل

کل آج ایکدم نہین مانند نبض کے
اللہ کی پناہ ہے کیا اضطرار دل

ذرات بیقرار ہے مانند چشم شوق
سینے مین ہے جگر کو نہ کچھ انتظار دل

کیون بیطرح سے آج دہڑکتا ہی دمبدم
مجھ پر کہلا نہین سبب انتشار دل

بادل ہے ایک عاشق گریان چشم تر
بجلی ہے ایک شیفتۂ بیقرار دل

کہتے ہین گھر ہے خالق کون و مکان کا یہ

پرتو پھر اور تڑپ کے ہو گیا انتحار دل

یاریٔ ہر حسین کا یارا ہے نقد دل — ہمت نباہنے کو سہارا ہے نقدِ دل

اکیس کھیلنے کا اونہیں جب سے شوق ہے — کیا تین تیرہ آٹھ اٹھارا ہے نقدِ دل

جھوٹا خیال سر مین سمایا تو کیا علاج — تم سے زیادہ کب مجھے پیارا ہے نقدِ دل

لے لو خوشی سے ہاتھ پکڑتا ہے کیا کوئی — اے جانِ جان مال تمھارا ہے نقدِ دل

کھیلا ہے بازی گاہ جہان مین یہی جوا — بندہ کسی کے عشق مین ہارا ہے نقدِ دل

دل سے ہین سارے زہرہ جبین اپنے مشتری — وہ مال ہین کہ سول ہمارا ہے نقدِ دل

آسان دیکھنے کے لئے گو کہ بات ہے — لیکن بہائے جنس نظارا ہے نقدِ دل

اس ایک کی جگہہ مجھے دو چار کر عطا — یارب ہر ایک بت کو گوارا ہے نقدِ دل

ہر سیمتن سے شیفتہ بنیوا کو بس — حسنِ معاملہ کا سہارا ہے نقدِ دل

بہرِ تقابل ایک سکندر شکوہ کے — عاشق کے پاس دولت دارا ہے نقدِ دل

کیون اوس کے جلوے پر نہو قربان یہ رات بھر
پرتو جو وہ قمر ہے تو تارا ہے نقد دل

پریشان دل ہے موذی دل بلا دل — پھنسا زلفِ پری مین یا خدا دل

شبِ غم بیٹھے بیٹھے بولا و تھا دل — کیا نالہ تو دل سے گر گیا دل

ہوا بوسے کا سایل جب مرا دل — وہ ہنسکر بولے اچھا دل بہلا دل

نگاہِ دلربا نے جب لیا دل — کنارہ کش مری بر سے ہوا دل

قضائے جان ہے اس کا ہر کرشمہ — بلا سے سیکھ کر اوسکی ادا دل

اسیرِ زلفِ قاتل بے خطا ہے — نشانہ ہے ترا تیر قضا دل

ہوا خالی نہ خالی ہین ہی اک روز — برس بھر سے ہے بدظن کا بھرا دل

کہا تنگ آزمایش آزمایش — ترا منھ دیکھون کیسا دیکھنا دل

ہجوم آرزو نعم البدل ہے — دل اک کھویا تو پایا دوسرا دل
بتون کے سخت تر ظلمون کی برداشت — مری چھاتی مرا سینہ مرا دل
سبب بیداد فرقت کا جو پوچھا — جواب صاف دیتے ہین مرا دل
ہمیشہ کا ہے یہ غارتگر جان — بغل مین دشمن جانی ہے یا دل
ہوا دوچار جب پیوستہ ابرو — ملی آنکھ آنکھ سے دل سے ملا دل
ہے مشہور جہان مظلوم و ظالم — بہم ایجان تمھارا دل مرا دل
بسم اللہ پہلی بیوفائی — کسی پر آتے ہی بر سے گیا دل
مجھے بت زاہدون کو حور مرغوب — کسیکو کیا کرا و نکا دل مرا دل
نظر آتی نہین گر قامت یار — قیامت رفتہ رفتہ کر بپا دل
عزیزو لاکھ سر پٹکا نہ مانا — ہوا اوس سنگدل کا مبتلا دل
ستا نمین مجھی سے ہے کہنہ گر کی — وہ ہر دم چاہتے ہین اک نیا دل
سیہ دیو شب غم کا نہین ڈر — پریرو کے جنون سے ہے بلا دل
بلا جو تل گئی نازل ہوئی پھر — تجھے ڈھونڈا جو ای جان ملگیا دل
ہے چارہ چارہ گر بیچارہ سب کچھ — مسیحا دل مرض دل اور دوا دل
نہ پھسلے پاؤن ای نادان ہشیار — کسیکی چکنی باتون پر نجا دل
ملیحون کا جو دم ماریگا یون ہی — تجھے مین بھی چکھا دونگا مرا دل
تری دوری مناسب ہجر کی شب — دکھا دے ابتدا مین انتہا دل
لپسا دانے کے مانند آپ ہر وقت — مجھے قسمت سے وہ نادان ملا دل
رہا پابندی و آزادی ہی مین — ملاؤن مین پھنسا دل اور چھڑا دل
نہ ڈال اللہ اسکو سختیون مین — بنایا تو نے ہے نازک مرا دل
خبر دی مبتدا نے عیش کی واہ — خوشی مین صرف ہے بے انتہا دل

بغیر یار ہر دم بحر غم مین / ترا تیر اک ہے رنج آشنا دل
تجھے ای شاہِ خوبان کہتے ہین ہم / کرم گستر سخی فیّاض عادل
ہمارے نالۂ موزون کو پہنچے / صبا گلشن مین فریادِ عنادل

وہ مہر آیا تو پرتو پھر نہ بھیتر کا / مثال نجم ٹھنڈا ہو گیا دل

بہت کچھ سوز فرقت سے جلا دل / نہ پھر آتش کے پرکالے جلا دل
ملا منحوس قسمت کو ازل سے / بجھا دل سوز تر دل اور جلا دل
حسد کی آگ بھڑکاؤ نہ دل مین / جہان بھیتر کی ذرا بھی یہ جلا دل
نگاہِ گرم سے وہ دیکھتے ہین / صدائین آئین یہ لو وہ جلا دل
دخانِ آہ سے بار ہے ثابت / سراپا سینے کے اندر جلا دل
نہ آنسو نے بجھائی یہ لگی ہاے / لگی جب لاگ اوس سے تو جلا دل
ہماری گرم سانسون سے لگی آگ / گلِ بارود کی صورت جلا دل
لگی ہے آہ اشک گرم سے آگ / غضب کیا گرم پانی سے جلا دل
خیال گرمجوشی نے جلایا / لگی آتش تصور کی جلا دل

جلایا مہربان کی گرمیون نے / شعاع مہر سے پرتو جلا دل

خوا مین بھی تجھے بھولا نہین بسمل قاتل / دہن زخم سے ترّاتا ہے قاتل قاتل
تیغ کا گھات ترا پار اوترنیکے لئے / دہار دم کو ہے صراطِ رہِ بسمل قاتل
ٹھنڈے ٹھنڈے چلے جاتے ہین عدم کو شہدا / ابر شمشیر مین ہے قطع منازل قاتل
آب خنجر مین اگر بلبلون کی بھی ہو بہار / صاف رگ گردن مین ہو آوازِ عنادل قاتل
کہتے ہین بال سے باریک ہے تلوار سے تیز / ق / یہی تو پل صراط اک ہے جو کامل قاتل

حشر کے روز بلا خوف چلا جائیگا
دیکھ ابرو و کمر کا ترے بایل قاتل

ابر گریان ہے کوی بسمل مظلوم ترا
گر تری تیغ ہے اک برق شمایل قاتل

انتہا ہی کوی بیرحمی کی اللہ اللہ
کیون یہ مظلوم نہین رحم کے قابل قاتل

قطرہ قطرہ ترے مشتاق شہادت کا لہو
جوش کیا کر رگ گردن مین بنا دل قاتل

تیغ خون ریز بنے پر الف ممدودہ
تیغ ابرو کی صفت گر لکھون کابل قاتل

فرد لاثانی ہے ایسی تری تیغ ابرو
نہین تیغ یہ نو تد مقابل قاتل

آب تیغ آب بقا عاشق جانباز کو ہے
بوالہوس کیلیئے ہے زہر ہلاہل قاتل

اور کی تیغ ترحم کا ہی مجروح نہین
جو تری تیغ تظلم کا ہے گھایل قاتل

حرز جان بہر حیات ابد بسمل ہو
ہو تری تیغ جو گردن مین حمایل قاتل

کوی قاتل نہین ہمبہر مقابل جو ترا
کون مظلوم ہے پر نو کا مقابل قاتل

تقدیر سے بنی ہے کوی بات آجکل
ہو جائیگی نصیب ملاقات آجکل

سر چڑہکے خوب پاؤن نکالے ہین زلف نے
آہستہ بڑہتی جاتی ہے کیا رات آجکل

جرمان ملال رنج الم غم محن تعب
ہمرہ مرے رفیق ہین یہ سات آجکل

دم پر بنائی دل کو بگاڑا انتبہ کیا
کیا جانے کیا کریگی تری گھات آجکل

بیداری اور خواب دو عالم مین ہی نہین
پاؤن کہان مین یار کو ہیہات آجکل

دزد حنا کے رنگ مین ایمان کے چور ہین
یا رب بچا یہی ہے مناجات آجکل

حاجت روا ہے قصد نکاح و طلاق ہین
قاضی سنے ہین قاضی حاجات آجکل

تو وہ پری ہے آدمی کیا تیرے سامنے
دیتے ہین جان دیکھ کے جنات آجکل

سردی یہ بڑہ گئی ہے تری سرد مہری سے
سونے کے مول بکتی ہے بانات آجکل

شیدا ئے خوش نصیب کی چھاتی تو دیکھنا

پرتو کے سامنے ہے تری گات آجکل

چمن مین دیکھہ کے ای گل تری نقاب کے پھول
ہوائے رشک سے کملا گئے گلاب کے پھول

وہ غصہ کرتے ہین تو منھ سے پھول جھڑتے ہین
بجا ہی کہئے جو ان پھولون کو عتاب کے پھول

او بہار باغ کے جوبن کا ہے جو پانی سے
ہزار رنگ سے ممنون ہین سحاب کے پھول

نہالِ عکسِ قد و رخ سے اونکے بحر ہوا
شگفتہ لہرون کی شاخون مین ہین حباب کے پھول

پکارے ہے کہتی ہے رنگینی اپنی بندش کی
یہ پر بہار دکھائے کوی جواب کے پھول

دو گال اون کے دو گل ہین بغیر علتِ خار
کھلے ہین حسن کے گلزار مین حساب کے پھول

تری ہین جسم مین چنگاریان حرارت سے
بہار لائے طبیعت کے التہاب کے پھول

ترا جو عکس رخ گلعذار شبنم پر
گلابی رنگ کے ساغر بنے گلاب کے پھول

یہ پُر بہار ہین خال اوس رخ کتابی پر
دکھائی دینے لگے صفحۂ کتاب کے پھول

بہار پرتو گلگون عذار ساقی سے
پیالے بن گئے سارے شراب کے پھول

یہ اونکے ہجر کا سوز و گداز روشن ہے
ہین اشک دیدۂ شمعِ پر اضطراب کے پھول

جوانی مین بہی ترے منھ سے پھول جھڑتے ہین
نئی بہار دکھاتے ہین یہ شباب کے پھول

ہمارے جسم پر اوس مہ کے ہجر کے نہین داغ
فلک کھلے ہمہ تن ہین ترے انقلاب کے پھول

زوال دو ہی پہر مین ہے اسکو ای دلِ زار
نہ اتنا دہ پر اوس رشکِ آفتاب کے پھول

گلِ عذار جوانی مین رنگ لائے ہین
کھلے ہین یار ترے گلشنِ شباب کے پھول

نہین ہے شعر کوئی چھانٹنے کے لائق کا
مری غزل کی غزل مین ہین انتخاب کے پھول

شرار دیکھہ کے وہ میری آہ کے بولے
عجیب رنگ کے ہین دل کے التہاب کے پھول

نزون ضیاء مین گلِ آفتاب سے پرتو
ہین مہربان کی کتر پھول کی نقاب نکے پھول

طفلِ مولا داد ہج عبد السلام | خانمان آبادی عبد السلام

خوش رکھے ایسا سدا اسکو خدا
آج جیسے شاد ہے عبد السّلام

یہ نہین پابند معصومی کی وجہ
اسلیئے آزاد ہے عبد السّلام

غنچۂ باغِ مقاصد ہے صبا
بلبلِ دلشاد ہے عبد السّلام

ہے ہمارا نورِ چشم و لختِ جگر
جانِ جانِ شاد ہے عبد السّلام

خال دانہ زلف دامِ مرغِ دل
سر بسر صیّاد ہے عبد السّلام

تیغ ابرو سے کٹتے ناحق حسود
ورنہ کیا جلّاد ہے عبد السّلام

جوہرِ ذاتی ہے جوہر تیغ کا
خصم کو جلّاد ہے عبد السّلام

ہے عصای عالمِ پیری مجھے
غیب کی امداد ہے عبد السّلام

چشم پرتوؔ کو نہو کیون اس سے ضو
نورِ چشم صاد ہے عبد السّلام

همقافیہ بر غزل منشی امیر احمد صاحب مینائی مرحوم لکنوی

نازای نازنین اوٹھائین ہم
ہاتھ مین دل ترا بھی لائین ہم

اور چندے وہان نجائین ہم
مہربان کو بھی آزمائین ہم

تری باتون کا اعتبار نہین
جانتے ہین او نہین ہوائین ہم

اپنا مشرب نہین ہے کم ظرفی
کیا پیالے کو منھ لگائین ہم

پوچھی دل لیکے داغ دل کی دوا
تو ہی بتلا کہ کیا بتائین ہم

خاک اوڑاتے ہین جلد آ قاتل
پیاس کیا خاک سے بجھائین ہم

آبرو کھو نہ جائے ہاتھ سے گر
ایک بحرِ عطا کو پائین ہم

دلِ صدچاک و یار شانۂ زلف
وہ نگر جانے تو بنائین ہم

تری بخشش کہان سحاب کہان
ابر کہکر اسے گھٹائین ہم

چاہیئے مثل رشتہ و بخیہ
آپ گھٹکر اوسے تڑپائین ہم

دل بہلتا نہین ہے ای پرتو
کوی کاغذ قلم او ٹھائین ہم

ورد ہے صبح و شام تیرا نام
کبک کتنے ادب سے لاتے ہین
ہمنے رکھا ہے ای مکان حور
دو رسالے ہین دونون زلف سیاہ
پہر ہر درد ہے دوا مجکو
آزمایش کو دوست لیتے ہین
عاشق و اغدار نام مرا
بولتے ہین تجہی کو شیخ اللہ
دل کو اک پیچ کرکے پہانس لیا
کان اپنے پکڑ کے لیتے ہین

ہے زبان پر مدام تیرا نام
لب پر ای خوش خرام تیرا نام
رشک دار السلام تیرا نام
ہے ذوی الاحتشام تیرا نام
یار مالا کلام تیرا نام
مرے آگے دوام تیرا نام
شاہد لالہ فام تیرا نام
گبر کہتے ہین رام تیرا نام
رکھا ای زلف دام تیرا نام
پہول ای گل مدام تیرا نام

مہر تو اور چشم پرتو مست
جسنے رکھا ہے جام تیرا نام

توہین بہار صحبت ای نوبہار ہم تم
پہر کیون نہ مبتلا ہون آپس مین یار ہم تم
ہم پیر ناتوان ہین اور تم قوی جوان ہین
ملنے کے طور سے تو اب تک نہین ہین
مختار کل خدا ہے گردون کہین نہ رولوائے
انصاف کیجے ساقی ہوگیا قرار جاتی
روتی رہیگی ہر اک آنکہہ آٹھ آٹھ آنسو

کھٹکے سے خار غم کے بچ جائین یار ہم تم
کھیلین جو مرغ دل کا باہم شکار ہم تم
گویا ہم یہان ہین لیل و نہار ہم تم
ملتے ہین دیکھنے کو گو بار بار ہم تم
ہنستے ہین آج باہم بے اختیار ہم تم
برسون مین ہین ملاقی اک آدھ بار ہم تم
تقدیر سے ہونگے جب تک دو چار ہم تم

باہم جو وصل کی شب ہو صبح غم کا کھٹکا
پہنینگے موتیا کیا موتی کے ہار ہم تم

دل اور جگر اشارے آپس مین کر رہے ہین
آجائے جان جان تو ہونگے نثار ہم تم

ہوگی نہ بات خط کی قند مکرر ای جان
گر ہون وصال کی شب بے اختیار ہم تم

ہے گو کہ وصل کی شب دل کو قرار ہے کب
دنیا مین کیا مجسم ہین انتشار ہم تم

یان ضعف قفل لب ہے وان ناز جنبش تب ہے
عشرت کا گو کہ ڈھب ہے ہین بیقرار ہم تم

غفلت ہے لطف دنیا کیا خواب وصل دیکھا
سوتے ہین کس مزے سے راتون مین یار ہم تم

مانند زلف ہو جب مین بھی دراز اپنا
کھائینگے لذتون کی ای جان مار ہم تم

تمکو پری جو مانین مجکو بھی سایہ جانین
ابتک جدا نہین ہین ایک آن یار ہم تم

پیرتو کی چشم تر مین رونا ہے پتلیون کا
بے آشنا ہمیشہ ہین غرق یار ہم تم

درد سر کی مرے دوا ہو تم
صندلی رنگ دلربا ہو تم

راتدن دونون جلوہ زا ہو تم
بھر پیکر ہو مہ لقا ہو تم

چارۂ غم کرو جو چاہو تم
بد نہ چاہوگے خیر خواہ ہو تم

خواب ہی مین مزے اڑاتے ہو
یار غفلت کے آشنا ہو تم

دن کو مطلق نظر نہین آتے
کیسے جانون کہ مہ لقا ہو تم

سارے نقش و نگار باطل ہین
مردم چشم حق نما ہو تم

اپنے مانند کیون نہ سمجھوگے
مجھ سے کہتے ہو بیوفا ہو تم

گدگدانے سے بھی نہین ہنستے
خون رولانے مجھے خفا ہو تم

رشتہ ٹوٹا نہین جنون مین بھی
چاک دامن مین گل قبا ہو تم

بزم ہستی مین سازگار ہے بخت
یعنی نے مین سانس ہون صدا ہو تم

گود مین گر نہین خیال مین ہو
نہ جدائی مین بھی جدا ہو تم

حال آشفتہ آئینہ ہو جاوے — آپ اپنے جو مبتلا ہو تم

کبھی الطاف پر نظر بھی نہ کی — کسقدر مائل جفا ہو تم

ہیو نائی خیال باطل ہے — میرے حق مین کرد جو چاہو تم

یاد رکھو نصیحت ای پیر لٹو
کسی بے مہر کو نہ چاہو تم

جانتا ہون کہ بیوفا ہو تم — اپنے مطلب کے آشنا ہو تم

بے خطا تیر نازشل قضا — قدر انداز خوش ادا ہو تم

بیوفا سنگدل ستم ایجاد — کیا بتاؤن کہ اور کیا ہو تم

دل دیا مین نے ہی تمہین بے سوچ — واقعی اسمین بے خطا ہو تم

صاف روشن ہے آفتاب ہین وہ — کور ہون جو کہون سُہا ہو تم

ق

رہگئے ہمنو لوٹتے روتے — آگ ہو کر گئے بلا ہو تم

مایۂ خاک و آب ہم گویا — پیکر آتش و ہوا ہو تم

جب عیادت نہ کی کہان درمان — کہو کس درد کی دوا ہو تم

مجھ سے تو ٹیگا کس طرح لگا
مین جو پیر لٹو ہون مہ لقا ہو تم

بے یار باغ دہر مین افسردہ دل ہوئمین — تکلیف بار سیر ند و مضمحل ہون مین

الزام کا نہو کہین اطلاق عام پر — لوگون سے بھی خطا جو ہوی منفعل ہون مین

مین ناتوان تمہارہ مقدر ہون آنکھ مین — مردم کے حق مین چشم حسینان کا تل ہون مین

رو رو کے کیون نہ خاک اڑاؤن فراق مین — ای جان جان کہ ساختہ آب و گل مین ہون

ہے ضبط عشق لعل لب یار اسقدر — سوز درون سے لعل صفت مشتعل ہون مین

گریہ نے مجکو یار سے شرمندہ کر دیا — آنکھین دو چار ہو نہین سکتی خجل ہون مین

ای جان شب فراق تصور کے فیض سے | تو میرے متصل ہے ترے متصل ہون مین
پھر جائے اک جہان نہ پھرون اپنے قول سے | ہر حال مین زبان کیلئے مستقل ہون مین
مین رفتہ رفتہ جوش تصور سے تو ہوا | ایجان برای اہل نظر محتمل ہون مین
بے مہری فلک کی شکایت ذری نہین | بیمہر یہ جمال کا آشفتہ دل ہون مین

اندھیرے ہے فراق مین اک مہربان کے
پیر فلک کے دور مین پرتو تجل ہون مین

روزینہ ایک بوسے کا نوکر ہوا ہون مین | کس پیار سے یو مٹے سے مقرر ہوا ہون مین
مظلومیان مری ترے ظلمون سے کم نہین | ای ظلم پیشہ تیرے برابر ہوا ہون مین
آمادہ میرے قتل پر ابروی یار ہے | منظور چشم جوہر خنجر ہوا ہون مین
اک بندۂ خدا کو بگاڑے فلک کا منھ | بد تر کیا جو اسنے تو بہتر ہوا ہون مین
ابرو کی تیغ ہوتی ہے ہر دم مجھی پہ تیز | کیا تیرے حق مین سان کا پتھر ہوا ہون مین
موٹا خوشی سے پھول کے ہو جاؤن وصل کی | ای گل جو تیرے ہجر مین لاغر ہوا ہون مین
حیرانیون مین سکتے کا عالم ہے راتدن | تصویر عشق صورت دلربا ہوا ہون مین
حیرت زدہ نصیب کی خوبی نے کر دیا | آئینۂ جمال مقدر ہوا ہون مین
اپنا قلم سیاہی سے کیا مشک ریز ہے | جب سے اسیر زلف معنبر ہوا ہون مین
رکھتے ہین مجکو آتش فرقت مین راتدن | شاید بتون کے حق مین سمندر ہوا ہون مین
منھ پھیرنے سے تیرے یہ چکر آگیا کہ بس | گویا کہ اس نصیب کا چکر ہوا ہون مین
اوسنے کہا کہ آپکی باتون نے دل لیا | دلدار کی زبان سے دلبر ہوا ہون مین
سب دوست پوچھتے ہین کہ دبلے بہت ہوا تم | کیا ایسا آنکی انکھون مین لاغر ہوا ہون مین
وہ پاؤن اپنے ہاتھ تری چال چل کے آئے | ممنون سرنوشت مقدر ہوا ہون مین
کمسن ہے تو کچھ اپنے پرائے کی کیا خبر | آشفتہ غیر کا متصور ہوا ہون مین

کرتی ہے فخر جان کہ تیری ہوا تو ہون
دل کو یہ ناز ہے کہ ترا گھر ہوا ہون مین

قدر اپنی بعد بیقراری فرقت سے گھٹ گئی
وہ مطمئن ہوئے ہین جو مضطر ہوا ہون مین

بخشی توان خیال قناعت کا لاکھ شکر
ای ترک احتیاج تونگر ہوا ہون مین

دنیا مین اک حسین سے ملکر مزے اوڑھائے
گویا کہ اس پری کے لئے پڑا ہون مین

مین جس حسین سے مل گیا اوسکو اوڑھا لیا
آفاق مین پری کے لئے پڑا ہوا ہون مین

واقف نہین کوئی مرے مطلب سے آجتک
لوح زمین کا حرف مقدر رہا ہون مین

اندر وہ اپنے گھر کے اس انداز سے گیا
بے اختیار آپ سے باہر ہوا ہون مین

اس سخت جان نے کاٹی ہے مر مر کے ساری رات
پھر اگر ہوا بھی تو مرمر ہوا ہون مین

بارہ مہینے سال کے پیر نو ہے وصل یار
اس جلوۂ نصیب سے ششدر ہوا ہون مین

محو خیال جلوۂ جانان ہوا ہون مین
اتنی مجھے خبر نہین اب تک کیا ہون مین

آیا نہین مثال دل رفتہ آپ مین
جب سے سمجھ گیا کہ ترا آشنا ہون مین

اوس گل کے کان تک کبھی پہنچی نہین فغان
کیا ناتوان مرغ چمن کی صدا ہون مین

آتش ہے وہ پری بھڑک اوٹھے نہ کسطرح
قسمت کے اپنے سرد نفس سے ہوا ہون مین

پر التجا مری ہوئی جاتی ہے ناقبول
کس منھ سے بولتا ہے تو ای بت خدا ہون مین

مل جاؤنگا پھر آگے کے مانند عاقبت
اب چند دن کیواسطے تجھ سے جدا ہون مین

یہ فرق اعتباری نہین اعتبار کا
تجھ سے جدا بھی ہون تو نہ تیرے سوا ہون مین

رنگ اپنا سب جماتے ہین کیا مجھ کو پیس کر
گلرویون کی نگاہ مین برگ حنا ہون مین

اپنا گذر محل سعادت ہے دہر مین
کہتا ہے یہ مزاج مبارک ہما ہون مین

پیر نو ہون عاشق رخ مہر سا جمال
کہتا ہے کون طالب مہر سما ہون مین

لالہ نہین ہون عشق کا جو داغ کہاؤ نہین
کیون دامنِ بساط کو دہبّہ لگاؤ نہین

سعی مین یہہ پُر بہار ہوا اب سما گئی
اوس گلبدن سے دامنِ مقصد بساؤ نہین

پایا ہے وہ جگر جو کسیکو ملا نہین
دل بیٹھہ جاے بہی تو ترا ناز اوٹہاؤ نہین

بوسے لب و عذار کے لطفِ مساس بہی
شب بہر سر و دست و دہانکیا بتاؤ نہین

سُننا ہو گر کہانی تو قصہ مرا بہی سُن
اے جان دلپذیر کہانی سناؤ نہین

اپنا ہی رنگ مہندی کے مانند اے نگار
اب تیرے دست و پا مین برابر جماؤن مین

فوراً نشانہ دلِ اغیار پر نہ لگے
گر ایک تیر آہ کا اپنی چلاؤن مین

جی مین ہی خوش لگا کو اشارہ کرو لبا کوی
چہیر تال کے بہانے سے چٹکی بجاؤن مین

رنگِ پریدہ عشق پر ہر وکا ہے نشان
خود راز آشکار جو ہو کیا چہپاؤ نہین

عید الضحیٰ ہے آج گلے مل مثالِ تیغ
قاتل ہزار جان سے قربان جاؤ نہین

پامالِ عجز ہون پہ سرِ امتیاز پر
اے جان مثالِ سایۂ دیوار چہاؤ نہین

ظالم کی سرد مہری پہ اسوز دل کیلیے
بہتر ہے بہیجون تحفہ اوسے دہوپ چہپاؤ نہین

جہوٹے کا قول سچے کا مطلب بگاڑ دون
سب مان جائین ایسی ہی باتین بناؤ نہین

میم دہن ہے نقشِ محبت سے پر اثر
دو بات مین حسینونکے دل کو لبہاؤ نہین

عاشق ہون ایک دلبرِ صولت شعار کا
دشمن پہ کیون نہ رعب کے مانند چہاؤ نہین

جاگیر جسکی تہین دلِ ویرانہین پہر ہون یار
یہہ اُجڑی بستی از سرِ نو پہر بساؤ نہین

پہر لوٹ زندگی کے مزے کی ہو مردہ مو
پہر ایک شوخ چشم سے آنکہین لڑاؤ نہین

بیٹہلائے نقشِ پا کی روش جب سلوک ضعف
پہر راہِ جستجو مین قدم کیا اوٹہاؤ نہین

پرتو لکہا ہے خط مین شبِ تار کا گلا
کیا خاک ہجران کو صورت دکہاؤ نہین

تمہارے دیکہنے کے شوق مین یہ ماد ہو نہین
نظر مین مردمکِ چشم انتظار ہون مین

ہوا اگر مجھے منظور وصف تیر نظر
پکارا طائر مضمون کہ خود شکار ہوں میں

تڑپ کے قید تعلق میں سوی یار ہے منہہ
مثال طائر قبلہ نما شکار ہوں میں

مدد کر وقت مدد ہے یہ جذبہ دل زار
قرار بنکے وہ آئے کہ بیقرار ہوں میں

غضب کی آنکھہ دکھاتا ہی کسلئے منظور
نگاہ لطف کا تیری امیدوار ہوں میں

کرے جو قتل کوئی شہسوار آج مجھے
تو کل وہی مرا مرکب ہے اور سوار ہوں میں

فغان کہان کی کہ دم توڑ بھی نہین سکتا
شب فراق کے قالب میں جان زار ہوں میں

ریاض دہر میں پھولوں نہ اس بہار پہ کیوں
ہمیشہ گلبدنوں کے گلے کا ہار ہوں میں

پیٹھے جو پردہ غفلت مثال جیب سحر
زمین پہ پرتو خورشید روی یار ہوں میں

تمنا ہے وہ آنکھہ پیدا کروں میں
تجھے ذرے ذرے میں دیکھا کروں میں

شرف کو شریفوں کے دونا کروں میں
ابھی ترک اخلاص دونا کروں میں

منقش مبنت مشبک مطلا
ترے گھر کی تعریف کیا کیا کروں میں

دل بیقرار اوس سے کہنے کو ہے یہ
کہاں تک مریجان تڑپا کروں میں

تم آؤ گے گھر میرا معلوم ہے یا
کسی آدمی کو روانا کروں میں

مسی دیکھہ اوس گل کی سوسن پکاری
گلستان سے منہہ اپنا کالا کروں میں

وصال بتان کے لئے یا الٰہی
مسلمان کہلا کے ترسا کروں میں

ترا آشنا ہو کے بحر الم میں
بہت شرم آتی ہے ڈوبا کروں میں

کروں پیار گالوں کو یا ہونٹھہ چوموں
بتا دو کہ اک منہہ سے کیا کیا کروں میں

غم و رنج و درد و الم کی ہے گرمی
کلیجے کو کس کس کے ٹھنڈا کروں میں

شکایت کسیکی ہو تقدیر سے ہے
زبان لال ہے کس کا شکوا کروں میں

طبیعت حسینونکی نازک ہے پرتو

مرے یار پر جبر کیسا کرون مین

جاکر جو ہے وہ غیرت گلزار باغ مین ۔ گل ہو سنجائین لپت سے بیزار باغ مین

گلگشت کو تو جاتے ہو لیکن یہ دیکھئے ۔ نرگس ہے چشم طالب دیدار باغ مین

بلبل ہزار جان سے ہوجائیگی نثار ۔ دکھلائیگا جو وہ گل رخسار باغ مین

ہے مائل خرام جو کوئی مسیح دم ۔ ہوگی شفای نرگس بیمار باغ مین

منہ کھولنے کی تاب نہین تیرے سامنے ۔ ہے یہ لب شگوفہ کا اظہار باغ مین

تیر نگاہ یار کے جب سے نشانہ ہین ۔ ہر ایک پھول ہے جگر افگار باغ مین

تیری گلی سے آتے ہی گلزار کٹ گیا ۔ جھونکا نسیم کا ہوا تلوار باغ مین

جوش بہار دیکھتے ہی سینہ پھٹ گیا ۔ گل سے وہ گل ہوا ہے جو دوچار باغ مین

وہ نونہال حسن خرامان روش پہ ہے ۔ ہوجائینگے نہال سب اشجار باغ مین

سنتے ہین جب سے مائل گلگشت ہے وہ گل ۔ **پرتو** ہے اپنی جان گرفتار باغ مین

غم ہی غمخوار ہے جدائی مین ۔ دل ہی دلدار ہے جدائی مین

تنگ ہے جسم زار سے میرے ۔ جان بیزار ہے جدائی مین

زندگانی پر اپنی سے کٹنے کو ۔ دم کی تلوار ہے جدائی مین

کوئی گلرو جو ہے نظر سے دور ۔ گل مجھے خار ہے جدائی مین

روز مجھ زار کو بس ای بے زار ۔ تازہ آزار ہے جدائی مین

سیرگہ بنگیا دل پر داغ ۔ خاصہ گلزار ہے جدائی مین

مردمک دیدۂ تصور کی ۔ سبحہ سے دوچار ہے جدائی مین

رنگ لائی تری حناے وصال ۔ آنکھ خونبار ہے جدائی مین

ترے پیغام مین جدائی ہے ۔ سینہ خبا بار ہے جدائی مین

ہی گرفتار مہروش پہ تو
اور گرفتار ہے جدائی مین

ہمقافیہ بہر غزل شیخ امام بخش ناسخ مرحوم لکھنوی

بحر قلزم ہے گہر جدائی مین
باب مندب ہے در جدائی مین

کیا نہو جائیگا وصال کا طور
روح کا ہے سفر جدائی مین

شرم بیجا سے کام بن جائے
وصل ای جان ہو گر جدائی مین

اشک رہتے ہین جاری آہ کے ساتھ
طبع ہے گرم و تر جدائی مین

باندھے ہے اب صندلی دوپٹہ کون
بڑھ گیا درد سر جدائی مین

تو پری ہو کے جب ہوا مجبور
کیا کرے یہ بشر جدائی مین

دکھہ یہ دکھ ہے ای دل بیمار
ہے جدا نامہ بر جدائی مین

ہر پہر ہو اک آفتاب کا دور
اک برس ہے پہر جدائی مین

تپ غم سے زبان سوکھہ گئی
خاک ہو حلق تر جدائی مین

جوش گریہ سے دو بہوین پہ تو
ہی کوئی شعر تر جدائی مین

مین پریشا ہون ہجر جانان مین
یعنے سنبل ہون اس گلستان مین

یون تو سب ہین صفات حیوانی
ایک انسانیت ہو انسان مین

انحراف اوسکا غم کی بات نہین
جو پلا ہے کنار احسان مین

وہ لگاتا نہین کسی کو گلے
کوئی تکمہ نہین گریبان مین

مصحف رخ کی ضو یہ کہتی ہے
سورۂ نور بھی ہے قرآن مین

دہونڈنے والے اپنے مین پائین
یار صحرا مین ہے نہ بستان مین

وہ گلے مل گیا تو عید ہوئی
یہی عالم ہے اپنا دوران مین

ترے شہید اکے ایسے لالے ہین
کو وہ لیتے ہین اپنے دامان مین

تو بہ ہے ناسخ سیاہ نامہ
فرق کیا عاصیون کے ایمان مین

تہر تہراتا ہے قہر ای پرتو
جبکہ آتا ہے میرے میدان مین

لاکہون خطائین گو کہ ہین ہر اک زبان مین
لیکن کوئی قصور نہین آن بان مین

دن ہوگیا تو غم نہین ای رہزن دشمن کوی
رہجا کے بہیرو مین تو اڑا اس مکان مین

وہ ترک خانہ جنگ ہے تیر اوسکے ہاتہہ
سیدہا نکل گیا جو کوئی امتحان مین

کیا بہون چڑہا کے ہائے نظر اوسنے کی ادہر
کیسے غضب کے تیر کو جوڑا کمان مین

پوچہا جو مین نے آنکہہ چرائی تہی کسنے کل
دل کی زبان بول گئی اوسکے کان مین

رویا مین تو کبہی نظر آجائیگا وہ ماہ
لگجائے ایک رات جو آنکہہ اوسکے دہیان مین

کیون آسمان سے متوقع ہے ساری خلق
آیا کہان سے رزق کسی خالی خوان مین

تنبولیون کے پان مفرح ہون کسطرح
تفریح ہے مجہے تری انگیا کے پان مین

بالفرض آسمان اگر خوان بہی ہوا
دو وقت کی غذا بہی نہین پوری خوان مین

پرتو کا حال غیر ہے آپ اپنے مین نہین
فرمائے نہ غیر غلط انکی شان مین

ہمقافیہ برغزل شیخ امام بخش ناسخ لکہنوی

نہاتا ہے وہ ای دل آج تو ہی کود پانی مین
کہ لہراتا ہے لہرون کی طرح معشوق پانی مین

بہار آشنائی تغافل کب تلک ای گل
ہزارون بلبلون کے چہچہے ہین ناب پانی مین

کنول کے پہول سب یکدست ہونگے پنجۂ مرجان
عنایت سے اگر دیکہے وہ بحر جود پانی مین

بسکہ چاہ سے جو شک یوسف جلتر نگ اکدم
بہرے شور کے عوض سب نغمۂ داؤد پانی مین

نہائے کہ وہ گل اندام دریا مین جو آج اوترا
بہڑک اٹہی سراپا آتش بے دود پانی مین

جو بندے غرق ہوتے ہین وہ مصروف عبادت ہین
کہ ہر اک غوطہ ہے اک سجدۂ معبود پانی مین

یہہ کس سے جنگ ہے جو خار پشت ایک ایک مدت سے
پہنکر دیکے بیٹھی ہے ذرہ اور خود پانی مین

جہان مین تہنڈ ہے تہنڈے ہے موذیونکی ہے گذر پر تو
رہا کرتا ہے بہنسا سو پیا مردود پانی مین

ہمقافیہ بر غزل شیخ امام بخش ناسخ لکھنوی

ڈر ہے معدوم نہو جائے نظر آنکھون مین
مشک مویون کی جو رہتی ہے کمر آنکھون مین

ایک پھرتا ہے تو ہی آٹھ پہر آنکھون مین
دردہ کر سکتا ہے یون کون سوا آنکھونمین

جلوہ گر ہے جو ترا خال عذار پر نور
نظر آتا ہے کلف مثل قمر آنکھون مین

گر نظر ہے تری ای قاتل مردم کوی تیغ
مردمک یان بھی ہے مانند سپر آنکھونمین

کب سمائے کوی دنیا کا سفید اور سیاہ
وہ رخ و زلف مین جب شام و سحر آنکھونمین

کیون نہ آنکھونمین حسینونکو کیون ای مردم
باصرہ تیز ہے پتلی ہے اگر آنکھون مین

وہان چلہ کشی یان ایک نظر مین تسخیر
جادوون سے کہین بڑھکر ہے اثر آنکھونمین

کسی خوش چشم کے دیدار کو روتا ہون مدام
رکہین ارباب نظر دیدۂ تر آنکھون مین

نگہ لطف بھی ای بیجگر اس بیدل پر
رو کے آہی گئے اب لخت جگر آنکھون مین

نشۂ مے سے نہین نشۂ دولت بھی کم
رزالٹ جائے تو ہو صورت زر آنکھونمین

بڑھگیا نور نظر دیدۂ رخ روشن سے
واہ پیدا ہوا اک نور دگر آنکھون مین

سر مین دل شیدا مین جو وہ شوخ نہین
شام غربت ہے وطن کی بھی سحر آنکھونمین

رات دن سامنے اک رشک مہ و مہر جو ہے
اب تو چرہتے نہین خورشید و قمر آنکھونمین

جو کہ منظور خدا کو ہے وہی ہوتا ہے
کب بتون کی ہین قضا اور قدر آنکھونمین

سرمۂ طور کی حاجت نہ رہی کچھ باقی
ہے جو ای نور نظر راہ گذر آنکھون مین

بخت بیدار کہان آسکے جو وہ نور نظر
ہان مگر اشک کا ہوتا ہے گذر آنکھون مین

دُرِ دنداں سے جو وہ درج دہن ہے لبریز
میں بھی رکھتا ہوں کچھ آنسو کے گہر آنکھوں میں

سچ ہے نازک سے ہوا بندئی خانہ کیا خاک
اسلئے میں نے بنایا ترا گھر آنکھوں میں

رات دن ہے طلب یار میں سیر عالم
کب سمے مرغ نظر کو نہیں پر آنکھوں میں

ہائے کیا جلد بجھے باد سحر سے شب وصل
پرتو انجم بھی ہوئے چند شرر آنکھوں میں

ہمقافیہ بر غزل شیخ امام بخش ناسخ لکھنوی

ہستی نیست نما ہے جو نظر آنکھوں میں
جلوہ آرا ہے تماشائی کمر آنکھوں میں

ہے یہاں فرش نظر آٹھ پہر آنکھوں میں
جب سے منظور کسیکو ہے سفر آنکھوں میں

روز روشن کہ شب تار ہیں دونوں شب نور
ہے طلوع آجکل اک رشک قمر آنکھوں میں

مجھ سے جب تیغ نظر تو نے لڑائی قاتل
پتلیاں بنگئیں تصویر سپر آنکھوں میں

ضعف ہجر انکی بدولت ہیں ہم شیب شباب
شام کے وقت ہے یاں نور سحر آنکھوں میں

بوسے خوش چشم کے تلوون مین تصور کے ادٹ
ڈالکر آنکھ کوئی بیٹھے اگر آنکھوں میں

اوس جوان سال کی آنکھیں ہیں عجب متوالی
ہے مئے ناب جوانی کا اثر آنکھوں میں

لے تجھی کو دیا غم اپنا حسد کیا حاسد
کیوں کھٹکتے ہیں مرے دیدۂ تر آنکھوں میں

آئے جب لخت جگر آنکھ میں مردم نے کہا
ہم تجھے رکھتے ہیں ای لخت جگر آنکھوں میں

عشوہ سنجی تری جب سے کہ سمائی ای گل
ایک ماشہ کبھی تلتا نہیں زر آنکھوں میں

منفعل ہوں کہ پھر اک صدمہ اٹھانا ہی پڑا
پڑ گئے پردے یہاں بار دگر آنکھوں میں

چھا گیا ایک اندھیرا جو دم رخصت یار
صورت شب تھی سیہ پوش سحر آنکھوں میں

خیمۂ چرخ ہوا آنکھ کا پھر اک پردہ
جب سے پھرتا ہے کوئی رشک قمر آنکھوں میں

ترے نظارہ کا ای دوست ہے یہ ادنا فیض
آئی تاثیر قضا اور قدر آنکھوں میں

دیکھتے دیکھتے آخر کو چمکا خندہ آئی
ہے جو اوس برق تجلا کا گذر آنکھوں میں

راہ تکتے ہوئے رخصت ہوا جو ذوقِ نظر
مدتوں سے جو نہیں اوسکا گذر آنکھوں مین

کونسی شکل سے فرقت مین ترا منہ دیکھوں
خواب بھی اب نہیں کرتا ہے گذر آنکھوں مین

اب گل افشاں ہوں کبھی اور در افشاں ہوں کبھی
کھب گئے ہین ترے دانتوں کے گہر آنکھوں مین

مین نے بھی پنجۂ مژگاں سے بلائین لیلین
کیا پتلی کی طرح اوس نے جو گھر آنکھوں مین

جانِ دیوانہ کو پرواز طلب ہے منظور
جب سے ہین ایک پریزاد کے پر آنکھوں مین

غم مین اوس مہر کے سوزش ہے کہاں تک پرتو
اشک کے قطرے ہوئے آہِ شرر آنکھوں مین

رات کٹتی ہے یہاں رشکِ قمر آنکھوں مین
پاس پی جاتا ہوں مین تا بسحر آنکھوں مین

آج تو بلبلِ شیدا سے جو یوں پیش آیا
چھا گئی چربی مگر اے گلِ تر آنکھوں مین

لی سواری ہے ابھی شاہ سواری تو نہین
خاک ڈالے ہوئے جاتے ہو کدھر آنکھوں مین

دیکھتے ہی فلکِ ظلم طبیعت کا چلن
خون اوترتا ہے نہایت مری تر آنکھوں مین

مین جو مست اوس نگہ مست کی دھن مین ہوں مدام
سرسوں کیا پھولتی ہے آٹھ پہر آنکھوں مین

شکل کیا ضعفِ نقاہت نے دکھائی اپنی
پڑ گئے حلقے اب اے شوخ نظر آنکھوں مین

اس طرح ہے مجھے منظور نظر ہر ہر شعر
جس طرح پھولوں کو رکھتے ہین پدر آنکھوں مین

چشمِ تر مین کبھی آجاؤ ذرا صورتِ اشک
ٹھنڈا ہے ٹھنڈے کرو اوقات بسر آنکھوں مین

آنکھین میران بدبینک ہے مردم کے لئے
بیچے کم و بیش تُلین عیب و ہنر آنکھوں مین

عالمِ غیظ مین اک حال ہے اوسکا میرا
چھا گیا ایک اندھیرا مری تر آنکھوں مین

ہم بشر ہی تو ہین کیا اسکا اچنبا پرتو
وہ جو کہتے ہین کہ تم رکھتے ہو شر آنکھوں مین

جب سے لیتا نہیں وہ رشکِ قمر آنکھوں مین
ہے کوی موے مژہ تارِ نظر آنکھوں مین

پڑ گئے حلقے نقاہت سے اگر آنکھوں مین
کھنچ گیا یار ترا نقشہ در آنکھوں مین

میٹھی کڑوی تری نظرون سے یہ معلوم ہوا
ای پریرو ہین بہم زہر و شکر آنکہون مین

ہون یہ سمجھا جو شب وصل ہوا آنکہین درد
آگیا دیکھنے کو درد جگر آنکہون مین

جبکہ ہر ایک بد و نیک مین اونکا ہی ظہور
ایکسان ہے مجہے ہر سود و ضرر آنکہون مین

کس طرح آنکہون مین لون لعبت چین کو نہ کہون
دیکہین مردم ذرا پتلی کا ہے گہر آنکہون مین

یاد آتا ہے تلون جو ترا ای ظالم
ایک عالم ہے یہان زیر و زبر آنکہون مین

کبہی گلگون صبا سے نہ کہلا غنچۂ دل
راتدن ہے جو ترا اسپ کہر آنکہون مین

دوست تو دوست نہین ہوتی ہے شکل عدو
یہان رہتے ہین ہمیشہ یہ پسر آنکہون مین

ذری حرکت مین پلک مارتے ہین وہ ہر لو
ہے یہ بچپن کا تقاضا کہ ہے ڈر آنکہون مین

ہے کوی غیرت خورشید و قمر آنکہون مین
ہے اوجالا اوسی کا شام و سحر آنکہون مین

آجکل انمین سمایا ہے کوی نازک دل
پہر سمائی نہین جاتی ہے نظر آنکہون مین

بدلی طوطے کی طرح سبز خطون نے آنکہین
پتلیان دیتی ہین مجکو یہ خبر آنکہون مین

راتدن قاضی حاجات سے اپنی ہے دعا
تو ہی منظور ہو جب تک ہے نظر آنکہون مین

آستان بوسی کی حسرت ہے کہا تنگ اجی واہ
بس گیا خانہ پر انداز کا گہر آنکہون مین

غم کے اندہیرے مین کور ہوا جاتا ہون
دو گہڑی اپنا مقام آج تو کر آنکہون مین

احمقون کو نظر آتا ہی نہین کچہ بد و نیک
یہ بشر کہتے ہین شاید ہو خر آنکہون مین

کوی ہنگامۂ رفتار نگاہون مین ہے
کیون نہ آشوب کا ہو جاے گذر آنکہون مین

کیون نہ دکہلائے مجہے پہرہ تماشے نادر
پہر رہا ہے صنم شعبدہ گر آنکہون مین

آئی اوس مہر کی آمد کی خبر جب ہر لو
شب غم پہر گیا اک نور سحر آنکہون مین

آج آیا ہے جو یار اپنا ہمارے گہر مین
غیر سے موت مرے رشک کے مارے گہر مین

صاف ثابت ہے ترے کان کے جھمکے سے مجھے
چاند کے ساتھ چمکتے ہیں ستارے گھر میں

آئینہ خانۂ دل میں ہے کسیکا جلوہ
مری آنکھوں کو میسر ہیں نظارے گھر میں

خانۂ چشم ہوس میں بھی گذر ہو جائے
غیر کی جائے جو دلبر ہے تمہارے گھر میں

مجھ سے اوس بحر ترحم نے کنارا جو کیا
نظر آنے لگے دریا کے کنارے گھر میں

بلبل دل کی تمنا کوئی آدھی نہ رہی
جلوۂ باغ ہے ای گل مرے سارے گھر میں

شوخ چشمی کا تری دلمیں تصور ہے مدام
جو کڑی جھڑتے نظر آئے چکارے گھر میں

جلسۂ جلوۂ تقدیر کی شادی دیکھو
وصل کے جشن کی دعوت ہے ہمارے گھر میں

کیا ہوا اوسکی ہوا کو جو نہیں ہے ٹھنڈک
ہاے گرنے لگے دم بند حرارے گھر میں

سبز پوشاک کو سبزہ کے عوض دیکھ لیا
میں نے دیکھا مہ شعبان جو تمہارے گھر میں

گردش چرخ سے پیر لو کبھی یہہ دو دن بھی آئے
اپنا گھر چھوڑ کے چاند آئے ہمارے گھر میں

رہا کسی کے لئے صبح و شام گردش میں
کسیکی عمر کٹی ہے تمام گردش میں

مکان میں گوشے کے باعث جو کم بقا ہو
بلا سے کبھی صاحب غلام گردش میں

جہان میں قسمت صاحب سخن نہیں آرام
زبان کی طرح نہیں سے ہے کلام گردش میں

یہ راتدن کی تگاپو ہے کس لیئے مجھکو
اگر ستارہ نہیں صبح و شام گردش میں

کہیں نصیب سے شوال میں جو خالی ہو
گذر گیا مجھے ماہ صیام گردش میں

جوانی اپنی بسر گردشوں میں ہو تو کیا
کہ اس جہان کا بھی ہے اختتام گردش میں

میں اوسکے ملنے کی خواہش میں کیوں نہیں تنہا
کہ ہیں تمام مرا سے مرام گردش میں

وہ میرے دل تمنا میں کیوں نہ مست رہے
مثال ساغر مے ہوں مدام گردش میں

نہیں ہے ادنی و اعلا پر اس نصیب کا پہیر
جہان میں ہے ہر اک خاص عام گردش میں

جہان میں عاشق و معشوق دونوں ہیں بے چین

وہ آفتاب ہے پرتو مدام گردش مین

شبنم کی طرح سیر ہے شب بھر شباب مین
یعنے مرکب اسکا ہے شب اور آب مین

تصویر حسن ہو نہ کہین نقش کالحجر
منہ دیکھئے نہ آئینہ ماہتاب مین

آئینہ شب مین دیکھنے سے چھائین پڑ جائین
دیکھو نہ منہ تم آئینہ ماہتاب مین

حیوان کو نصیب نہین علم کا شرف
کیڑے کو فخر کیا جو رہا ہی کتاب مین

حق ہے کہ فضل داور محشر ہے بیشمار
روز حساب جرم مرے کس حساب مین

تیرے گلابی گال کو دیکھین جو پُر عرق
اے گل ہو غرق شرم سے ہر برگ گل آب مین

کیونکر نہ ہو فلک یہ شفق ہیر ہی تو ہے
کیا فرق ہے شفق مین حنائی خضاب مین

مانند جزو کل بھی تو فانی ہے ایک دن
دیکھو ثبات بحر کی صورت حباب مین

نیچی نگہ سے باغ مین دیکھا ہزار کو
پردہ ہے چشم شوخ کا اے گل حجاب مین

برق جمال خاک بنا دیگی کوند کر
ٹکڑا لگاؤ آب روان کا نقاب مین

واعظ کا دل خراب ہے سب جان بوجھکر
کیون جیتے جی خیال ثواب وعذاب مین

گھایل کو تیرے سیر جہان کا مزا نہین
بیتاب ہون زیادہ شب ماہتاب مین

قسمت سے لاعلاج ہون چارہ نہین کوی
افسوس بے سبب ہون کسیکے عتاب مین

عبرت کی آنکھ کا ہے سویدا بس اے عزیز
پتلی اگر ضرور ہے چشم حباب مین

کیا سبز گرم ہے خطہ گلزار واہ واہ
گویا ہے لالہ زار کے اپنے جواب مین

پرتو ضیا دلور نہین بس مین بے سبب
خاکا کسیکا ہے ورق آفتاب مین

کیا لہر کی کناری ہے انگیا کی گوٹ مین
دل لوٹ پوٹ ہے ابھی دریا کی لوٹ مین

ہر دم ہے زعم منہ نہ لگانے کا چھتے کو
لیکن ہوا طلب کی ہے تنکیے کی اوٹ مین

تحریر تیرے صفحہ رخ کی سنائی ہے
دل چھینتا نہین ہین یہ سرکاری نوٹ مین

شہ سخن کے آگے ترے کیا عقل کی شان
پھر جائیگا نباتات کا منہ ایک بوٹ مین

دنیا مین ہے یہی تو جوانمردی کی دلیل
برداشت کا قدم نہ ہٹے دلکی چوٹ مین

ٹوٹا ہے ساتھ اسکا جگر سے تو اوسکا جگ
کیا فرق میرے دل مین اور اوس بت کی گوٹ مین

ہوجاتا ہے لباس سے مذہب مین اشتباہ
روپوش ہے جہالت بے بہرہ کوٹ مین

تن پروردون کی حرص مزیدار ہے بہت
روٹی اگر ملی تو پڑی جان روٹ مین

اے شوخ خطِ سبز اگر سبزہ زار ہے
کیونکر نہ خالِ خط بھی ملے اوڑھ کے بوٹ مین

جب کیمیا کے شوق نے تاراج کر دیا
دنیا کا سب اثاثہ ہے گویا لنگوٹ مین

کھوٹا کھرا ہو جو بناوٹ کرے ہزار
کھوٹے کے رات دن تو گذرتے ہین کھوٹ مین

پہنستے ہین ایک آن مین کیا مرغِ دل ہزار
صیادِ عشق ہی انگیا کی اس جالی لوٹ مین

چھاتی بھی پھٹ رہی ہے دربندیکی عوض سے
ہے ترک شبہ شیر دہان تیرے ہوٹ مین

دو ایک کیا ہزارون ہین لاکھون مین سیکڑون
کیا فرق دل مین اور تمنا کی پوٹ مین

ضو اوسکے منہ کی کیا چھپے چیچک کے داغ سے
پھر تو نہان ہو ماہ ستارونکی اوٹ مین

ہمقافیہ بر غزل جناب منشی امیر مینائی لکھنوی

کس قیامت کی لٹک ہے ناز کی رفتار مین
ہر قدم پر پا ہین فتنے کوچۂ دلدار مین

ٹھاٹھ جنگلے کا دکھایا پردۂ گلزار مین
نغمۂ سازِ جنون بلبل کی ہین منقار مین

اے پری جب تو نہین گھر مین تو یہ اندھیر ہے
چاندنی استرہے فرش سایۂ دیوار مین

سکا کل پر دہ نشین کا عاشق سودائی ہون
کیا غرض میری بلا جاتی نہین بازار مین

کیسے صیدِ محترق کا خون چٹایا ہے اسے
مستی تیر انداز نے مل دی لبِ سوفار مین

سکا جل ابرو کا تمہارے جان لیتا ہے مری
دم بہ شرکت جا سیہ تابی جو ہو تلوار مین

سرمۂ چشم عدم بیشکا کمر کا ہو گیا
گنج مخفی بنگئے دندان دہانِ یار مین

دو رچشم بد رہے پھولا پھلا گلزار حسن
چھاتیاں دونوں دو پھل ہیں نخل قد یار میں

چمکے آگے زنگ آلود آئینہ پرتو بے مہر
دل یہ روشن ہے خیال عارض دلدار میں

گل ہزاروں پھولے عشق عارض دلدار میں
کیا رقم تقدیر میری ہے خط گلزار میں

رونق افزا سبزہ خط ہے عارض دلدار میں
ہے بہار خط ریحاں صفحۂ گلزار میں

نقش دیوار اب ہوں ایسا حسرت دیدار میں
پتلیاں اپنی ہیں چشم روزن دیوار میں

وحشی مجروح تیغ ناز جامہ زیب ہوں
چاک لازم تر ہے اپنے زخم دامن دار میں

سرمہ خون عاشق تیرہ مقدر کا نہ ہے
چشم جوہر کور ای قاتل نہو تلوار میں

کہیے گر معمار اطبا کو تو کتنا ٹھیک ہے
یہ مرمت کرتے ہیں قصر تن بیمار میں

کفر و ایمان ایک ہیں شایان خدا ای بت دراصل
رشتۂ پیوستہ ہے تسبیح میں زنار میں

فرد ہے تاثیر وصف مطلع ابروی یار
شعر ہیں پیوستہ ابرو دفتر اشعار میں

بیقراری بڑھتی ہے پرتو دل بیتاب کی
مہرباں ہے غیر حال اپنا فراق یار میں

قم کی ہے صدا ساحل دریا کی ہوا میں
اس سیر سے جان زیست کی لذت ہے فضا میں

ہمراہ جو تو ہے نہیں فرحت سے کنارہ
دل لوٹ ہے اس صحبت تفریح فزا میں

کیوں شور کروں گو میں ہے بحر ملاحت
راحت میں ہوں میں شور ہے گرداب بلا میں

کیا لطف ہے دو مست محبت جو ہم ہیں
یہ سیر ہے کشتی می ہوش رہا میں

آ سینے سے لگجا ہے دو محرم کے سوا کون
ہم ہاتھ سے کب تنگ دل بیتاب کو تہا میں

گھبراؤ نہیں ابر سے تم سیر کا حظ لو
برسات کا اندیشہ نہیں تند ہوا میں

اب چاندنی کا فرش نہیں ہے نہ سہی یہ
یہ چاند سا چہرہ نہیں کم نور و ضیا میں

بوسے لئے اس گل کے ہزاروں لب ساحل
گویا ہوی تیز آتش شوق اور ہوا میں

ارمان نکلنے لگے اوس جسم سے پرتو
مدت می مقصود ہرن دو پا کی فضا مین

چھلے سونے کے سباتے ہین سراپا ہاتھ مین
ستدلِن زر ہوگئی ہر انگلی گویا ہاتھ مین

خط ہین یا ہے عکس موی زلف پیدا ہاتھ مین
ہے صفائی صورت آئینہ گویا ہاتھ مین

عقل حیران ہے مگر مطلق سمجھ پڑتا نہین
کاتب قدرت نے کیا لکھا معما ہاتھ مین

کیا سراپا نور تو ای مہربان پیدا ہوا
پنجۂ خورشید ہے ہر ایک پنجا ہاتھ مین

اوس مسیحائی پہ دل سو جان سے قربان ہے
دم کے دم مین ہوگئی تصویر گویا ہاتھ مین

ہوگیا سیماب پشتِ آئینہ میرا قرار
اوس پہو کھے نے جو منہ دیکھا نہ ٹھیرا ہاتھ مین

دل مرا گر ہاتھ مین ای جان جان تم لا چکے
رفتہ رفتہ مین بھی لاؤن دل تمہارا ہاتھ مین

کیا مزا ہے میرے قدمون سے لگی ہے دل لگی
آجکل تقدیر سے ہے پانو اونکا ہاتھ مین

اندنون پرتو ہے دو جعلسازی ہوشیار
مہربان بے سوچ ہاتھ اپنا نہ دینا ہاتھ مین

وہ گل جو نغمہ سنج ہوا ہے بہار مین
غش ہے ہزار جان سے بلبل ستار مین

کیونکر کہون نہ بلبل باغ طرب اوسے
وہ نغمہ سنج ایک ہے گویا ہزار مین

کیا ہجر کی خلش سے کنارہ رہا مدام
گذری ہماری لذت بوس و کنار مین

دم بھر کسی سے کب فرس روح تہم سکا
اس گھوڑے کی تو باگ نہین اختیار مین

پارہ نہین تو آئینے مین عکس کیا پڑے
تصویر یار کی سے ہے دل بیقرار مین

امید و یاس حسرت و حرمان کی سیر ہے
کہتا ہے کون لطف نہین انتظار مین

ارمان خلد و آرزوی حور عین نہین
وہ بت یہان بفضل خدا ہے کنار مین

ای ترک گرچہ ناوک مژگان نہین دراز
پر کوتہی نہین انہین دل کے شکار مین

اوسس مہرباں کی زلف کہان اور کرن کہان

پھرلو اسیر نو سے بیان تار تار میں

دکھائی انگیہ غصے کی جو تجھکو عین محفل میں
زبان سے بولدے ای جان کیا آیا ترے دل میں

مجھے راہ طلب سے چین کوی یار ہی میں ہے
مسافر کے لیئے راحت بھری رہتی ہے منزل میں

تعجب اختلاط چار عنصر سے نہیں کہاتا
سبب کیا ربط کا یون باد و آب و آتش و گل میں

زیارت خانۂ دل کی نہیں ہے کیں بادانون
تفاوت ہے نہایت کعبہ میں اور کعبۂ دل میں

سخیون کو تو دس دنیا میں ستر آخرت میں ہے
اونہیں کیا کہئے جو للہ بھرتے ہیں یہان چلمین

خلال نقروی دندان میں کب ہے بعد کہانے کے
کوی میٹھی چھری ہے بے نیام اب دست قاتل میں

عدم کے جانے والے کو نہ کیونکر قبر بھاری ہو
مسافر کو نہایت سختیاں ہیں پہلی منزل میں

مرے دل میں سوا معشوق کے ہے کون ای مجنون
فقط لیلا ہی لیلی ہے اکیلی اپنی محمل میں

پھسل جاتا ہے منہ کی چکنی باتو نپر دل نادان
نہیں ای بیمروت تیل اک قطرہ بھی تل میں

کہاں ماہ فلک مہر رخ روشن کہاں پہرلو
بہت کچھ مہربان ہے فرق ناقص اور کامل میں

دو چار ہوتی ہی بس تیرا آئی جان تن میں
میٹھی چھری کا دم ہے ظالم کے بانکپن میں

پروانہ ہون میں گر تو ہے شمع انجمن میں
میں عندلیب ہون تو گل ہے اگر چمن میں

جو یہان سرخرو ہیں وہ مرد کا ہکو ہیں
جوہر جو دیکھنا ہو خنجر کا دیکھو رن میں

تاثیر منقلب ہے کیا تیرے چشم و لب کی
مردہ ہے پیرہن میں اور زندہ ہی کفن میں

دنیا میں نرم دل سے ہیں سخت دل زیادہ
بتیس ۳۲ دانت تو ہیں اور اک زبان دہن میں

ایذا سخت دل سے پر لطف نرم دل ہیں
شیرین سخن زبان ہے دندان جو ہیں دہن میں

مقصود یان زبان سے گویائی زبان سے ہے
حیوان بے زبان ہیں گو ہے زبان دہن میں

گویا اگر نہ ہو تو کیا فایدہ زبان سے
کہنے کو گو زبان ہے گونگون کو بھی دہن میں

دنیا میں کوئی رشتہ پیوستہ یون نہیں ہے
دیکھو کہ کس مزے کا لگا ہے مرد و زن میں

اوس مہربان کی ضو سے کیا تنگ مہر و مہ ہے
پرتو ہر اک نگینہ بازو کے نور تن مین

ہمقافیہ بر غزل اسد اللہ خان غالب دہلوی

حشر ہے معرکہ آرا ستم ایجاد نہین
آجکل ہے یہی بیداد کہ بیداد نہین

خواہش راہزنی حق خسرو تو بہ
دل شیرین مین ترش طبعیٔ فرہاد نہین

وہ تغافل ہے کہ تسخیر کہ لب بندی ہے
طلب مہر سوا قہر کوی یاد نہین

ہے لڑکپن سے طبیعت مین ستم ایجادی
یہ وہ استاد ہے جسکا کوی استاد نہین

ہے شکست دل نازک کی رعایت منظور
ورنہ ای جان نہ کہو طاقت فریاد نہین

کوی گل آئیگا درکار ہے آرایش باغ
بے سبب تیز قدم سوی چمن باد نہین

سیر سنبل نہین مقصود تماشائی زلف
گلستان راہزن خانۂ صیاد نہین

ہے تقاضای کمال ہوس ناقص دل
ستم ایجاد ہے وہ بت کرم ایجاد نہین

اوسکو آباد ہین ہرگز نہ کہو مگا پیارے
گھر کوی تیرے قدم سے اگر آباد نہین

مثل غالب نہ کرو شکوۂ غربت پرتو
ہمکو بے مہریٔ یاران وطن یاد نہین

گر آشنا تو ای بت ناآشنا نہین
اچھا خدا کا بندہ کوی دوسرا نہین

ای مہر آسمان ستم آگے بے سبب
دل کو قرار ہجر مین تیرے ذرا نہین

گو ہے جوان ہنوز لڑکپن کی چال ہے
ای دل شرارتونکو ستم جانتا نہین

ضد سے کسی کی ایک ادا جدا کہ نہ دل فریب
یہ شکر کا مقام ہے شکوے کی جا نہین

حاضر کو غائب ای متکلم نہ بولنا
وہ کونسی ہے بات جو پیش خدا نہین

کس منہ سے بولتا کہ وہ ملتا نہین کبھی
ملتا ہے وہ خدا جو ہو وہ تو جدا نہین

پیدا جن آدمی بنے خدا کی [illegible] کہ یہ
آسیب سایہ دیو پری جن بلا نہین

انصاف ہے معاملۂ عشق مین ضرور — پر غدر ہے کہ حسن کا ترے مقتضا نہین
قربان جان نہ ہو جو دم تیغ ناز پر — عشاق کو خلاف ادت عید الضحیٰ نہین

ای آفتاب حسن یہ بیکار ہے گمان
پیرلو کسیکا تیرے سوا مبتلا نہین

رہسس اس چمن کی بلبل دلکو ہوا نہین — اک نونہال غنچہ دہن کا پتا نہین
اک بت کے واسطے مین یہ قسمت کی سختیان — کو سون گیا تلاش مین پتھر ملا نہین
بیقدر ہے جو صحبت دانا مین ہے مدام — تسبیح کا امام کبھی مقتدا نہین
ہر ایک زخم کا مرے منہ خشک ہوگیا — دم بھر جو آب خنجر قاتل پیا نہین
میٹھی زبان کی بات بھی میٹھی ہے بے سخن — کوئی نبات بات مین کچھ گھولتا نہین
تعبیر میری آنکھ مین اک بیمری سے ہے — ماشہ بھی چہرلی رہ پیا تل کیا نہین
ای منہ پہ بات بات مین ہے دعوی وفا — کہنے کو بھی کوئی ترا عدہ وفا نہین
جو نامراد ہے وہ نہ پہنچے مراد کو — تقدیر کا قصور کسیکی خطا نہین
تیری حیات تجھ سے وفا کیا کرے بھلا — جب تیرے ہی مزاج مین خوی وفا نہین

پیرلو بڑا گنہ ہے دکھانے کی بندگی
طاعت وہی قبول ہے جسمین ریا نہین

سر چڑھ کے اونترے وہ تری زلف رسا نہین — یہ وہ بلا ہے جس سے کوئی دل بچا نہین
تم مست ناز حسن مین مست نیاز عشق — میری بھی کیا خطا جو تمہاری خطا نہین
بندے مین اور خدا مین نہایت ہی فرق ہے — رزاق مشرکون کے لئے کیا خدا نہین
ہر آن سے ہر ایک تہیدست کا ہے دل — دم بھر یہ خالی ہاتھ بھی خالی رہا نہین
ہے پیش کبریا وہ سخاوت کا مرتبہ — یہ بندگی خراب خیال ریا نہین
کیا خاک نازنین سے دل سخت لگائیے — کچھ کہربا مین قوت آہن رہا نہین

دو چار دن کے واسطے رومی زمین پر
یہہ بیخودی بتون کی ہے گویا خدا نہین

ایمان مین اور عشق بتان مین نہین ہے فرق
اسمین ہی کوی خوف نہین یا حیا نہین

یارب اسیر زلف بتان ہون مجہے سچا
تا حال ایسے پیچ مین بندہ پھنسا نہین

پرتو سے تونے دور کیا مہربان کو
ای آسمان یہ کیسا ستم ناروا نہین

ظالم تو زیردست کو ناحق ستا نہین
وہ کون جو ستا کے ستایا گیا نہین

بادل سے ہے میرا نالۂ غم انتہا نہین
بجلی نہے تیرا خندۂ دندان نما نہین

بلبل ہے خال غنچہ دہن ای صبا نہین
یہہ طوطی اس چمن مین کہان بولتا نہین

حیران ہون چارۂ دل بیتاب کیا کرون
ہوش اب فراق راحت جان مین بجا نہین

یون چل نہ چال وصل کے طالب ہے خوش خرام
سالک کو اپنے راہ ہوس مین پھرا نہین

انکار ہی سہی مگر اتنا تو دیکھیے
اپنے وصال کا کوی خواہان ہے یا نہین

ای کعبہ رو نہ مجھ سے پھرے باوجود ظلم
مرغ نگاہ طائر قبلہ نما نہین

باہم مثال ذات و صفت اتصال ہے
دم بھر اوس آفتاب سے پرتو جدا نہین

کیا فصل ہے کہ باغ جہان مین فضا نہین
اور اب چراغ گل مین وہ نور و ضیا نہین

امساک ہے جواب بھی دینے مین آجکل
سائل کو منہ سے کہتے نہین کچھ ہے یا نہین

کہتا ہون جب مذاق سے اونکو مین دلگے چور
کہتے ہین کچھ چورا کے تو دل کو لیا نہین

جیسا کہ اک نظر مین ترا حسن تل گیا
میزان چشم مین کوی ایسا تُلا نہین

پھر کسلئے کسیکو ترے ہوتے چاہیے
سچ مین جمال حسن کہ ناز و ادا نہین

آشفتہ ہین دل و جگر و جسم و جان و چشم
پانچون مین کسکا حسن سے لگّا لگا نہین

اندہے ہین شیخ کفر بتاتے ہین عشق بت
حصے مین انکے چشم حقیقت نما نہین

آمد کسیکی کوچ کسیکا ہے ہر گھڑی
کہئے تو دیکھ بہال کے دنیا سرا نہین

پہر تو سے گوشہ گردش ایام ہے فقط
تو مہر حسن ہے تری شان انزوا نہین

دعا سائل کا بر آتا نہین
آج کل ایسا کوی داتا نہین

مہربان کوی اوسے لاتا نہین
رحم میرے حال پر آتا نہین

ڈال اس دیوانے کی گردن مین ہاتھ
کسلئے یہہ طوق پہناتا نہین

لطف پر اب لطف پیہم چاہئے
صدمے پر صدمہ سہا جاتا نہین

ہمسری مجہ سے نکر ای عندلیب
بس بس ایسا چونچلا بہاتا نہین

اپنے کھو جانے مین شاید نقص ہے
ورنہ پہر کیون مین اوسے پاتا نہین

کہا لیا کچہ غم تو آنسو پی لئے
طول اکل و شرب کا کہاتا نہین

خالی ہے روی کتابی بات سے
ہے کتاب ایسی الف باتا نہین

بت بنے ہو تو نہین کہتے ہو کیون
ہان فقط اک بولنا آتا نہین

کیا کرون فرمائیگا ای دوستو
یار مجہ پر رحم فرماتا نہین

سر جہکا کر وعدہ کرنا کیا ضرور
سچ جو کہتا ہے وہ شرماتا نہین

بیکسون کے فاتحہ کرتا ہے کون
پہول بہی انکے ہنسی ستاتا نہین

تو جو بت مین تب زندہ دونون مین ایک
تجہ مین مجہ مین باہنسی پاتا نہین

اپنے عاشق کو ہوا کہا دینہ بول
وصل کا بہوکا ہوا کہاتا نہین

دل سے پہلو خالی ہونے کے سوا
دلبرون سے کوی بہتر پاتا نہین

جیتے جی مرتا ہے تمپر ہی فلان
کوی اتنا اوسکو سمجہاتا نہین

بیخبر ہے وہ جو ای قاصد ہنوز
مین سمجہتا ہون تو سمجہاتا نہین

کیون خفا ہے بے سبب کیا چاہئے
کیا ہوا کیون وجہ بتلاتا نہین

مین تو تو خطون کے ہاتھون کے سوا
پان اپنے ہاتھ سے کہاتا نہین

یار کا خط ہے کہ قسمت کا لکہا
یہ شکستہ کچھ پڑہا جاتا نہین

چشم تر مین آ نہانے کا ہو شوق
کیون دل ان چشمون پہ لہراتا نہین

دل ہجوم غم مین کیون وحشی ہوا
صحبتون مین کوی گھبراتا نہین

سینہ زوری ای رقیب اس شکل پہ
آٹھ انگل بھی ترا چہاتا نہین

آسمان پر دوڑہتی ہے میری غزل
کون زہرہ جبین گاتا نہین

جیسا تڑپایا ہے مجھے بیدرد نے
یون کسیکو کوئی تڑپاتا نہین

کب سے دروازے پہ بیٹھا ہون ترے
کوی مقصد دل کا بر آتا نہین

واہ ری واماندگئ اشتیاق
سینۂ دلبر کہلا پاتا نہین

سرو سچ کہتے ہین قد یار کو
اس شجر سے کوی پہل پاتا نہین

رو دیا جس جا ہے ٹہرا ہے ترے
مین کہان برسات برساتا نہین

تیرا چپ رہنا زبان غیر سے
ہاے کیا کیا مجکو سنواتا نہین

سائل بوسہ ہو پرتو کامیاب
دل کسیکا ایسا مین پاتا نہین

مین زبان پر حال دل لاتا نہین
بہید یہ وہ ہے کہا جاتا نہین

ہم پہنچ جاتے ہین سازش سے وہان
بے بناوٹ کام چل جاتا نہین

کیا فسادی لوگ نے ڈالا فساد
اتفاق باہمی بہاتا نہین

ایکدن ایسا ہی اوسکو بھی دکھا
ای فلک کیا کیا تو دکہلاتا نہین

ہر گہڑی اپنے خدا کو یاد کر
ڈہب مین گرای دل وہ بت آتا نہین

ہار پہنائے ہین اوسنے خواب مین
کوی ایسے پھول پہناتا نہین

اوسکے بچپن کا تقاضا ہے فقط
دل لبہانے کا طریق آتا نہین

بامزا چکھنے نوالے ہین شریر
کس لئے دیو فلک کہاتا نہین

ہے بڑا اندہیر بچہ یار کا
دن دہاڑے کچھ نظر آتا نہین

کہاتا پیتا ہے وہ اپنا گوشت خون
سر پہ جس بچے کے پان آتا نہین

دوست پہر کیسا سمجہنا چاہئے
مین جو روتا ہون وہ سمجہاتا نہین

درد دل **پرتو** کا جائیگا وہ خاک
ایک دن دل اوسکا دکہہ جاتا نہین

کب مین اوسکو راہ پر لاتا نہین
تیرہ ہون کو سیدہا کیا جاتا نہین

جب بدلتی ہے زمانے کی ہوا
رنگ کس کس کا بدل جاتا نہین

حاسد بدذات کرتے ہین خراب
خوب رہنا دوست کا بہاتا نہین

آسمان سے دل مرا کڑہا ہوا
شربت دیدار پلواتا نہین

دم دیا ایسا کہ بیجان کردیا
جلوۂ جان بخش دکہلاتا نہین

کونسی شب بخت خفتہ بے ترسے
خلعت کمخواب پہناتا نہین

بات یہ خالی نہین شر سے کبھی
خود بخود دل اوسکا بہر جاتا نہین

یان زمین و آسمان کا فرق ہے
مین کسیکو چاند بتلاتا نہین

غم کی چکی پیستی ہے رات دن
پھر بھی دل **پرتو** کا پسجاتا نہین

بے ترے دل ہی اک اوداس نہین
کونسا عضو بدحواس نہین

آجکل گو وہ میرے پاس نہین
نہ سمجہا کہ اوسکا پاس نہین

ہنسنے کاغذ کے گھوڑے دوڑائے
جب سے وہ شہسوار پاس نہین

ق

بیکسی کے سوائے کوئی رفیق
شب تنہائی اپنے پاس نہین

کیا کہون مین فراق کا دکھڑا
اوس پریرو کو اپنا پاس نہین

دن مین سایے کا ساتھہ رہتا ہے
رات مین وہ بہی آس پاس نہین

ہر گہڑی اوسکا پاس ہے مجہکو
گو وہ بد ذات اپنے پاس نہین

رکہون حیوان مطلق اوسکا نام
جسے اپنی زبان کا پاس نہین

مجہے امید سے ہے یاس زیادہ
اوسنے اک ہان کہی پچاس نہین

مستقل ہے وہ ساتھہ دینے پر
اہل شر سے مجہے ہراس نہین

بیوفا ہے تمام دور کا دور
کُتّے سے بہی وفا کی آس نہین

نہ کہو آپ کو سگِ دنیا
تم مین لوگو وفا کی باس نہین

اچہی لگتی ہین گالیان تیری
اس بُری بات کی بڑاس نہین

حق سے حقدار سارے ہین محروم
آج کل کوئی حق شناس نہین

اک بلا جانتا ہون مین دل کو
جہوٹ اپنا کبہی قیاس نہین

مجہے لیجاؤ یاد سے لاؤ
دوستو اور التماس نہین

میرے ہاتھون نے مَل دئے نارنج
مدتون سے جو کچہہ مساس نہین

اشرفی کا وہ ذکر کرتے ہین
جنکی تہیلی مین ایک کاس نہین

ساغری کہان کہ بے ساقی
پانی پینے کا بہی گلاس نہین

بارہا ذائقہ کیا ہم نے
ترے نارنج مین کہٹاس نہین

چہاتیان چہونے سے ترش ہے وہ
ان انارون مین کچہ مٹہاس نہین

ناک بہری ہے خانۂ تن کی
گندہ کیچڑ ہے اسمین ناس نہین

جیتے جی مرگیا جدائی مین
ترے عاشق کو بہوک پیاس نہین

عشق آتے ہی دل کا گہر اجڑا
واقعی اسکا پاؤن راس نہین

آم کے آم گٹہلیون کے دام
عشق مین مرنے سے ہراس نہین

بو بہرا بہریون مین کیچڑ ہے
ناک مین ای غلیظ ناس نہین

وہ جو آیا تو گھر بامبرا
کون کہتا ہے پاؤن راس نہیں

واصل دخت رز جو ہوں مشہور
کون سی ناک اپنی ساس نہیں

پاس والوں میں سب کی گنتی ہے
کون شخص انگریزی پاس نہیں

یا خوشامد اوسے نہیں منظور
یا مجھے عادت سپاس نہیں

سانس ہے تنگ تو آس ہے پھر تو
وصل جاناں سے مجھکو یاس نہیں

کب شب عیش میں کچھ صبح کی بو باس نہیں
کب ترے منہ کی ہر اک پھیر میں بھباس نہیں

گو دہن رکھے مرے دل کی طرح خانہ خراب
پاس رہنے کا ہی مطلق مجھے کچھ پاس نہیں

شکر کیا ہر طرف ارمان ہی کو ہم نے کیا
کوئی ارمان بر آنے کی اگر آس نہیں

راحت و رنج تمام اہل تعلق کے لئے
جیسے امید نہیں کوئی اُسے یاس نہیں

یوں ترے پیس کے رہ جانے سے ہیں جان گیا
اب قسم کیا کہ کیوں دانت ہیں الماس نہیں

پار دریائے محبت سے اتارے اللہ
کہیاں راہ نما حضرت الیاس نہیں

رخصت میلگری نیل نہ گمڑی ہو طبیب
مرض ہجر کو کچھ آب و ہوا راس نہیں

اوس لڑکیوں سے بدل جانے کا اندیشہ ہے
مجھے اور اُسکے سوا کوئی بھی وسواس نہیں

تذکرہ لاکھوں روپے کا ہے زبان پر اونکی
جنکے نزدیک کوئی کوڑی نہیں کاس نہیں

باوجود اسکے یہاں قحط وفا ہے پھر تو
گو بڑا شہر ہے قصبہ کوئی مدراس نہیں

ہمدم بھی ایسے وقت میں فریادرس نہیں
دلبر پر اختیار نہیں دل پہ بس نہیں

مظلوم کو جفائیں جہاں تنگ ہوں بس نہیں
بیداد کی ہوس ہے کرم کی ہوس نہیں

ایجاں اب اگا بیچانہ کر بوسے کے لئے
قابو کا وقت ہے کہ کوئی پیش و پس نہیں

یہ بولتا ہے سینے کے چاکوں سے مرغ دل
ای بخیہ گر رفو ہی چاک قفس نہیں

جب وہ ہمارا ساتھ ہی دیتے ہے ستعد
قاضی کا خوف ہی نہیں ترس عسس نہیں

بہردن کو وعظ سے کوئی بہرہ ہو کسطرح
تا گوش کر رسائی بانگ جرس نہیں

دم پر کسیکے جیتے ہین دردی مین دوستو
یون ورنہ بے سبب ہمین پاس نفس نہیں

دو کونسی گہڑی ہے شب ہجر کی تری
ای آفتاب حسن مجھے اک برس نہیں

نشو و نما ہے خط نہین رخسار یار پر
کیا صاف ہے چمن کہ کہین خار و خس نہیں

اثبات کم ہے نفی سے اونکی زبان مین
دو ایک ہان اگر ہے تو ہین آٹھ دس نہیں

کیا سینہ اونکا سوکھ گیا ہے شباب مین
ہے ہے کچا انار رسیدہ انار دین رس نہیں

آہ و فغان و گریہ و فریاد عشق مین
پرتو فضول ہین کہ کسی شئی مین جس نہیں

ہمقافیہ بر غزل ناسخ لکھنوی مرحوم

شرابی کہتے ہین کچھ خوف احتساب نہین
سوا ی خمر حرام اور کوئی شراب نہین

ہم اوسکا جلوہ ان آنکھون سے دیکھ لیتے ہین
وہ پردہ چاہیے جسے دیکھنے کی تاب نہین

تمام چشمے مری چشم سے ہین سائل آب
بیہدہ کاسہ بہیک کے ہین کاسۂ حباب نہین

کسی نے زلف پریشان سمیٹ کر باندہی
سپہر حسن پہ مطلق کہین سحاب نہین

خیال اوسکا نہین کرتے اسپہ مرتے ہو
شبیہ موت سے کیا غافلو یہ خواب نہین

فلک کے بام پہ چہوٹین ہین ابر کی چہتین
ترے حجاب سے بے پردہ آفتاب نہین

لبون پہ ہو کے عرق گال کا ٹپکتا ہے
اجی گلاب کا شربت ہے یہ گلاب نہین

فریب و مکر سے دل سب بہرے ہین ای **پرتو**
سوا سے دشت کے کس شہر مین سراب نہین

آج اپنے ہی مین ہم آپ نہین
طفل تنک اب کسیکے باپ نہین

پاس والے ہمارے جل جائین
آتش غم مین ایسی بہاپ نہین

روز حسرت ہے اس سے جا کو نہین
اپنی قسمت مین اُسکی چاپ نہین

کیسا مذہب ہے ظلم کارون کا
دل دکھانا کسیکا پاپ نہین

مین خریدن جہان وہ لعبت ہین
شہر مین ایسی کوئی شاب نہین

دل غمگین کو سخت چوٹ ہے یہ
تری طبلہ نواز تھاپ نہین

گوش امیدوار کو ہے نوید
تیرے توسن کے سُم کی ٹاپ نہین

ابھی شادی وصل دیر رہے
ای مژہ دار چشم جھاپ نہین

ای خیال حزین نہو ہیبت
شب فرقت کا طول ناپ نہین

ہجر زہرہ جبین مین ای مطرب
ایک کہرام ہے الاپ نہین

کس قدر پھوٹ ہے زمانے مین
خلق کو ساز سے ملاپ نہین

پھوٹ حاصل ہے کشت عالم سے
خوب دیکھا کہین ملاپ نہین

نفع سبکا ہوا اور اپنا بھی
مجھے مطلوب آپ داپ نہین

یان سوا حضرت ابن مریم کے
کوئی بیٹا بغیر باپ نہین

گرمی مہر خوش نہین پر تو
یہ کسیکے بدن کی بھاپ نہین

ہان نہین گر نہین تو ہان بھی نہین
کیا دہن کی طرح زبان بھی نہین

ہے نمایش کمال کی ناقص
کہ زمانے مین قدردان بھی نہین

ہر گمان یا داوری کا نشان
کچھ گمان اور ہے گمان بھی نہین

کیا نہ کرنے کا ہے گلا اُن سے
جب کمر کی طرح دہان بھی نہین

سب کچھ اپنے لئے وجود اپنا
جب نہین ہم تو پھر جہان بھی نہین

امتحان انبساط کلی ہے
بیکلی ہے کہ امتحان بھی نہین

مردم چشم شوخ پردہ نشین
وہ عیان بھی نہین نہان بھی نہین

گوشہ ہے لازم کمان ابرو / جسے گوشہ نہیں کمان ہی نہیں

نغمۂ ہر نفس کہ صاحب چیں / جو یہاں ہی نہیں وہاں ہی نہیں

کس طرح آفتاب اوسکو کہوں

اپنے پر توجہ پھیرنا ہی نہیں

دل کی صورت ہیں وہ بیدار بلاتے ہی نہیں / اور رویا میں ہمیں شکل بتاتے ہی نہیں

خواب میں آکے وہ غفلت سے جگاتے ہی نہیں / بخت خفتہ کے نوشتے کو مٹاتے ہی نہیں

آپ سوتے ہی نہیں اونکو جگاتے ہی نہیں / ہم شب وصل کے فتنہ کو مٹاتے ہی نہیں

کسی نالاں کے سوتے کو جگاتے ہی نہیں / ہم شب ہجر کا غم دل سے مٹاتے ہی نہیں

خواب غفلت میں ہیں مردم سو جگاتے ہی نہیں / فتنۂ حشر ہے شاید کہ مٹاتے ہی نہیں

وہ نہیں غفلت ہی سہی حال سے میرے لیکن / یہ تو کچھ اور ہی ہے خواب میں آتے ہی نہیں

کہنچ سکتے ہی نہیں جذب کی قوت سے اوسے / حضرت دل مرے آغوش سے جاتے ہی نہیں

اون سے امید جفا اور وفا کی توبہ / جو رلاتے ہی نہیں اور ہنساتے ہی نہیں

سبز خطوں کی طبیعت میں ہے کیسی شوخی / یہ لا مثل حنا رنگ جماتے ہی نہیں

ایسا انکار مرا کو وبسانے سے ہے / اپنے جوڑے سے کو وہ پھولوں بساتے ہی نہیں

جبکہ کرتے ہیں کوئی قہر بھی وہ رحم کی جا / بھولے جاتے ہیں خطا وار ستاتے ہی نہیں

گرم و سرد آہ میں کیا جانو جہاں میں کیا ہے / نوشدار کہتے ہی نہیں دل کو جلاتے ہی نہیں

اون سے امید کہاں جام مئی وصل کی آہ / جو کبھی شربت دیدار پلاتے ہی نہیں

خانہ جنگ اونکو عبث کیجئے گردن کیوں سوا / جو ہنسیوں میں کبھی انکھ لڑاتے ہی نہیں

دل ملا تو بیت وجہ ہے وہ ایسے ہیں / کہ دکھانے کے لئے آنکھ ملاتے ہی نہیں

وہ مدام خون بہاتے ہیں ہزاروں کا جو مفت / کسی بلبل کو نکال اس باغ کے بہاتے ہی نہیں

آشنا جان کے صدمہ کوئی دیتے نہیں وہ / چاہ میں اپنی کنوئیں جھکو جھکاتے ہی نہیں

پرتو ادن کے لیئے ہم مفت تبہ ہوتے ہین
پہر کرتے بھی نہین چہرہ دکہاتے ہی نہین

چہرہ زاہد تری جبین سے نہین
کم زمین چرخ چارمین سے نہین

کیون گذارون تمہارے ہی دم پہ
زندگانی مری تمہین سے نہین

خاکساری محیط عالم ہے
کسکی نشو و نما زمین سے نہین

وہ جو ہین گرم و سرد و خشک و تر
آتش و باد و ما و طین سے نہین

ترا عاشق ہون تیری گاتا ہون
لاگ مجہکو کسی حسین سے نہین

چشم تر مین ہے گنج باد آورد
اسمے آمد اگر کہین سے نہین

دل کو پتہر سے بڑہ کے سخت کرے
ایسی امید نازنین سے نہین

ایسا جلتا ہے تیرے رشک سے ماہ
کم یہ مہتاب آتشین سے نہین

سچ ہے دل خوش جہان خوش ای ہمدم
دل لگی صحبت حزین سے نہین

وہ جو خود سے جنا ہوا لوگو
کام اوسکو خیان چنین سے نہین

وان ہین مرکہین وہ گلاب کے پہول
جنکی نشو و نما زمین سے نہین

اسمین کیا توڑنے کی عادت ہے
کہ غرض اوسکو آستین سے نہین

آج بزم طرب کا ٹہاٹہ ہے اور
مین جدا یار کے قرین سے نہین

زیب ہے زین کو اوسکے گلگون سے
زیب گلگون یار زین سے نہین

مہربان سے ہے لاگ پرتو کو
گوی مطلب قمر جبین سے نہین

کب دیوان دہار ہیہان گرچہ بار نہین
کسکا یہ زلف کے سودے کا خریدار نہین

کم شب وصل شب قدر سے ای یار نہین
کیا یہ وجہ شرف طالع بیدار نہین

غمزہ و ناز و ادا عشوہ و انداز و غرور
کونسی بات ترے حسن کی تلوار نہین

لیلۃ البدر شب وصل قمر چہرہ ہوی
اسمین کچھ شبہ نہین شک نہین تکرار نہین

کسکو دنیا مین نہین ہے ترے ملنے کی طلب
کون وہ شخص ہے تیرا جو طلبگار نہین

جان دیوانۂ عاشق کو ہے آسیب بلا
ای پری زاد ترا سایۂ دیوار نہین

ہے مرے دل پہ ترے ابرو و مژگان کی نظر
تیر ترکش مین نہین میان مین تلوار نہین

آہ کی زلف کی دُھن مین ترے گریان نے یہ کچھ
ہای ساون کی گھٹا آج دھوان دھار نہین

ہجر مین بڑھ کے گھٹا سے ہی اوداسی چھاتی
وہ گل اندام نہین رونق گلزار نہین

ساتھ ہی پر فتنۂ دورانکی ستارونکا ہے کام
کونسا ہے وہ ستارا کہ جو سیار نہین

مثل موی کمر اوسکا ہے ڈسا خود معدوم
ہمسر زلف سیہ مار سیہ یار نہین

دلربائی مین بجز شیفتۂ زلف بتان
کوی خونخوار ہی ہو مستحق دار نہین

سب ہی خونخوار جو انمرد تو کیا جان کا ڈر
تیغ و شمشیر کبھی مستحق دار نہین

مالداروں کو پلا گھول کے دینا طبیب
فایدہ بخش انھین شربت دینار نہین

رانڈن جلوۂ رعنا ہے وہ جلوہ پرتو
چاند سورج کو بھی یہ طالع بیدار نہین

قند شیرین سے ہے تری بوسہ کی تکرار نہین
ای شکر پارہ نبات ایسی مزیدار نہین

حسن مین جفت سے یہ ابرو کے محراب کی طاق
دل سے کیا کعبہ ترے چہرے پہ بلغار نہین

دیکھیان ایسا ہے جیسے صورت دلکش کا دم
رانڈن چشم تصور سے نہان یار نہین

بھولتا ہی نہین وہ دوست فراموش مجھے
یاد کرنا ستم ایجاد کو درکار نہین

عرصۂ شعر و سخن مین ہے یہ پایہ اپنا
ہاتھ باندھے ہوے مضمون کہان طیار نہین

شرم سے کٹتے مین آگے ترے معشوق جہان
بانکپن سے ترے تیز اب کوئی تلوار نہین

بوسۂ عارض و لب دونون مین جو چاہو دو
یہ مزیدار نہین یا وہ مزیدار نہین

اہل غیرت کو ہے لازم یہان عزلت دایم
گھر کب اوس شرم کے پتلے کا دل زار نہین

ہے جو پرتوؔ مہر طالع کا ستارا خورشید
مہربان ماہ جبین کونسا ای یار نہین

تو بحر کرم مین قطرہ ترا تو اور نہین مین اور نہین
تجہ سے ہے بقا تجہ بن ہے فنا تو اور نہین مین اور نہین

مین جسم تو جان ای ہوش ربا تو اور نہین مین اور نہین
اس بزم مین مثل ساز و صدا تو اور نہین مین اور نہین

مین چشم تو مردم ہے گویا مین دل تو سویدا ہے جانا
مین سینہ تو دل میرا بخدا تو اور نہین مین اور نہین

گلزار جہان مین سیر ہے کیا ہو دیدۂ بینا تو ہے مزا
مین رنگ تو گل تو بو مین صبا تو اور نہین مین اور نہین

مین لفظ ہون اور معنی تو ہے مین رو ہون تو پیارے تو خو ہے
مین حرف تلفظ ہے تو مرا تو اور نہین مین اور نہین

ای جان سیہ بختی کے فدا بااین ہمی مرا لگا نہ چہٹا
رخسار ہے تو مین زلف دوتا تو اور نہین مین اور نہین

تو چاند ہے مین ہالا ہون ترا تو چرخ ہے مین تارا ہون ترا
تو مہر ہے مین ذرا ہون ترا تو اور نہین مین اور نہین

تو سنگ سراپا ہے مین شرر تو دیدۂ تمکین ہے مین نظر
اس بتکدے مین ای بت بخدا تو اور نہین مین اور نہین

پرتوؔ ہون مین تو خورشید جبین دوری کی گہڑی ممکن ہے کہین
کر سکتا نہین ہے چرخ جدا تو اور نہین مین اور نہین

دل کو پہلو مین بہی پناہ نہین
تو ڑ بیہودہ تری نگاہ نہین

راتدن محو حسن یار کے پاس
خال عارض مین پہرو ماہ نہین

ہے کوئی آفتاب پیش نظر
اپنے عالم مین شبکو راہ نہین

کیون ہو شوق وصل حد سے زیاد
ہجر سے حال کیا تباہ نہین

جب پڑہی مین نے اپنی کوئی غزل
کون مصروف واہ واہ نہین

خیر خواہی جو کچھ ہے اپنی ہے
غیر کا کوئی خیر خواہ نہین

سر پہ رکہتے ہین اپنے نام کا تاج
ان گداؤن مین کون شاہ نہین

اس کمین گاہ مین شریفون کو
قدرت و اعتبار و جاہ نہین

دل مین لازم ہے حسن خال بتان
کیا حجر کعبے مین سیاہ نہین

ہے تصرف وصال کا پرتو
دل مین نالہ لبون پر آہ نہین

لگ گیا ہے ادسے آنے کوئی غنچی آڑ نہین
ابہی ای صرصر غم گلشن دل جہاڑ نہین

عاشق سوختہ تن رشک سے ہے شاخ سفید
کیا یہ بلور کا محفل مین تری جہاڑ نہین

شور ہے جب سے نیستان مین مری آمد کا
شیر گیدڑ ہوئے سارے کہین جہنگہاڑ نہین

کند کردے جو ترے پنجۂ تیز کی دہار
سخت جانی کو مری کہیل ہے کچھ دہاڑ نہین

ہم شرابی ہین ہمین تاڑی سے کیا مطلب ہے
اپنے گلزار مین ہے تاک کہین تاڑ نہین

ہمہ تن تاڑ کا دیکھو کا نہ سمجہ پرای سرد
بات منہ دیکہہ کے ہر ایک کا یون تاڑ نہین

بزم اس گل کی ہے گلشن چمن عالم مین
کہ یہان سرو چراغان ملے سوا جہاڑ نہین

مرض ہجر مری جان کے درپے یہ ہوا
دیکہہ کر ناتہہ طبیبون نے کہا ناڑ نہین

لاکہہ پردون مین چہپاتے ہین سمجہے گویہ بین
ایک پردہ بہی مرے دیکہنے کو آڑ نہین

کوچۂ یار کو پلکون سے مین جہاڑون اپنی
اس چمن جہاڑنے والے سے کہو جہاڑ نہین

جو تیورن سے دل آشفتہ نہ جہاڑے ناصح
اسکا آسیب فقط باتون سے یون جہاڑ نہین

لب بام اوسنے کہا دیکھہ کے خالی کوچہ
آج کیون میرے تماشے کے لیئے دہاڑ نہین

مین جو کہتا ہون تو خاموش ہین محفل مین تمام
اپنی آواز بہی کیا شیر کی چنگھاڑ نہین

دعوی عشق اگر ہے تو صفائی ہے ضرور
ای دل اسطرح ہر اک شخص کو تو جہاڑ نہین

جوتیان کہاکے بہی آتی نہین جہوٹون کو حیا
کتنی رسوائی ہو پہر لوٹا نہین کچھ دہاڑ نہین

ہمقافیہ بر غزل جناب حاجی حافظ نواب خورشید احمد خان بہادر خورشید مرحوم والد حضور دام اقبالہ مصنف

بخیہ جیب سحر پاؤن کی زنجیر نہین
کچھ نہ چلنے کی جنون کے کوئی تدبیر نہین

سبکو ناکام جو رکہا تو ہوا خود ناکام
ہاتھہ مین چرخ کے ہے قوس قزح تیر نہین

واقعی مثل کمان بہزم گئے عالم مین
جنگ کے وقت ہوا نمرد کو بہی تیر نہین

بے تردد جو مقدر مین ہے ہوتا ہے نصیب
کسی تقدیر کو محتاجئ تدبیر نہین

شب فرقت کے شفاخانہ مین کیا اپنا علاج
جز طباشیر سحر درد کی تدبیر نہین

دل لگی جس سے تری ہے وہ بہت امن مین ہے
جو رجی گنجفے کا لایق تعزیر نہین

خط مرا دیکھہ دل سیر پر آیا اوسکا
مری تحریر تو کچھ گلاڑی کی تحریر نہین

کہیل کی بات سزاوار تفاخر نہین کچھ
گنجفے کا جو ہر اک میر ہے وہ میر نہین

وہ بہی نادان ہین جو دودہ پیا کرتے ہین
کسی بچے کی غذا اور بجز شیر نہین

قوس عمر روان تہم نہین سکتا پہر تو
کہ اسے غیر اجل کوئی عنان گیر نہین

آنکہون مین اپنی یار کی صورت اگر نہین
مردم کے دیکھنے کو بہی نور نظر نہین

زلفون سے کیون عذار ترا جلوہ گر نہین
وہ کونسی ہے ذات کہ جسکو سحر نہین

مشکل کی بات ہے کہ وہ بت زود رنج ہے
اسکا ہی ایک رنج ہے رنج دگر نہین

بیخود ہوا مین سنتے ہی قاصد سے حال دوست
اوسکی خبر ملی ہے تو اپنی خبر نہین

اس بندۂ خدا سے یہ کینہ خدا کی مار
کیون التفات اے بت کافر ادہر نہین

دیوانہ ایک شاہد رعنا کا ہون کہ جو
جن و پری و سایۂ حور و بشر نہین

دشت جنون مین انکھون نے دریا بہا دئے
کب میرے سیر کے لئے یان بحر و بر نہین

باغ جہان مین لذت دید و شنید ہے
عاشق مثال نرگس و گل کور و کر نہین

جنت کو بھی مثال نہین اوسکے باغ سے
اسمین فرشتہ خان کا بھی سہو الگذر نہین

خشکی فراق یار مین کیا حد سے بڑھ گئی
پرتو ہماری آنکھ بھی کہنے کو تر نہین

بحر جہان مین دل بھی مرا آشنا نہین
پہلو تہی کا اسکی عجب ماجرا نہین

بحر جہان مین کون غرض آشنا نہین
خود غرضیان تو کوئی نیا ماجرا نہین

بدلے ہوا کے تیری ہوا ہے بدن مین جان
کیا ایک رکن عنصر عاشق ہوا نہین

دل اوسکا سرد مہر مرا دل ہے سرد یاس
بنگلو مین تو شیشگری کی ہوا نہین

پوچھ اوٹھا جوبن اوسکا دکہا کر نسیم تو
یہ اے ہزار غنچۂ نوخیز کیا نہین

اے گل بتا او بہار کو جوبن کے دیکھ کر
فصل بہار باغ جوانی مین کیا نہین

سالک ترے ہوا مین تری اوڑ بیٹھے مین قدم
میدان جستجو مین کہین نقش پا نہین

اے گل تری ہوا مین صبا کا ہون ہمقدم
پھرتا ہون جستجو مین کہین نقش پا نہین

دیکھی محبت اپنی تو اوسنے دکہائی شان
یہ بھی اک انقلاب مقدر ہے یا نہین

امیدواریون سے تو بہتر جواب صاف
خاصا سخن فہم جو کہدے ہے یا نہین

سختی کے ساتھ چاہیے نرمی بھی تابہین
دانتون کے ساتھ منہ مین زبان بھی ہے یا نہین

آپس کے اتفاق مین ہے لطف انبساط
ساتھون مین جب ملاپ نہین کچھ مزا نہین

بیمار عشق یار وہ بیمار ہے طبیب
جسکے مرض کی دار شفا مین دوا نہین

اک مہربان کے ہجر کا **پرتو** ہے وہ مرض
جسکی سوا وصل کے کوئی دوا نہین

کیا واقعی مین عادت امساک شہر نہین
تاب اسکی نازنین کو کبھی ماشہ بہر نہین

تعجب نہین کہے تو کہے گہر کا گہر نہین
سقف و زمین نہین کہے دیوار و در نہین

کوی گنہ چہپاکے کرے بھی تو کیا ہوا
اللہ کا ہے ڈر کسی بندے کا ڈر نہین

وہ مہ تو شب مین مہر تو دن مین فراق ہے
ممکن وصال یار کا آٹھون پہر نہین

روتا ہے کوی تہوکتا ہے کوی دیکھئے
یا آنکھہ تر نہین کوی یا ہونٹھہ تر نہین

اکسیر کے خیال مین کیون خاک چہانئے
کیا فہم اکتفا بھی سر دست زر نہین

اہل سرای دہر مسافر مین سب کے سب
درپیش اس جہان سے کسکو سفر نہین

معشوق کے دہان و کمر کے خیال مین
کیا ہست و نیست آنکھہ مین زیر و زبر نہین

اہل طمع کے پاؤن کو چکر ہے کسلئے
تقدیر ہی کا انکی یہہ چکر اگر نہین

لطف نشاط خاک کیا ہجر یار نے
کیا یہہ بھی اس زمانے کا اکسیر گر نہین

اعمال نامہ چشم حقیقت نگاہ مین
پہر کیا ہے شرع نامہ تقدیر اگر نہین

ہتنے چڑہانے شیشے مین پری تو اوتارنے
کیا اوس پری کو حاجت مقدار زر نہین

مطلب کی بات ہونے مین کوی سخن نہین
ہمکو زبان نہین ہے جو اونکو دہن نہین

کیونکر نہ غم سے زرد رہون زر کی شکل مین
پہلو مین اپنے دل کے طرح سیم تن نہین

شمشاد اکڑ اکڑ کے گلستا مین رہگیا
ای نونہال جس ترا بانکپن نہین

چوٹی مین کسلئے نہین موباف گوٹہے کا
ناگن یہہ کیسی ہے کہ جیسے کوئی پہن نہین

کیون خاک ریون سے انہین اجتناب ہے
انسان مین غیر خاک کسیکا بدن نہین

دل کو سفر ہے زلف حسینان مین رات دن
کسوقت یہ غریب غریب الوطن نہین

یہہ چرخ ظلم کار ہوا پیر کسطرح
آگے کو آنیکا کوی اسمین چلن نہین

بکہر اکے زلف کہتے ہین منہ پردہ ناز سے
مرنی زمین پر ایا تو کوی ختن نہین

گلگل ریاں ہیں داغ جنوں کی بہار کی | کیا زیب بخش دامن صحرا جنوں نہیں

نا مہربان ہوا ہے جو پرتو وہ مہربان
کیا یہ بھی مہربانی چرخ کہن نہیں

تجھ سے کچھ تشنۂ دیدار کو امید نہیں | کبھی پانی بھرا چشمۂ خورشید نہیں
کیوں ترے لطف و کرم ہو گئے ہیں کم اور زیاد | کہیں ابتک کمی تخفیف میں تشدید نہیں
خم بیان کا ہیں کسو وقت خم افلاطون | جام میخانے کے کیا ساغر جمشید نہیں
اسقدر دیدہ و دل کے مرے چھکے چھوٹے | ہوس وصل نہیں آرزوئے دید نہیں
ماجرا دیدۂ تر کا لکھا صاف اور صحیح | کوئی تاویل بھی خط میں نہیں تمہید نہیں
دیکھی ان آنکھونکی پتلی عوض دختر خوب | ترے قربان یہ کیا چاند بقرعید نہیں
کب میں ہوتا نہیں قربان ہلال ابرو | کونسا چاند مرے حق میں بقرعید نہیں
نحر ہو جلد کہیں دشمن اشتر گردن | پھر کیوں ہے یہ کیا عید بقرعید نہیں
یار اگر کرتے ہو قربان تو کرو بسم اللہ | گلے خنجر ملے کیا آج بقرعید نہیں

ایک ہی نور ہے شمس و قمر و انجم میں
دیکھو پرتو کہ کہاں جلوۂ توحید نہیں

سدہ پہ پریزاد کبھی قافت نہیں | کب تلاش اوسکی مجھے قاف تا قاف نہیں
نور رخسار ہے صاف اور کلف چاند میں ہے | دیدۂ اہل نظر دیدۂ انصاف نہیں
راحت جان بھی ہے آرام دل زار بھی ہے | سب طرح چین ہے تجھ سے یہ کوئی لاف نہیں
لاف سے توبہ سرو کا نہیں عاشق کو | طبع آشفتہ میں تو بوالہوسی صاف نہیں
اپنے عاشق پہ کبھی لطف بھی تا چند عتاب | نا سزا ہے کہ حسینوں میں بھی الطاف نہیں
جگر افگار دم خنجر تیز بیداد | ہائے کیا مستحق مرہم الطاف نہیں
آج جلتے ہیں پریزاد اس آرائش پہ | نار سے چوٹی میں یہ نار کا موباف نہیں

بڑھ کر عنبر سے بھی خوشبو ہے کہین اسکی بو
یار یہ نافۂ مشکین ہے تری ناف نہین

گرد کلفت کی ہے سرگرمی غضب حد سے زیادہ
مہربان پر تو مشتاق سے دل صاف نہین

ای دشمن وفا مجھے تجھ سے غرض نہین
ای بانی جفا مجھے تجھ سے غرض نہین

بجلی ہی کو ہنسا مجھے تجھ سے غرض نہین
بادل ہی کو رولا مجھے تجھ سے غرض نہین

بس بس یہ نخرے ناز اوٹھاؤن نہین کب تلک
ای شوخ کج ادا مجھے تجھ سے غرض نہین

برداشت تاکجا کوئی پتھر نہین جگر
انسان ہون بلا مجھے تجھ سے غرض نہین

رنجیدہ تو جو ہے تو مجھے بھی تو غصہ ہے
مین بھی ہون اب خفا مجھے تجھ سے غرض نہین

مانا کہ تو پری ہے مین انسان ہی تو ہون
بے پر کی مت اوڑا مجھے تجھ سے غرض نہین

زلف سیہ کے پیچ مین کب تک پھنسا رہون
سودا نہین ہوا مجھے تجھ سے غرض نہین

دو دل ملے ہین تو محبت کا لطف ہے
ورنہ ہے بدمزا مجھے تجھ سے غرض نہین

کیون پوچھتا ہے مجھ سے مکرر کہ کیا کہا
اکبار تو کہا مجھے تجھ سے غرض نہین

نادان گلا تو اہل تعلق سے چاہیے
بیکار ہے گلا مجھے تجھ سے غرض نہین

دیوانہ آدمی ہے نہ دیوانہ کو ستا
کوسے کہ دے دعا مجھے تجھ سے غرض نہین

ہر نیک و بد کا جاننے والا تو ہے خدا
کہہ لے برا بھلا مجھے تجھ سے غرض نہین

پیغام کو جواب سلام اب سلام کو
ای مطلب آشنا مجھے تجھ سے غرض نہین

ہر وقت ایک دل کی محبت سے ہے غرض
پھر اور دوسرا مجھے تجھ سے غرض نہین

دعوی فقط زبان سے محبت کا ہے عبث
کتنا کہا تو کیا مجھے تجھ سے غرض نہین

دو لاکھ دلربا ہین سلامت رہے جو دل
جیتا رکھے خدا مجھے تجھ سے غرض نہین

ای گل شگوفہ رنگ کی ہے اب تری بہار
بلبل نہین صبا مجھے تجھ سے غرض نہین

کیا رفتہ رفتہ پاؤن نکالے ہین آجکل
شاباش مرحبا مجھے تجھ سے غرض نہین

دارالسلام بھی ہے ترا گھر تو ہے سلام
تو حور ہے تو کیا مجھے تجھ سے غرض نہین

ای بت مین تیرا بندہ مجبور کیون ہون
مختار ہے خدا مجھے تجھ سے غرض نہین

ای گل تو ایک کیا کہ کہونگا ہزار مین
کہتا ہون برملا مجھے تجھ سے غرض نہین

دنیا مین دل لگی کے ذریعے ہزار ہین
تو اک نہین تو کیا مجھے تجھ سے غرض نہین

تیری طرح سے کوی منافق نہین ہو نہین
جب دل بدل گیا مجھے تجھ سے غرض نہین

آتی نہین زبان کو جھوٹی خوشامدین
تو خوش ہوا خفا مجھے تجھ سے غرض نہین

کرتا ہے تو دکہانے کی تکلیف کسلئے
برسون بھی آنہ آ مجھے تجھ سے غرض نہین

اکبار کیا کہ دیکھ چکا ہون ہزار بار
پھر آزماؤن کیا مجھے تجھ سے غرض نہین

کافی ہے تیرا گانے کا انکار حسد جو
کچھ چیز گانہ گا مجھے تجھ سے غرض نہین

اتنگ جو گذری گاتے بجاتے ہی گذری کیا
ای خوش گلو بتا مجھے تجھ سے غرض نہین

دو گت نہین ہے اپنی محبت کی نہ روش
اورون کو اب سنا مجھے تجھ سے غرض نہین

دل لیکے تو نے کیا نہ ستایا ہے یاد کر
بھولا سنا ئیگا مجھے تجھ سے غرض نہین

دوستی ہی دل کے تعلق کا تھی سبب
جب واپس آگیا مجھے تجھ سے غرض نہین

تو حور عین ہے اور مین سراپا گناہ گار
خلد برین کو جا مجھے تجھ سے غرض نہین

سہوًا اگر ہو کچھ بشریت کہین اوسے
عمدًا یہ کچھ کیا مجھے تجھ سے غرض نہین

رہنے کہا تو حسید کیا بات ٹالدی
فورًا نکل گیا مجھے تجھ سے غرض نہین

تو آتشی پری ہے مین خاکی ہون آدمی
بیکار ہے ہوا مجھے تجھ سے غرض نہین

غفلت مین ہے یہ نفرت دل کا اثر یہان
سوتے مین بھی کہا مجھے تجھ سے غرض نہین

مین خواب مین بھی پاس زبان سے نہین ہون
بولا سو بول اوٹھا مجھے تجھ سے غرض نہین

کتنا ہی گدگدا مین ہنسونگا نہین کبھی
دل خوش نہین رہا مجھے تجھ سے غرض نہین

آگے ہی کیون خیال نہ رکہا مزاج کا
سمجھا کے فایدا مجھے تجھ سے غرض نہین

یہ جان تو پری ہے تو انساں سے کام کیا
تا قاف اوڑ کے جا مجھے تجھ سے غرض نہیں

بیماری کا علاج ہے ممکن محال کیا
عادت کی کیا دوا مجھے تجھ سے غرض نہیں

بیمار میں نہیں ہوں اگر تو مسیح ہے
کر اپنی ہی دوا مجھے تجھ سے غرض نہیں

کچھ بل کی پیچ سے جو تری زلف لے کہوں
تو کون ہے بلا مجھے تجھ سے غرض نہیں

آئینہ وار دم تحیر میں کیوں پھنسوں
خود بین و خود نما مجھے تجھ سے غرض نہیں

آئینۂ صفائی محبت ہوں دیکھ لے
ای کینہ آشنا مجھے تجھ سے غرض نہیں

خورد و کلاں ہیں خود غرض اس دور میں تمام
شکوہ تجھی سے کیا مجھے تجھ سے غرض نہیں

ق

عادت زباں کو بات بنانے کی ہے بہت
مطلب سمجھ گیا مجھے تجھ سے غرض نہیں

قرآن اوٹھانے کے لئے کیوں مستعد ہے تو
جھوٹی قسم نہ کھا مجھے تجھ سے غرض نہیں

ق

اپنے پرائے میں نہیں کچھ فرق تیرے پاس
دوری میں ہے بھلا مجھے تجھ سے غرض نہیں

دعوت تری نہیں یہ عداوت ہے واقعی
آئیندہ مت بلا مجھے تجھ سے غرض نہیں

کر پائمال نقش کف پا کو ہر قدم
مہندی کو خوں رلا مجھے تجھ سے غرض نہیں

خالی دلا سے اور کدورت سے دل ہے پر
وہ لطف ہی گیا مجھے تجھ سے غرض نہیں

کوئی غرض جو ہے بھی تو اپنی غرض سے ہے
فی الواقعی کہا مجھے تجھ سے غرض نہیں

کہتا ہے کھلکے تو کہ منہ دیکھکر کہو
لے منہ پہ کہدیا مجھے تجھ سے غرض نہیں

جب تک کہ تو مرا تھا مجھے کام تجھ سے تھا
جب تو نہیں مرا مجھے تجھ سے غرض نہیں

پیمان شکن مذاق نہ جان اپنی بات کو
جب تک ہے دم مرا مجھے تجھ سے غرض نہیں

ق

اچھی بری سے تیری علاقہ نہیں مجھے
کر رحم یا جفا مجھے تجھ سے غرض نہیں

ای بت خدا پہ رکھی ہے کیوں چھوڑنے کی بات
کب چھوڑتا خدا مجھے تجھ سے غرض نہیں

بندے کا ساتھ چھوڑتا ہے بندہ ہی فقط
انداز ہے ترا مجھے تجھ سے غرض نہیں

ق

اللہ جانتا ہے ثواب و عذاب کی
تو جانتا ہے کیا مجھے تجھ سے غرض نہیں

اک دن ملیگا ظالم و مظلوم کا پتا
جھگڑون مین کیون پڑون مجھے تجھ سے غرض نہین

خوش ہو کے جلد سجدۂ شکرانہ کرا دا
بر آیا مدعا مجھے تجھ سے غرض نہین

ق

منت کوئی جو مانی ہو پہنچا شتاب سے
مجھ سے تو سن لیا مجھے تجھ سے غرض نہین

دن رات کی خلش گئی کانٹا نکل گیا
مین نے تو کہدیا مجھے تجھ سے غرض نہین

پھر لو ہون مین جسکو نہین ہون جو جان و دل
بیمہر مہ لقا مجھے تجھ سے غرض نہین

ہمقافیہ غزل اسد اللہ خان غالب دہلوی

بہار رفتن قدم دیکھتے ہین
تجھے حور گھر کو ارم دیکھتے ہین

بیابان عالم پیدائی کا دشتی
دل سالکان عدم دیکھتے ہین

دہن سے کمر بے ثباتی مین تیری
بمقدار یک مو کے کم دیکھتے ہین

نظر تو دہان تو زبان تو بیان تو
کہین کسطرح تجھکو ہم دیکھتے ہین

غبار دل یار خط سبز کے نگاہ
ہم اسکو مبارک قدم دیکھتے ہین

یہان صفحۂ دل مین محتاج پھر لو
خط دست اہل کرم دیکھتے ہین

مانگ کہانے فقیر ہوتے ہین
رفتہ رفتہ امیر ہوتے ہین

تم جوان ہو کے بھی شریر ہو واہ
بچے اکثر شریر ہوتے ہین

ذرے اوس مہربان کے مسکن کے
رشک مہر منیر ہوتے ہین

موی مژگان ہر کمان ابرو
تیر ہوتے ہین تیر ہوتے ہین

جو بنے ہین جہان کی مٹی سے
وہ وہان کے خمیر ہوتے ہین

خطۂ حسن و عشق کے مابین
عاشق اونکے سفیر ہوتے ہین

ذات سے اپنی ہین جو خود محتاج
وہ کسیکے سفیر ہوتے ہین

سرو قمری ہیں تیرے گلشن میں
یہاں آزاد بھی اسیر ہوتے ہیں

درخت سب مثال کے باعث
شعر خود بے نظیر ہوتے ہیں

وہ جو گرتے ہیں تیری نظروں سے
[illegible] وہ حقیر ہوتے ہیں

جسم مفلس پہ بسی چکن کی جگہ
[illegible] نقش حصیر ہوتے ہیں

ملک زادے ابن راعی ہیں بیشک
[illegible] خود وزیر ہوتے ہیں

منعم دو ہوں تو بات ایک ہیں
[illegible] او وزیر ہوتے ہیں

نوجوان اور پیر کا وعدہ
[illegible] پیر ہوتے ہیں

حسن وہ نقش ہے کہ جسکے شبیہ
[illegible] میر ہوتے ہیں

پھر وہ بے بہرہ ہوتے ہیں پیر لطف
لطف عشر عشیر ہوتے ہیں

ہمقافیہ بر غزل مرزا نواب خان صاحب داغ دہلوی

زبان سے برہم ادا سے وصال کرتے ہیں
ہمیشہ [illegible] جیمی سے سوال کرتے ہیں

یہ جام چشم حسین ہے کہ کاسہ درویش
مدام تشنہ لبوں سے دل کا سوال کرتے ہیں

کسی کے عارض رنگین کا رنگ جمتا ہے
چمن میں گل کی جو ہم دیکھ بھال کرتے ہیں

ادھا کے چلتے ہیں کلیاں جو پاجامے کی
شگوفوں کو غنچہ دہن پائمال کرتے ہیں

یہ سرخروی کو اپنی ہے ایک نیک شگون
سوال وصل ہے وہ منہ جو لال کرتے ہیں

غزل سے کچھ غرض اظہار علم و فضل نہیں
بیان زبان سے ہم دل کا حال کرتے ہیں

زیادہ لطف خیالی سے کچھ نہیں پایا
اگر [illegible] اپنے خیال کرتے ہیں

یہیں عالم غفلت سے دل کی ہشیار رہا
کر [illegible] اب ہیں ہی ہم اوسکا خیال کرتے ہیں

عجیب مکر کے پتلے ہیں آجکل کے لوگ
کر بس اگر نہیں چلتا تو چال کرتے ہیں

سنو جو کچھ نہیں چلتی تو کیا کریں مجبور
زبان چلا کے نہ کہدیں کہ چال کرتے ہیں

وہین کی موت کو نقل مکان کہین تو بجا — جو لوگ عین حیات انتقال کرتے ہین

پرائے جانوروں کو بہی کاٹ کر چکھنا — حرام مال کو کیسا حلال کرتے ہین

جنون کے عشق مین نقصان دین و دنیا ہے — کہ پہلے ہی دل و دین کا سوال کرتے ہین

یہ غم کی داخلی دل کی سفارشون کے سبب — جو ہر طرف ہوا اوسکو سنبھال کرتے ہین

اسیکا شعر ہوا اپنا بتاتے ہین شکر — بس اس زمانے کے شاعر کمال کرتے ہین

سجای جہسر قیامت کا قہر ہے **پیرو**
حسین دور قمر کے کمال کرتے ہین

ہمقافیہ برغزل نواب مرزا خان صاحب داغ دہلوی

دلکو ہم خوش کئے جاتے ہین کہ وہ آتے ہین — بیٹھکر شور اوٹھاتے ہین کہ وہ آتے ہین

چشم بد دور ہے جوش مسرت کی بہار — در و دیوار سناتے ہین کہ وہ آتے ہین

آزمایش ہے مقدر کی یہ آنا جانا — دیکھین ہم جان سے جاتے ہین کہ وہ آتے ہین

لایق دید و شنید آج کا جلسہ ہے یہان — ہم رقیبون کو بلاتے ہین کہ وہ آتے ہین

قاصدون کو مری تسکین ہے منظور فقط — اب خبر روز یہ لاتے ہین کہ وہ آتے ہین

یون کہتا ہے کہ غفلت نہین اچھی کہ یہان — نیند سے آنکھ ملاتے ہین کہ وہ آتے ہین

دلکو بہلانے کی تدبیر یہ ہم نے کی ہے — ساختہ آدمی آتے ہین کہ وہ آتے ہین

بیطرح شور مچاتے ہین اگر طفل سرشک — ہم بہی کہہ کے ڈراتے ہین کہ وہ آتے ہین

دیکھئے چل کے ابہی فیصلہ کیا ہوتا ہے — جان ناصح مری کہاتے ہین کہ وہ آتے ہین

کوی کہنے کی ضرورت نہین آنے کی یہان — مرے انداز دکہاتے ہین کہ وہ آتے ہین

حال بگڑا ہوا دیکہا جو مرا ای **پیرو**
دوست سب بات بناتے ہین کہ وہ آتے ہین

گر جا بادل تو وہ گہبرا کے جہجک جاتے ہین — بجلی جب کوندنے لگتی ہے چمک جاتے ہین

اپنی گردش سے یہ کیون ذوقِ فلک حسن ہے تنگ
گردشون سے کہین افلاک بہی تہک جاتے ہین

پیچ سے حقہ پلانے کی طلب کیون نکرون
دم مین آتاہے وہ گل ہوش سٹک جاتے ہین

کونسے منہ سے کہین ہم لبِ شیرین کو نبات
بوسے لیتے ہین تو شیرینی سے جہک جاتے ہین

اونکی خلوت وہ جگہ ہے کہ ہوا کو نہین دخل
کوئی موسم رہے ہم گرمی سے پک جاتے ہین

دور اندیش ہین کرتے ہین یہ صحبت کا پاس
جب قریب اونکے مین آتا ہون سرک جاتے ہین

واقعی عشق نہین ہے یہ پری کا سایہ
دیدۂ ہم نیند مین راتون کو چہک جاتے ہین

خانۂ دل مین حرارت یہ کہان سے آئی
وہ جو آتے ہین کبہی گرمی سے پک جاتے ہین

بوسے لیتی ہے جو اِی گل نئی قلیان ہردم
آتشِ رشک سے ہم جلکے بہڑک جاتے ہین

کسطرح حضرت ناصح کو نہ کہیے نکچی
کبہی تشریف جو لاتے ہین تو بک جاتے ہین

نظر آتا ہے جو میرا وہ بتِ ہوش ربا
سالکِ راہِ خدا راہ بہٹک جاتے ہین

چمن یار مین بسکر جو صبا آتی ہے
اہلِ گلشن کے مشامات مہک جاتے ہین

آمد و رفت کی تعداد خدا ہی جانے
سحر و شام مین لگ آتے ہین لگ جاتے ہین

اطلس چرخ پہ ثابت ہے طلسمات کا کام
شام ہوتے ہی ستارے جو یہ ٹک جاتے ہین

وہم آتا ہے جنہین اونکو دکہا دیتا ہے
شبہ ہوتا ہے شیاطین کا ٹک جاتے ہین

خنجرِ ابروی قاتل کا سناتا ہون جو وصف
مرغِ بسمل کی طرح لوگ پہڑک جاتے ہین

گرمی کی فصل مین سرگرم نصیحت مین بہت
خوب اپریل مین احباب بہک جاتے ہین

بے خطا سولی پہ لٹکاتا ہے انکا جو شباب
تو بڑہاپے مین حسین آپ لٹک جاتے ہین

انتظاری تو ہے اک مہر کی لیکن ڈر ہے
صبح کو دیدۂ بیدار جہپک جاتے ہین

مہربان کا جو تصور کبہی آیا پہر تو
آن کی آن مین ہم فاصلے تک جاتے ہین

پہر کسی شوخ سے ہم آنکہہ لڑا بیٹہے ہین
آٹہوین چوٹ ہے یہ دل پہ جو کہا بیٹہے ہین

دیکھین میدان کف دست سے کیا ہاتھ آئے
ہم جنون قتل حنا رنگ جما بیٹھے ہین

مدد ای طالع بیدار کہ ہے سیر کی جا
آنکھ دروازے کے روزن پہ لگا بیٹھے ہین

ایک مدت سے ترے وصل کے بھوکے ای بت
تن بہ تقدیر توکل بخدا بیٹھے ہین

چار دین پانچوین ٹہری ہے ملاقات اونکی
رفتہ رفتہ قدم آہستہ بڑہا بیٹھے ہین

حسن تقدیر سے دیکھین نظر آئے کیا شکل
باتون باتون مین اوسے عشق جتا بیٹھے ہین

خفتہ بختی سے ہیو سبزہ بیگانہ کہین
سبز خط کو تو ترا باغ دکہا بیٹھے ہین

کیون ہو تیر تعصب کا نشانہ دل غیر
توڑکر گوشہ مرے پاس وہ آبیٹھے ہین

رہگذر مین تری مٹ جائینگے اوٹھنے کے نہین
یا ہم صورت نقش کف پا بیٹھے ہین

جب نہین اوسنے کہی دل کی طرح بیٹھ گئے
خوب ہم بیٹھنے کا لطف اوٹھا بیٹھے ہین

ق

سامنے تو جو گلا صاف نہ کرلے نہ اوٹھین
آج ہم زمزمہ سنج مثل صدا بیٹھے ہین

کس لئے آج مکدر ہے طبیعت کیا ہے
کس سے آزردہ ہین تم کس پہ خفا بیٹھے ہین

خوب دل کھول کے بیداد کرو بولو ہنسو
ہم تو کہتے ہین کہ مشتاق جفا بیٹھے ہین

باتین بوسے کی میان منھ سے کیون کرتے ہو
ہم سے بولو کہ طلبگار رہین کیا بیٹھے ہین

بے سبب ایسی طبیعت مین جدائی کیا خوب
مہربان کسلئے پھر تو سے جدا بیٹھے ہین

نالہ و آہ و فغان یار کرون یا نکرون
مین غم ہجر کا اظہار کرون یا نکرون

اک نظر آئینہ مین دیکھ کے میٹھی صورت
تو ہی بتلا کہ تجھے پیار کرون یا نکرون

کبھو عناب لب یار نہ چوسون کیونکر
انبساط دل بیمار کرون یا نکرون

پتلی وہ پنجۂ مژگان مین لئے ابرو کی تیغ
دل سے کہتی ہے ابھی وار کرون یا نکرون

ساتھ ہی اونکے نہ جاگے کوی سوتا فتنہ
دل دھڑکتا ہے کہ ہشیار کرون یا نکرون

پیچ سے بخت سیہ کے نہین بچا اسکے زلف
دل کو زلفون مین گرفتار کرون یا نکرون

رنگ و بو گلبدنون کی ہے پسند خاطر
باغ ہستی مین گلے ہار کرون یا نکرون

اوہنین داروی مقسوم ہے جوانی کا جوش
راتدن سوتے ہین ہشیار کرون یا نکرون

ہو خفا بھی اپنے ہین اور دانت بھی اپنے گویا
ہجر مین شکوۂ دلدار کرون یا نکرون

نہ پڑے دل مین گرہ تیرے کہین مشکین زلف
مدحت نافۂ تاتار کرون یا نکرون

نہ شب وصل کوئی فتنۂ خفتہ جاگے
گلۂ خواب گرانبار کرون یا نکرون

سوچ مین ہون کہ دل زار کو اپنے پھر تو
عاشق مہر پرانوار کرون یا نکرون

ایک بوسے پر جہگڑتے ہین جہگڑنے دو اونہین
منہ بنا کر اب بگڑتے ہین بگڑنے دو اونہین

ناک اپنی عین گلشن مین دکہا کر ای صبا
ناک چمپے کی رگڑتے ہین رگڑنے دو اونہین

ہجر مین اوجڑے ہزارون گلشن دل تو کہا
اوس گل ترنے اوجڑتے ہین اوجڑنے دو اونہین

ہے اگر تقدیر مین وصل ایک دن ہو جائیگا
بے سبب مجھ سے بچھڑتے ہین بچھڑنے دو اونہین

ہم بھی تن کر بیٹھینگے اب اپنے عالم پر ضرور
اپنے جوبن پر اکڑتے ہین اکڑنے دو اونہین

بیخ و بنیاد رقیب اب کٹتی ہے ہو مین نہال
نخل یہ جڑ سے اوکھڑتے ہین اوکھڑنے دو اونہین

دل ہوا ساعی جو منت پر مری اوس نے کہا
آج سرکش پاؤن پڑتے ہین تو پڑنے دو اونہین

نقرہ و شبدیز روز و شب کبھی اڑیل نہ تھے
عرصۂ فرقت مین اڑتے ہین تو اڑنے دو اونہین

وہ لڑاکا نام کو ہین مہربان مثل فلک
مجھ سے ای پیر تو اگر لڑتے ہین لڑنے دو اونہین

ہین قیامت گول گول ای جان تمہاری چھاتیان
جان لیتی ہین ہماری پیاری پیاری چھاتیان

اوٹھتا جوبن تیرا رشک غنچۂ نوخیز ہے
ہین کہان مست کش باد بہاری چھاتیان

چھوٹی چھوٹی چھاتیون مین ہوتی ہے لذت بڑی
بدمزہ ہوتی ہین اکثر بھاری بھاری چھاتیان

دیکھکر مردم کا دم چڑہتا ہے جوش بار سے
ہوتی ہین چھاتی کی سل کمبخت بھاری چھاتیان

جال کی انگیا سے کرلیتی ہین یہ دل کا شکار
بن گئین ہین اندئون تیری شکاری چہاتیان

دل ہین آتا ہے تمہاری چہاتیون کو دیکہکر
جان جان صدقے کرون گوری کواری چہاتیان

چہاتیان دیکہے سے ہے ہیچ عاشق کو اُدہار
وصل کے بہوکے کو ہین گویا ہماری چہاتیان

شوق دل کب توڑتا ہے دامنی کا تار توڑ
چہپکے کچہ کچہ جہانکتی ہین خود تمہاری چہاتیان

چشم پر لو مین زیادہ مہر ومہ سے پر ضیا
رات دن ای مہربان ہین یہ تمہاری چہاتیان

رات بہر بیقرار رہتا ہون
عارض وصل یار رہتا ہون

یا تری یاد مین ہون مین سکتا
یا ہمین اشکبار رہتا ہون

تری زلفون سے با دل صدچاک
مثل شانہ دوچار رہتا ہون

ای گل تر ہے کیون خلش منظور
انتظاری مین خوار رہتا ہون

نظر آتا نہین ترا گل رخ
لالہ کی طرح یار رہتا ہون

ہجر زلف اور شغل اکل و شرب
نفس کو اپنے مار رہتا ہون

ایک زہرہ جبین کا ہے جو خیال
ساز سے ہمکنار رہتا ہون

ادعا حال زار پر لو کا
اوسکا آئینہ دار رہتا ہون

ہمقافیہ برغزل تدبیر الدولہ دبیر الملک منشی مظفر علیخان بہادر جنگ اسیر مرحوم لکہنوی

جلوے شباب کے یہ ترے دست و پا کے ہین
طوطی جو اس طائر رنگ حنا کے ہین

محتاج بادشہ تری دولتسرا کے ہین
یان صاحب سریر کو رتبے گدا کے ہین

زاہد غرور ہین نہو شیطان کی بندگی
گو ہم گناہ گار ہین بندے خدا کے ہین

مرحبا ہے گر فراغت خوبان خوش ادا
ناقون کو ناز سے کہین روزے قضا کے ہین

آتا نہین ہمین کوی آئین دشمنی
پالے ہوے کنار غم آشنا کے ہین

بد نیک کو تو کیا نہ کہے بد کو بد کوئی
مخلوق سارے آئینے نور خدا کے ہین

عینک نہین ہے دیدۂ پرنور کو ضرور
محتاج کب یہ سچے نگینے جلا کے ہین

فایز ہین ماہ و شمس شب و روز ماہ و سال
شمسے یہ ضو فشان تری دولتسرا کے ہین

دم پر ہے بحر ہستی مین عمر رواں کی چال
سب چلتے ہوے سفینے یہ موج ہوا کے ہین

بوڈھے ہے جوان شیفتہ ہین زلف دہر کے
یہ بوڈھے ہین سخرے دیدنی اس بیسوا کے ہین

جو لوگ پیش بین ہین سرا باندھتے ہین یہان
یہ پیش خیمے عرصۂ ملک بقا کے ہین

خوبون کو راہ راست پہ آنا زوال ہے
معنی شناس ہم بھی خط استوا کے ہین

کہتے ہین لوگ گور غریبان کو دیکھکر
نقش اس زمین پہ نعل سمند قضا کے ہین

فرقت مین گلرخون کی سراپا یہ کہائے گل
میری قبا مین پھول گلون کی قبا کے ہین

ہنستا ہون آسمان پہ ستارون کو دیکھکر
جلوے نظر مین خندۂ دندان نما کے ہین

بخت سیاہ عاشق تیرہ نصیب کے
دیباچے نثر مدحت زلف دوتا کے ہین

ہم نے خطا ہی کی ہے تو بوسہ لیا ترا
لایق سزا کے ہین ہی تو پیاری سزا کے ہین

وہ بات بات مین اب اڑا جاتے ہین مجھے
کیا کیا مری سواری مین گھوڑے ہوا کے ہین

کچھ اک مجھی کو دھیان نہین اوس مسیح کا
مشتاق سب مریض جہان مین شفا کے ہین

پھر لو تو مریض ہجر کو ہے اوس گلی کی دھن
طالب یہ لوگ دیر سے دار الشفا کے ہین

پھر تجھے دیکھنے کو شام و سحر روتا ہون
جب سے دوچار ہوا آٹھ پہر روتا ہون

غم دندان مین نکلتے نہین اشک آنکھون سے
مین بھی نیسان کیطرح آج گہر روتا ہون

کشت سرسبز ہے غم کی اودہائی بحر کرم
بے ترے ابر کے مانند جدہر روتا ہون

لعل لب کوئی جو آنکھون مین سما جاتا ہے
اے آنسو کے عوض خون جگر روتا ہون

غم فرقت کا اثر ہے یہان دونون جانب
وہ بھی روتا ہے اودہر مین جو ادہر روتا ہون

ہجر مین حضرت حوا کے تہے آدم گریان
کیا تعجب ہے جدائی مین اگر روتا ہون

نالۂ غم کو خوشی سے ہے فقط قدِ مطر
منہ پہ کہنے کے لئے شاد ہون پر روتا ہون

دن کو آوارہ طلب مین روشِ بادِ صبا
شب کو شبنم کے مثال ای گلِ تر روتا ہون

آجکل زانوی دلدار میسر جو نہین
زانوؤن پر ہے اسی فکر مین سر روتا ہون

مہربان آتے ہی پہر تو مری آنکھین ہوی خشک
یعنی شبنم کی طرح تا بسحر روتا ہون

قیامت کا آشوب دکہلا رہے ہین
وہ بت پہنکے عاشق کو ترسا رہے ہین

سرِ مو نہین اوسکے بالون کی تعریف
یہ چوٹی کے مضمون کیون آ رہے ہین

مری بیکلی ہے تماشا نصیبا
نہین تو وہ کیون کل سے تڑپا رہے ہین

نہ کہا سیر طبعی کا ان پر تو دہو سکا
ترے عاشقِ زار غم کہا رہے ہین

مآل اسکا کیا ہاتھہ آئیگا دیکہین
شبِ وصل وہ پاؤن پہیلا رہے ہین

یہ قسمت ہماری کہ نادان ہین وہ
سمجہتے نہین گو کہ سمجہا رہے ہین

بہارِ گلستانِ حسن اب ہے آخر
ترے پہول سے گال کملا رہے ہین

نہ جائینگے وہ چہوڑ کر زندگی بہر
مری گود مین کیا مزے پا رہے ہین

یہان خود فراموش ہے عاشق زار
مفاسد وہان اوسکو سکہلا رہے ہین

ہوا مہربان آج ساقی جو پہر تو
ہم اپنے پیالے کو چہلکا رہے ہین

سنا ہے یہ کہ وہ بیداد سے باز آنیوالے ہین
نہ دی لذت اگر شوق ستم نے پہر تو نالے ہین

مثال اشک ابر تر گریگا آنکھ سے اپنی
تری پیہم جہڑی لین پر آجکل ہم رونے والے ہین

دہانِ گور سے مردے سناتے ہین کہان پائی
جو زندہ ہین وہ کہتے ہین کہ تم پر مرنیوالے ہین

بہار آئی کہلے ہین داغ سودا شوق صحرا نے
نئے سہرے جنون نے پاؤن پہر کیا کیا نکالے ہین

الٰہی خیر ہو ورنہ بڑی سخت آفت ہے یا آفر
دہان زخم کچھ قاتل کے منہ پر کہنے والے ہیں

نہو یہ بیٹھا چین بر جبین اونکی طرح ہرگز
وہ مشکیں زلف سے مشکیں اگر کسوانیوالے ہیں

مسی مالیدہ ہونٹوں کی ترے تشبیہ ہے سوسن میں
چمن میں غنچۂ لب اس کالی صورت کے یہ لالے ہیں

غضب مژگان کا اک اک ہے ناوک اک تیر افگن
بلائے چشم و دل اوس شاہ خوبان کے رسالے ہیں

تری پلکیں ہیں یا یہ پلٹنیں ایستادہ صفوں گر یہ
مگر صف بستہ شہر چین پر روسی رسالے ہیں

قیامت ہیں اوہیں کو سرفرازی ہے بس ای پرتو
یہاں صدقے جو احمد کے قدم پر ہونے والے ہیں

غزل اردو بے شرکت الفاظ فارسی و عربی وغیرہ تخلص پرتو کے عوض اوجالا ہے

منہ کھولو تو کل ہو بیکلی میں
یہ بات کہاں کسی کلی میں

بیکل کو ہو کل کا کیا بھروسا
جھوٹے کوئی کل ہے بیکلی میں

پتھر چلے جب یہہ بہیڑ کی
لڑکے ہیں پچاس سو گلی میں

گھائل ہوں پہ تیری گا رہا ہوں
یہ ٹھاٹھہ یہ دھن ہے بانسلی میں

جوبن ہے جو کچھ تری کچوں کا
یہہ کچھ ہے ابھار کب ڈلی میں

بات اوسنے جو کی ہی تو جھڑے پھول
کیا پھول تھے ہونٹھ کی کلی میں

دھن باندھ کے اون کلائیوں کی
ہاتھوں سے پڑا میں بیکلی میں

تلوا سی چل گئی لگی آگ
کیا آگ کی ہے کٹی جلی میں

تھم جاؤ تو آنسوؤں کے لٹہ کو
کھو جاؤ گے جھوٹی کھلبلی میں

ای سورج ہے ترا اوجالا
تنکا تنکا بڑی ہلی میں

غزل ایسی اردو کہ جیسے مولو حضور مصنف میں بے شرکت الفاظ فارسی و عربی وغیرہ تخلص پرتو کے عوض اوجالا ہے

سورج کی کرن ہے اردلی میں
یہ سے چمک اوس جھلا جھلی میں

ہیہات موسنا بھی میرا
کیا بلگیا نہ کچھ ٹلا ٹلی مین

دیکھو دیکھو سمجھ کے دیکھو
مٹی نہ ملیگی پاتگلی مین

پھر جان کے کیون سمجھ سے انجان
یان تم جو ہوے سمجھ پلی مین

یہ پیٹ کے گنتے مرتے ہین کیون
کیا چیز ہے ایسی اس نلی مین

ڈر کیا جو بہا کے لین لپیٹا
سانپ اندھے ہین اپنی کینچلی مین

نربہاگی ہے گورون کی جو مورت
ہے بہاگ بہا گئی سانولی مین

گورون مین ہے اور نہ کالون مین ہے
جو بات ہے پیاری سانولی مین

بیکل ہون سنگار سے تمہارے
کب تک رکھوگے تل کھلی مین

بڑھ کر ہے کرن سے بھی اوجالا
چولی کی تری اساولی مین

ہمقافیہ بہ غزل سید آغا حسن صاحب امانت مرحوم لکہنوی

بندا وس پھول کی انگیا کے جو وا ہوتے ہین
رنگ گلزار کے جوبن کے ہوا ہوتے ہین

گرم جو روز وہ بے مہر ذرا ہوتے ہین
ہم ستارون سے کئی ماہ خفا ہوتے ہین

کشتے کیا کیا کے جوانی مین فنا ہوتے ہین
نوجوان لوگ طلا کرکے طلا ہوتے ہین

دام کاکل کی جدائی مین تڑپ کر صیاد
طائر جان قفس تن سے رہا ہوتے ہین

پہنچی نوبت یہ سر دست جو پہنچا ترا دھیان
نکل آئی تو پھر انگشت نما ہوتے ہین

فصل گل مین جو منڈھی تیرے جھونکی بھی ہوا
پیرہن تن پہ ہزارون کے قبا ہوتے ہین

مرد مو دیکھو قضا اور قدر کے غمزے
ناز لب یار کی پلکون سے ادا ہوتے ہین

جان آزردہ ہے آزردگی جانان سے
دم خفا کرنے کو بے وجہ خفا ہوتے ہین

ہان جو اچھے ہین وہ اچھے جو برے ہین وہ برے
باندھی بوم کہین بال ہما ہوتے ہین

جن کے سائے سے بھی اوڑ جاے پری کا آسیب
تیرے دیوانے مر یجان وہ بلا ہوتے ہین

کبھی ماشہ کبھی تولہ کبھی ناخوش کبھی خوش
متلون ہین وہ خوش ہو کے خفا ہوتے ہین

ہم پیالہ ہین مرے خضر بیابان سلوک
ساغر مُل قدح آبِ بقا ہوتے ہین

یہ نمکخوار دمِ تیغ کے ہین خیر طلب
شکر ہین کچھ دہن زخم جو وا ہوتے ہین

ہاتھ آتا ہے فقط ناخلف اولاد سے رنج
پور ابتر جو ہین انگشت نما ہوتے ہین

مہربان کیون نہ ہر اک ماہ ہو مجھ پر پہر تو
پہنچے مقصد کو اگر بخت رسا ہوتے ہین

غیر سے آپ کے عاشق کو سروکار نہین
جھوٹا دعوی نہ سمجھنا کہ یہ کردار نہین

جلوۂ یار کسی راہ نمودار نہین
روزنِ در بھی نہین روزن دیوار نہین

یار حیوان ہے وہ صفا اور انسان ہے تو
تری رفتار کبھی کبک کی رفتار نہین

جسطرح حُسن کی سرکار مین ہے ظلم روا
اسطرح ظلم روا عشق کی سرکار نہین

کون معشوق نہین ظالم و سفاک و شریر
کون عاشق ہے جو بیکس نہین لاچار نہین

جسم و جان و جگر و چشم و دل و پہلو و سر
کون ہے ان مین جو قاتل کا طلبگار نہین

یار آنے کی قسم کہا کے نہ آیا سو بار
سچ کوی وعدہ نہین اور کوی اقرار نہین

ہے فقط جسم مرا وسکی ہوا ہی بالکل
کہ عناصر مین شریک آب و گل و نار نہین

ق

اشک کی فوج نے سو معرکے غم کے مارے
کیا یہ بے قاعدہ لشکر مرا جرار نہین

دیکھیے معرکہ آرائی ہے یا شعبدہ ہے
گولہ بارود نہین اور کوی ہتیار نہین

وعدۂ وصل بہی کس لطف کے جہگڑے مین ہے
مجھے اصرار نہین یاد نہین انکار نہین

طلب بوسہ مین کرتی ہے خلل خانہ خراب
شرم آجاتی ہی کہتے ہین وہ ناچار نہین

شرم کی بات ہے انسان جو بیکار ہُوا
یار دنیا مین کوئی چیز تو بیکار نہین

خاک خوش آئے مجھے گلشن ایجاد کی سیر
مرے آغوش مین جب غنچہ دہن یار نہین

مین خطاوار سہی بخشنے مین کیون اِستاد
یار کیو مستحق عفو گنہگار نہین

مہربان کی مرے زلفون مین یہ ضو ہے پرتو
بال بال اوسکا کرن مہر کی ہے مار نہین

دل لگی جس سے نہین اوس سے سروکار نہین / گرچہ مشتاق ہون پابندی کی کردار نہین
اوسکا جلوہ نہین کس شے مین عیان اور نہان / خالی اوس جلوے سے بس نور نہین نار نہین
دیکھو دلچسپ حقیقت مین ہے وہ دام درم / کہو اس دام مین دل کسکا گرفتار نہین
سب بھلے وقت کے اخلاص جتانے والے / پر برے وقت کوی دوست مددگار نہین
یار منظور نگاہ و دل انصاف پسند / تری گفتار نہین یا تری رفتار نہین
بے نہایت ہی ہین اس رہ مین نشیب اور فراز / عشق کی راہ جسے کہتے ہین ہموار نہین
کیا ہوے پھول کے ساغر کے وہ رنگین دورے / گل کے مانند چمن آج دہوان دہار نہین
کب نگاہون مین نہین دیدۂ سرشار ترے / کب مین ساقی انہین دو جام مین سرشار نہین

مہربان عشق مین ہارا ہے دل اپنا پرتو
کون بازی ہے جہان جیت ہین ہار نہین

غزل در تعریف دیان[عه] خاص حضور دام اقباله

دکھلائیگی جو تیزی رفتار پیاری جان / رخش خیال سے ہو پرے پار پیاری جان
گلگون سے بھی صبا کے ہے سپیڈ مین تیز تر / گویا ہے باغ دہر مین پردار پیاری جان
ہر دم ہوا کے گھوڑے پہ گویا سوار ہون / جب گاڑی مین ہے صاعقہ کردار پیاری جان
پامال رشک پولو مین پونی ہین ساتھ کے / وہ پولو پونیون مین ہے سردار پیاری جان
گاڑی اولٹ گئی تہی سواری مین ایکبار / دہشت سے بس بہڑکتی ہے ہر بار پیاری جان
فربہ غریب تیز ہے اور تندرست ہے / لاغر شریر سست نہ بیمار پیاری جان
ہے سیدہی ہاتہ پاؤن مین اللہ کے فضل سے / اور پاک بال ہنسو مین ای یار پیاری جان
کاٹے نہ لات مارے نہ اڑیل سواری مین / بے عیب ہے بفضل خدا یار پیاری جان

عه نام دربان خاص

میدان مین حسد سے کٹے دو سرے سوار | چلتی ہے ہٹکے برہنہ تلوار پیاری جان
گھوڑون مین میرے یکی ہے یہ سبزہ کا مادیان | رکھتی ہے اپنے جوڑ سے کیا عار پیاری جان
قول فلک کہ ابلق لیل و نہار ہے | اس میٹھی پوئی پر تری بلہار پیاری جان
کھٹکا کسی طرح کا نہین اسکی سیر مین | فی الواقعی ہے اک گل بیخار پیاری جان
قمچی سے ایسی کڑوی یہ شیرین مزاج ہے | کھائے یہ کیا مجال کوی مار پیاری جان
رہنس کے بس اشارے پہ یہ تیز و مست ہے | حیوان ہوکے ایسی ہے ہشیار پیاری جان
گویا ڈھلا ہے سانچے مین بس اسکا جوڑ جوڑ | تصویر کے لئے ہے سزاوار پیاری جان
صورت مین دیکھنے کو ہرن ہے یہ مادیان | کیون بھرنے چوکڑی نہو تیار پیاری جان
کیا ریل اور ٹرام سے آگے ہے دو قدم | برق نظر سے تیز ہے ای یار پیاری جان
بھولے خرام ناز اگر کبک دیکھ لے | ایسی ہے خوش قدم دم رفتار پیاری جان

پرتو پہنیگے سب شش و پنج مین مہربان
گھوڑون سے شرط کے ہو جو دو چار پیاری جان

دل آرام کے دل دکھائے ہوے ہین | مزے زندگی کے اوٹھائے ہوے ہین
کئی داغ دل پر جلائے ہوے ہین | جو اک شمع سے لو لگائے ہوے ہین
لگائے ہون دانت اور لگی انکہ ادہر کیون | وہ کاجل نہ مسّی لگائے ہوے ہین
خمش اسلئے ہون کیان حضرت ضعف | گلا زور سے کچھ دبائے ہوے ہین
سب انسانو نسون کو کہتی ہے خلقت | کہ گنگا مین گویا نہائے ہوے ہین
مجہی سے حیا وہ بچا جاتے ہین آنکہہ | نیا پردہ ہے منہ چھپائے ہوے ہین
چلاتے ہین تیر نگہ بہون چڑہاکر | کمانون کے چلے چڑہائے ہوے ہین
جو در دیدہ نظرونکا گھایل ہون گریان | مرے زخم پانی چرائے ہوے ہین
نہین عیب رکھتے نہین ہین جو سامان | سو فربہان لوگ آئے ہوے ہین

کوئی آن تو ہمکو بھولے سے خوش کر — کہ اک عمر تیرے رولائے ہوئے ہین

کسی بت پر آئی طبیعت جو اپنی — الٰہی سب اپنے پرائے ہوئے ہین

خدا جانے بگڑی ہے کس سے بتون کی — کہ یہ منہ جو ایسا بنائے ہوئے ہین

طبیعت کی لے کیا نچانی ہے بے گت — جو دل کینچنی سے لگائے ہوئے ہین

نہ دیکھا فقط ہم نے ہمسر تمہارا — بہت کچھ تو دیکھے دکھائے ہوئے ہین

مکان مین بلائین کہ پھر تو چلائین
در مہربان پر ہم آئے ہوئے ہین

سوختہ دل نفس شعلہ فشان رکھتے ہین — آگ خاکستر خاطر مین نہان رکھتے ہین

رام رام انکے لبون پر ہے کیا مین نے یہ رام — یا خدا بت بھی برہمن کی زبان رکھتے ہین

ورق چشم ہے یا صفحہ تصویر کوئی — آنکھ مین اہل نظر دونون جہان رکھتے ہین

لب سوفار مژہ گوشے سے چپلانے لگے — ترک شوخ ابروی پرخم کی کمان رکھتے ہین

جادوگر ہین عدم آباد کے جانے والے — چار دن کہنے کو ہستی کا نشان رکھتے ہین

بے غلط ایسے ہین ای ترک ترے تیر ادا — جسکے گوشے مین قضا ہے وہ کمان رکھتے ہین

بال کہتے ہین کمر کو کبھی معدوم کبھی — ہست اور نیست کا اک شئی پہ گمان رکھتے ہین

اپنی تعذیب پہ ہنسنے کو فقط ای قاتل — ترے مظلوم بھی زخمون کا دہان رکھتے ہین

آن مین اسکو پھرایا جہان چاہا ہم نے — چٹکی مین رخش تصور کی عنان رکھتے ہین

یہی مطلب ہے کہ پڑھنے کی ہمین تاب نہین — کان پر نامہ جو سب مرثیہ خوان رکھتے ہین

رحم دل مین تو نہین کہتے ہین منہ سے پھر تو — مہربانی کا خیال اور وہ کہان رکھتے ہین

بلبل دل کو ہین غنچہ دہن سر بپادن — صورت مرغ نوا سنج چمن سر بپادن

سینگہ سے شاخین سخن مین یہ نکلتے ہین عجب — دکھتے ہین آہوی تاتار وختن سر بپادن

خواہ خلوت مین رہے خواہ نہتے مین ہے لطف — گر مین ہر ذات جو دیکھ ہے ہی دولہن سر بپادن

نور چشم فلک پیر کیا ہے پامال
رکھیں ارباب نظر تیرے کہیں سر پر پاؤن

پر کہیں اوڑہ کے پہنچتی ہین نسیم اور صبا
گو نہین صورت مرغان چمن سر پر پاؤن

ق
نہ تو کہہ سکتے ہین انسان نہ جا سکتے ہین مرغ
کہ نہین فکر کو دم روح بدن سر پر پاؤن

نہ پرندہ نہ چرندہ نہ درندہ نہ بشر
اوڑہتے پہرتے ہین خیالی اسکے سر پر پاؤن

سر چڑہانے کے سزاوار ہین معصومی و حسن
طفل و معشوق کے ہین اہل زمن سر پر پاؤن

چشم نم دیدۂ انصاف ہو دیکھین جو بغور
ناز سے ہی جو رکھے مرد کے زن سر پر پاؤن

دامن ناز مین جسکے پلے ناز و سیہ کمرے
کسطرح لوٹ کے رکھے نہ ہرن سر پر پاؤن

انکہہ پر پڑتی ہین اوڑہ اوڑہ کے ہوا سے زلفین
مشک کے رکھتے ہین آہوی ختن سر پر پاؤن

اوڑہتا پہرتا ہے ہوا پر یہ پرندون کیطرح
گو نہین طائر نکہت کو بدن سر پر پاؤن

زاہد کیلئے دستار مین رکھی مسواک
کہ نہین ہوتے ہین ای مشفق من سر پر پاؤن

شرق سے غرب پہنچ جاتا ہے اک ہی دن مین
مرغ زرین کو نہین چرخ کہن سر پر پاؤن

سست پہرنے سے ہے پہر لو کو یہ ثابت شب ہجر
چڑھ گئے تہک کے ترے چرخ کہن سر پر پاؤن

چالیون کے ہین خبردار غضب پیٹ مین پاؤن
جتنے سفاک ہین رکہتے ہین وہ سب پیٹ مین پاؤن

جانئے سخت طبیعت کے ہین سب پیٹ مین پاؤن
ایک تا نیل ہی کے رہتے ہین کب پیٹ مین پاؤن

گرمی فاقہ عجب سرو بنا دیتی ہے
بہوکے جب ہوتے ہین رکہہ لیتے ہین تب پیٹ مین پاؤن

ظاہر و باطن مکار کبہی ایک نہین
اہل تلبیس کے ہوتے ہین عجب پیٹ مین پاؤن

کہٹنیان عورتون کو دائی جنائی ہی تو ہین
پیٹ کے درد مین رکہہ لیتے ہین سب پیٹ مین پاؤن

مارنا پیٹ کسی کا بہی کبیرہ ہے گناہ
راہزن رکہتے ہین ناحق کے غضب پیٹ مین پاؤن

پیٹ کا مارا فلک دیکہے زمین تیغ کا پہر
یہ مثل جانکے ہی رکہتے ہین سب پیٹ مین پاؤن

پیٹ کو ڈالکے پہر بیٹھہ یہ لادو ہے مثل
اسکے بدلے مین کہا کرتے ہین اب پیٹ مین پاؤن

دعوتوں کی ہوی بوچہار تو گہر مین فاقہ
آیا رکہنے کو فقط ماہ رجب پیٹ مین پاؤن

سانپ کو پاؤن کہان رینگ کے چلتا ہے فقط
جہوٹ کہتے ہین کہ رکہتا ہے یہ سب پیٹ مین پاؤن

مانع الخیر ہے جو رزق مین آڑے آیا
رکہہ دیا مفت بلاوجہ و سبب پیٹ مین پاؤن

کہتے ہین پہرتا ہے بچہ شکم مادر مین
یہ تو بتلائین کہان رکہے غضب پیٹ مین پاؤن

جلوۂ صنعت صانع ہین سراپا حشرات
سیکڑون کیڑونکے ہین مثل عصب پیٹ مین پاؤن

کیا نکلتا ہے بروقت ضرورت ایک ایک
دیکہیے رکہتے ہین ارباب طلب پیٹ مین پاؤن

آٹھ دن کوئی آٹھ پہر چلتا ہے
جتنے گہڑیان ہین بس اونکے ہین سب پیٹ مین پاؤن

سر دہری کے دق اوسکے ہی ہین سراپا پرلو
روز ہین سارے ہوا خواہ کے شب پیٹ مین پاؤن

غزل بے معنی

ظالمون کو جو پیار کرتے ہین
وہی مظلوم خوار کرتے ہین

بنکے بکرا اتمام مشاطہ
آئینہ ہے سنگار کرتے ہین

پہر بہارون کے بعد آئی خزان
گل پہ قربان خار کرتے ہین

کون گہوڑا ہے اور کون سوار
کیا ہرن کا شکار کرتے ہین

دیدۂ روزن اور مردم چشم
سرمۂ انتظار کرتے ہین

ششش وپنجی کرشمۂ مہ مفت
دیکہا دیکہی دوچار کرتے ہین

گل مین رنگینی صبا نکہت
ذکر لاکہون ہزار کرتے ہین

پانچ چہہ سات آٹھ نو دس کو
ایک دو تین چار کرتے ہین

جو رہا سو وہ بے حساب رہا
انگلیون پر شمار کرتے ہین

پہر رویون کو چاہیے پرلو
اشعار بے قرار کرتے ہین

عہ

غزل اوس ترکیب زبان مین جسمین ہر لفظ کی ہر حرکت مین ایک حرف فے زاید کیا جاتا ہے اسمین نظم کے موجد جعفر مصنف ہین

تفیرفے غفم مفین بفیکفل ہفون مفین
تیرے غم مین بیکل ہون مین

افا نسفو وفون سفے بفادفل ہفون مفین
آنسوؤن سے بادل ہون مین

افنگفیفا تفیرفی جفب یفاد افا یفی
انگیا تیری جب یاد آئی

کفف مفل مفل کفر مفل مفل ہفون مفین
کف مل مل کر ململ ہون مین

اوفس کفے دفعفدفے کفے بفاعفث سفے
اوسکے وعدے کے باعث سے۔

تفیرفا خفواہفان مفنگفل ہفون مفین
تیرا خواہان منگل ہون مین

جفب وفہ کفڑفوفا ہفوجفاتفا ہفے
جب وہ کڑوا ہوجاتا ہے

تفلخفی سفے کفڑفوفا پفھفل ہفون مفین
تلخی سے کڑوا پھل ہون مین

تفیرفی فرفقفت کفی افاتفش سفے
تیری فرقت کی آتش سے

گفو یفا رفوشفن مفشفعفل ہفون مفین
گویا روشن مشعل ہون مین

تفلخفی دفل کفی کفہتفی ہفے یفہ
تلخی دل کی کہتی ہے یہ

افس گفلشفن مفین حفنظفل ہفون مفین
اس گلشن مین حنظل ہون مین

کفثفرفت مفین وفحفدفت ہفی دفیکھفی
کثرت مین وحدت ہی دیکھی

کفیا خفوش قفسمفت احفول ہفون مفین
کیا خوش قسمت احول ہون مین۔

مفیرفی افانکھفین مفیرفا دفل ہفے
میری آنکھین میرا دل ہے

وفا قفف تفجھ سفے جفل تھفل ہفون مفین
واقف تجھ سے جل تھل ہون مین

افانکھفون مفین رفکھتفے ہفین مفردفم
آنکھون مین رکھتے ہین مردم

کفیا افانکھفو نفکفا کفاجفل ہفون مفین
کیا آنکھو نکا کاجل ہون مین

اوفس سفورفج کفے غفم مفین جفل کفر
اوس سورج کے غم مین جل کر

پفھر تفو جفلتفی مفشفعفل ہفون مفین
پھر تو جلتی مشعل ہون مین

عہ ہر مصرع کے نیچے اوسکے اصل الفاظ بھی موزون لکھے گئے ہین۔

غزل ہکلتی زبان مین اردو نظم کہنے کے موجد حضور مصنف ہین

تتتیری ففرقت مین یہ مضطر ہون مین
پپپیارے سبسے بڑہکر وو دلبر ہون مین

دردندان کی دہن مین جو نکلا آنسو
ببولا چچمک کر گگگوہر ہون مین

پوچھتے مین ببرہمن ککیکیون پھر ناحق
بولتا ہے ببت خود کہ پتھر ہون مین

نہین ہوتی سسیاہی ششب ہجر کی دور
غضب ایسا تتتیرہ مقدر ہون مین

ککہتا ہے اای مہ رخ روشن تتترا
ررشک ممّاہ منور ہون مین

تراہر تل چچمک کر یہیہ کہتا ہاہاہے
طططلعت ممین دیکھو بس اختر ہونہین

تتتیرے اابروی خمدار کا قول
ممیدان ممین خونخوار خخنجر ہون مین

سستاؤن ممین دلکو اااپنے نہ کیون
ششیدا ے ششوخ سستمگر ہون مین

تتنہائی ممین جب گگھبراتا ہون
بیکسی بولتی ہے سسرپر ہونہین

بیکسی سے جو ہوتے ہہین حیران عغریب
بولتا ہے توکل سسرپر ہون مین

مہربان کیون ددوری مجھ سے ایسی
واہ پیرتو تتتیرا ممقسر ہون مین

لب رخسار کے بوسون مین جو پایا اوسکو
کھینچکر ہاتھ گلے مین نے لگایا اوسکو

مار کر ہاتھ مرے ہاتھ پہ کی شرط وفا
فتنہ انگیزون کا جب حال سنایا اوسکو

رحم کی اوس سے توقع دل نادان ہے عبث
جو سنجانے کہ بہت مین نے ستایا اوسکو

لے لیا بدلہ دل آزاری فرقت کا تمام
دکھہ شب وصل دیا یہ کہ رولایا اوسکو

مین نے سیکہے ہین وہ سبی زلف سحر طرح کے پیچ
پیچ مین اوسکے پھنسا پیچ مین لایا اوسکو

پان کیا کہاؤن کہان پان کہلانے والا
کیا مرا خون کیا جسنے چھپایا اوسکو

پھول کی باس سے دل دم مین ہے جنبگڑا نبے یار
چٹکیان لیکے مجھے ناک مین لایا اوسکو

تنگ کرتا ہے نصیحت سے فقط کیون ناصح
دلکو میرے ہی کہین ڈہونڈہ کے لایا اوسکو

بیخودی مین بہی وہ ہر دم مجھے یاد آتا ہے آپ کو بہول گیا پر نہ بہلایا اوسکو
سخت دل کیون نہو اوسکا کہ وہ آخر بت ہے مرا ترسانا تماشا نظر آیا اوسکو
ایک کیا رات مین سو بار تو دن مین سو وقت یہ تصور مرا یان کہینچ کے لایا اوسکو
مہربان کیا ہو وہ مہرو کہ مہینون مین کبہی مہربانی کا تصور بہی نہ آیا اوسکو
اوسکا شیدا ہو نمین اور وہ مرا مایل ہے تفرقہ سازون نے آفت مین پہنسایا اوسکو
آتش افروزون نے بہڑکا دیا کیا گل کو مرے پہونک کر آتش بیدود جلایا اوسکو

پہر طلبگار اوسی کا ہے تو پرتو صد حیف
صدمۂ ہجر گذشتہ تجہے بہایا اوسکو

بیکلی سے مری کیا کام ہے آرام کرو چین تم اپنے مکان مین سحر و شام کرو
دل کی بیچینی سے واقف یہ نہین ہین شاید کیا اعزا مجھے کہتے ہین کہ آرام کرو
جلوۂ زلف سیاہ و رخ روشن سے مدام دن کرو رات کرو صبح کرو شام کرو
سست ہو جائے طبیعت نہ کہین آخر کار چپ نہ بیٹہے رہو احباب کوئی کام کرو
یار سے اپنے ملو غیر کا خطرہ کیا ہے زندگی مین کوی ای حضرت دل کام کرو
مین نے صبح شب وصل اون سے کہا منت سے میل اگر دل مین نہین ہے نہین حمام کرو
آنکہہ سے خون نہ جاری ہو شب وصل کہین جانے دو یاد نہ گذرے ہوے ایام کرو
کیون بہی دو روز کی دنیا تو گذر جائیگی خلق مین اپنی نشانی کے لیے نام کرو
میٹہی نظرون سے مجھے دیکہئے ای متوالے چمن حسن کی نرگس کو بہی بادام کرو

ہجر کے صدمون سے خاموش ہو کیون ای پرتو
کیا غضب کرتے ہو تم وصل کا پیغام کرو

قتل کرتا ہے وہ خدائی کو کیا کہون ہاتہہ کی صفائی کو
دور ہی سے ہے بندگی میری ای بت ایسی تری خدائی کو

آرسی چاہیے کہ آئینہ — دیر پھر کیون ہے رونمائی کو

دیکھنا ہو اگر وفا میری — دیکھ لو اپنی بیوفائی کو

سر گریبان مین ڈال لے زاہد — رند سمجھے ہین پارسائی کو

وان نہ پہنچا تو مین ہی رو بیٹھا — آج قسمت کی نارسائی کو

ق

جیسے دریا مین پنجۂ مرجان — نکل آتے ہین آشنائی کو

رکھدیا میرے دیدۂ تر مین — یار نے پنجۂ حنائی کو

جسمین ہاتھ آبرو سے دہونا ہے — سو سلام ایسی آشنائی کو

اوسنے انکھین لڑا کے دل لوٹا — دیکھنا دیدے کی صفائی کو

آہ اسواسطے مین کرتا ہون — آگ لگجاے اس جدائی کو

شیر کسنے کیا اسے کہ پلنگ — لوگ کہتے ہین چارپائی کو

مجھے منہ دیکھنے نہین دیتی — پہاڑ ڈالون تری دولائی کو

ایسا اوسکی ہوا نے گرم کیا — پھونک دونگا ہر اک ہوائی کو

ہاتھ مین دو کوئی چھری پھر تو — بہوکتا ہون شب جدائی کو

مایۂ عیش ہے سراپا تو — حاصل گلستان دنیا تو

نظر آتی ہے تیری ہی صورت — مردم دیدۂ نظارا تو

کوئی خواہش نہین سوا تیرے — واقعی میرے دل کا منشا تو

کیون نہ لپٹاؤن تجھکو چھاتی سے — درد دمل کا مرے ہے چارا تو

اسپہ اتراتا ہون کہ تیرا ہون — اور یہ نازہی کہ اپنا تو

ترے ہوتے پہ لعل سے کیا کام — لال ای لعل لب ہمارا تو

انکھین بے نور ہین مری انی جان — نظر آتا نہین جو ایسا تو

مرا مطلب یہی بہر عنوان
سب تمنا کا ہے خلاصا تو

دم نہ رک جائے تیرے پھر لوٹا
ادہر آتے ہوئے نہ رکنا تو

رہ مین تری قرار نہین جان زار کو
حاصل شکیب بخش دیا انتظار کو

کسطرح سے قرار پھر آئے کہ رات دن
یاد اوسکی ہیطرح سے ہے دل بے قرار کو

مرتا ہے تجھ پہ جو وہ مریگا نہین کبہی
مارے ہزار موت ترے جان نثار کو

گومین ہزار رنگ کے صدمو مین ہون اسیر
آتا نہین خیال مرا گلعذار کو

انسان کو اعتبار سے زینت ہے ہرطرح
لازم یہ ہے گنوائے نہین اعتبار کو

امید توڑنا بہی نہایت خراب ہے
نومید تم کرو نہین امیدوار کو

تدبیر شرط ہے جو ہراک کام کے لئے
سازش نگاہبان سے کی دید یار کو

پھر تو ہے مبتلا فقط اسی بیوفا ترا
آشفتہ اور کیسکا نہ جان اپنے یار کو

دے شاہ حسن چین مژہ کی سپاہ کو
لشکر کی شادمانی سے راحت ہے شاہ کو

دالان کی کمان مین اوس مہ کو دیکھکر
اہل نجوم قوس مین بتلائین ماہ کو

اتنا وہ پانی پانی ہوا تاب وصل سے
بازو کی مچھلی ہو گئی مچھلی نگاہ کو

پیتا ہون ایک بیضۂ مرغ فراق روز
درکار ہے دوا جو ترقی باہ کو

شیون کو میرے حشر اگر جانتے ہین لوگ
کیا آفتاب حشر سمجھینگے آہ کو

آنکھون کو انتظار مین بہی انتظار ہے
تکتی ہین پتلیان بہ تری بانکی نگاہ کو

میدان حشر ہے وہ عدالت کہ یکزبان
ہو جائین گو کوئی لاکھ بہی جہوٹے گواہ کو

مین شرمسار ہون تو غفور الرحیم ہے
ممکن نہین حساب مین لاؤن گناہ کو

چلتے ہین خواب مین بہی تو پائے خیال سے
ہم بہولتے نہین ترے کوچے کی راہ کو

تاریکیٔ شب غم زلف سیہ دکہاؤن
آئینہ چاہیٔے مرے بخت سیاہ کو

میری طرح سے آپ بھی روکر تباہ ہو
دیکھے اگر کوئی مرے حال تباہ کو

آنکھون کو تیرے آدمی کا شبہ ہوگیا
دیکھا جو تیرنے وحشی نے مردم گیاہ کو

آپس کے اختلاط کی صورت بگڑ گئی
ظالم نے رہ بتائی ہے کیا رسم وراہ کو

یہ بار ہے کہ بار نہ پائی نگہ نے بھی
کیا بولین بارگاہ تری بارگاہ کو

پھر تو نہین ہے قدرت خالق سے کچھ بعید
کردے جو کاہ کوہ کو اور کوہ کاہ کو

ہمقافیہ برغزل ناسخ لکھنوی[علہ]

دلکو دکھہ پہنچے تو اک آہ رسا پیدا ہو
ٹوٹے یہ بیضہ تو عنقا کی صدا پیدا ہو

آکے حورون پہ نہ جنت مین قیامت ڈہائے
یا خدا حشر مین دل مجھ سے جدا پیدا ہو

جی کے آجاتے ہی کچھ وصل کی تدبیر بھی کر
درد کے ساتھہ دل زار دوا پیدا ہو

غافلو صفحۂ ہستی پہ یہی ہے تحریر
جب مٹے نقش خودی کا تو خدا پیدا ہو

سیر وحشت سے پریزاد خفا ہوتے ہین
عشق کرنا تو کوئی بے سروپا پیدا ہو

مجھے آوازہ سرپا سے حنائی نے کیا
دانۂ آبلۂ پا سے حنا پیدا ہو

اگر آجائے غم شاہد آرام طلب
حجرۂ دل مین ابھی سرد ہوا پیدا ہو

تو وہ آئینہ ہے ایجان کہ چشم بد دور
جسکے دیکھے سے رخ شان خدا پیدا ہو

سرفراز اپنے قدم سے جو کرے بحر کو تو
پنجۂ مرجان کا ہر اک بہر دعا پیدا ہو

جسم معشوق بھی ہے دو متحرک مضغے
جب کمر مثل دہن بیچ مین نا پیدا ہو

وسعت اس دشت محبت کی نہ پوچھو کہ یہان
تا بہ تار نظر کا نہ سرا پیدا ہو

راتدن اپنے ہون احسان کش جلوۂ حسن
رشک خورشید کوئی ماہ لقا پیدا ہو

مہر وہ شاہد بیمہر ہے مہ داغ جگر
وہ جو پوشیدہ ہو کیون یہ بھلا پیدا ہو

علہ اسمین نو شعر ناسخ کی غزل پر ہر مصرعہ و شعر غزل مین ۔

مرے ویرانے کو پرتو وہ جو عزت بخشے
بوم پر جھاڑے جو یاں آکے ہما پیدا ہو

ہمقافیہ بر غزل ناسخ لکھنوی

دلکو حرکت جو ہو پھر آہ رسا پیدا ہو
چھیڑیں اس ساز کو تو غم کی صدا پیدا ہو

کہیں چلا کے قیامت مین قیامت نکرے
یا خدا دل مرے پہلو سے جدا پیدا ہو

مرض عشق کی عادت ہو تو ہو جائے شفا
درد بڑھ جاے اگر اپنی دوا پیدا ہو

مین جو باقی نہ رہے پھر تو وہ تو ہی تو ہے
بندہ پنہان ہو نظر سے تو خدا پیدا ہو

وہ سہی قد جو قدم رنجہ کرے گلشن مین
سر بسر قامت شمشاد کو پا پیدا ہو

دشت مین خون کف پا سے جو پانی باندھون
تو ہر اک خار کی ڈالی سے حنا پیدا ہو

وہ تو پوشیدہ ہے پھر زیست کی کیا شکل بھلا
اوسکے مانند جو اوسکی نہ ہوا پیدا ہو

یون ہی حق گوئی کی بندونکو جو عادت ہوجائے
ہر بنِ مو ہو جہان نام خدا پیدا ہو

پھر بان وقت سحر بام پر آئین اگر آپ
پنجۂ مہر فلک دست دعا پیدا ہو

بوسے رخسار کے لیلون نہین خوف دشنام
بات عنقا ہے دہن خود ہی جو نا پیدا ہو

کامیاب اون لب جان بخش سے ہوتا جو ہون
رشتۂ عمر روان کا نہ سرا پیدا ہو

خرمن ابر جدائی کو مری آہ ہو برق
فلک بام پہ وہ ماہ لقا پیدا ہو

تو جو مختار ہے میرا تو اسے کیا کہنا
اب اگر کوئی برا اور بھلا پیدا ہو

دور سعد اسکا جو اس دور مین ہے ای پرتو
اب جہان مین عوض بوم ہما پیدا ہو

ہمقافیہ بر غزل ناسخ لکھنوی

یاد آئے جو کوئی آہ رسا پیدا ہو
لب خاموش سے ماتم کی صدا پیدا ہو

کیا کرے نالہ جدائی مین کسیکو تاثیر
بلکہ اغلب ہے کہ تاثیر جدا پیدا ہو

چارہ ساز وہ مجھے بیمار کیا ہے جس نے
وہ جو پنہان رہے کیا خاک دوا پیدا ہو

گو کہ ہر چیز مین در پردہ ہے اسکا جلوہ
پردہ آنکھونکا جو اٹھ جائے خدا پیدا ہو

ای پری ہی تیری طلب مین یہ اوڑا پھرتا ہون
غیر ممکن ہے کہ نقش کف پا پیدا ہو

ای شہ حسن ترے عہد مین عنقا ہے یہ عدل
دل چرانے کے لئے دزد حنا پیدا ہو

گرمی ہجر کہان وصل مین دل ٹھنڈا ہے
آتش افسردہ جو ہو جائے ہوا پیدا ہو

کبھی تعریف خدائی نہین محتاج زبان
ذرے ذرے سے یہان شان خدا پیدا ہو

مہربانی سے جو بھیجے وہ عنایت نامہ
خط سے مضمون خط دست دعا پیدا ہو

جز خدا ہستی مخلوق فنا ہونی ہے
آج پیدا جو ہو پھر کل وہی ناپیدا ہو

رشتۂ شوق ستم دل سے مرے یہ الجھا
لاکھ ڈھونڈھے کوی اسکا نہ سرا پیدا ہو

وعدہ وہ دور قمر ہی تو ہے کچھ اور نہین
کیا عجب طفل ہر اک ماہ لقا پیدا ہو

وہ جو ظالم نہین پھر ظلم کی بنیاد ہے کیا
ذات سے غیر صفت کیسے بھلا پیدا ہو

ہر طرح سے ہے ریاضت مین سعادت پیر لو
ہڈیان اپنی جو توڑون تو ہما پیدا ہو

ہمقافیہ بر غزل ناسخ لکھنوی

درد دل مین جو اوٹھے آہ رسا پیدا ہو
چوٹ پڑ جائے کسی شی پہ صدا پیدا ہو

دوستو اس سے جدا ہو کے غزل لکھتا ہون
جب کرین غور تو مضمون جدا پیدا ہو

کبھی خط بنکے نکل جائے ترے دل کا غبار
سبزۂ خط مرے شکوے کی دوا پیدا ہو

ہے یہ اک کام مین کثرت کی رعایت منظور
خلق کا خوف ہو تو خوف خدا پیدا ہو

سفلون سے بھی یہان ترک تعلق ہے محال
وہ بھی معذور ہے جو بے کف پا پیدا ہو

غم کے رگڑون سے نہین شوخ طبیعت کو ضرر
پیسکر جبکہ ملین رنگ حنا پیدا ہو

پر وہ خالی جو پر اک تیر بھی ہوا نہین پھر
کیون کسی چیز کی حرکت سے ہوا پیدا ہو

منحصر منہ پہ نہین نام خدا کا اظہار
سانس سے گونگون کی ہی نام خدا پیدا ہو

باغ مین غنچہ بنفشہ کا جو ہے دست دعا
غنچہ پر اک لب گویا سے دعا پیدا ہو

بات کرتے ہین نہ بوسہ ہی دہن کا دیتے
کیا غرض مجکو یہ پیدا ہو کہ ناپیدا ہو

ایسے کچھ پیچ سے ہے مجکو تعلق ادن سے
یہ وہ رشتہ ہے کہ جسکا نہ سرا پیدا ہو

مری صحبت یہ ضیا ریز ہے بدصورت پر
مہربانی جو کرون ماہ لقا پیدا ہو

یون بہلا ہو کے بہلا تو ہی جو ہو جاے برا
غم مری جان کو کیا کیا نہ بہلا پیدا ہو

وہ ہمایون ہے لعاب اوسکے دہن کا پرتو
ہڈیان چاب کے تہوکے تو ہما پیدا ہو

ہمقافیہ بر غزل ناسخ لکھنوی

ہین نہ پہنچون جو وہان آہ رسا پیدا ہو
نارسائی مقدر کی صدا پیدا ہو

اک پری وش کی جدائی کا ہوا ہے سایہ
جان لینے کو جنون ہی نہ جدا پیدا ہو

گرمی ہجر سے ہوتا ہے مرے سر مین درد
صندلی رنگ کوی پھر دوا پیدا ہو

حسن مخلوق مین ہے جلوہ خالق پنہان
شان بندے جو کرین شان خدا پیدا ہو

کوچۂ یار کو آنکھون سے مین چلکر جاؤن
مردم چشم طلبگار کو پا پیدا ہو

کر سے وہ غنچہ دہن منہ سے حنا کی جو طلب
غنچۂ بستۂ گل سے ہی حنا پیدا ہو

دل جو ٹوٹے کوی آہ شرر افشان نکلے
بیضۂ قلب سے طاؤس ہوا پیدا ہو

کوی بیتابی جو کہبر کے تو ملے ہمو کا نشان
ڈالی ڈالی ہو زبان ذکر خدا پیدا ہو

جلوۂ پردہ نشین کے لئے کرتا ہون دعا
کبھی ممکن نہین تاثیر دعا پیدا ہو

آشیان اسکا ہے اوس بت کے دہن مین اے دل
طائر آرزوی بست ہی ناپیدا ہو

ظلم بیجد کے لئے یار ترے روتا ہون
اشک کے تار کا ہرگز نہ سرا پیدا ہو

جب تلک جبر کرون مین تو حسین پنہان ہو
پھر حبیب جاے تو پر ماہ لقا پیدا ہو

ہر برائی سے بھلائی کا نشان ملتا ہے | کیا تعجب ہے برے سے جو بھلا پیدا ہو

مجھے دنیا کی سعادت سے غرض کیا پرتو
مری تقدیر جو پھوٹے تو ہما پیدا ہو

ہمقافیہ برغزل ناسخ لکھنوی

اوس سے حالت جو کہوں آہ رسا پیدا ہو | پھوڑوں اس دلکے پھپھولے تو صدا پیدا ہو
یہ بھی پیدا ہو جو وہ مہر لقا پیدا ہو | پھر ہی جب ہو پرتو بھلا کیا پیدا ہو
حشر میں نامۂ اعمال تو ہوگا لیکن | دفتر جرم ہر اک بند جدا پیدا ہو
شکوۂ ضعف شب غم ہے مجھے یا شافی | مثل شیر سحر حجر دوا پیدا ہو
شوق دیدار نے ایسا مجھے دیوانہ کیا | بت سے کہتا ہوں کہ اب پھر خدا پیدا ہو
آمرے دیدۂ تر میں نہ کوی پائے نشان | کسطرح آب پہ نقش کف پا پیدا ہو
لب جان بخش پر انگشت حنائی جو رکھو | زمزمہ سنج ابھی مرغ حنا پیدا ہو
انکھیں روتی ہیں تو لب آہ نہیں کرتے ہیں | مینہ برستا ہے جبتک نہ ہوا پیدا ہو
شرم کی بات ہے شیطان کا پیرو ہونا | جب بشر آئینۂ نور خدا پیدا ہو
مرغ ہر سنج کو جنگل میں اوٹھا کر پھینکے | بیضۂ دل سے جو شہباز دعا پیدا ہو
بوم آلام بھی عنقا کی طرح یا خالق | سرزمین دل بیتاب سے ناپیدا ہو
جی میں آتا ہے کہ اک آہ میں پھونکوں اسکو | پھر شب تار الم کا جو سرا پیدا ہو
گو کہ یہ دور قمر کا ہے مگر مشکل ہے | مہربان تجھ سا کوئی ماہ لقا پیدا ہو
ترے منہ سے بسر و چشم میں تسلیم کروں | ہجر میں کچھ جو برا اور بھلا پیدا ہو
ترا مشتاق ہوں نادان تری پیدائش سے | مجھ سے پوشیدہ ہو پھر خدا پیدا ہو
لاکھ چلائے تڑپ کر کوی تنہا کیا پائے | ہاتھ پر ہاتھ جو مارو تو صدا پیدا ہو
اپنے ہاتھوں نہیں لگائے جو حنا اب وہ نگار | ہر خط دست رگ مرغ حنا پیدا ہو

نارسائی مقدر سے جو دل دُکھہ جائے
دم فریاد کوئی آہ رسا پیدا ہو

ہر سعید اوس سے ہی پاتا ہے سعادت پرتوؔ
اوس پریزاد کے سائے سے ہما پیدا ہو

ہمقافیہ برغزل جناب نیاز مرحوم

پیارے تمہاری زلف کا بوسہ لیا جو ہو سو ہو
موذی کو مین نے آجکل منہ تو دیا جو ہو سو ہو

چشم سیاہ مست حور کھب گئی انکہہ مین ضرور
کیون نہو پہر مجھے سرور جام پیا جو ہو سو ہو

اوسکی گلی مین اپنی راہ بند کریگا واہ واہ
چل تو رقیب روسیاہ دیکہون بچا جو ہو سو ہو

آج مرے زہے نصیب تیر فگن ہوا قریب
تیر نگاہ دل فریب دلمین لگا جو ہو سو ہو

خوش ہون خفا ہون نامہ بر نامہ مرا وہ دیکھکر
شوق وصال سر بسر لکہہ تو دیا جو ہو سو ہو

خوب کرے خدا کرے بندہ کرے بُرا کرے
خوف تری بَلا کرے انکہہ لڑا جو ہو سو ہو

صبر و سکون سے ہاکے پہلے ہی جان وار کے
چاہ ذقن مین یار کے کود پڑا جو ہو سو ہو

داغ دکہا کے لالہ کا گل کو چمن مین برملا
میرے الم کا ماجرا کہدے صبا جو ہو سو ہو

بر سر شر رقیب ہے یاور اگر نصیب ہے
دیکھینگے پھر قریب ہے وصل ترا جو ہو سو ہو

پرتوؔ زار مین ترا اور تو مہربان مرا
ظلم کیا کرم کیا چرخ کو کیا جو ہو سو ہو

ہمقافیہ برغزل شیخ امام بخش ناسخ لکھنوی

وصل ہو جائیگا اب ہجر کے بیمارون کو
موت کر چھوڑیگی آزاد گرفتارون کو

چین مرکر بھی نہین عشق کے بیمارون کو
موت سے ورنہ ہے آزادی گرفتارون کو

تیرے مانند یہ آزار نمودار نہین
تندرستی ہی رہی ہجر کے بیمارون کو

سر کو ٹکرا کے یہ پامال خیال دیدار
روز دروازے بنا دیتا ہے دیوارون کو

موذیون کو ہے یہان صحبت معشوق نصیب
گل کے آغوش مین ملتی ہے جگہ خارون کو

داغ سودا سے ہمارے ہے شقایق کی بہار
ورنہ یون کسنے گلستان کیا کہسارون کو

تکیہ جنکو ہے توکل پہ وہ محتاج نہین
دانے تسبیح کے دُر دانے ہین دیندارون کو

کیا عجب بو ڈے ہے جو ہشیار نہین رہتے ہین
صبح نیند آتی ہے سب رات کے بیدارون کو

کسی عاقل سے بہی لب بندئی ظالم ہے محال
ہمنے لب بند نہین دیکہا ہے سوفارون کو

کفر منظور ہے اوسکو کہ ہے اسلام پسند
جائے رشتہ رکہین تسبیح مین زنّارون کو

ہردم اوس ترک کی ابرو ہین برہنہ شمشیر
کبہی رکہتا نہین وہ میان مین تلوارون کو

بلبلین چاہتین ہین صحن گلستان مین ہزار
کہول سکتین نہین آگے مرے منقارون کو

آتش گل سے مرے سر و نفس گرم نہون
چاہتا ہون کسی رخسار کے انگارون کو

باغ عالم مین وہ راحت سے ہین جو موذی ہین
گل کے مانند کہان توڑتے ہین خارون کو

شادیان اسکی ہین پہر تو کہ خطا وار ہو نہین
رحمت دوست کی لذت ہے گنہ گارون کو

ناچیز جانتے ہین جو دنیا مین آپ کو
کرتے نہین پسند وہ لوگ آپ دہاپ کو

سب اہل ظاہر اپنے نظارے سے باز ہین
آنکہون کی طرح دیکہ نہین سکتے آپ کو

کیا خراب دور ہے ای چرخ کینہ جو
بچون سے اندنون ہین خصومت ہے باپ کو

اکبار لطف بہی ستم و جور کب تلک
بچہڑے ہوے ہین رو تے ہین تیرے ملاپ کو

کرتا نہین جو برسون قدم رنجہ اس جگہ
کانون کی آرزو کہ سنین اوسکی چاپ کو

فرقت کی شب مین ایک قیامت بپا ہوی
بہو لینگے حشر تک نہین مطرب کی تہاپ کو

ای شہسوار حسن طلبگار جان نثار
سنتے ہین شوق سے ترے گہوڑیکی ٹاپ کو

کہنے لگے طبیب کہ ہے یہ کوی بخار
ہے یہ مرے مزاج کی گرمی کی بہاپ کو

سارے دغا شعار دل آزار ہو گئے
کیا پاپ جانتے نہین یہ لوگ پاپ کو

لاؤ نگا پہر خیال مین کیسا کسی کی تان

پھر لیجے سنا ہے میں نے جب اوسکے الاپ کو

مزاج شوخ ستمگار دیکھتے جاؤ
ہے دل دکھانے کو تیار دیکھتے جاؤ

غضب کی بات ہے غارتگری عشق کو بھی
الٰہی حسن کی سرکار دیکھتے جاؤ

ہے آگ بھانک میں ہر چشم زخم سے انگور
ہمارے دل کا بھی گلزار دیکھتے جاؤ

زبان دراز یان حد سے بھی گام فرسا ہیں
قدم بڑھاتے ہو سرکار دیکھتے جاؤ

مری زبان بھی ہے سر بر اثبات ساری
بھلا کچھ اپنی بھی گفتار دیکھتے جاؤ

مری نظر بھی نہ آجائے آزمایش پہ
دل اپنا یار نہ ہر بار دیکھتے جاؤ

کہیں تمہاری نظر ہی سے چشم زخم نہ ہو
اب آئینے کو نہ ہر بار دیکھتے جاؤ

فقط ہمارے چلن کی شکایتیں کیا خوب
کچھ اپنی چال بھی ای یار دیکھتے جاؤ

یہی دوا ہے مجرب کہ دوسرے [illegible]
تم اپنے ہجر کا بیمار دیکھتے جاؤ

گذشتہ را صلوات آجکل بھی پھر تو
کہ اس زمانے کو ای یار دیکھتے جاؤ

ہمقافیہ یہ غزل نواب مرزا خانصاحب داغ دہلوی

ضعف دامن میں چھپا کر نکرے گم مجھکو
ناتوان اور زیادہ نکرو تم مجھکو

یون ہی مارے جو تری طرز تکلم مجھکو
مرے اعجاز بیان کون کہے قم مجھکو

اپنی آنکھون میں رکھینگے مہ و انجم مجھکو
پر تو ای مہر ہوں کم دیکھتے ہو تم مجھکو

نام لیتے ہیں تو ڈرتا ہے اوٹھا دیں نہ یہ رند
خم بھی کہتا ہے بمنت نہ کہو تم مجھکو

راہ دیکھی شب وعدہ تو اوسے دیکھ لیا
شکل دکھلا ہی چکا اور توہم مجھکو

مری تقدیر کی کیا بات ہے ماشاء اللہ
بیدھا تون جسے ہے ارمان تکلم مجھکو

مرگیا بے مے جان بخش لقا ای ساقی
قدح چشم کے لب سے تو سنا قم مجھکو

صورت موج تری لہر کنارے پہنچائے
جو ملے راہ طلب میں کوی قلزم مجھکو

خرمن صبر جلا غیر سے جب یار ہنسا
قسمت اولٹی ہے کہ ہے برق تبسم مجکو

دست گلچین مین ہر اک گل کی زبانی ہے یہی
ہو گئی سیل فنا موج تبسم مجکو

ہجر بت مین یہ سناتی ہے مرجان ہر دم
بندے اللہ کی امانت ہون نہ کر گم مجکو

بول اوٹہے ناز سے وہ خوب کناٹے کر کے
تم نے سکہلا دیا انداز تکلم مجکو

بات پوری کوی مطلب کی نہ قاصد سے کہی
بدگمانی کا ترے ہے جو توہم مجکو

مین گیا آپ سے باہر جو وہ پہلو سے گیا
انکہہ سے گم ہوا کیا اوس نے کیا گم مجکو

بڑبڑاتا ہوا ہشیار ہوا نیند سے آج
خواب مین تہا کسی غافل سے تکلم مجکو

لطف کیفیت صحبت کا اوٹہے حد سے زیادہ
ایک ساغر وہ پلادے کہ جو ہو خم مجکو

دانت تارون کے نکل آئین فلک کے منہ پر
گدگدائین جو شب وصل ذرا تم مجکو

منہ کوی زخم کا اللہ نے دیا ہے پہر تو
خون رولوانے کو آتا ہے تبسم مجکو

تم خود سمجھ کے دیکھو کہ کیا خود پسند ہو
اپنے خیال مین کہین حد سے بلند ہو

دیکھے جو اوسکی قامت و رخ مہر چرخ پر
تعظیم کے لئے قد آدم بلند ہو

کہتے ہین مردم آپکے توسن کو دیکھکر
انکہون مین پتلیون کی جگہ یہ سمند ہو

وہ جائین دردکی ہی جو لذت کبھی کبھی
دل تہام کر کہین نہ کوئی دردمند ہو

صحرا مین تیرے وحشی کی تعظیم کے لئے
ہر گرد باد ہی قد آدم بلند ہو

فرمائیے تو دفتر شکوہ کہلے نہ کیون
ناحق مرے گلے سے جو تم یار بند ہو

پہر کیون نہ آفتاب جہان تاب بولئے
تم حسن مین قمر سے کہین چار چند ہو

مقصد سے مستفید نہین کوئی بی غلط
بے بہرہ کیون کسی سے کبھی بہرہ مند ہو

ابرو چڑہا کے لڑتے ہو کیون بات بات پر
ای ترک خانہ جنگی مین تلوار بند ہو

ہر بات ہے تمہاری شکر رنجی کی نبات
تکرار اسمین کچھ نہین پیارے کہ قند ہو

نہ بخور سے جیسے کہ طمع نوش کی نہین
بیو جہ کیسے نیش سے خوف گزند ہو

نبے زہرہ وش خیال کو بہائے نہ بزم مین
ٹھہری ہو ٹپہ ہو کہ ترانہ ہو چہند ہو

جس آم کو پسند وہ نازک بدن کرے
عالم مین نام اوس آم کا نازک پسند ہو

دیکہے جو تیری انگیا کی چڑیا کو ای پری
شرمندہ ہو کے ابر مین پنہان پرند ہو

اس عید مین ہو عید ترے جان نثار کی
قربان مبتلا عوض گوسپند ہو

وہ صندلی عذار خراماں اگر ہو آج
پہر گرد رہ گذار کی صندل کا رند ہو

کیا پوچہنا کہ جوشش محبت ہے اسقدر
جو کام تم کرین وہ ہمارے پسند ہو

لیجا سکے اوڑا کے نہ بو دشت چین کو
زلف بتان ہند ہوا کو کمند ہو

لیجا سکے نہ باس چرا کر چمن کو پہر
موج ہوا کو زلف معنبر کمند ہو

پہر تو نظر اوتارے سر شام اگر وہ چاند
سنقل مین رشک نجم درخشان سپند ہو

کوی ثواب کا تم ای بتو خیال کرو
یہ مرغ دل ہے مرا جان بلب حلال کرو

نہین ہے جبر تو سنلو جواب حضرت دل
ستم شعار سے اب وصل کا سوال کرو

کیفیت حج نسے ہے اسکا نہین ثواب قلیل
طواف کعبۂ دل بروز و ماہ و سال کرو

زبان حال سے کہتی ہے گردش گردون
جو سرفراز ہے اوسکو ہی پایمال کرو

بس اس زمانے مین ہو ایک غیرت شیرین
نہا کے پانی کو کہاری کے تم زلال کرو

ہوائے بلبل دل ہے یہ ای گل اندام
گلون سے داغ جدائی کے تم نہال کرو

مکان بدلنے کو ای منعمو کہان تگ ودیر
خیال نقل مکان مین نہ انتقال کرو

قضا قدر کی جو باتین ہین تم کو آتی ہین
شرر کو بدر کرو بدر کو ہلال کرو

بشر کو نقص ہے ناقص نہ چاہئے رہنا
حصول کوی بڑا یا بہلا کمال کرو

لکہا ہے اونکو کہ دفتر سے دوستون کے مجہے
جو ہر طرف نہین کرتے ہو تو بحال کرو

چھیڑی نہ پہیرے دل بے قرار پہر تو ہو
اداسے آپ نہ دانتون مین اب خلال کرو

انکھوں مین جسکی جا ہے وہ انسان تم ہی تو ہو
مردم تمام جانتے ہین جان تم ہی تو ہو

گوہر فشان فرقت دندان تم ہی تو ہو
سرمایۂ خلاصۂ نیسان تم ہی تو ہو

کیا شعبدہ ہے یہ وہ سراہین کہ واہ واہ
تم آپ تو عیان ہو پنہان تم ہی تو ہو

چاہو نظیر حسن مین اپنی جو یار سے
کہدو مری زبان سے ہان ہان تم ہی تو ہو

دو دو پہر اب آئینہ بینی سے کام ہے
ہم کیا کرا ہی دید کے خواہان تم ہی تو ہو

حرکت مجھے بغیر تمہارے محال ہے
ہین خالی کالبد ہون مری جان تم ہی تو ہو

ہان ہان درست ٹھیک برابر سجا بجا
شب بہر شانۂ زلف پریشان تم ہی تو ہو

مجھکو جنون نہین نہ سہی اس بہار مین
گل کی روش سے چاک گریبان تم ہی تو ہو

روشن ہے یہ کنایۂ بالعکس دیکھ لو
ہر وقت شکل آئینہ حیران تم ہی تو ہو

کہتے ہین دونون لب قسم انکھونکی بے سخن
خندان یہان ہم ہی تو ہین گریان تم ہی تو ہو

تم ہی تو آج دام مین اپنے اسیر ہین
دانا اجی ہم ہی تو ہین نادان تم ہی تو ہو

آئینہ اب تو سامنے ہے کیون نہ بولیے
اپنے جمال وحسن کے قربان تم ہی تو ہو

کہتے ہین جسکی نیند کو سرخاب مردم آہ
آنکھین دکھاتی ہین کہ وہ انسان تم ہی تو ہو

اپنے ہی آپ شیفتہ جو ہین وہ کون ہین
اپنے وصال کے جو ہین خواہان تم ہی تو ہو

ہان زاہدو ہے کفر پہ پہر تو کا دل بہرا
نکلی کہی میان کہ مسلمان تم ہی تو ہو

ہمقافیہ بر غزل منشی امیر احمد صاحب امیر مرحوم مینائی لکھنوی

اوس گل کو میرے رونے کی مطلق خبر نہو
آنکھ اس چمن مین صورت نرگس جو تر نہو

پیش نظر ہون زلف ورخ رشک مہر وماہ
اسکے بغیر عمر کی شام وسحر نہو

بیزار اسلئے ہوں شراب و کباب سے — یہ خون دل کیسکا وہ لخت جگر نہو

موصوف شاعر آپ ہی نکڑے ہے وصف پہ — معشوق وہ حسین ہے جسکو کمر نہو

بس تیرے چاند سورج اب ای آسمان حسن — عاشق کو کیا کہ جلوۂ شمس و قمر نہو

آئینہ رو کا صاف پتا تو بتا دیا — حیران بہول جاکے کہیں نامہ بر نہو

کیونکر گہٹے نہ قدر دہان ضعیف کی — قیمت صدف کی خاک برابر جب گہر نہو

تاثیر علم ساتہہ عمل کے ہے نفع بخش — حاصل وظیفوں سے جو زبان میں اثر نہو

جب تنگ ہٹے نہ منہ سے شب زلف مہربان — برسوں گذر بہی جائیں ہماری سحر نہو

شہزادہ آفتاب سرمد اور یہ خمار
پہر تو کے چہیڑنے سے کہا دردسر نہو

ہنسی ہنسی میں رولا رہے ہو یہ کیسی باتیں سنا رہے ہو
بھبوکا بنکر جلا رہے ہو ہمیشہ ناحق ستا رہے ہو
گلوں کا عالم چمن کا جوبن بہار دکہلا رہا ہے بن ٹہن
مگر ہے کیا گلعذار قدغن کہ رنگ اپنا جما رہے ہو
بڑہا ہے حد سے نہیں ہے کچہ کم تمہاری بیدردیوں کا عالم
بہانے ہی سے حنا کے ہر دم لہو ہمارا بہا رہے ہو
جہان کے بہی تو عیش و عشرت ضرور دکہلائیگی کرامت
کہ بے پرای اہل مال و دولت مزے ہمیشہ اوڑا رہے ہو
غم و الم سے کوی تو پوچہے دہرا ہے عاشق کے دلمیں کیا کیا سبنے
نہیں ہے فرصت جو دم کی دم لے یہ کیوں پیا پے تم آرہے ہو
کلام مدراسی شاعروں کا یہ منہ پہ کہتا ہے اوستکے برجا
ہماری شہرت کا حال ایسا چہپانے کی جا چہپا رہے ہو

کمال ماشہ گھنڈ تولہ پھر اوسپہ ذات کثیف ویسہ
بنے ہو بقال جاہلو کیا کہ وزن اچھا بتا رہے ہو

ق

غضب کی دیکھو رواری ہے کوی قیامت کی کھل بلی ہے
یہ غافلو کیسی غافلی ہے جہان سے کیون دل لگا رہے ہو
حباب سی ہے نموی ہستی عدم کو بہتی ہے جوی ہستی
عدم سے آتے ہو سوی ہستی عدم کو ہستی سے جا رہے ہو
جفا کے موجد ستم کے بانی ذرا تو عاشق کی قبدر دانی
کبھی تو پیر تو یہ مہربانی مدام کیون دل دکھا رہے ہو

قایم رکھے خداے کریم اس وفاق کو
در دامن اور یار کے دامن سے ہے ثبوت
یار ایک دم نہین مین ترے ذکر سے خموش
بہتر ہے جسقدر کہ مذاق سخن رہے

اور حشر تک سیہ کرے روی فراق کو
رشتہ ہے جامہ زیبی سے ہی طمطراق کو
ہے ورد تیرا نام لب اشتیاق کو
یارو نہ ہیچ سمجھو سخن کے مذاق کو

گم ہو گیا بغل سے دل زار مہربان
ہین پیر تو آج دیکھتے ہی اک براق کو

اللہ سے وصال بت نہ چاہو
خاک اپنی جو چاہو کیمیا ہو
دیدار کا ڈہب نہ چارۂ وصل
تاثیر ہی جب نہین تو پہر کیا
یون بیٹھے ہین شیخ سبحہ گردان
انصاف تو ن مین ہے نہ بخشش
یان تو ہے شریک جرم اعضا

ای حضرت دل عجب بلا ہو
سالک کے قدم کی خاک پا ہو
بدخواہ بنے وہ خیر خوا ہو
مصروف دعا ہو یا بکا ہو
گویا کہ بڑے ہی پارسا ہو
کس منہ سے کہے کوی خدا ہو
محشر مین کہوگے کیا گوا ہو

ونرات نہ کیون تمہین کرون پیار
بیہمہ ہو اور مہ لقا ہو

نادان کا نفس کفر پر ہے
ہر شئی جو ہے ناروا روا ہو

پھر تو پہ وہ مہربان ہوگا
بندے پر مہربان خدا ہو

ہمقافیہ بر غزل ظفر مغفور شاہ دہلی

اوچھالتا ہے جو فوارہ آب دو دو ہاتھہ
اوچھل رہا ہے فلک پر سحاب دو دو ہاتھہ

الاپتا جو کبھی محفل نشاط مین وہ
اوچھلتے وجد مین آکر رباب دو دو ہاتھہ

ابھی یہان سے اوٹھائے نہ اوسنے اک دو قدم
نہ کود ای دل پر اضطراب دو دو ہاتھہ

یہ ہاتھہ آنیکا اونکے ہے اشتیاق کہ واہ
دعا کو اوٹھتے ہین ہر دم شتاب دو دو ہاتھہ

امنگ کرتی ہے کیا دخت رز مرے آگے
مدام اوچھلتے ہین جام شراب دو دو ہاتھہ

وہ گل جو آگیا محفل مین اپنی دعوت کی
گلاب پاش سے اوچھلا گلاب دو دو ہاتھہ

کبھی جو ناخنہ مین اوس مہ کے دیکھتا ہے شراب
تو کانپتا ہے مدام آفتاب دو دو ہاتھہ

نکیون خوشی سے قیامت مین کودتا پھرتا
ہر اک غلام شہ بوتراب دو دو ہاتھہ

مژہ کے پنجہ مین آیا نہ طائر مقصود
اوڑا رہا شب فرقت مین خواب دو دو ہاتھہ

ابھی روانہ ہو پرتو کا عیش کوسون دور
تو ہٹکے بیٹھے جو خانہ خراب دو دو ہاتھہ

ہمقافیہ بر غزل شیخ امام بخش ناسخ مرحوم لکھنوی

تقدیر لڑی گر تری آنکھون سے لڑی آنکھہ
پھر کس لیے رکھتی ہے اب آنسو کی لڑی آنکھہ

جب آنکھہ بدلتا ہے کوئی خانہ برانداز
دروازے کی زنجیر دکھاتی ہے کڑی آنکھہ

اس عالم نیرنگ کے نظارے سے پرای وای
کیا دیکھنے کے واسطے بیطرح اڑی آنکھہ

اوٹھا ہی نہین اشک کے مانند مین گر کر
خوش چشم پہ کیا دیدہ بیطور پڑی آنکھہ

کچھ بات نہی دل مین کہ وہ بولا نہین منہ سے
بت ہنگیا جوبن پر اگر میری پڑی آنکھ

بھیجون اوسے خط ہاتھ سے اب کے عزیزو
حیوان کبوتر نے بہی کی جا کے بڑی آنکھ

یاروں کتابی مین ترے صاد کئے ہین
یا چہرۂ گل مین کوی نرگس کی جڑی آنکھ

کیا عشق نے سکھلائی ہے اعجاز نمائی
بے فصل و کہا دیتی ہے ساون کی جھڑی آنکھ

آنسو کے جو ہمراہ گرے لخت جگر بہی
اک پھول کی دوری سے ہوی پھولجھڑی آنکھ

نادان ہین بتاتے ہین سویدا اسے مردم
رکھتی ہے جو بل مین تری مستی کی دہڑی آنکھ

ہر وقت ہین کرتی ہے پر سرمے کی طرف میل
رکھتی ہے نظر مین تری مستی کی دہڑی آنکھ

مستی کی دہڑی کو تری پہر کیون نکرے یاد
گلشن مین جو دیکھے لب سوسن کی دھڑی آنکھ

خط مین جو لکہا آنکھ کو ہے شوق نظارا
لکھتا ہے شرارت سے کوئی بت کی سڑی آنکھ

اوس ماہ کو دیکھا جو کبھی دیدۂ دل سے
یا دل کی طرح روتی ہوی دور گھڑی آنکھ

خون اپنے ہی آرام کا ہاتھوں سے کیا ہے
ای ترک ترے خنجر ابرو سے لڑی آنکھ

پھر کیون نہ یہہ روتی رہے تقدیر کو اپنی
دیکھے جو ترے ہاتھ مین نرگس کی چھڑی آنکھ

جھونکے جو دئے موج صبا نے ترے آگے
نرگس کے شجر نے کہا مٹی مین گڑی آنکھ

جب گھور کے دیکھا ہے کسی شوخ نظر نے
فی الفور مری آنکھ مین نشتر سی گڑی آنکھ

تقدیر سے آئے ہو کئی سال رولا کر
ٹھیرو کہ ذرا سینک تو لین چار گھڑی آنکھ

پھر آنکھ پھر مین تو بچھڑنے کی گھڑی ہے
آنکھون سے ملائے رہو دو چار گھڑی آنکھ

پر تو ہر اک ابرو جو کڑی ایک کمان سے
پھر تیر نگہہ کیون نہ کرے مجھ سے کڑی آنکھ

جتنا آرام مین تہا یار دل آرام کے ساتھ
اوتنی تصدیع مین ہون مین دل ناکام کے ساتھ

کیسی کوتاہی قسمت ہے بنی وصل کی صبح
صبح ہو جاتی ہے عاشق کے لئے شام کے ساتھ

ہان خط و خال پہ ای مرغ دل زار نہ جا
دیکھنا دانہ چھپایا ہے یہان دام کے ساتھ

ضبط ممکن ہی نہین جوش محبت کے سبب
رونا آتا ہے مجھے یار ترے نام کے ساتھہ

چیز سر فاختہ کی گائی تو بس ہوش اوڑے ہے
لطف بزم طرب سرو گل اندام کے ساتھہ

پہلوان ہے یہ ترا شیفتۂ زار لڑے
رستم و زال و نریمان کی طرح سام کے ساتھہ

مستیٔ زر نہ کسی دست نگر کو بتلا
خرکشی شیشے کو بالکل ہی نہین جام کے ساتھہ

جشن وصل بت بے پیر سے ہے آغاز بدام
للہ الحمد کہ راحت کے سرانجام کے ساتھہ

گردش چشم فسون ساز تری ملتی ہے
ستم و جور مین گیا گردش ایام کے ساتھہ

کیا ہوا آنکھہ دکہا کر کوی کی منہ سے تبات
یار مصری کا مزا خوب ہے بادام کے ساتھہ

اونہین کہتا ہون جو رشک مہ لالا پیر لو
اختلاط اور ہی رکھتا ہے الف لام کے ساتھہ

قیامت اور ہی کچھ ہے وہ قامت اور ہی کچھ
یہ آفت اور ہی کچھ ہے وہ آفت اور ہی کچھ

حسین حور ہین لیکن کہان تری صورت
یہ صورت اور ہی کچھ ہے وہ صورت اور ہی کچھ

مجھے وفا کی تمنا اونہین جفا کی ہوس
یہ حسرت اور ہی کچھ ہے وہ حسرت اور ہی کچھ

گھمنڈ حسن پر اونکو ہے عشق پر ہمکو
یہ دولت اور ہی کچھ ہے وہ دولت اور ہی کچھ

اگرچہ کر گئے چنگیز و کسرا دو نون نام
یہ شہرت اور ہی کچھ ہے وہ شہرت اور ہی کچھ

یہ دلربائی کا باعث وہ جان کنی کا سبب
نزاکت اور ہی کچھ ہے نقاہت اور ہی کچھ

ادا جلیس تری ہے بلا انیس مری
یہ صحبت اور ہی کچھ ہے وہ صحبت اور ہی کچھ

مین بے قرار ہون اور وہ قرار مین ہر وقت
یہ حالت اور ہی کچھ ہے وہ حالت اور ہی کچھ

منافقون کی طبیعت ہے خوبرویون مین
کہ صورت اور ہی کچھ ہے تو سیرت اور ہی کچھ

مین بے قرار ہون وہ رہی بیٹھے اونکے پاس ہے دل
یہ قسمت اور ہی کچھ ہے وہ قسمت اور ہی کچھ

جہان کو مہر تو پر تو کو مہربان مطلوب
یہ طلعت اور ہی کچھ ہے وہ طلعت اور ہی کچھ

فلک نے کیسا یہ دن دکہایا الٰہی توبہ الٰہی توبہ
کہ دہر بانکو مرے چھپایا الٰہی توبہ الٰہی توبہ

عجیب نیرنگ دور آیا الٰہی توبہ الٰہی توبہ
لہو براک کا سفید پایا الٰہی توبہ الٰہی توبہ

کبھی ہنسایا کبھی رولایا کبھی لٹایا کبھی جلایا
کسی نے پتھر کا دل بنایا الٰہی توبہ الٰہی توبہ

وہ صدمے سنگین اوٹہائے دلپر کہ جس سے ہو جاتین پانی پتھر
بتون کے قابو مین ناحق آیا الٰہی توبہ الٰہی توبہ

ہوا ہے جنکو پری کا سایا اونہین بہی مبتہو ہوں نے پایا
جنون سر مین عجب سمایا الٰہی توبہ الٰہی توبہ

کسیکا کچہ ہو خیال ہے یہ کہ باپ کا اپنے مال ہے یہ
بنا ہے نادان پسر پرایا الٰہی توبہ الٰہی توبہ

مثال غنچہ اگر ہنسایا تو ابر کی شکل پھر رولایا
کہان سے دل یہ کمال لایا الٰہی توبہ الٰہی توبہ

غلیظ باتین سنا چکا جب زبان سے سمجہای مطلب
پسینے مین شمع نے نہایا الٰہی توبہ الٰہی توبہ

ہین دلکو ایسا نہ جانتا تہا فدا کے گیسو نہ مانتا تہا
بلاؤن کے پیچ مین پہنسایا الٰہی توبہ الٰہی توبہ

کیا نہ بہولے سے یاد کدم یہ بت ہین نا آشنا مسلّم
وہ دن ہین دل سے مجہے بہلایا الٰہی توبہ الٰہی توبہ

وہ ہین سراپا سمجھکے دشمن تو ہاتھہ اوٹھا سے ہو نہ بد ظن
لئے دعا بہی نہ ہاتھہ اوٹھایا الٰہی توبہ الٰہی توبہ

وہ مہر ہے اوسکا روی پرضو نہین نظارے کی تاب پرتو
فلک نے دیکھا وہ چرخ کہایا الٰہی توبہ الٰہی توبہ

سر ہے ترے سودے کا خریدار ہمیشہ
دل ہے ترے جلوے کا طلبگار ہمیشہ

ای مردمو ہے غمزۂ ہر چشم حسینان
مدراس کا مدراس ہے فرخار ہمیشہ

مردم کی طرح اسلئے انکہون مین بٹھایا
ہوتا رہے حاصل ترا دیدار ہمیشہ

یارب یہ جگر پارۂ محبت کی دعا ہے
رکہئے مرا دل ہاتھہ مین دلدار ہمیشہ

ہی کا ہین ذکر ہے ان سبکے دلون مین
کیا سخت ہین یہ بت کے پرستار ہمیشہ

بالا کو محنت سے نہین ہے کبہی انکار
ہر سست طبیعت رہا بیکار ہمیشہ

جان کی طرح اسکی بہی مین دیکہون نہ جدائی
یارب رہے آغوش مین دلدار ہمیشہ

نزدیک مرے دل کے کلیجے کی طرح سے
دنرات ہے وہ شوخ طرحدار ہمیشہ

ابرو کے اشارون کی یہی بات ہے گلرو
چلتی ہے ترے باغ مین تلوار ہمیشہ

اعں باغ سے ای یار ہو منہ زرد خزان کا
سرسبز رہے حسن کا گلزار ہمیشہ

آرایش معشوق مرے پیش نظر ہے
مسرور رہے چشم طلبگار ہمیشہ

ایذا سے کوی موذی نہ آئیگا کبھی باز
آزار رسان پیچ سے ہین مار ہمیشہ

جھگڑون مین ترقی و تنزل کے ہین خاکی
ہے زیر و زبر سایۂ دیوار ہمیشہ

مردم مجھے بتلائینگے کیا اور کوی صورت
چہرہ ہے نظر مین ترا ای یار ہمیشہ

پرتو ہے مرے گھر مین وہ خورشید شمایل
طالع کا ستارا ہے مددگار ہمیشہ

تقدیر کے ہے دام مین تدبیر کا دانہ
تدبیر کے بس مین نہین تقدیر کا دانہ

خال نہ ابرو نے بچھایا ہے عجب دام
لایا مجھے دم مین تری شمشیر کا دانہ

ہر عکس ہے شکل آئینہ ہے عالم حیرت
دل دام مین لاتا نہین تصویر کا دانہ

روکین بھی وطن مین تو سفر سے نہین رکتے
جب دام سیاحت مین ہے تقدیر کا دانہ

دنیا مین ملا گلشن فردوس کا میوہ
اوس حور نے بھیجا مجھے انجیر کا دانہ

نسخہ جو لکھین وحشت عاشق کا طبیبو
ہان جزو ہو اعظم کرہی زنجیر کا دانہ

دل پھانسنے ہر دایرہ حرف ہوا دام
ہر نقطہ ہوا یار کی تحریر کا دانہ

ہر بات جوان کی ہے نبات ای فلک پیر
ہر دانت ہے شیرنی تقریر کا دانہ

کیا مرغ نظر کے لئے گورے ترے منہ پر
ہر خال سیہ رنگ ہے تزویر کا دانہ

پھندے سے مرا مرغ نظر بچکے اوڑے ہے کیا
خط دام ہے ہر خال ہے بے پیر کا دانہ

ای مہر ترے نور سے ہے نجم درخشان
ہر خال ہوا خرمن تنویر کا دانہ

تخمیر ہی مین مزرعۂ طبع تشنہ کی
بویا ہے فراموشی و تقصیر کا دانہ

ہر خال نہ خط ہی ترے مصحف رخ کا
ہر حافظ و ناظر کو ہے تفسیر کا دانہ

تل دیدۂ خوش چشم کا مرغوب ہے دلکو — کیا خوب نشانے پہ لگا تیر کا دانہ

کیا بات ہی کی بات مین بس نشو و نما ہے — فی الاصل یہان غم کا ہے تاثیر کا دانہ

سمجھا سر پستان کو مین طفلی مین سراپا — ہے گلشن ایجاد مین یہ شیر کا دانہ

پانی کو بھی اللہ نے تاثیر یہ بخشی — ہر قطرہ ہے انسان کی تخمیر کا دانہ

جب خواب مین دیکھا اوسے چیچک نکل آئی — ہر دانہ ہوا عالم تعبیر کا دانہ

اس دور مین زیور سے ہے عورات کی عزت — ہر دانۂ گوہر بھی ہے توقیر کا دانہ

غم دوسرے کے دلمین پڑا ایک کے دیکھا اشک — تاثیر کا ہے نالۂ دلگیر کا دانہ

فرقت مین رہا صبح تلک نالہ پہ نالہ — ہر اشک ہوا نالۂ شبگیر کا دانہ

گریہ نے گرایا مجھے ظالم کی نظر سے — ہر اشک کا قطرہ ہوا تحقیر کا دانہ

رونے کی سزا دید سے محروم ہین آنکھین — کیا اشک کا قطرہ بھی ہے تعزیر کا دانہ

یاد آتے ہی اک بوسہ پہ لولو ترا کھانا — لولو ہوا اشک دل دلگیر کا دانہ

دل پھیرنے کو نقش نہین اس سے موثر — ہر دام بلا شبہ ہے تسخیر کا دانہ

دنیا مین عمارت کی اس سے ہی بنا ہے — فی الواقعی ہر اینٹ ہے تعمیر کا دانہ

یہ پڑتے ہی ہر راز کو لگ جاتے ہین گویا — غماز کی ہر آنکھ ہے تشہیر کا دانہ

یہ کھاتے ہی وہ کرنے لگا سینے مین کچھ جوش — ہے داغ غم ہجر کو تاثیر کا دانہ

تفسیر بھی والتین کی خط دست مین تحریر — جب ہاتھ مین تھا یار کے انجیر کا دانہ

دانا کے لئے دام نہین دام و درم بھی — نادان کے لئے دام ہے تصویر کا دانہ

گویا لب خندان سے انار اوسکا دہن ہے — ہر دانت ہوا شاہد بے پیر کا دانہ

ہے تیرہی ذقن چشم سیہ مست دلا مین — انگور کے دانے مین ہے انجیر کا دانہ

خارش مین بھی سوزش ہے ترے سوز الم سے — چھالا بھی جلن سے ہوا تبخیر کا دانہ

شب ہجر وصل مین ڈوبا جو ستارہ — شیرینی طالع سے ہوا اکسیر کا دانہ

مضمون ہوے بارور اس سخت زمین مین
بویا ہے مری فکر نے تاثیر کا دانہ

اب لطف مساس اوسکی کچھون مین ہے کچھ ایسا
میٹھا ہے انار بہت بے پیر کا دانہ

ایام جوانی کی نمایش ہے جو اس سے
گویا ہے مہاسا بُت بے پیر کا دانہ

ادنی کوہی اعلی نہ شباہت سے بنیگا
گولر کبھی ہوتا نہین انجیر کا دانہ

بیمار شب ہجر کو اس مہر کے پرتو
ہے صبح کا تارا ہی طباشیر کا دانہ

تھوڑی ہے رخ یار مین انجیر کا دانہ
ہے حسن کے گلزار مین انجیر کا دانہ

ابرو کے تصور مین زنخدان کی بہی دہن ہے
پہل ہے تری تلوار مین انجیر کا دانہ

سوچے ہین کئی طرح کے مضمون خوش آئین
دیکھا جو کف یار مین انجیر کا دانہ

پانچہ انگلی کا ہے بے شش و پنج اک یہ شمارہ
اعزاز سے ہے چار مین انجیر کا دانہ

پتلی کیطرح مایۂ تنویر نظر آج
ہے چشم طلبگار مین انجیر کا دانہ

آرام سے معشوق کے ہاتھو مین ہے شادان
بلتا ہے دل زار مین انجیر کا دانہ

کچھ پنجہ خورشید سے وہ پنجہ نہین کم
ہے مہر پر انوار مین انجیر کا دانہ

دیکھو کہ یہ نکلا ہے بنفشہ سے مقرر
اس دور خوش اطوار مین انجیر کا دانہ

موتی نظر آتا ہے تری زلف مین اب
گویا دہن مار مین انجیر کا دانہ

لپکا جو ترے قند مکرر کو ہے اسکا
رہنے لگا تکرار مین انجیر کا دانہ

اوس کاکل مشکین مین ہے میرا دل پرخون
یا سنبل تاتار مین انجیر کا دانہ

ہے زلف کے بالون مین دل خشک مطالب
یا سوکھا ہوا تار مین انجیر کا دانہ

ہے گرمی فرقت سے لہو خشک طبیبو
ہو نسخہ بیمار مین انجیر کا دانہ

دیکھو وہ خط سبز و لب سرخ و زنخدان
طوطی کی ہے منقار مین انجیر کا دانہ

دو دہ فلک حسن مین پرتو دل پرخون
بے مہری سے ہے چار مین انجیر کا دانہ

ہمقافیہ ردیف غزل شیخ امام بخش ناسخ مرحوم لکھنوی

رہی بدلی ہی عمر بھر بدلی
رات آئی گئی سحر بدلی

گھبرا اتہا وہ بت گرجنے سے
ہوگئی خود ہی شب گجر بدلی

ہے برسنے پر ابر چشم پر آب
بہا گئی ہے ادہر ادہر بدلی

تجھ سے لپٹون نہ لباس کیطرح
ساتھ پوشاک کے نظر بدلی

رونے والون کو ایک جا ہین چین
کرتی ہے نا تدن سفر بدلی

ہے پریشان جو ابر زلف سیاہ
ہے پراگندہ چرخ پر بدلی

بدلہ ہے جو مرا ہی دل بدلا
آنکھ مجھ سے تری اگر بدلی

زلفین گالون پہ یار کے بکھری
چھا گئی مہر و ماہ پر بدلی

کیا برستی ہے واہ استغنا
ہے سراپا وہ سیمبر بدلی

خلل انداز وصل ہونے کا
بدلہ دیتی ہے بیشتر بدلی

شام سے روز چھائی رہتی ہے
شر پر آمادہ ہے مگر بدلی

ماجرائے فغان پر لو سے
خط کا خط ہے یہ نامہ بر بدلی

خیال ہجر کا دل مین خلل پذیر رہے
شب وصال طبیعت مین انتشار رہے

بس ایک سال کی قوت ہو صبح تک کافور
جو ایک شب کسی بیمار کو بخار رہے

یہی تو موت ہے دنیا مین اعتبار نہین
مزا ہے زیست کا یار وجو اعتبار رہے

پہلا شباب سے وہ نخل قد نہال ہوا
درخت یہ وہ ہے جسمین دوام انار رہے

نہ دے جو تو نہ دے آج کل تو ہے امید
مگر یہ چاہئے قائم کسیکا پیار رہے

جدائی مین کسی مہ پارہ کی ہفتون تک
ہم آہ صورت سیماب بے قرار رہے

طبیب نے جو اجازت نہ دی غذا کی وہان
تو ہم مریض محبت یہان نہار رہے

طمع سے ہے عاشق ناکام کو کہ سیری ہو
ترے شکار یہان حرص کے شکار رہے

اودھرتے ہین جو دہان سیب سینۂ دلدار
یہان بہی زخم کے انگور کا او بہار رہے

خلاف قاعدہ آنکھون مین نور ہے پرتو
اک آفتاب سے ہم سالہا دوچار رہے

ہے دیدنی بہار دل داغدار کی
گھر بیٹھے مجکو سیر رہی لالہ زار کی

بے فکر ہے جو باغ مین مجہ زار سے وہ گل
کیا جانے گل کے دلمین نہین ویکہی خار کی

توایک گل ہے ایک گلستان دہر مین
اک کیا کہ تجہ پہ غش ہے طبیعت ہزار کی

کیفیت عتاب کی تلخی سے ہے بد مزا
ہوتی ہے ورنہ بات مزیدار پیار کی

بیزار ہو کے مجہ سے وہ گلزار کو گیا
مجہ زار کی شبیہ ہوی نوک خار کی

سینہ پہ ہاتھ ڈالنے دیتا نہین ہے وہ
قسمت کی بات ہے دل بے اختیار کی

اک بوسہ مجکو قرض کسی نے نہین دیا
آخر یہ بات ہوگئی ہے اعتبار کی

خود سادگی سے زلف مین دل پہانستا ہے وہ
ظالم کو احتیاج نہین ہے سنگار کی

سرشار اضطراب ہے ساقی کے ہجر مین
کیفیتین نہ پوچھو دل بے قرار کی

پھر تو ہے خار غم کی خلش دلمین رات دن
اک حشر ہے جدائی کسی گلعذار کی

شب وصل شرمین بسر ہوگئی
جھگڑتے جھگڑتے سحر ہوگئی

جو وہ زلف پیش نظر ہوگئی
تشفی آشفتہ سر ہوگئی

شب وصل کی جب سحر ہوگئی
جدائی رشک قمر ہوگئی

کہاون نے کروٹ بدلتے ہی یار
کہ دنیا ادہر کی ادہر ہوگئی

تلون نہین ہے سر مو پسند
طبیعت اودہر ہے جدہر ہوگئی

تری سرد مہری نہین کرتی سرد
حرارت مجہے کسقدر ہوگئی

یہ پھبتی ہے صبح شب وصل پر ۔۔۔ شب قدر عاشق سحر ہو گئی

ہوا خانۂ زار دل پر ضیا ۔۔۔ جب آنکھ آپ کی رہگذر ہو گئی

شب وصل بھی کیا شب قدر ہے ۔۔۔ شرف ختم ہے جب سحر ہو گئی

بڑھاپا جو آیا تو آنکھیں کھلیں ۔۔۔ شب قدر سوتے بسر ہو گئی

شب زلف اور رخ یار سے ۔۔۔ شب ضوفشان قمر ہو گئی

ترے ہجر میں سینہ کوبی جو کی ۔۔۔ دوا بھر درد جگر ہو گئی

بڑھاپے کے آتے ہی سمجھا کہ ہاے ۔۔۔ شب عیش اپنی بسر ہو گئی

نظر پڑ گئی جب ذرا شکل پہ ۔۔۔ تو سب حال دل کی خبر ہو گئی

ہوی ٹیس پہر تو اوٹھا درد دل
سلامی کوی توپ سر ہو گئی

موثر دعا سے سحر ہو گئی ۔۔۔ نظر جان نثار اثر ہو گئی

طبیعت کی سستی بتاتی ہے صاف ۔۔۔ کہ تمکو کسی کی نظر ہو گئی

اودہر ہی کا میں ہو رہا عمر بھر ۔۔۔ طبیعت مخاطب جدہر ہو گئی

میں گھر تمکو پہنچا سنے کا ذمہ دار ۔۔۔ سحر ہونے دو جی اگر ہو گئی

طبیعت ہے کیوں آج سست اسقدر ۔۔۔ تمہیں کیا کسی کی نظر ہو گئی

سنواری گئی زلف چوٹی کے ساتھ ۔۔۔ یہ نازل بلا سے دگر ہو گئی

دعا سے میسر ہوا وصل یار ۔۔۔ ہماری زبان پر اثر ہو گئی

رکاوٹ سے تیری سمجھا ہوں میں ۔۔۔ کہ بیشک کسی کی نظر ہو گئی

اب انگور لایا مرے دل کا زخم ۔۔۔ زہے شاخ غم بارور ہو گئی

غم ہجر دندان میں ہر اشک پر ۔۔۔ نثار آب و تاب گہر ہو گئی

خدا جانے کیا بات پوشیدہ ہے ۔۔۔ دہن کے برابر کمر ہو گئی

اودہر تم روانہ ہوئے گود سے ‏ — اودہر دل کی حالت دگر ہوگئی
یہ کیون دہند ہو آج صاحب کہو ‏ — خدا جانے کسکی نظر ہوگئی
نہین بے سبب دہند ایسا مزاج ‏ — ترے دشمنون کو نظر ہوگئی
فراقِ بتِ حیلہ جو مین خدا ‏ — مری زندگانی بسر ہوگئی
شبِ وصل کی اوس نے مجہ سے نہ بات ‏ — زبان تہی سو تنگ شکر ہوگئی
لبِ بام آیا کہ اوترا دوپہر ‏ — سحر تہی ابہی دوپہر ہوگئی
سنا جب کہ خشکی سے ہے وہ مریض ‏ — مری آنکہہ فی الفور تر ہوگئی
اوسے ساتوین آٹھوین دیکہنا ‏ — اسی پر ہماری گذر ہوگئی

کیا سب کچہ اوس تیغ خورشید نے
خطا مفت پرتو کے سر ہوگئی

دل کیا کہ جان تک ہی مروت مین لیجئے ‏ — جو چاہتے ہو آپ محبت مین لیجئے
اک بوسہ مجکو قرض عنایت ہو جان مین ‏ — دنیا مین گر نہ دون تو قیامت مین لیجئے
یہ زور پر ہے ضعف کہ حرکت محال ہے ‏ — کیا کام ہاتھہ پاؤن سے وحشت مین لیجئے
تصدیع مین پکارتے ہو حق کو غافلو ‏ — اللہ کا نام عالمِ راحت مین لیجئے
تاب و توان رفتہ سے کہتا ہون ضعف مین ‏ — گرتا ہون مجکو تہام نقاہت مین لیجئے
دل دیکے بندہ بندۂ بیدام ہوگیا ‏ — حاضر ہے جان آپ کی خدمت مین لیجئے
دل کو ہمارے مضغۂ مہمل نہ جاننا ‏ — کام آئیگا جناب ضرورت مین لیجئے
بے اختیار حضرتِ دل چاہتے ہین آج ‏ — اک بوسہ اوسکے لب کا ظرافت مین لیجئے
منہہ ڈہانپ ڈہانپ روئیے یا آنکہہ پونچھیے ‏ — دامن سے کوی کام تو رقت مین لیجئے

پرتو کا نام آپ کسی طرح سے تو لو
گر شکر مین نہین تو شکایت مین لیجئے

کیا کرین ہم یہ تاج لے کوئی — جھوٹی دنیا کا راج لے کوئی

رہن کرتا ہون مین متاع دل — ایک بوسے پر آج لے کوئی

دیکھیے نقارۂ حباب کو پھر — اپنا نقارہ باج لے کوئی

پھول کر آج بولتا ہون مین — مجھ سے پھولون کا ساج لے کوئی

کہہ رہا ہون کہ شمع رو ہین برے — سنکے یہ بات تا جلے کوئی

کنج عزلت مین راج کرتے ہین — ہم سے اسکا خراج لے کوئی

بکتے ہین شاہدان گندم رنگ — مفت ہے یہ اناج لے کوئی

ق

کس سے بولون کہ جان دل لیلا — کیسے بے احتیاج لے کوئی

راضی کا سوداگر سے میٹھا ہے — کسطرح لا علاج لے کوئی

کیون تمنا ہے کسطرح پرتو
بوسۂ بد مزاج لے کوئی

یہی ایک حسرت ہے گوش حزین کی — زبان لال ہو جاے تیری ہنین کی

یہ تعریف ہے حمد حسن آفرین کی — تجھے دیکھکر خلق نے آفرین کی

ہوا چودہوین سال جب جلوہ گر وہ — ہوی فرش پا چاندنی چودہوین کی

نہین زیر و بالا کی تمئیز بے یار — کہون اسمان کی جو پوچھے زمین کی

اگر پھر رہین وہ اوڑاتا نہین ہے — کوی چیز مطرب سنا پھر وہین کی

یہان گیارہوین بارہوین جب وہ آیا — کبھی گیارہوین کی کبھی بارہوین کی

لئے ساتھ پھرتا ہون اسواسطے مین — پڑی ہے کوئی تحریر لوح جبین کی

نظر پڑتے ہی مسمریزم ہے گویا — عجب بات ہوتی ہے روی حسین کی

خطاوار ہون مین سزا دیجیئگا — اگر چین کی ہے درست آستین کی

کہا مہتر نے دیکھکر اوسکو پرتو

قیامت کی طلعت ہے اس ماہ طین کی

امیدوار وصل ہون مدت کا یار سے
سایل ہون ایسی پیاری عنایت کا یار سے

اپنا عدو ہے خود دل پرزوردۂ بغل
مجکو گلا نہین ہے عداوت کا یار سے

دیتا ہے خوب داد حق بے مروتی
ارمان فضول تر ہے مروت کا یار سے

پوشیدہ کر رہا ہے جو وہ آشنا کشی
اظہار بس عبث ہے محبت کا یار سے

آرام اکیدم بھی نہ دونگا شب وصال
لے لونگا انتقام مصیبت کا یار سے

بیدرد کو کبھی نہین ہوگا کسیکا درد
قاصد بیان نکر مری حالت کا یار سے

ادسنے سنا تو اسنے کہا میرے باب مین
شکوہ رقیب کی بھی رقابت کا یار سے

عالم یہ کارزار خصومت ہے آج کل
دعوا نہین ہے خون مروت کا یار سے

آفات ہجر اوٹھا کے ہوا نا امید وصل
اچھا صلا ملا مری محنت کا یار سے

پوچھا جو وصل کی تو کدو لو سنا دیا
پایا ہے خوب ثمرہ مشقت کا یار سے

پھر تو ہے روز دن کی ملاقات گو نصیب
اب ملتمس ہون رات کی صحبت کا یار سے

انسان کو صاف سینۂ بے کینہ چاہیے
منہ دیکھنے کے واسطے آئینہ چاہیے

اک بوسہ مجکو روز دیا کر تو سیمبر
کچہ روز آنے جانے کا روزینہ چاہیے

بچون کی آشنائی کہلونہ بنائیگی
ہان دوستی کو آدمی دیرینہ چاہیے

اون چھاتیون کو ہاتھ لگانے کے واسطے
ای دل بڑا کلیجہ بڑا سینہ چاہیے

اچھا خیال زلف دوتا باندہ لینگے ہم
سردی مین اوڑہنے کو جو پشمینہ چاہیے

ملنے کو تیرے زہرہ وش مشتری خصال
ہر رات کے عوض شب آدینہ چاہیے

عشق بتان ذریعۂ عشق اللہ ہے
ہر ایک بام کے لئے اک زینہ چاہیے

ابرو کو ماہ نو سے نہ دونگا مثال مین
نسبت سواے نسبت پارینہ چاہیے

میمون خصال ہے یہ سراپا جہان مین نام آج سے رقیب کا بوزینہ چاہیے

ہر وقت ایک تازہ بلا مین پہنسا رہا
باز آیا پہر تو ایسا مجہے جی نہ چاہیے

آج اسی درد سے ہر عضو مرا دکتا ہے کر ادا سے کہا اوسنے کہ گلا دکتا ہے
سخن ترک محبت نہ زبان پر لانا کیون تڑپتا ہے تو ناصح ترا کیا دکتا ہے
ہای ای بت تو سمجہتا نہین اپنا جو مجہے دل اسی بات سے میرا بہ خدا دکتا ہے
جب گلا بیٹھ گیا ہاتھ اوٹھا ماتم کو اک گلا دکتا تہا اب ہاتھ جدا دکتا ہے
شکوہ عضا شکنی کا جو کیا مین نے کہا دل دکہانے کی سزا جسم ترا دکتا ہے
صندلی رنگ کی تاثیر کہان ہے دکہلا قصہ فیصل ہے اگر سر ہی ترا دکتا ہے
چشم سوزن کی نظر تجکو لگی ہے بیشک سینے کے بار سے گر ہاتھ ترا دکتا ہے
اس نزاکت کا برا ہو کہین چہوڑے نہ سنگار کنگہی کرنے سے اگر شانہ سدا دکتا ہے
دل دکہانا ہی کسیکا نہین جاتا خالی اک دن آخر دل بانیٔ جفا دکتا ہے

لوگ اس دور کے بے مہر ہین ایسے پہر تو
ان سے ہر وقت دل اہل وفا دکتا ہے

جب سے اپنے رخت جان کے گلے مین درد ہے دم اٹکتا ہے گلے مین جسم لاغر سرد ہے
کام ہے بارا مہینے انکو ٹہنڈی سانس سے سال بہر عشاق کے عالم مین فصل برد ہے
ہے مرض عشق گل سرخ عذار یار کا ای طبیب اک جز مرے نسخے مین لازم ورد ہے
آہ و زاری سہا لہا گئی ہجر مین دلدار کے دل برا اچہی طرح آگاہ گرم و سرد ہے
حشر کے دن کیا ضرورت دفتر بیداد کی خود سراپا ہر ستمگر کا ستم کی فرد ہے
دیدۂ طالب کو مطلب طور کے سرمے سے کیا سرمۂ چشم طلب تیرے قدم کی گرد ہے
خانۂ دل کا مکین مطلق نظر آتا نہین آج کل گہر گہر تلاش اپنی مثال نرد ہے

کیا ہوا سے رشک شیرین سے ملے داغ جگر
اوڑھنی پیلی جو اوڑھی یار نے تو فکر کیا

میرے حق مین یہ خزانہ گنج بادآورد ہے
ہجر کے غم سے ہمارا جامۂ تن زرد ہے

غیر کی حاجت کو سمجھا ہے جو اپنی احتیاج
دونون عالم مین وہی پیرتوؔ سراپا مرد ہے

دل لگانا دل لگی کی بات ہے
بات یہ وہ ہے کہ جی کی گھات ہے

دل لگی اوس سے ہے جس سے دل لگا
وہ نہین تو بیکلی کی بات ہے

بے ترے شطرنج سے طرحی ہوی
لیٹتے ہی بیکلی کی مات ہے

بند دم ہوتا ہے یہ جوبن گتھین
چولیون کی گات جی کی گھات ہے

اچھی صورت دیکھکر بدلی ہے آنکھ
جان لینا دل بڑا بد ذات ہے

ای عدو مجھ سے نکر بیہودگی
جانتا ہون جو تری اوقات ہے

مین تمہارا گھر تمہارا ٹھیر جاؤ
کچھ زیادہ رات کچھ برسات ہے

تو جدا جس روز سے ہے مہربان
خاک اس اوقات پر آفات ہے

غم مین سرتاپا تاسف ہون ترے
رات دن ورد زبان ہیہات ہے

کالے گورے کی نہین مجکو تمیز
ایک تو ہی دہیان مین ذرات ہے

بندے کو بندون سے کچھ مطلب نہین
حق تعالےٰ قاضئ حاجات ہے

بات اوس شیرین دہن کی ہے نبات
بات مین خود دعوے کا اثبات ہے

جکی چاہی اوسکی صورت دیکھ لی
دل مرا ہے یا کوی مرآت ہے

رام وہ بت وصل کی شب مین نہین
ہاتھ پاؤن مین سراسرات ہے

مہربانی ایک روز ای مہربان
بیکلی پیرتوؔ کو ساری رات ہے

ان دنون وہ ماہ پیکر مہربان ہونے کو ہے
انقلاب انتظام آسمان ہونیکو ہے

پہر خبر ہے یان قدم رنجہ کریگا کوی حور / پہر گلستان ارم اپنا مکان ہونے کو ہے

وہ بہی دن اللہ کرے قلعی کہلے ہر ایک کی / آج کل مین عاشقون کا امتحان ہونے کو ہے

تیز باتون سے گلا ہی کاٹنے کا ہے خیال / اب زبان یار خنجر کی زبان ہونے کو ہے

میرے تیرے عشق کے چرچے ہوئین اسقدر / پہر نئے سر سے ہر اک بوڑہا جوان ہونیکو ہے

اوس بت نادان کو سکہلاتے ہین پہر کچہ اہل شر / خیر کر یارب کہ محنت رایگان ہونے کو ہے

فیصلہ ہے دعوئ خاموشئ اصنام کا / عذر ہائے بیدہانی درمیان ہونے کو ہے

کیون نہ چلاؤن کہ کوی گوشہ ہونیکو ہے لیس / تیر مژگان صورت ابرو کمان ہونے کو ہے

میرے دل مین زلف جانان ہورہی ہین جاگیر / اب خدا کے گہر مین دخل کافران ہونیکو ہے

رنج راحت سے بدل یا کارساز پاک تو / آفت دل شاہد آرام جان ہونے کو ہے

غم پہ غم اوسکو دکہاکر دل کو اپنے خوش کیا / چرخ نے پایا جو کوی شادمان ہونے کو ہے

بے گنہ دن رات خون عاشقان سے فائدہ / شاید اوس ظالم کا دل چنگیز خان ہونیکو ہے

رشک اوس شمشاد قد کا معجزہ یسے کم نہین / سرو ہر اک باغ مین سرو روان ہونیکو ہے

دل دیا دلدار کو مین نے طمع مین وصل کی / سود کے سودے مین آخر سب زیان ہونیکو ہے

صاف تہا دل اوسکا مجہ سے کیا سبب میلا ہوا
اسمین پہر تو خوب گنجایش گمان ہونیکو ہے

پہر مرے گہر رات مین وہ آفتاب آنے کو ہے / آسمان کی چال مین پہر انقلاب آنے کو ہے

شیشے کے سر کی طرح توڑینگے پیالے محتسب / میکشون کی بزم مین خانہ خراب آنے کو ہے

مستعد ہین تفرقہ انداز اپنے کام پر / بے گنہ اب سخت ترمجہ پر عذاب آنے کو ہے

سنکے اپنے ہوش کے توتے ہوا ہونے لگے / قہر ہے کہتے ہین اونکو کچہ عتاب آنے کو ہے

ہے بشارت سے بشاشت اس دل رنجور کو / خواب مین دیکہا جواب باصواب آنے کو ہے

وصل کی تو شب ہے کیون ارمان نکلینگے بہلا / شرم تو وان ساتہہ ہے یان بہی حجاب آنیکو ہے

ہے خبر وہ شہسوارِ حسن آئیگا یہان
لیکن ای دل غیر ہمراہ رکاب آنیکو ہے

عین گریہ مین خیال آیا ہے کس گلفام کا
آنسوؤن کے بدلے آنکھون سے گلاب آنیکو ہے

یون خیال یار اوڑھا دیتا ہے جیسے سینہ کو باد
ہی طرح سے گو مری آنکھون مین خواب آنیکو ہے

ای عزیز مصر دل تیرے خریدارونکو سب
پھر بوڑھاپے مین زلیخا کا شباب آنیکو ہے

ہے صفت کا ذات سے لوگو یہان پھر انضمام
سو ہے پیرتو پھر وہ رشک آفتاب آنیکو ہے

یہ آسمان کہین ای جان تجھے جدا نہ کرے
تو جان مین جسم ہون ایسا ہو خدا نکرے

مریض ہجر ہون تدبیر وصل کرنے دو
یہ کوئی بات ہے بیمار بھی دوا نہ کرے

روا ہین ترے لوگون کو کوئی بھی آنا
تو کس طرح سے کسیکو کوئی روانہ کرے

گلے سے چڑتے ہو فریاد سے بگڑتے ہو
بتاؤ کیا کرے عاشق پھر اور کیا نہ کرے

مروت اور ہی کچھ ہے معاملہ کچھ اور
معاملے مین مروت کبھی کیا نکرے

سنا ہے مال کو کہتی ہے خلق ہاتھ کا میل
ذلیل پیسے کو نادان تو ہوا نکرے

بڑا غضب ہے دل اوسکو خفا جو کرتا ہے
مجھی کو دم سے یہ خفگی کہین خفا نہ کرے

اولٹ نہ جائے کہین یہ کہ حق تو عادل ہے
کوئی کسی کے لئے مفت بد دعا نہ کرے

سنو کہ رنج نہ دو بے سبب دعا گو کو
دعا کے وقت کہین تمکو بد دعا نکرے

زمانہ مکر و دغا سے بھرا ہے ای پیرتو
ہزار بات سنے ایک بھی کیا نہ کرے

مصلحت ہے کچھ کہ ظاہر مین جفا کرنے کو ہے
لیکن اوسکا باطنی منشا وفا کرنے کو ہے

یا خدا تیرے حوالے میرا اوسکا ارتباط
اک جماعت فتنہ سازون کی جدا کرنیکو ہے

اوس کمان ابرو کو تاب دید حسن خود نہین
بے خطا جو تیر ہے وہ بھی خطا کرنے کو ہے

گھر کا گھر تیرا خفا ہونے کا غایت ہے یہی
دم کو میرے خانۂ تن سے خفا کرنیکو ہے

کیسا قالب ہے کہ اک عالم کمینہ ہو گیا
جسکو دیکھو وہ کمربستہ دغا کرنے کو ہے

شکریہ کچھ اسکا مجھ سے ہو نہین سکتا ادا
وہ قضا کا حق محبت سے ادا کرنے کو ہے

مجھ سے تو کیا پوچھتا ہے ای دل اپنے دلکی بات
کیا خبر مجکو خدا جانے کہ کیا کرنے کو ہے

سرد مہری موسم سرما مین تیری جان جاں
ٹھنڈے ٹھنڈے رفتہ رفتہ دم ہوا کرنیکو ہے

شہر بیر آبادہ ہین اہل شہر تو کیا ہوگا مرا
ہو رہیگا خیر وہ جو کچھ خدا کرنے کو ہے

مستعد ہے دل کسی پر آہی جانے کے لئے
پھر مجھے غارت گر جان مبتلا کرنے کو ہے

ایک عالم سیم اندامون کے شوق وصل مین
کشتہ کہا کر کشتہ ہونے کو طلا کرنے کو ہے

ایک دن پھر تو سے ناصح حال دلبر بولئے
آپ کی ذات مبارک گر کہا کرنے کو ہے

جلوہ فرما بادشاہ مہوشان ہونیکو ہے
آج میرا نام قصر آسمان ہونے کو ہے

آج شیدا سے کمر کس جا روان ہونے کو ہے
کون ہے وہ مکان جو لامکان ہونے کو ہے

ہر مژہ تیر اوسکا ہر ابرو کمان ہونے کو ہے
ہے نشانہ کون کسکا امتحان ہونے کو ہے

آسمان بام پر وہ مہ عیان ہونیکو ہے
آسمان کا اطلسی ڈیرا کتان ہونے کو ہے

احتراق گرمی عشق بتان ہونے کو ہے
شعلۂ جوالہ ہر ہر استخوان ہونے کو ہے

وامی قسمت آفتاب اپنا نہان ہونے کو ہے
عیش کا دن ساتھ ساتھ اوسکے روان ہونیکو ہے

مجھ پہ کچھ مہربانیٔ بتان ہونے کو ہے
موم پتھر ہونے کی بھی داستان ہونیکو ہے

فتنے کے مانند وہ گھر سے روان ہونیکو ہے
راز پوشیدہ قیامت کا عیان ہونیکو ہے

سینہ گلزار جدائی بتان ہونے کو ہے
میرا قصہ بلبلون کی داستان ہونیکو ہے

اپنے ویرانے کو کس سے ہے سعادت اسقدر
چغد کی جا پر ہما کا آشیان ہونیکو ہے

آب خنجر آب حیوان تیرے کتنے خضر ہین
کامیابی حیات جاودان ہونے کو ہے

تنگ دل ہنسنے کے قابل ہے کیسے ہجر مین
مزرع ماتم بھی کشت زعفران ہونیکو ہے

غرۂ شوال آتا ہے گیا ماہِ صیام — اب طلوع آفتاب میکشان ہونیکو ہے

اشتیاق وصل بہی جوش جنون سے کم نہین — واقعی صبر و تحمل دہ ہجیان ہونے کو ہے

خوش ہون اس سے گلشن دل مین نہین آئی بہار — جو بہارستان ہے پامال خزان ہونیکو ہے

یا خدا تو آپ اپنے گہر کا حافظ یا خدا — مسجدون مین اختیار کافران ہونیکو ہے

جوش پروان سرد مہری ہوتی جاتی ہے مدام — صبر کب تک دل مرا گرم فغان ہونیکو ہے

وصل کے بارے مین دیکہون کیا کچہ آتا ہے پیام — سرگذشت ہجر قاصد سے بیان ہونیکو ہے

کونسا خوش چشم آج آمادہ ہے گلگشت پر — نرگستان گلستان کا گلستان ہونے کو ہے

نفس امارہ ہے ای پرتو بڑی موذی بلا — ہائے بندے کے خدا کے درمیان ہونیکو ہے

دن رات بے ترے ہے عجب بیکلی مجہے — مخصوص مطلق آج نہین کل ذری مجہے

دیتا نہین کسیکو کسیطرح کا بہی دم — پہر کسطرح بخیل نہ بولے کوی مجہے

پر ایسے کچہ لگا کہ اوڑ ہے آؤن تیرے پاس — خاصہ پرا بنادے کبہی ای پری مجہے

بے اختیار یاد وہ آئے تو کہدیا — بہولا نہین مین تم کو نہ بہولو کبہی مجہے

صیاد پر کو نوچ کے گلشن مین رکہہ چلا — مجبور کر رہی ہے بہت بے پری مجہے

ای آسمان مین بہی سلیمان وقت ہون — آرام ایک لحظ نہین بے پری مجہے

بدنامیون کا خوف ہے ورنہ تجہے اوڑاؤن — کردینگے سب نشان ملامت ابہی مجہے

حرکت فراق یار مین دشوار امر ہے — چالاک ہونے دیتی نہین کاہلی مجہے

ہرگز خفا نہ رہیئے مرے سامنے کبہی — آزردہ جان کرتی ہے آزردگی مجہے

پر تو کسیکی ذات و صفت سے غرض نہین
منظور ہر طرح سے ہے فقط دل لگی مجہے

قاصد آیا ہے مگر کیسی خبر لایا ہے — مری تقدیر سے کیا مجکو جواب آیا ہے

دمبدم ناک چہنکنے کی ہے کیسی سکرات — نتہنیان جلتی ہین اور ناک مین دم آیا ہے

آج قاصد نے کہے مجھ سے یہی دو مطلب
خیریت پوچھی ہے اور آپکو بلوایا ہے

اوسے شرم آتی ہے آتے ہوئے بیداری مین
رات رؤیا مین رخ صاف کو دکھلایا ہے

اب تڑپتا ہے وہ خود میرے لئے آٹھ پہر
دوستو جسنے مجھے خوب سا تڑپایا ہے

سنگدل بیش بہا چیز نہ کہوئیگا کبھی
آبرو اوسنے جو کہوئی تو مجھے پایا ہے

شعلۂ خیز لطے سے وہ گال دو انگارے ہین
آتش گل کو یہ کس باغی نے بہڑکایا ہے

راہ بہولی نہین دل کی مرا اوسکے دل نے
لاکھ گمراہون نے اوسے بہکایا ہے

کہئے سمجھا نہین میری وہ سمجھنے والا
مین سمجھتا ہون کہ اچھا کوئی سمجھایا ہے

بہیجا خالی کیا ناصح نے غضب ای پرلو
آج اس پاجی نے کیسا مرا سر کہایا ہے

چومنے کو ہی لب شیرین گلرو چاہئے
بیٹہا کرنے منہ گلابی مجھکو لڈو چاہئے

پہول کیا لون بلبل دل فگار کہتا ہے مرا
پہول دینے کے لئے بہی کوئی گلرو چاہئے

وقت پیری اوسکے ہر اک حرکت ہے زیبا ای عزیز
بیلنے ہر اک کام کے کرنے کو قابو چاہئے

ہم ہر اک کو دل نہین دیتے ہین لیکن دیکھکر
دل کے دینے کے لئے معشوق دلجو چاہئے

منہ دیا تو سر چڑہے ایسا کہ اوترے ہی نہین
شیخ جی کا نام اب سے شیخ ہدہد چاہئے

حسرت بوس و کنار یار مین کرتا ہون فکر
دو دو اک اک شعر کے معنی مین پہلو چاہئے

وہ کبھی خود چاہ کر پوچھے کہ کیا ہوا تمہین
ایک کیا سو بار بولونگا مجھے تو چاہئے

کیون نہو آنکہو نمین اوس لچھے کا جگنو عشق مین بہی
میری آنکہون کے اندہیرے کو یہ جگنو چاہئے

لپٹے ہاتہون سے مجھے تو جیسا چاہے پہیر لے
کھیلنے ای طفل نادان کوئی لٹو چاہئے

عیب ہر اک شخص کا پرلو ہنر ہوتا نہین
چال چلنے کے لئے بہی کوئی چالو چاہئے

کل سے گہر آنے کی تو شہرت ہے
آج کچھ اوہ بہی سماعت ہے

گرمیاں کرتا ہے مجھ سے فراق
کیا بری طرح کی حرارت ہے

بدنصیبوں کو رنج ہے اسکا
خوب رویوں سے مجکو صحبت ہے

بے سبب نام ان کا شاہ نہیں
کہ فقیری بھی ایک دولت ہے

حکم میں اپنے ہیں پریرویان
کیا پرستان کی حکومت ہے

خیریت عافیت ہے درپردہ
اوسے شر کا خطر نہایت ہے

اوس پریزاد کو اوڑا لیتا
بشریت کو پر ندامت ہے

اپنے عیبوں سے جب نہیں واقف
عیب چینی بڑی حماقت ہے

ق
مجھے بلواتے ہو پرائے گھر
واہ واہ کسقدر حماقت ہے

شکریہ کیا ادا کرے پھرتو
کہ بہت آپ کی عنایت ہے

جبکہ میخانوں میں ساغر کی جھلک ہوتی ہے
روشنی مہر کی بجلی کی چمک ہوتی ہے

جب ترے ہجر میں طبلے کی گمک ہوتی ہے
بھیجا ہلتا ہے مرے سر میں دھمک ہوتی ہے

سنکے آواز کو بادل کی وہ چلاتے ہیں
اور بجلی کے چمکنے سے چمک ہوتی ہے

اوسکی جنبش میں ہیں سب جنبش لب کی باتیں
لب ترے چشم سخنگو کو پلک ہوتی ہے

چاند سورج سے شب و روز ہے آرائش سر
مہ و خورشید سے تزئین فلک ہوتی ہے

جو لکھا وعدہ کیا اوسکو بہرحال وفا
تری تحریر مرے واسطے چک ہوتی ہے

بے ترے سیر چمن سے مرا دل دکھتا ہے
ٹیس دلکی مجھے غنچوں کی چٹک ہوتی ہے

دیکھے دھوکا جو ترا پاس کوی گل بیٹھا
مرے آغوش میں کانٹے کی کھٹک ہوتی ہے

فکر پیدا دمیں ہوتی ہے اوہیں جبکہ شکست
فتح کیا ہو کہ مرے دل سے کمک ہوتی ہے

خون دل ہے غم ساقی میں شراب ای پھرتو
غم جو تازہ کوی ملتا ہے گزک ہوتی ہے

ہمقافیہ بہ غزل اسد اللہ خان غالب دہلوی

جز خاک نہین عالم دنیا مرے آگے
ہے خاک کے پتلون کا تماشا مرے آگے

بے پر کی اوڑہا کرنہ کہو تخت سلیمان
مر مر کے نہ بول اوہو مسیحا مرے آگے

ہین وہ ہون کہ ماہیت ہر چیز ہے معلوم
مقلوب ہے کیفیت اشیا مرے آگے

خود لوٹ ہے یہ دیدۂ پرآب پر اپنے
اک لہر سے زاید نہین دریا مرے آگے

ایسا ترے لوگون نے مجھے اب کے چھپایا
نکلا نہ کوئی ذکر بہی تیرا مرے آگے

بیتاب ہوا ایسا کہ بیتاب بنایا
سیماب ہوا آئینہ سیما مرے آگے

ہو رو سے خمار کا یہ رنگ پریدہ
دہوکے سے ہی آجائے جو صہبا مرے آگے

وہ ناز سے چپ ہین مجھے سکتے سے ہے جھکی
نقشہ مرے مانند ہے اونکا مرے آگے

ہے کفر کی ظلمت مین نہان طلعت ایمان
رہتا ہے کلیسا نہ کلیسا مرے آگے

کیا کیا مہ بے مہر ہین ان پردون کے اندر
ہر رات ہے اک محمل لیلا مرے آگے

آپردہ پہر اب مجہ سے تو کیا خاک کریگا
خاکا ہے ترا تیری تمنا مرے آگے

ہرچند وہان اور ہی تعلیم ہے لیکن
خاطر مری کرتے ہین وہ کیا کیا مرے آگے

ہین وہ متشرع ہون کہ مانند پری کے
اوڑہ جاتا ہے ہر چیز کا مینا مرے آگے

انداز ہے اس پردے مین رسوائی کا پرتو
اون سے کہو آجائے اچھا مرے آگے

شطرنج ہے یہ صفحۂ دنیا مرے آگے
ہر گہر مین ہے چالون کا تماشا مرے آگے

ہے کیا شب فرقت کا اندہیرا مرے آگے
اک چاند ہے اوس چاند کا چہرا مرے آگے

یک قطرۂ ناچیز ہے موتی مرے نزدیک
کہلجاتی ہے ماہیت اشیا مرے آگے

جب سیر مین اوسنے نہ کیا مجہ سے کنارا
کیا لوٹ ہوا دیکہہ کے دریا مرے آگے

قطرے کی روش دیدۂ تر سے نہ گرا دون
ہے لوٹ اسی لہر مین دریا مرے آگے

قصر تنِ عاشق ہے سکونت گہِ معشوق
مجنون ہے کوئی محملِ لیلا مرے آگے

دیکھا نہین ای یار ترا محوِ نظارہ
دنیا کے تماشے ہوے کیا کیا مرے آگے

اللہ کو معلوم ہے سب ای بُتِ کافر
چھپنے سے ترے آئیگا کیا کیا مرے آگے

فرقت مین پس پیش ہے رنج و غمِ یار
کیا کیا مرے پیچھے رہا کیا کیا مرے آگے

بہر بہر کے پیالون کو ہُوا جاتا ہے خالی
پُر دل نہین رہتا کوئی مینا مرے آگے

گو مست ہے لیکن یہ سر فراز نہین ہے
آتا نہین اس شرم سے مینا مرے آگے

مین وہ ہون بلانوش کہ جب بزم مین آیا
تعظیم کو جہک جاتے ہین مینا مرے آگے

یہ فیض مرا ہے کہ تری آن بڑہائی
کس نے تجھے معشوق بنایا مرے آگے

کہتے ہین گھٹا ابر کو اس وجہ سے اب تک
بدلی جو مری آنکہہ نہ ٹہیرا مرے آگے

پہر جاتا ہے آنکھون مین شبِ وصل کا عالم
شرمندہ ہے وہ شوخ سراپا مرے آگے

پوچھا کہ مجھے تم نے فراموش کیا ہے
ہان بول اوٹہا آج وہ بُت کیا مرے آگے

یہ سخت کیا عشقِ بتان نے مجھے ای دل
پہٹ جائیگا پتھر کا کلیجا مرے آگے

اپنون سے جدا کر کے اوسے خود بہی جدا ہون
جو مین نے کیا تہا وہی آیا مرے آگے

تقدیر جو تیڑہی نہین پہر تو یہ بتاؤ
پہر کیون نہین وہ زلفِ چلیپا مرے آگے

ہے منزلِ مقصود ہمیشہ مرے آگے
ہر وقت ہے اوس شوخ کا کوٹہا مرے آگے

جنت کو جو دیکھا تو ہر اک آنکہہ پکاری
ہے تیرے محل کا ابہی نقشا مرے آگے

کیا خاک کسی شوخ کو دیکھون کہ ہمیشہ
ہے مشقِ تصور سے وہ خاکا مرے آگے

ای یار ترے واسطے روتا ہون مین ایسا
اک کہیل ہے طوفان اوٹہانا مرے آگے

مین وہ ہون کہ پانی ہے جگر ابر کا مجھ سے
مین وہ ہون کہ نالے کرے دریا مرے آگے

مین وہ ہون کہ چشمون کو کہون دیدۂ پُرنم
مین وہ ہون کہ آہین کرے نالا مرے آگے

مین وہ ہون کہ ہو جاؤن اگر تلخ ذرا بھی
ندی ابھی کھاری ہو سراپا مرے آگے

مین وہ ہون کہ دیکھون جو کبھی میٹھی نظر سے
کھاری کا وہین پانی ہو میٹھا مرے آگے

مین وہ ہون کہ جب سامنا ہوتا ہے کوی دم
اوٹھتا ہے سمندر مین مروڑا مرے آگے

مین وہ ہون کہ تالاب کی جب سیر کو جاؤن
سوتا نہ جگیگا کوی اصلا مرے آگے

مین وہ ہون کہ اب آب رہے ابر بہاران
مین وہ ہون کہ نیسان ہو پسینا مرے آگے

مین وہ ادب آموزِ دبستانِ چمن ہون
آہستہ بھی ہنستا نہین غنچا مرے آگے

نرگس بھی ملاتی ہی نہین آنکھہ مین اب آنکھہ
سنبل نہین کرتی کوئی لٹکا مرے آگے

لالہ بھی دکھاتا نہین داغ اپنے جگر کا
اور گل کا نہین خندۂ بیجا مرے آگے

سبزہ نہین بیگانۂ آئینِ گلستان
باقی نہین پامالی کا شکوا مرے آگے

خاموش ہے بنفشہ نے کسی سے نہ کیا پھر
گلزار مین پھبنے کا ارادا مرے آگے

پھر خار نہ دینے کا ہزارون مین کیا قول
گل بلبل شیدا سے نہ کھٹکا مرے آگے

قمری نے کیا ہی نہین شمشاد کا پھر دھیان
بلبل نہ اودھر ہی سوے ہزارا مرے آگے

گو طوق بہ گردن ہے پر آزاد ہے قمری
ممنون ہے اتنک یہ پرندا مرے آگے

بلبل بھی نہین زمزمہ پرداز فضولی
بگڑا ہوا گلزار کا سہرا مرے آگے

بیوجہ کبھی ناک چڑھاتی نہین اپنی
تہذیب سے باہر نہین چنپا مرے آگے

کیون شر سے گذر کر نہ کرون خیر کوی آج
کل آئیگا ہر خیرہ و شر اپنا مرے آگے

پایا جو مجھے اپنی محبت کا پرستار
بُت بنگئے ہین آج وہ کینا مرے آگے

محرم ہون جو ہر راز نہانی کا تمہارے
لائق نہین اسطرح کا پردا مرے آگے

قابو مین ہے وہ شوخ مرے دلکی طرح سے
بس اور کا اوس پر نہین چلتا مرے آگے

پھر تو دل گم گشتہ کا پھر تازہ نہ ہو سیخ
اب ذکر نکالو نہین اسکا مرے آگے

ہین وہ ہون کہ خاموش ہین گویا مرے آگے
منہ کھول سکے منہ یہ کسیکا مرے آگے

جیسا دکا منہ کھل نہین سکتا مرے آگے
اس منہ پہ زبان دانی کا دعوا مرے آگے

ہین وہ کہ تلمیحۂ قدرت مین ہے اپنے
ہین وہ کہ مطالب ہین مہیا مرے آگے

ہین وہ ہون کہ حاسد مرا بد ہے اس کا مدرس
ہین وہ ہون کہ یہ کچھ نہین اصلا مرے آگے

ہین وہ کہ امام شعرا اپنے زمان کا
اس صف سے کوئی بڑھ کے نہ آیا مرے آگے

ہین وہ کہ سخن تابع فرمان ہے اپنا
بندش ہے کمر بستہ سراپا مرے آگے

ہین وہ کہ مضامین کے قلمرو کا شہنشاہ
استادہ ہین لفظون کے پرے کیا مرے آگے

مدرس ہے یونان مین فلاطون سخن ہون
سودائی ہوا جائے جو سودا مرے آگے

منسوخ ہے ناسخ کا زمانہ مرے ہوتے
مغلوب ہے غالب کا بھی دعوا مرے آگے

مومن ہے نہان زاویۂ خوف و رجا مین
آتے ہوئے ہلتا ہے کلیجا مرے آگے

آزاد و اسیر اپنے خطر سے نہین دم بھر
اس حوصلے پر ہو نہ سکیگا مرے آگے

وہ ابر ہون ہر ابر دہوان ہے مرے نزدیک
وہ بحر ہون ہر بحر ہے قطرا مرے آگے

شاعر ہون فلک اپنی زمین پر نہین زیبا
ہے فرش زمین عرش کا دعوا مرے آگے

ہین وہ ہون کہ ہے رشک مرا رشک سراپا
ہوتی ہے چمک برق کو کیا کیا مرے آگے

ہین وہ ہون ہوا خواہ گلستان سخن کا
گلگون بھی صبا کا نہین چلتا مرے آگے

وہ عالم شعر و سخن اس دور مین ہون مین
ہے وند کوئی رند سراپا مرے آگے

ہین وہ کہ امیران معانی مرے سائل
ہین وہ کہ گدا شاہ سخن کا مرے آگے

ہے تنگ تقابل ہمہ تن شرم و حیا سے
ہے داغ سراپا کوئی دھبا مرے آگے

پھر تو نہون مین اوس مہر پر انوار کا پرتو
ہے مہر فلک ایک ستارا مرے آگے

دھنی ہے کوئی زلف چلیپا مرے آگے
نقشہ ہی رہا تیر ہی بلا کا مرے آگے

ہے فہم ہمہ اوست کا جلوا مرے آگے
ہین سارے تماشے وہ تماشا مرے آگے

نغمے ہین مجھے یاد ہزار اس سے زیادہ
کچھ چیز نہین بلبل شیدا مرے آگے

ناصح مرے دلدار کی مجھسے ہی شکایت
ہشیار کہ شکوا کیا کسکا مرے آگے

موجین ہین حجابون سے نقاب آب روان کی
محجوب روانی مین ہے دریا مرے آگے

کر دیگی تمام آرزوے کاکل مشکین
ہو جاے اگر عنبر سارا مرے آگے

کیا شرط بدی ہے فرس وہم وگمان نے
گھوڑ دوڑ کا ہوتا ہے تماشا مرے آگے

کیونکر نہ بھرے ہجر مین ساقی کے مرا دل
پُر ہونے لگا ہے دل مینا مرے آگے

شوخی جو کرے رشک سے اک آہ جگرسوز
اوڑ جائیگا رنگ انکی حنا کا مرے آگے

چرچا جو ہوا اپنا تو سب دب گئے پرتو
کیا کیا ہوا لوگون کا چرچا مرے آگے

ہمقافیہ بر غزل حضرت شریف استاد حضور مصنف مدظلہما

اوس قد سے کیا سرو نے دعوا مرے آگے
درکار گواہی کو ہے طوبیٰ مرے آگے

کہتی ہے یہ جنبش لب جان بخش کی اونکے
خاموش ہے اعجاز مسیحا مرے آگے

کس درجہ مری خاک قدم کی ہے تمنا
پھیلاتا ہے دامان کو صحرا مرے آگے

ہر موج زبان ہوگئی اظہار طلب کو
کیا شور مچانے لگا دریا مرے آگے

منہ اسکا جو میٹھا نہین کرتا کبھی دم بھر
کیا تلخ ہوی جاتی ہے صہبا مرے آگے

حق مین ہون کبھی اسکی نمازونکا سر ہو
کعبے کی طرف دیکھے کلیسا مرے آگے

مین بھی ہون کچھ ایسا ہی تو سخت طبیعت
چلتا نہین کچھ روز تمہارا مرے آگے

کہتی ہے خموشی بت شوخ طبیعت
یان بول کسیکا نہین بالا مرے آگے

کہنا نہ خبردار مجھے بیدہن ای واہ
وہ چھیڑنے سے بول اوٹھا کیا مرے آگے

روتا ہے تڑپتا ہے اوچھلتا ہے شب ہجر

پرتو ہے عجب دل کا تماشا مرے آگے

بستا ہے مری آنکھوں میں بستا رہے کوی
ٹھنڈا کیا دلکو مرے ٹھنڈا رہے کوئی

کہتے ہو یہ کیا سامنے آ آ کے نہ دیکھو
کیا پھوڑ کے آنکھوں کو بھی اندھا رہے کوی

جب بند کیا آنکھ کو سب کھل گیا مجھ پہ
پوشیدہ مری آنکھ سے پھر کیا رہے کوی

جیتا ہوں فقط دم پہ اوسیکے ہیں پر اک دم
جینے کا سہارا تو ہے جیتا رہے کوی

کیا عاشق و معشوق میں ہیں رمز کی باتیں
پوشیدہ رہے کوی تو پیدا رہے کوئی

اک روز تو ان چشموں کو ہو چشم نظارہ
کب تک تری بیداد سے دریا رہے کوی

شیرینی وصل ای فلک ترش طبیعت
تا چند غم ہجر سے کڑوا رہے کوی

کتنی ہی خرابی کرے میری نہ کہوں بد
لیکن کہوں اتنا ہی کہ اچھا رہے کوی

کچھ اور نہو اتنا تو ہو اپنے کئے سے
آگے مرے شرمندہ سراپا رہے کوی

زاہد نہیں پرتو ہے ترا رند گرفتار
کیا کام اگر حور سراپا رہے کوی

زندہ جو ہے وہ تم پہ مرتا ہے
مردوں کے درمیان پردا ہے

یار نے جو پیامبر بھیجا
جان بلب کے لئے مسیحا ہے

خیریت بھی کبھی نہیں پوچھی
شر نہیں ہے تو مدعا کیا ہے

منہ تمہارا اوتر گیا بالکل
خیر تو ہے مزاج کیسا ہے

کیسے عاشق ہو گرم نظارہ
سیر کا اوسکے وقت ٹھنڈا ہے

میں ادھر بیکلی سے بیکل ہوں
وہ ادھر آجکل تڑپتا ہے

پھر مرے دلکی پوچھی ای ناصح
کیا بتاؤں ترا کلیجا ہے

رخ عاشق ہے کیا غبار آلود
کھینچی تصویر بھی تو خاکا ہے

نہیں حیرت میں گرد دل زائل
کھینچے تصویر پہلے خاکا ہے

شیفتہ جو اداکا ہے اونکی
زندگی میں قضا کا شیدا ہے

بے ترے یہ برس ہے خالی کا
گرچہ خالی کیا اک مہینا ہے

پھر مرے گھر وہ آنے چاہئے سال
مہر بے مہریوں سے بنتا ہے

ہوں دبیر زمین شعر سخن
کہ عطارد مرا ستارا ہے

وہ جو مطلق نظر نہیں آتا
خواب میں رات اسکو دیکھا ہے

فکر کس بات کی ہے ای پرلو
منہ سے فرماؤ کیا ارادا ہے

جگہ اور دل میں ہمارے نہیں ہے
فقط ایک گنجایش دل نشین ہے

ہے رشک گل مہر و مہ بوٹہ بوٹہ
وہ بیٹے کی جو آسمانی زمین ہے

مقدر میں ہر زیر و بالا ہے یکسان
خط دست عنوان خط جبین ہے

حقیقت سے اپنی نہیں معرفت کچھ
کسیکو بھی کہنا چنان ہے چنین ہے

گلستان عالم کی رونق ہے تجھ سے
صباحت سے گال اک گل یاسمین ہے

سیہ زلف سنبل ہے چنپا تری ناک
ہر اک آنکھ نرگس ہے پنج یاسمین ہے

چنبیلی کا تیل اوسکو بھاتا نہیں کچھ
اسی باس میں ہر گل یاسمین ہے

بناوٹ کے زاہد کہ کیا ٹھیکہ بیٹھے ہیں
دعاؤں کے تھیلوں کا نام آستین ہے

یہ اثبات خود نفی یا نفی اثبات
جواب اونکے گر ہے جو پایا نہین ہے

وہ خورشید سیما جو طالع ہے پرلو
زمین بھی فلک ہے مگر جا زمین ہے

وہ چین بر جبین ہے تو مطلب نہین ہے
ملا مقدر ہم باری جبین ہے

تصدق میں اوس بت کی چین جبین ہے
دل مبتلا ہے کہ خاقان چین ہے

نہین اہل دین خارج دائرہ دنیا
کہ دنیا ہے دین یا تو دنیا میں دین ہے

نہاتا ہون آب ندامت مین ہر روز
اگرچہ نہانے کی حاجت نہین ہے

نہ ہے کیون گو وہ اوس ماہِ کامل سے خالی
اگر آج شوال کی چودہوین ہے

وہ دلدار ہے اوس سے مہجور ہون مین
غضب ہین کہین ہون مرا دل کہین ہے

اوسے دیکھ لیتا ہون دوری مین نزدیک
ہر اک آنکھ خود اپنی اک دوربین ہے

دل مہربان نے بہی پہلو تہی کی
مصیبت مین دمساز جانِ حزین ہے

یہی فرق معشوق و عاشق مین دیکھا
فرحمند ہے وہ یہ اندوہگین ہے

جو لوگ ایسے ویسے ہین فی الاصل پر تو
وہی بولتے ہین چنان ہے چنین ہے

ہمقافیہ بر غزل شیخ امام بخش ناسخ مرحوم لکھنوی

طوق قمری سا نہ مجکو طوق آہن چاہیے
طوق سیمین اوس پری کا بہر گردن چاہیے

جنگ کی ٹہری ہے دل سخت رو بہر سے
آج مجکو دوست کے بازو کا جوشن چاہیے

ایک دن اپنے مقابل سے بنا وہ آپ اب
آسمان کو بہر شمع ماہ روغن چاہیے

ای فلک ہر شب مرے حجرہ کے واسطے
وہ چراغ رشکِ شمعِ مہر روشن چاہیے

خانۂ دل تیر غم سے خانۂ زنبور ہے
شمع اس گہر مین جلانے موم روغن چاہیے

وہ پری پیکر بہی خود دیوانہ میرا ہو گیا
طوق سیمین کے عوض اب طوق آہن چاہیے

گرمیِ ارمان بوسہ سے ہوی ترشتے ہین ہونٹھ
یار کے ہونٹون کا مجکو موم روغن چاہیے

اب نجیبے پانی کی رخصت دی طبیبون نے مجھے
شہسوار حسن کو ای نعل توسن چاہیے

چاک ہون تیری قبا کے جسمین کچہ ای جامہ زیب
پیرہن کو میرے ایسے کوی دامن چاہیے

ہے تپ فرقت مین شدت سخت جانکو پیاس کی
کہدو قاتل سے کہ اک گہونٹا آب آہن چاہیے

جسم پر چیچک کے دانے سب رسیدہ کیون نہون
ہے وہ کشتِ حسن و خوبی اسکو خرمن چاہیے

رو رہا مجہ سے ہے جنون ساتھی کہ ای عالم نواز
ہر سحر کو جیب اور صحرا کو دامن چاہیے

سخت دل ای بت جو ہے تو مین بھی ہون اک سخت جان — جوڑ ہونے کے لئے آہن کو آہن چاہئے

اسفل و اعلی باہم ایک ایک کا محتاج ہے — روح تن کو چاہئے اور روح کو تن چاہئے

شیشے کی گردن سے کیا مطلب ہے مست عشق کو — سامنے کوئی صراحی دار گردن چاہئے

معرکہ تیغ نگاہ ناز سے تیری ہے آج — آئینے کو عکس کا زلفون کے جوشن چاہئے

دیکھتا ہے اب زبان اپنی مسی ملکر وہ گل — آئینے کے باغ کو بھی برگ سوسن چاہئے

کیون دکھاتا ہے ہمیشہ خوشۂ پروین فلک — کیا ہنسی اوس غنچہ لب کی برق خرمن چاہئے

خاک دیکھیگی یہ بدبین عالم درد فراق — زخم کا منہ دیکھنے کو چشم سوزن چاہئے

دوستی ممنون احسان کا دشمن ہے سدا — دوست کو پہچاننے بھی کوئی دشمن چاہئے

نقش نے جو راہ کاٹی مین اوسی رہ پر چلا — رہبری کے واسطے عاقل کو رہزن چاہئے

گلشن ایجاد مین ہون بلبل گلزار حسن — مجکو نخل عشق مین شاخ نشیمن چاہئے

عاشق شیدا کو کوئی یار ہی سے کام ہے — جسطرح ہر حال مین بلبل کو گلشن چاہئے

بت بنے ہو کیون کہو یہ چاہئے آتی نہین — بت برہمن کو ہوا اور بت کو برہمن چاہئے

ہمقافیہ غزل شیخ امام بخش	مرگ دشمن کی تمنا مجکو ای پیر تو نہین دشمنی کے واسطے بھی زندہ دشمن چاہئے	ناسخ مرحوم لکھنوی

عاشق نازک بدن کو طوق آہن چاہئے — ای جنون تار اوس نظر کا زیب گردن چاہئے

معرکہ جب مارنا ہو سخت جانون کا تجھے — ای نگار نازنین بازو پہ جوشن چاہئے

ڈال ای جراح مرہم مین ہلادین کا بھی تیل — مجکو بہر شمع داغ ہجر روغن چاہئے

بتیان لازم ہین صبح ہجر کے کافور کی — وصل کی شب خانۂ دل اپنا روشن چاہئے

پھر نہ کیونکر خیال آرائشون کا یار کو — ہے وہ شمع حسن اوسکو رنگ و روغن چاہئے

زرد روئی گر دکھاؤن نرم ہو سخت دل — کہتے ہین سب زردئی نرمئ آہن چاہئے

آج کل اوس سنگدل کو ہے جو موم روغن کی طلب — ہے یہی روشن کہ شمع گل کو روغن چاہئے

منزلِ ملکِ عدم کو جا پہنچنے کے لئے
خلق کو عمرِ رواں کا تیز توسن چاہیئے

مست عریانی ہوں ہیں تیرے جنوں کے دور میں
اب گریباں چاہیئے مجکو نہ دامن چاہیئے

آرزوی قتل میں بڑھتا چلا ضعفِ جگر
آب آہن تاب کیسا آب آہن چاہیئے

خوشۂ پروین سے اب ثابت ہے خرمن چرخ کا
پھر ہلالِ مہر پیکر برق خرمن چاہیئے

تا خبر ہو جامہ زیبی میں جنوں کا رنگ ہے
چاک جس دامن میں ہو مجکو وہ دامن چاہیئے

دشمنوں کا سامنا اور نہ میاں مردی نہیں
جنگ کے میدان میں شمشیر آہن چاہیئے

کسلئے ای جان ہے تجکو فکرِ تعمیرِ مکان
روح ہے تو تجھکو کوی خانۂ تن چاہیئے

سر جو اک کٹجائے پیدا دوسرا ہو مثلِ شمع
تیرے مشتاقِ شہادت کو وہ گردن چاہیئے

جی میں آتا ہے شکست اس سختیٔ دوراں کو دوں
نرم طبعی کا بدن پر کوی جوشن چاہیئے

ہے مسی مالیدہ اوس گل کی زباں کا وصف آج
باغ کے منہ میں زبانِ برگ سوسن چاہیئے

کیا غرض ہے خوشۂ پروین سے تیرے ای فلک
دانۂ انگور کا مستوں کو خرمن چاہیئے

پنجۂ مژگاں سے میں ای گل نکالوں خارِ پا
کسلئے دوہری خلش کیوں تجکو سوزن چاہیئے

بے خبر ناصح ہیں اور وہ بیوفا ہشیار ہے
خاک ایسے دوست پر مجکو وہ دشمن چاہیئے

عاشقِ ثبت کو بتائی تو نے واعظ راہِ خلد
رہبری دیکھی تری اب کوی رہزن چاہیئے

ای فلک شمعِ قمر بجھتی ہے بادِ صبح سے
میرے کاشانے میں کوی حسنِ ایمن چاہیئے

صاحبِ تمیز ہو تم کسلئے بچپن کی بات
کچھ سمجھکر دیکھو لڑکوں کو لڑکپن چاہیئے

خالی باتوں سے نہیں آتا ہے کوی پیچ میں
دام میں دل پھانسنے مشتاق پرفن چاہیئے

کیوں نہ اٹکاؤں دل اپنا مارِ زلفِ یار میں
سانپ ہے وہ زلفِ پیچاں شب کو پہن چاہیئے

دوستی بڑھتی ہے تو ہوتی ہے پھر تو دشمنی
دوست سے زاید مروت بہرِ دشمن چاہیئے

خانۂ زنبور میں گر شمع روشن چاہیئے
ای شکر لب چاہیئے روغن موم روغن چاہیئے

بلبل شیدا ہوں صحرا کا نہ دامن چاہیے
ای جنون میرے لیئے اوس گل کا گلشن چاہیے

ہے ہوا اسیر گلزار مکان غنچہ لب
آج مجکو اک صبا رفتار توسن چاہیے

کیوں دکہاتا ہے فلک تو معدن لعل شفق
یار خندان کو دکہا ہیرے کی معدن چاہیے

اک فرنگن کے تماشے کا ہوا سودا مجھے
چل رہوں مدراس سے تا بہ لندن چاہیے

اک برس سے رو رہا ہوں تیرے گہر کے سامنے
کیسے لگا ای گرم خو پہر اور ساون چاہیے

غم نے باندہا مجکو سہرا آنسوؤں کے تار کا
ای مقدر اب تو دولہا ہوں وہ دولہن چاہیے

اشک خونین یوں نہ جامہ رنگ کر دولہا بنا
پہر کسی تقریب سے دولہے کو دولہن چاہیے

کیا کروں میں ہاتہ اگر آئے بہی سب تلک فرنگ
دل لگا ہے اپنا جس سے وہ فرنگن چاہیے

پہر تو نغمہ سرا نا ساز قسمت کیا برا
گر تری محفل میں خوش آواز ارگن چاہیے

سینۂ نو خیز تجکو رشک گلشن چاہیے
تو سراپا گل ہے ای پیارے تو جوبن چاہیے

سیر کو اوس رشک گلشن کی جو گلشن چاہیے
سینۂ پر داغ میں گلشن کا جوبن چاہیے

رشک بلبل ہو میں کوی رشک گلشن چاہیے
ہر طرح رنگینیٔ قسمت کا جوبن چاہیے

یہ نہیں پروانہ اسکو شمع سے کیا کام ہے
گہر میں بلبل کے چراغ گل ہی روشن چاہیے

روشنی بزم تصور کی مجھے درکار ہے
روی روشن کی تمہارے شمع روشن چاہیے

طالب دیدار ہے پروانۂ شمع جمال
میری محفل کے لئے وہ روی روشن چاہیے

سب یہی کہتے ہیں یا خالق اندہیری رات میں
آسمان پر آج شمع ماہ روشن چاہیے

دوستی اور دشمنی سب دیکھ لی ہے خلق کی
دوست ہی اب چاہیے مجکو نہ دشمن چاہیے

دشمنوں سے دوست کو اب رات دن ہے میل جول
دوست کے ملنے کو بہی تقدیر دشمن چاہیے

اب ندیم خاص ہے غیر سیہ رو یار کا
دوست کی تکریم میں تعظیم دشمن چاہیے

یہ تو میرے ساتہ رکہتا ہے بدل کچہ دشمنی
دوست اگر اپنا نہیں ہوتا تو دشمن چاہیے

پیچھے جتنا چاہیے پہردم دوستی کا مارنا
پہلے ای دل کچھ تمیز دوست دشمن چاہیے

ہرگھڑی دل کو خیال اک دشمن جانی کا ہے
دوست اک ایسا بنا ہے جسکو دشمن چاہیے

کیون جنونی لوگ ہوتے ہین عزیز و برہنہ
جان دیوانہ کو بھی پیراہن تن چاہیے

دامن جیب و گریبان کی تو نوبت ہو چکی
اب مجھے دست جنون صحرا کا دامن چاہیے

دامن صبر و تحمل کب تلک تہامے رہون
ہاتہہ مین اپنے کسی پیارے کا دامن چاہیے

جب تلک تقدیر مین ہے سخت جانی دوستو
رزمگاہ دہر مین ہم کو نہ جوشن چاہیے

جنگ مین جوشن ہے خود سختی طبیعت کی مجھے
نرم طبعون کے بدن پر کوی جوشن چاہیے

ہجر کی شب رو کے ڈاڑہین مار کر کہتے ہین واڑھ
آب تباشیر سحر کا مجھکو منجن چاہیے

میرے سینے کی طرح ای آہ دل اسکو بھی چھید
یار کی دیوار مین آنکھون کو روزن چاہیے

تفرقہ سازون نے دلبر کو چھپایا اللہ لون
فکر کا چشم تصور کو اب انجن چاہیے

بے غذا ہے مرغ تسکین آشیان ہجر مین
اوسکی بہین دانی کا تہوڑا سا بہین چاہیے

ٹہاٹہہ مجھ ناچیز کے دل کا بنا ای زہرہ وش
آج کچھ تیرے مبارک منہ سے ایمن چاہیے

حکم جب غم نے کیا آنسو کا لشکر چلدیا
تابع افسر کو کوی ایسی ہی پلٹن چاہیے

کردیا لب کے تصور نے مری آنکھون کو زرد
واقعی کنکر بٹھانے کو بھی کندن چاہیے

دل کا ارمان یہ کہ خندہ چاہیے ہمرنگ گل
اور فرقت کا تقاضا یہ کہ شیون چاہیے

یہ ہنسی کی جا نہین ہنسنا یہان بیکار ہے
حالت دنیا پر او احباب شیون چاہیے

کیون نہ تہامون ہاتھ مین پہونچا ترا ای نازنین
تو عروس حسن ہے ہاتھون مین کنگن چاہیے

کیون نہ لپٹے جسم سے تیرے مری نظرون کے تار
جان جان پیراہن تن مین بھی سیون چاہیے

حضرت دل سے بھی پہر تو ہے میری گفتگو
کس کو کس کو چاہنا ہے جی کے دشمن چاہیے

بیکلی سے آگئی ای شوخ پرفن چاہیے
نامہ بھیجو انکے کبوتر کو بھی لوٹن چاہیے

ہے رکابی داغ دل او رغم غذا عاشقان | کیون نہ چاہون داغ پھر کھانے کو باسن چاہیے

یون مجھے میدان مین آنا جو ہوای جنگجو | جسم نازک پر مری نظرون کا جوشن چاہیے

دور سے پائے خبر آمد کی گوش بے خبر | قاصد جانان ترے پاؤن مین پینجن چاہیے

کٹ گئے آنکھین مجھے نہلا رہی ہین خون مین | کیا پئے دفع بلاے غم نہاون چاہیے

سینہ اپنا جب مشبک ہوگیا مین خوش ہوا | حجرۂ دل مین جو وہ آئین تو چلمن چاہیے

مچھلیان بازو کی اپنی ہون ڈنڈوای بحر حسن | آج دستر پر اگر تجھکو مطنجن چاہیے

بخش جاگیر عدم روح ضعیف و زار کو | حسن کی سرکار سے عاشق کو پنشن چاہیے

آمرے دل مین گذر کر امن و آمان سے مدام | ای غم جانان جو تجھکو کوی مامن چاہیے

دوست کے دلمین نہین تو چشم دشمن مین سہی | آخر اس عالم مین کوئی اپنا مسکن چاہیے

ہجر مین مجبور کر ناصح نہ یون بہر طعام | ورنہ مشق کے کلیجے کا ہی سالن چاہیے

ہے دل روشن ہمارا زلف پیچان مین ضرور | یہ سراپا سانپ ہے اور سانپ کو من چاہیے

رہت ہوتا ہی نہین دست جنون کچھ ادا | بات سیدی ہے مجھے ہر روز چکن چاہیے

کیون نہ لشکین مبتلا اوس انگ کے ارمان مین | ناک کے آراستہ ہونے کو لشکن چاہیے

ضعف ہجران سے ہے غش منہ پر نہ پانی مارئے | دوستو اوسکی قبائے تن کا دہوون چاہیے

حسرت شیرینی تقریب وصل یار سے | کسطرح کہائے کوی دانتون مین لچھن چاہیے

چشم مہر آسمان سے کچھ مجھے مطلب نہین | مہر کی ای مہربان تیری ہی چتون چاہیے

آج رشک لعبت چینی کی سواری کے لئے | خوبصورت تیز رو پیگو کا ٹانگہن چاہیے

بار سے غم کے تمام اعضا ہین میرے چور چور | کیا تجھے دیو فراق یار جھورن چاہیے

سینۂ پر لو کا سینا ہو جو چاک ای بخیہ گر
پھر پیوند آج اوس انگیا کی کترن چاہیے

دل جو حیران ہے گرہ زلفون مین پر ٹن چاہیے | نال ای ظالم بچار کہنے کو بندھن چاہیے

کیا غرض تاتار سے اوس گل کا ہو زن چاہئے
مشک کی بو کیجے عوض زلفون کا لامن چاہئے

دیکھکر اوسکو برہنہ یون اشارہ کر دیا
جامۂ تن کو مری نظرون کا دامن چاہئے

تیرے دستر خوان پر اے ساقیٔ رشک پری
کام مینا کا ہو جسپر ایسے برتن چاہئے

روز اٹکن مٹکن اوس طفل حسین کا کہیل ہے
ہاتھ چہونا اس تو ہیچے سے دل من چاہئے

دولت عشق گل اندامان خسیم دل مین ہے
ہر خزانے کے لئے دنیا مین مخزن چاہئے

گہر بہی مستی بہیجنے والے کا مالا مال ہو
تیری ہستی پسینے نیلم کا ہاون چاہئے

کہتی ہے پیارے صفائی ہاتہ کی حجام کے
اسکو تہوڑا سا ترے گلشن کا گلخن چاہئے

گل پہ گل دیتا ہو دل لیکر اگر اے غنچہ لب
گو عوض ہے لیکن اتنے گل کہ اک من چاہئے

چال چل چل کر زمانے کی وہ دے کس کسکو رنج
پاؤن مین اب فتنہ گر کو پابرنجن چاہئے

صورتِ اطفال عاشق کہیلتے ہین جان پر
عشق کے آگے بزرگون کو بہی چہٹپن چاہئے

زاہدو تم کو مبارک سبحہ و ریشِ دراز
ہمکو ریش کو چک اور اوس بت کی سمرن چاہئے

رکہدیا زانو پہ سر تو بس چلا پہر کلک فکر
واقعی قط مارنے خامیکو قط زن چاہئے

جوگ جب مین نے لیا وہ بال کہولے آگیا
واہ رے دل کی کشش جوگی کو جوگن چاہئے

معدنِ اہل ہنر ہے مخزنِ صاحب کمال
سارے اظہار ہنر کو شہر برلن چاہئے

کہیل پر مائل جو ہے اوس چاند کے ٹکڑے کا دل
اوسکی گڑیون کے لئے بہی چوب چندن چاہئے

کیون نہون میری طرف سے لوگ اوسکے بدگمان
بدظنون کے واسطے ہر وقت اک ظن چاہئے

زال دنیا سے جوانون کو نکیون رغبت رہے
کوی بوڑہی ہو جوان ہو مرد کو زن چاہئے

آزمایش کو جوانمردون کی میدان ہے ضرور
امتحانِ جوہرِ شمشیر کو رن چاہئے

وہ جو بگڑا بن کے مجہ سے گلشنِ ایجاد مین
دل لگی کو اب مجہے بگڑا ہوا بن چاہئے

آمد و رفت نفس ہے لوح سینہ کی صفا
تختیون کے صاف کرنیکو بہی سوہن چاہئے

مفلسون کو بیسکر آتا کرتے ارمانِ نان
روٹیون کو بیلنے پہلے ملیتہن چاہئے

یار پانے کے لئے دمساز مطرب کیون نہون
یار کی محفل مین طنبورے کی گردن چاہیے
یون ہی بن بن کر مہ سیپہرہ وہ بگڑے اگر
پہر اوسے ملنے میںنے اور باون تن چاہیے

تو اگر ہے جان جان آغوش مین پہر لو کے آ
عالم ہستی مین ہر اک روح کو تن چاہیے

نورتن یعنی نہ غزل ہمقافیہ بر یکغزل شیخ امام بخش ناسخ مرحوم لکھنوی

پہر مست خواب راحت اک جہان گردشمین ہے
اک جہان کیا صورت مہر آسمان گردشمین ہے
جو معاون ظالمون کا ہے اوسے راحت نہین
تیز ہوتی ہے چہری سنگ فسان گردشمین ہے
تم جو آئے دل مین ہوتا ہے غم دوری نثار
گہر مین صاحب خانہ ہے اور پاسبان گردشمین ہے
گردش چشم سخنگو دیکہیگا غور سے
یان زبان کی شکل سے گویا بیان گردشمین ہے
گو کہ ہے دور ساقی بر ہی ہے قسمت کا دور
جام کے مانند بخت میکشان گردشمین ہے
رو رہا ہون اندنون جو گردش تقدیر کو
اپنی ہر اک چشم تر گرداب سان گردشمین ہے
ای عزیز مصر جان حسن تیری چاہ مین
اک جہان دن رات مثل کاروان گردشمین ہے
کچہ نشان ملتا نہین اوس شمع بزم حسن کا
عاشق تیرہ مقدر دود سان گردشمین ہے
جو یہان فیاض ہین اونکو نہین اک جا قرار
ہر دم اپنا خامۂ گوہر فشان گردشمین ہے
ای سپہر حسن تیرے واسطے شام و سحر
صورت تقدیر پاے عاشقان گردشمین ہے
ہے جو گویائی جہان مین باعث آوارگی
کیون ہوا سے شمع محفل کی زبان گردشمین ہے

نکلا نہ تن در بدر ہے ہجر کے انجاز سے
کیا عجب پہر تو جو دل کا آشیان گردشمین ہے

اسکی گردش کے سبب سے اک جہان گردشمین ہے
صورت تقدیر عالم آسمان گردشمین ہے
آج کیا تیغ نظر کی تیزیان منظور ہین
آنکہ اوس خونخوار چشم کی مثل فسان گردشمین ہے
دور مین راحت پسند ان جہان سے دور ہین
پاس جو انکے ہے مثل پاسبان گردشمین ہے

بات تو معقول ہے آسان نہین تسخیر دل
چار سو ذرات ہر جا دو بیان گردشمین ہے

کیون نہو ہر دور مین انکو خوشی نوروز کی
مثل خورشید آفتاب میکشان گردشمین ہے

حسن کا اعجاز ہی کیا دیدنی ہے ای فلک
وہ تو ہے بیمہر لیکن مہر سان گردشمین ہے

کیا ہجوم شوق سرگشتہ ہے تیری راہ مین
راستے کے پھیر سے یہ کاروان گردشمین ہے

بادشاہون کو فقط ہے نام کی گردش یہان
نام انکا اتنا بس سکہ سان گردشمین ہے

خون فشانی کر رہا ہے ہر طرف تیرے لئے
سال کے بارا مہینے جان فشان گردشمین ہے

وہ پری آیا تو آئی اور گیا تو چل بسی
سائے کے مانند جانِ عاشقان گردشمین ہے

دور مین ہر نیک و بد ہے اس زبان کے ساتھ ساتھ
اک جہان گردشمین ہے جبتک زبان گردشمین ہے

وہ تو ہرجائی کہان پھر لو جبین سائی کرون
میری قسمت کی طرح وہ آستان گردشمین ہے

جسنے پائی سرفرازی جہان گردشمین ہے
سر اوٹھانے کے سبب سے آسمان گردشمین ہے

ظلم کی امداد ہے آوارہ بختی کی دلیل
تیز تر ہوتی ہین شمشیرین فسان گردشمین ہے

لگ گیا پیچ حوادث ہے غم جانان جو دور
خانۂ دل کا ہمارے پاسبان گردشمین ہے

دور ہے اشعار کو میرے زبان خلق پر
راتدن میری طرح میرا بیانہ گردشمین ہے

پھر ساقی مین پری بنکر اوڑہی شیشے سے می
محفل ہستی مین جامِ میکشان گردشمین ہے

کونسا ہے وہ حسین جسکو نہین ای دل زوال
بختِ خوبان قسمتِ خورشید سان گردشمین ہے

عاشقون کی عقل چکراتی ہے تیری فکر مین
ایک دو کا ذکر کیا اک کاروان گردشمین ہے

پاؤن تھک جاتے ہین تو سر پھرنے لگتا ہے مرا
کس طلب مین زیر و بالا ایکسان گردشمین ہے

آبرو والون کو راحت ہر زمانے مین نہین
ابر نیسان گو کہ ہے گوہر فشان گردشمین ہے

کسطرح پائے قرار اک جائے معشوق مراد
ای فلک جبتک نصیب عاشقان گردشمین ہے

ہے تماشا قدرتِ خالق کا انکھون کے حضور
سیر حاصل ہے جہان کی جب زبان گردشمین ہے

جس جگہ وہ خانہ برانداز ہے پرتوؔ ہون وان
خانہ بردوشی سے اپنا آستان گردشمین ہے

کیا نصیب زیر و بالا کے جہان گردشمین ہے
سکتے کا عالم زمین پر آسمان گردشمین ہے

بیکسان عشق کے خون کا کہان جائیگا صبر
شامت اعمال سے اپنے فسان گردشمین ہے

روز وان پہیرا ہے میرے نالۂ شبگیر کا
کیون نہ سوئے چین سے وہ پاسبان گردشمین ہے

لطف گویائی کا جنبش مین زبان کی ہے فقط
یعنی اس محفل مین ہر شیرین بیان گردشمین ہے

ہے کبہی گلشن مین دورہ چاندنی مین ہے کبہی
مثل روز و شب سرور میکشان گردشمین ہے

دن کو وہ خورشید وش ہے شبکو ماہ داغ ہجر
بام اپنا رات دن افلاک سان گردش مین ہے

ہے ترے دیوانے کے ساتھ اژدحام درد عشق
ساتھ تنہا کے بلا کا کاروان گردش مین ہے

دایرے سے میرے لگتے کے وہ مہ باہر ہو گیا
ساتھ ساتھ اوسکے یہای دل ہالہ سان گردشمین ہے

دامن و جیب و گریبان کیون نہ افشان ہو مدام
جب نہ تب عاشق کی چشم خون فشان گردشمین ہے

دلربا کے چار دن یکسان نہین رہتی خوشی
صورت گل انبساط عاشقان گردشمین ہے

ہے ہر اک گویا کو بہر دیگران ہی گشت ہی
راحت ہر عضو کو تنہا زبان گردش مین ہے

قدرت و ثروت جہان کی ہے کہ پرتوؔ گردشین
ہر زمان اہل دول کا آستان گردشمین ہے

اسکے پہرتے ہی نظر مین اک جہان گردشمین ہے
کیا ہمارا سر مثال آسمان گردش مین ہے

جو نکلتا ہے زبان سے لفظ ہے شمشیر تیز
کیا زبان یار مانند فسان گردش مین ہے

ہر شب فرقت نہ گذرے کسطرح آرام سے
خود مری تقدیر مثل پاسبان گردشمین ہے

اعتبار فعل فاعل کا فقط ہے اعتبار
جو زبان گردش مین ہے اوسکا بیان گردشمین ہے

بخت نافرجام سے ہے فرقت ساقی کا دور
رات دن مینائے قلب میکشان گردشمین ہے

پانی پانی ہے یہ تاب وصل سے وہ بحر حسن
بہونری بہونری جسم کی گرداب سان گردشمین ہے

تو وہ گلرو ہے کہ ہان تیری ہوا رشک سے
بوی گل کا صبح و شام اک کاروان گردشمین ہے

ہے خلل ثابت حواس و ہوش و عقل و فہم کا
سر مرا ای مہر پیکر چرخ سان گردشمین ہے

بیکلی ہے قسمت رنگین مزاج اس باغ مین
دمبدم ہر اک زبان گل فشان گردشمین ہے

جب مزاج دلربا کو خود نہین یکسو قرار
رات دن آرام جان عاشقان گردشمین ہے

گردش تقدیر کو مطلب سے کچہ مطلب نہین
منہ مین گونگون کے بہی کہنے کو زبان گردشمین ہے

پرتو مجبور رہتا ہے یہ کچہ تیرے لئے
صورتِ گرداب سنگ آستان گردشمین ہے

ایک عالم کو ہے گردش دل جہان گردشمین ہے
خاطر برگشتہ مثلِ آسمان گردش مین ہے

سخت دل کے دور مین خونریز ہین سب کامیاب
تیغ و خنجر آب پاتے ہین فسان گردشمین ہے

تجہ سے دوری ہو جسے کیونکر نہو گردش اوسے
دور والون کے برابر پاسبان گردشمین ہے

ہے دمِ تحریر مضمونِ صریر کلک یہہ
جو کہے میری طرح معجز بیان گردشمین ہے

اک بلا ہے دور ہجر ساقی رشک پری
غم کے سائے سے نصیب میکشان گردشمین ہے

کیون نہو بادان کو آرام دور چرخ مین
ابتدا سے رات دن گہوارہ سان گردشمین ہے

باوجود اسکے نہین اوس رشکِ یوسف کا پتا
کب سے اک عالم مثالِ کاروان گردش مین ہے

یہ عرق آیا سواری سے تری وہ شہسوار
بہونری ہر اک گہوڑے کی گرداب سان گردشمین ہے

عالم عاشق مین ہین اندہیر اسکی دوریان
صورت مہر اوسکا روی ضو فشان گردشمین ہے

تو نظر آیا جہان بس ہے وہین انکی برات
روز لطف جلوہ ہاے عاشقان گردشمین ہے

قول سے اپنے جو پہر جاتے ہین وہ ہم ہین کہ تم
کچہ تو لو انصاف کی کسکی زبان گردشمین ہے

ہے جو غم پرتو کسی مہر تلون طبع کا
آسمان کی طرح سخت آستان گردش مین ہے

اک جہان دوری سے ای جانِ جہان گردشمین ہے
نوجوان کیا ہین کہ پیر آسمان گردش مین ہے

ظلم کا بانی جو ہے عزت ہے گردش مین اوسے
جسطرح سے قیمت و قدر فسان گردش مین ہے

گردش تقدیر صحبت سے نہین جاتی کبھی
گو کہ پاس اوسکے ہے لیکن پاسبان گردشمین ہے

بات جب منہ سے نکلتی ہے نہین پھر قید مین
جب زبان سے ہو گئی حالت بیان گردشمین ہے

وصل و ہجر ساقی گلفام کا ہے دور دور
مثل فصل گل بہار میکشان گردش مین ہے

میری انکھون کی ہوا جو بند ہوگئی ای بحر حسن
حلقہ حلقہ زلف کا گرداب سان گردش مین ہے

تا عدم جا جا کے عاشق سوی ہستی آتے ہین
اوس کمر کے واسطے یہ کاروان گردش مین ہے

دوستو حیرت کی جا ہے سخت خوابیدہ مرا
کیون نگاہ دیدۂ بیدار سان گردش مین ہے

پھر گیا دل زلف مشکین کا جو اوس خوش چشم کی
شب بھر اپنا خامۂ عنبر فشان گردش مین ہے

شکل پھرتی ہے جب انکھو مین تری ای جان جان
صبر کے ہمراہ ضبط عاشقان گردش مین ہے

دوسرے اعضا کی نسبت ہے زبان کو بیکلی
یان ہر اک راحت طلب کی بھی زبان گردشمین ہے

وہ جو برگشتہ ہوا پھر لو زمانہ پھر گیا
جب مکان گردش مین ہے تو آستان گردشمین ہے

جھوٹ کس منہ سے کہون سارا جہان گردشمین ہے
لیکن اپنی ذات سے اک آسمان گردشمین ہے

بیگناہون کے گلے کٹتے ہین اسکے دور مین
چشم قاتل کی طرح سنگ فسان گردشمین ہے

ہے جنہین منظور آسایش رہین لوگون سے دور
دور ہے راحت سے ہردم پاسبان گردشمین ہے

دور میری داستان کو ہے زبان خلق پر
صبح و شام اپنے مقدر کا بیان گردش مین ہے

گردشین دور فلک مین انکی قسمت ہوگئین
ساغر عیش و نشاط میکشان گردش مین ہے

چشم دریا بار سے دریا ہے ای جوش جنون
گردباد اس دشت کا گرداب سان گردشمین ہے

جادۂ مہر و محبت گم ہے مانند کمر
آج کل اخلاص دل کا کاروان گردشمین ہے

ای رقیب روسیہ اوس گل کو پھرکانا تو چھوڑ
آہ سوزان شعلۂ جوالہ سان گردش مین ہے

انکھ مین پھرتی ہے تیری زلف مشکین کی بہار
یان صبا سا خامۂ عنبر فشان گردش مین ہے

مہربان معشوق کی گردش سے ثابت ہے یہی
اندنون بالکل نصیب عاشقان گردشمین ہے

دشمن آرام ہے فی الواقعی دنیا مین نطق
جسم گو راحت مین ہے لیکن زبان گردشمین ہے

یار سرگردان ہے اور پرتو مقیم بیت عشق
چاہیئے انصاف کسکا آستان گردشمین ہے

بہر شوخ رشک مہر و مہ جہان گردشمین ہے
راتدن ہر ایک مثل آسمان گردشمین ہے

خامۂ تیغ تیز ہے سر حاسدون کے ہین قلم
فکر کا چرخا یہان مثل فسان گردشمین ہے

در دمعنی صورت دزد حنا ہے ہاتھ مین
شحنۂ عزواب بہ شکل پاسبان گردشمین ہے

چین دم بہر کا اسے ممکن نہین مثل زبان
ای سخنگو یہ بہر صورت بیان گردشمین ہے

گردش دوران کا انکو رنج کچھ مطلق نہین
لذت ہر دور بہر میکشان گردش مین ہے

رات کو وہ مہربان مطلق نظر آتا نہین
بام بہی کیا گنبد دوارسان گردشمین ہے

ای عزیز دل کیا دیوانہ تیری فکر نے
کیا حواس خمسہ کا یان کاروان گردشمین ہے

ہوش عاشق کی طرح نیند آتی آتی اوڑہ گئی
میری ہر اک آنکہ چشم پارسان گردشمین ہے

حرف سب مضمون احسان ہائے زلف یار ہین
جب سے اپنا خامۂ عنبرفشان گردش مین ہے

جستجو فرصت نہین پائیگی ان کے ہاتھ سے
جب تلک ہے جان پای عاشقان گردشمین ہے

وصل کی ہر دم دعا ہے اور اثر کچھ بہی نہین
راتدن بے فائدہ اپنی زبان گردشمین ہے

سرفراز اوس بت کے پاؤن سے رہی پرتو نہین
آج کل تقدیر سنگ آستان گردش مین ہے

مثلث یعنی سہ غزلہ ایک ہمقافیہ ناسخ ایک ہمقافیہ آتش ایک ہمقافیہ لایا دیکہیون غزلین نہارستان سخن کی

غزلون کے — **ہمقافیہ بر غزل شیخ امام بخش ناسخ مرحوم لکھنوی** — ہمقافیہ ہین

سیکڑون گردش ہے آنکہ اوسکی جہان گردشمین ہے
قسمت مردم شریک آسمان گردش مین ہے

صورت قفنس نہین ہے نغمہ پردازون کو چین
زرشتی دوران سے ہر اک خوش بیان گردشمین ہے

آسمان کی سیرگاہ ہے گاہ گلگشت زمین
مثلِ دورانِ حالِ طبع میکشان گردشمین ہے

رشک یوسف جانِ جان اسکو تلاش بے سبب
راندن عالم مثالِ کاروان گردش مین ہے

کیا ہے گنجایش کہ منہ کھولے دہن کے وصف مین
دم بخود ہے فکرِ ہر صاحب لسان گردشمین ہے

سرزمین جبین زمین شعر وصفِ زلف مین
مثل آہو خامۂ عنبر فشان گردش مین ہے

بیکلی جو بڑہ چلی حد سے نوردنے لگ گئے
صورتِ گرداب صبرِ عاشقان گردش مین ہے

ایک کی زحمت سے ہے یان ایک کو رحمت نصیب
کان کو حاصل ہے لذت جب زبان گردشمین ہے

یا خدا تیرے سوا کوئی نہین فریادرس
اس زمانے مین غیاث بیکسان گردشمین ہے

ہے جو گردش بھی تو لے **پیرلو** مری تقدیر کی
بولون کس منہ سے کہ سنگِ آستان گردشمین ہے

ہمقافیہ بر غزل خواجہ حیدر علی آتش لکھنوی

کب نصیب خاکسارانِ جہان گردش مین ہے
ہے زمین ساکت ہمیشہ آسمان گردشمین ہے

کیون نہو دورِ خراباتِ جہان مین خلق مست
جب بقدرِ حوصلہ ہر ایک یان گردش مین ہے

صاف کر مجہ پر زبان ہون سخت نا برگشتہ بخت
تیز کرلے تیغ کو جنگ فسان گردش مین ہے

اوس کمر کو گم کوئی کہتا ہے اور پیدا کوئی
بات یہ ہستی عدم کے درمیان گردشمین ہے

آسمان کے دور مین مانندِ دورِ آفتاب
ہر پریرو صورتِ می ہر زمان گردش مین ہے

مطلبِ شعرِ معقد کو سمجھنے کے لئے
کیا خیالِ نازکِ معنی رسان گردشمین ہے

کافرون کے منہ سے غارت کرنے پہرتی ہے زمین
کاروبارِ مومنان کو آسمان گردشمین ہے

وہ سپہرِ حسن جب مثلِ فلک ہے دور مین
صورتِ عالم جہانِ عاشقان گردشمین ہے

ہر طرف پہر پہر کے آنکھین دیکھتی ہین یار کو
جب مکین **پیرلو** نہین بختِ مکان گردشمین ہے

ہمقافیہ بر غزل آباد لکھنوی

ٹھہر جانے کے لئے یہ آسمان گردشمین ہے
آسمان تو آسمان سارا جہان گردشمین ہے

کشتی مے کے عوض دوری سے اے ساقی تری
بحر غم مین کشتی روح روان گردشمین ہے

کچھ کمان کو تو نہین ہوتی فسان کی احتیاج
بہون کے نیچے آنکھ کیون مثل فسان گردشمین ہے

دورۂ صیاد بھی دور فلک سے کم نہین
اس چمن کی بلبلون کا آشیان گردشمین ہے

روی روشن پر ہوا سے زلف بل کہاتی نہین
آج شمع حسن و خوبی کا دہوان گردشمین ہے

ہوگیا ثابت مسلسل روز و شب کے دورسے
تا قیامت قسمت پیر و جوان گردش مین ہے

یہ وہی دنیا تو ہے جو آخرت کا کہیت ہے
وان بہی گردش ہی ہے اوسکو جو یہان گردشمین ہے

بہون ہلاکر کسلئے مجھ پر نظر کرتے ہین وہ
بے سبب کسواسطے اونکی کمان گردشمین ہے

نسبت باہم مین فرق آتا نہین ہر طور سے
وہ بہی وان گردش مین ہے **پر تو** جو یہان گردشمین ہے

کچھ تو ہے اسکا سبب جو آسمان گردشمین ہے
اور بعجز کاہ زمین سارا جہان گردشمین ہے

مہربانی سے پہرا جو اوس قمر پیکر کا دل
اندنون اپنا ستارا بیگمان گردش مین ہے

دربدر ہے عاشق گلدار ہجر جور وش
آج کل زیر فلک باغ جہان گردشمین ہے

خواب کے مانند اوڑ جاتا ہے لطف وصل یار
عاشقون کی بزم ہستی کا سمان گردشمین ہے

سیر منظور نظر ہے اس تماشا گاہ مین
یون کہان بیوجہ بخت بیکسان گردشمین ہے

اب خدا جانے کہان سے آگئی اتنی توان
جان جان تیرا مریض ناتوان گردشمین ہے

خوب طغیانی ہے طوفان ہوا ہجر کی
کشتی عمر روان کا بادبان گردشمین ہے

ایک دن بہی غیر ممکن ہے قیام آفتاب
کیا تعجب ہے جو مہر گلرخان گردشمین ہے

پہر گیا دل اوڑ زمانے کے خیالون سے وہ شوخ
گردش قسمت نسے **پر تو** امتحان گردشمین ہے

ایک چہرخے کی طرح سے آسمان گردشمین ہے
کیا عجب گرتارا امید جہان گردش مین ہے

وہ سپہر حسن پہرتا ہے جدہر ہے مانگ اودہر
آسمان کے ساتہہ خط کہکشان گردشمین ہے

یار ہے زہرہ جبین اور مین ہون اوسکا مشتری
کیون نہ ملنے کو پہرین باہم قران گردشمین ہے

ای ہما سے شوق وصل شوخ برگشتہ مزاج
فکر مین تیری یہ مشت استخوان گردشمین ہے

لیت بیداد سے بیزار وہ ہونے لگا
قسمت روح شہ چنگیز خان گردشمین ہے

ہوگیا ایسا دہوان دل اپنی آہون سے جہان
ابر بے باران بہی مانند دخان گردشمین ہے

سمجہا اوس دمباز کی زلفین پریشان دیکہکر
دور بزم حسن رخ مین پیچوان گردشمین ہے

ہے اگر اس عالم اسباب مین سامان ضرور
توسن عمر روان کیون بے عنان گردشمین ہے

اوس سپہر حسن سے پہرنے کا شکوہ ہے عبث
آسمان کو دیکہو پرتو جاودان گردشمین ہے

جہان مین ہین گل پیرہن کیسے کیسے
کہلے اس چمن مین چمن کیسے کیسے

جوان مر گئے گل بدن کیسے کیسے
بہارون مین اوجڑے چمن کیسے کیسے

ہوا تُند چلتی ہے کسکی ولا کی
ہین طوفان زدہ قصر تن کیسے کیسے

ہر اک ماہ بے مہر ہے تجہ سے روپوش
پڑے اس برس مین گہن کیسے کیسے

پریزاد کوئی جو بن بن کے بگڑا
جنون نے دکہائے ہین بن کیسے کیسے

کرینگے یہ خودسر حسین مجکو پامال
کہ سر پر ہین رنج و محن کیسے کیسے

دبے تیری آنکہون سے ترکان عالم
ہوے شیر تیرے ہرن کیسے کیسے

ذرا لعل خندان کو تیرے جو دیکہے
لہو روئین لعل یمن کیسے کیسے

صبا تیری زلفون کی بو کیا نہ لائی
پریشان ہین اہل ختن کیسے کیسے

ذرا اپنے پرتو پر ای مہروش مہر
فلک چل رہا ہے چلن کیسے کیسے

کالے ہین زلف اور وہ رخ من ہنین کوٹی
دندان صنم ہیرے کی معدن نہین کوئی

بُت بنگئے کہنے کو بھی پھر مانگ نہ بولے
بوسے کا مین سائل ہون برہمن نہین کوئی

اس ابر مین اوس ابر کرم سے ہے جو دوری
داغون سے ہے ابری یہ مراتن نہین کوئی

کڑوے ہین سب اس گلشن ایجاد کے بادام
دو آنکہ مین اک پہر کی چتون نہین کوئی

دنیا مین جو ہین دشمن و دوست اپنے تو ہم ہین
فی الاصل اگر پوچھئے دشمن نہین کوئی

ارگن کی طرح پر ہون ہوا او رصدا سے
سب نغمۂ معشوق ہے شیون نہین کوئی

گو حال ہے پتلا ہوس اک بھی نہین پوری
مانند ترے ظلم کے بیلن نہین کوئی

آہن کا کوی طوق سہی جوشش جنون مین
گر ہاتھ ترا زینت گردن نہین کوئی

کیون سخت ہے ایسا دل اصنام خدایا
پہتر یہ نہین ہے کوی آہن نہین کوئی

سہرا نہ بندھے اشک کا سر سے مرے کیونکر
پرتو مرے آغوش مین دولہن نہین کوئی

ترکی کا ادّعا ہے لڑائی سے کام ہے
وہ شوخ جنگ جو ہے بتیری مقام ہے

اس دعوے پر دلیل ہے تلخی شراب کی
وہ خود ہی بدمزہ ہے جو شرعاً حرام ہے

پڑہنے لگا ہے وہ سبق کینہ و فساد
اخلاص والسلام ہمارا سلام ہے

تولے اسنے ترازوئی شہرت مین گر کوئی
بدنام سے زیادہ کہان نیک نام ہے

گل کی طرح نصیب کا چکر نہ پھیر دے
صاحب جو آج وعدۂ لطف دوام ہے

بخشی خدا نے کیسی بزرگی کہ واہ واہ
ہر صاحب سر یہ تمہارا غلام ہے

اس میکدے مین لطف اوٹھایا خمار کا
ہر خط مری جبین کا بھی کیا خطِ جام ہے

تحریر دیکھ کر دل حسّاد چھپ گئے
چٹکی مین تیر یا قلم تیز گام ہے

سونگھی نہین جو باس کسی کے سہاگ کی
دو دن سے ناک بند ہے مجکو زکام ہے

پرتو وہ آفتاب ہے ناقص ہو کس طرح
بے مہری اوسپہ ختم ہے شوخی تمام ہے

تم چار چند ہو چہ نخشب کے ماہ سے
مبتلا ہا مین نے چاند تمہین اپنی چاہ سے

چلتا ہے بیٹھی ہوئی جو میرا صبا قدم
مردم بھی بیٹھتے ہین تو بیٹھی نگاہ سے

کیسا مبارک اوسہ ہمایون ہے جہبہ یہ
دیکھا کسی کو آج جہروکے کی راہ سے

اعلی کو احتیاج ہے ادنی کی دہر مین
اوڑہتا ہے بادشاہ کا جہنڈا سپاہ سے

زاہد مزا ہے عفو کا تقصیر وار کو
نیکی تری زیادہ ہے میرے گناہ سے

دریافت ہوگی ناز وادا سے جو حشر مین
بنجائیگی ہماری تمہارے گواہ سے

ہوتی ہے اسقدر شب دیجور جو سیاہ
لیتی ہے تیرگی مرے بخت سیاہ سے

پوچہینگے اون سے محکمۂ حشر مین ضرور
جو لوگ پوچہتے نہین کچہ دادخواہ سے

بے اختیار آنکہہ سے آنسو نکل پڑے
مطرب کی تان کم نہین عاشق کی آہ سے

پرتو سے ہر مہینے مین دو روز دور ہے
وہ ماہِ حسن کم نہین گردون کے ماہ سے

بیکسون پر ستم وجور سے کیا حاصل ہے
اے نادان ترا کام یہ لاحاصل ہے

کبھی زندہ تہا یہ اخلاص بھی مرحوم ہے اب
آج کل دوستی مین ایک دغا حاصل ہے

سگ دنیا در فردوس سے ہین دور تمام
دیہشت انکے جو دستر یہ ہے کیا حاصل ہے

مثل پاپوش سر طالب پابوس کو واہ
سرفرازی کفِ پا سے بخدا حاصل ہے

ارض کے سامنے کیا خاک سما اترائے
ہر قدم پر ترا نقشِ کفِ پا حاصل ہے

ہاتہ مین ہاتہ ہے معشوق پری پیکر کا
دیکہہ لینا اثرِ دستِ دعا حاصل ہے

آج کل خلق ہے مصروفِ عباداتِ ریا
اب کدو کے سوا اس کہیت سے کیا حاصل ہے

دیکہتا ہون رخ زیبائے بتان بے پردہ
روز نظارۂ انوارِ خدا حاصل ہے

رات دن پاس ہے آرام دل و راحتِ جان
غیر مرتے ہین کہ جینے کا مزا حاصل ہے

ترے منہ چڑہنے سے بیزار نہین ہین خود سر
کیا رسائی سمجہے اپنی زلفِ رسا حاصل ہے

اونکے آنے سے ہے بیمار محبت کو شفا
شربت دید مین تاثیر دوا حاصل ہے

خواب مین آنے لگے عاشق مہجور کے وہ
راتدن لطف جدا رنج جدا حاصل ہے

آئینہ رویون کے دل مین ہے قیامت کا غبار
کھو گئی دل کی صفا منہ کی صفا حاصل ہے

کیا غم سیب ذقن کا مجھے آسیب ہوا
عوض وصل پریزادِ بلا حاصل ہے

خون ارمان دل عاشق جانباز سے ہاے
ایک بے مہر کو بس لطفِ خدا حاصل ہے

ہے مثل کہتے کی دم ٹیڑہی کی ٹیڑہی پرتو
کتنا سمجہا ئیے پہی کج فہم کو کیا حاصل ہے

جسکی صفت مین لال قلم کی زبان ہے
وہ شوخ رنگ یار کی انگیا کا پان ہے

گر نقش پر ہو فتح یہی دل کی جان ہے
در پیش اگر شکست ہو تو کسر شان ہے

پہر کیون ہمارے قتل کا بیڑا اوٹھالیا
وہ سبز خط حسین اگر وہان پان ہے

جیتے ہین تیرے عشق کی گرمی سے سب حسین
اے آتشین عذار تو پریون کی جان ہے

کس کس کے دل نشانِ ملامت ہون دیکھیے
دست فلک مین روز قزح کی کمان ہے

کیا باب پانچوان ہے گلستان کا روبرو
لوگون کو میرے باب مین ناحق گمان ہے

اک ہی روش کی چال ہے دونونکی ظلم مین
گو چرخ کہنہ گرگ ہے وہ نوجوان ہے

روشن ہے احتیاج فلک نان مہر سے
نادان ہے جو اس سے طلبگار نان ہے

کچھ ہڈیون کی پیٹ کے کتون کو کیا کمی
آیا دجب تنگ تر ادستار خوان ہے

آتا ہے میرے خانۂ دل مین اک ان کو
اپنے مکان مین آپ ہی وہ مہمان ہے

پرتو ہے سب کچھ اپنے ہی اک دم کے ساتھ ساتھ
سچ کہتے ہین کہ جان جو ہے تو جہان ہے

ناز بانکا تری ادا بانکی
چال ہی تیری دلربا بانکی

ترا ہے ستم ہے بانک سے تیز
قتل کرتی ہے کیا جفا بانکی

ایک بانکا ہلاک کرتا ہے
کیا نہ ہو جائیگی فنا بانکی

ٹوپی بدلی کہ ہو گئے تیوڑ ہے
لوگ کرتے ہین کیا دغا بانکی

دیکھیے زلف کج نہاد پری
نظر آتی ہے کیا بلا بانکی

جب نہین کہدیا گلا سکاٹا
کیا نکالی غضب صدا بانکی

بانک پن ہی تو ہو گیا ثابت
ہر کلائی ہے دلربا بانکی

کان کی بانک سے یہ سنتا ہون
معدن حسن ہے سدا بانکی

تیری طینت مین راستی کیا ہو
جبکہ پیدا کرے خدا بانکی

اس چمن مین اگر وہ گل نہ ملا
راہ لی مین نے بھی بیابانکی

یار کو ہے ہوائے سیر چمن
ہے بہار آج کل خیابانکی

کھوکی غزل ہے ای پیرو
اس غزل کے سوا بھلا بانکی

فیصلہ چاہیے پھر اور یہ جھگڑا کیا ہے
جانتا ہون کہ دل آزار کا منشا کیا ہے

میہمان سب یہان دو دن کے لئے آ آ کر
دیکھ لیتے ہین کہ دنیا کا تماشا کیا ہے

آنکھ سے ہم نے تجھے مردے جلاتے دیکھے
اک سنی بات ہے اعجاز مسیحا کیا ہے

حاصل عالم ہستی ہے یہ اپنی ہستی
آپ کو دیکھ لیا جب تو نہ دیکھا کیا ہے

مین تو مشتاق سخن ہون یہی کہدون کہ یہی
پوچھتے ہین وہ زبان سے کہ تمنا کیا ہے

خواہش اوس ظالم بے پیر نے پوچھی تو کہا
حسرت انصاف کی ہے اور تمنا کیا ہے

بندہ ہر حال مین مجبور ہے اللہ مختار
کچھ خیال آج کا اندیشۂ فردا کیا ہے

آنکھ کھلتی ہے تو غفلت کے مزے بھول گئے
صبح کو یاد نہین خواب مین دیکھا کیا ہے

بوسے لینے سے نہ چڑھنا کہ یہ تقصیر ہوئی
ای پری پھر بشریت کا تقاضا کیا ہے

جان دینے کا نتیجہ یہ ہوا آخر کار
کبھی دلدار نے پوچھا نہین منشا کیا ہے

بے تکلف رہو کیا بات حیا کیون آئی
یہ تو خلوت ہے یہان دخل کسیکا کیا ہے

بُت بنے وہ مرے اظہار طلب پر صد شکر
خامُشی نیم رضامندی ہے کہنا کیا ہے

چور کی داڑہی مین تنکا یہ مثل ہے مشہور
پوچھتے ہین وہ تمنا سے تمنا کیا ہے

دیکھو یہ وصل کی فرصت ہے غنیمت ای جان
فیصلہ ہے یہی انصاف کا جھگڑا کیا ہے

جبر معشوق پر ای واہ سزاوار نہین
چال ایسی ہی جو اونکی ہے تو چلتا کیا ہے

جو کہ نظرون مین سمایا وہی منظور رہا
دوسرا ہم نے سوا ایک کے دیکھا کیا ہے

سیر گلزار جہان خوف و رجا مین ہے مدام
سخت محنت ہے حقیقت مین تماشا کیا ہے

وہ پری جانے کو ہے خاک مین اپنی دیکھون
جان جاتی ہے اگر جسم کی پروا کیا ہے

ایک نخوت تو ہے منظور نظر آٹھ پہر
جھوٹ کہتے ہو کسیکی مجھے پروا کیا ہے

خوش گلو جتنے ہین مینا کے نہین ہین دم بھر
منہ سے بولین بھی مگر حلق مین کھٹکا کیا ہے

دوست اپنا ہی جو پروا نہین کرتا میری
غیر کے غیر غلط کہنے کی پروا کیا ہے

جب سے وہ پاس نہین پاس بد و نیک نہین
کیا خبر مجکو برا کیا ہے او اچھا کیا ہے

غم عالم دل عاشق سے یہ کہکر نکلا
گھر پرایا ہے یہان کام ہمارا کیا ہے

حرف غلط جو نہو پیچ مین یہ خط سے
گال کو تیرے کہون گل تو اچنبا کیا ہے

ہمین پروا ہے بہر حال کہ ہین اہل نیاز
بے نیازی ترا شیوہ تجھے پروا کیا ہے

سوچئے حاصل اظہار ہے بے پروائی
پھر دوبارہ نہ کہین آپ کہ پروا کیا ہے

نہین رہتی ہے جوانی مین بڑاپے کی خبر
شب کو معلوم نہین صبح کو ہونا کیا ہے

جب نئی شکل نظر آئی تو مردم نے کہا
یا الٰہی تری قدرت مین ابہی کیا کیا ہے

تیرا خود بہی پردا ہے تو پھر کیسی شرم
خواب مین آنے سے ہشیار کہ پردا کیا ہے

اسی نمین تو مین ہین دنیا کے بکھیڑے پرتو
جب خودی اپنی مٹا دی ہے تو جھگڑا کیا ہے

ہر ملاقات مین جہگڑا سبب اسکا کیا ہے
کہدے جہگڑالو زبان سے ترا منشا کیا ہے

بیٹھنے پاس مرے تنگ تو ایسا کیا ہے
ہاتھ اوٹھانا ہی خطِ دست مین لکہا کیا ہے

خانۂ دل مین بتو دخل کسیکا کیا ہے
کعبۃ اللہ مین بندون کا اجارا کیا ہے

زیست بہر مطلب نادان ہے فتیلہ تعویذ
نقش تقدیر کا لیکن نہین دیکہا کیا ہے

آئینہ خانہ حسینون کے لئے ہے دنیا
غیر خود بینی انہین اور تماشا کیا ہے

ای پری کیا کوی جن سر پہ چڑہا ہے تیرے
توبہ لاحول ولا وصل مین جہگڑا کیا ہے

صاف خوش چشم کی غفلت سے ہے تعبیر مراد
دمبدم پردہ یہان خواب مین آنا کیا ہے

نہ رہا ہے جو کوی ٹوٹ کے پیکان قاتل
دل مین پہر کانٹے کے مانند کہٹکنا کیا ہے

جان دیتے ہین جو بیدل او نہین اسکا غم کیا
دل تو لے بیٹھے ہین جان دینے کی پروا کیا ہے

صاف تو رشک گل و سنبل و سرو و نرگس
آگے قد کے ترے گلشن کا سراپا کیا ہے

زلف بکہری جو نہین کان کی بجلی کے قریب
برق اور ابر کا دلچسپ تماشا کیا ہے

شرحِ خط سے ہے سر دست نمودار تمام
متن کا روی کتابی کے خلاصا کیا ہے

غصہ ہو گریۂ فرقت پہ مرے وہ تو کہون
یہ تو ہے موسمی برسات گرجنا کیا ہے

آئے شیشے کی پری بہی تو نہین خاطر مین
کیا خبر مست محبت کا ارادہ کیا ہے

جان لینا ہو اگر جی مین تو لے بسم اللہ
دمبدم غفلتِ بیجا کا تقاضا کیا ہے

مہر ہی مین ہے نہ بے مہری مین ثابت قدمی
پیرا تو آفت ہے قمروش کا ارادا کیا ہے

منہ لگایا ہوا پیارے کا ہے غصا کیا ہے
جان پڑا ہنی جو بن ہی گئی بگڑا کیا ہے

جلنے دو ہجر شبِ وصل سے غصا کیا ہے
روز قسمت سے بنی لطف اوٹہا جہگڑا کیا ہے

ہاتھ اوٹہایا ہوا پاتا ہون محبت سے تری
چیر کر دیکہہ دلِ غیر مین بیٹھا کیا ہے

اس زمانے مین جہانگیر ہوی بوالہوسی
سو مین اک بہی نہین واقف کہ سلیقا کیا ہے

ہجر مین تم نے کیا وصل مین ہم نے بیزار
اسکا غم کیا ہے گلہ کیا ہے بکھیڑا کیا ہے

شور پھر کیون نہ کرون ہجر مین مانند موج
مجھ سے ای بحرِ ملاحت یہ کنارا کیا ہے

جب سے تو گود مین ہے مجکو نہین اسکی خبر
آرزو کیا ہے ہوس کیا ہے تمنا کیا ہے

شکوہ مطلق نہین وہ طفل حسین ہے جو شریر
کہئے پہر اور لڑکپن کا تقاضا کیا ہے

ہاتہہ پائی ہے شب وصل کے جہگڑون کا عوض
تم نے بدلا تو لیا خوب یہ جہگڑا کیا ہے

کیون جی دل جبر سے تم نے لیا ہم نے بوسہ
قصہ فیصل ہے مساوات ہے دعوا کیا ہے

چین لٹ جائیگا ہو جائیگی رغبت کو شکست
خانہ جنگی کا تری اور نتیجا کیا ہے

اہل ظاہر کو خبر اسکی نہین کیا بتلائین
بتکدہ کیا ہے حرم کیا ہے کلیسا کیا ہے

یان کسیکا ہے تولد تو کسیکی ہے وفات
غور سے دیکھئے دنیا مین کہ ہوتا کیا ہے

کوی خندان ہے خوشی سے کوی غم سے گریان
غیر رعنائی یہان اور تماشا کیا ہے

گہٹتا جاتا ہے مگر ہوتا ہے اوس سے دوچار
پرتو اوس مہر کو مہ چرخ پہ سمجھا کیا ہے

لطف سیرِ چمنِ دہر کا کہنا کیا ہے
یہان رنگینیٔ قدرت کا مزا کیا کیا ہے

کون ہے رنگ کی صورت رخ ہر گل سے عیان
کون بو بنکے نہان ہے یہ معما کیا ہے

زلف سنبل کی پریشانی ہے کسکا لٹکا
لالہ کے سینے مین یہ داغ ہے کسکا کیا ہے

کون ہے مردمکِ دیدۂ نرگس دیکہو
گوشِ گل کے لئے ہے سامعہ کسکا کیا ہے

کس طرحناک کی ہے ناک کلی چمپے کی
کان کس کان نزاکت کا ہزارا کیا ہے

چشم انگور کو کس مست کی ہے تاب مدام
مردمو دیکہو یہ پرکیف نظارا کیا ہے

گل کے آئینہ مین ہے کسکی شگفتہ طبعی
نہ کہلا کسکا لب بستہ ہے غنچا کیا ہے

کسکی دلچسپ ہوا ہے سبب خندۂ گل
کسکی ناسازی ہے بلبل کا ترانا کیا ہے

کون ہے صورت جان دیدۂ مردم سے نہان
کون ہے جسم کے مانند ہویدا کیا ہے

یون جو گل چاک گریبان ہے بہار و نمین سدا
کسکی وحشت کا یہ ہیہات تقاضا کیا ہے
کون قمری کیطرح طوق ولا مین ہے اسیر
روش سرو دل آزاد ہے کسکا کیا ہے
کون لاکھون مین بہی یکتائی کی بو سے ہے بہرا
کون ہے نکہت دلچسپ ہزارا کیا ہے
خرمن نور کے اوس مہر کے ہین خوشہ چین
کہکشان کیا ہے سہا کیا ہے ثریا کیا ہے
کچہ سمجہ مین نہین آتا ہے کہ یہ سیر ہے کیا
رنگ و بو کیا ہے صبا کیا ہے شگوفا کیا ہے

مہر و بے مہری کا ارمان نہین زیبا پرتو
مہر کیا چیز ہے بے مہری کا معنی کیا ہے

لو ایک شمع حسن سے آخر کہین لگی
آتش متاع صبر کو ای ہمنشین لگی
بیداریان ہین آنکہ جو اپنی کہین لگی
کہنا عبث کہ آنکہ ہماری نہین لگی
شاید کہ میری آبروریزی ضرور ہے
پانی سے آنکہ کے جو بجہی ہی نہین لگی
ہو جائیگا قباحت قسمت کا اختتام
عاشق کے ہاتہ اگر شب وصل حسین لگی
سمجہا مین یہ سعادت دارین ہے حصول
جب اوسکے آستان سے اپنی جبین لگی
موذی کا مال بعد فنا دستیاب ہو
زنبور مارے جائے تو ہاتہ انگبین لگی
مین نے گلا کیا تو ہنسا کہلکہلا کے وہ
کیسی یہ بات دل کو ترے مہ جبین لگی
مہر و ستم مین دونون جداگانہ لطف ہے
تیری نہ کوی بات بری ای حسین لگی
ٹھنڈے ہوے ہین تفرقہ انداز کے جگر
آہون سے میری آگ کسیکو نہین لگی

پرتو پہ ایک رات کبہی مہربان ہو
بے انتہا ہے مہر کی ای مہ جبین لگی

جب چال مین یون حشر کی نوبت ہو کسیکی
قامت ہو کسیکی تو قیامت ہو کسیکی
وہ جب مرے مایل ہوے لائے یہ زبان پر
تان دل مین کسیکے نہ محبت ہو کسیکی
دیکہا اوسے آنکہون نے دعا کی جو زبان نے
انعام کسیکو ملے محنت ہو کسیکی

ناسازیٔ قسمت سے ہے سوزِ دلِ شیدا
تم اپنی ہی لَے پر رہو کچھ گت ہوسکیگی

آہون سے فلک چادرِ مہتاب جلاؤن
جب چودہوین شب بہی شبِ فرقت ہوسکیگی

ہاتھون کی طرح ناک ہی کاٹون سرِ محفل
مضمون مین اپنے جو خیانت ہوسکیگی

دامِ ہوس و آز مین آجاے جو دایم
دانائی کے پردے مین حماقت ہوسکیگی

نقارۂ گردون کی صدائین تو یہی ہین
قایم نہ ہمیشہ یہان نوبت ہوسکیگی

تنہائی مین ہر وقت دیا بنتے ہی میری
ارمان اسی کا ہے کہ صحبت ہوسکیگی

پرتوؔ پر اوسی مہر کی ہو مہر خدایا
کچھ رنج نہین گر نہ عنایت ہوسکیگی

مایل نہ طبیعت مری صورت ہوسکیگی
صحبت مین گذر جاے نہ فرقت ہوسکیگی

ہان صاف سناتا ہون کہ چھیڑا نکرے چھیڑ
جب چھیڑ سے چڑھ جانے کی عادت ہوسکیگی

دوری مین ہی نزدیک اگر دل سے ہم ہین
کیا پاس ہی رہنے کی ضرورت ہوسکیگی

مفت اپنی سمجھ سے کبھی محتاج نہ سمجھو
ہر حال مین تم آپ ہی دولت ہوسکیگی

کیا اسکا علاج آپ تو کہلائین مسیحا
اور مفت مین سکرات کی حالت ہوسکیگی

یاد آتی ہے قامت کوی صحراے جنون مین
اچھا اسی میدان مین قیامت ہوسکیگی

آجاے نظر گر شبِ گیسو شبِ فرقت
سر سے گئی آئی ہوی شامت ہوسکیگی

صبح شبِ وصل اونکو یہ مطلب کی سنائی
گھر آئے ہوے جانے اجازت ہوسکیگی

وہ کوی طبیعت کہ عداوت کیے جانا
اور یہ بھی کوئی دل کہ محبت ہوسکیگی

محشر مین ہی ایک شخص سے پیچ رہا تھا
سچ ہے نہ کہین چار مین ذلت ہوسکیگی

اے مہر جبین پنجۂ گردون سے نکالون
ہو تم جو امانت تو خیانت ہوسکیگی

پرتوؔ اوسے مطلب نہین کچھ مہر و ستم سے
جب ناز اوٹھانے کی طبیعت ہوسکیگی

گلزار آرزو کی ہوا کیا بدل گئی | بے اختیار ہو کے طبیعت سنبھل گئی
اک بت کے پیچ زلف سے بندہ نکل گیا | حق نے کرم کیا کہ بلا سر سے ٹل گئی
وعدے کا وقت ٹال کے اوس شوخ نے کہا | اچھی گھڑی تھی آج بلا سر سے ٹل گئی
وعدے کی رات توپ چلے آنے کی تھی بات | ھیھات رہ مین صبح کی ہی توپ چل گئی
آگے سے بڑہ کے اور بھی آنکھون مین کھب گیا | خوش چشم پر نظر جو مری آج کل گئی
مجکو دکہا کے پوچھتے ہین وہ یہ کون ہے | صورت بھی اپنی اونکی نظر سے نکل گئی
گہر مین جو بیٹھے بیٹھے ہوا انقباض کچہ | نکلا اگر سواری طبیعت بہل گئی
خوش خوش ہین اپنی زلف مین دل پہانسکر مرا | پہولے ہین یہ کہ شاخ مطالب کی پہل گئی
ممکن نہین نصیب سبک وضع تمکنت | ربڑ کی گولی دیکہو کہ گر کر اوچہل گئی

پیرلو ہے کوی یار کا یہ حال آج کل
کوچے ہمارے کاٹنے تلوار چل گئی

دیکھا نہین پہر اوسنے ہمارا جگر کبھی | تیر نظر چلاسے نہ بار دگر کبھی
فرصت سے اتنی آتے نہین وہ ادہر کبھی | اک جا نے ملکے بیٹھے نہین دو پہر کبھی
ظالم سے چشم عین عنایات کور ہے | بیداد چھوڑتا نہین بیداد گر کبھی
اک گہر کے بدلے خانۂ ہر دل مین گہر کیا | باہر جو آنکہ سے ہوی اونکی نظر کبھی
عاشق کو بزدلی سے رہا ننگ اسقدر | کہنے کو آہ بھی نہوی پر اثر کبھی
مجروح ناز شاہد خاموش لب جو ہون | ای دل کہلا نہین لب زخم جگر کبھی
لائیگا ایک دم کو نہ شاید جواب صاف | لایا نہین جواب کوی نامہ بر کبھی
بیچارہ یہ مریض محبت وہ چارہ گر | کم بخت ذی شعور نہین چارہ گر کبھی
جی مین ہے اب تڑپ کے مین کر لونگا التجا | ہوتی نہین دعاے سحر بے اثر کبھی
اندیشہ ہے او نہین کہ عدم کا نہو گمان | تلوار اسلئے نہین زیب کمر کبھی

پر تو شب فراق تاسف اسیکا ہے
ہوتی تھی ایسی راتین خوشی ہین بسر کبھی

مہربان جھوٹی عنایت کبھی ایسی تو نہ تھی
کیا سبب ہے کہ محبت کبھی ایسی تو نہ تھی

فصل کے ساتھ حرارت بھی جدائی کی غضب
شہر ہین گرمی کی شدت کبھی ایسی تو نہ تھی

دل کے آجانے سے کچھ اور ہی رونق آئی
پیاری پیاری تری صورت کبھی ایسی تو نہ تھی

غیر کے نام سے منہ اپنا بناتے ہین وہ
لِلّٰہِ الحمد کہ نفرت کبھی ایسی تو نہ تھی

کس پر آئی ہے کہ جاتا رہا آرام تمام
یا خدا اپنی طبیعت کبھی ایسی تو نہ تھی

بات کی بات ہین کیا جلد بدل ہی گیا رنگ
زود رنج اونکی طبیعت کبھی ایسی تو نہ تھی

بول بالا ہوا کیسا مری صحبت مین ترا
بھولی باتون ہین فصاحت کبھی ایسی تو نہ تھی

امتحان عاشق دلگیر کا منظور رہوا
خیر باشد تری عادت کبھی ایسی تو نہ تھی

سیکڑون ظلم وستم کی ہے سمائی کیونکر
اوس دل تنگ مین وسعت کبھی ایسی تو نہ تھی

یاد آئی ہے کسی شوخ کی ہنستی صورت
شاد پرتو کی طبیعت کبھی ایسی تو نہ تھی

ہمقافیہ سرغزل شریف مدرسی اوستاد حضور مصنف دام اقبالہ

نہ زوال اچھا ہے مہ کا نہ کمال اچھا ہے
ایک انسان ہین کہ انکا ہی جمال اچھا ہے

کیون نہ دل دیکے خریدونگا مین سینہ اونکا
بیش قیمت وہی ہوتا ہے جو مال اچھا ہے

خاکساری کی فلک سیر کو کیفیت کیا
جام خورشید سے ہر جام سفال اچھا ہے

کچھ نہین کے سوا اس دور مین مطلب ہی نہین
صاف مہمل ہے سراپا یہ سوال اچھا ہے

مست ہو حال مین اپنے ہی نہین ہو صاحب
مری کیا پوچھتے ہو آپ کا حال اچھا ہے

ہے شرفیاب نظر مہر رخ یار سے روز
اک مہینا ہے یہان کیا کہ یہ سال اچھا ہے

ہائے کس دور مین پیدا کیا اللہ نے مجھے
نہ حرام اچھا ہے اب کا نہ حلال اچھا ہے

چشم بد دور سہانا ہے نہایت پیارے
گورے منہ پر ترے کالا جو ہے خال اچھا ہے

سال بھر اک مہ بے مہر مرے ساتھ رہا
اس برس بارا مہینون کا ہلال اچھا ہے

اوسے چکر ہے فلک پر اسے پہلو مین قیام
مہر سے بھی کسی بے مہر کا گال اچھا ہے

منہ وہ رویا مین جو دیکھا ہوا بوسے کا خیال
رات کے خواب کا **پرتو** یہ خیال اچھا ہے

دل گرفتار بتان ہوتا ہے
سخت بیتاب و توان ہوتا ہے

بد زمانے مین نہین اسکے سوا
رحم خوبون مین کہان ہوتا ہے

دل بیتاب کا اللہ حافظ
راز پوشیدہ عیان ہوتا ہے

ان بتون مین ہے شرارت پنہان
شرر سنگ نہان ہوتا ہے

بیدہانون کی عجب باتین ہین
وا ہمارا بھی دہان ہوتا ہے

پیر گردون کا نگہبان خدا
بُت بے پیر جوان ہوتا ہے

آہ کو چاہیئے خم گشتہ بدن
تیر محتاج کمان ہوتا ہے

دیکھتا ہون جو حسینون کو بغور
سب مجھے دلبر کا گمان ہوتا ہے

کیون نہ محشر کی تمنا ہو مجھے
فیصلہ سب کا وہان ہوتا ہے

آسمان اور زمین پر یکسان
اونکے آنے کا سمان ہوتا ہے

یاد آتا ہے منہ اوسکا **پرتو**
مہر جب نور فشان ہوتا ہے

حسن تیرا پاک اک لاریب ہے
چاند سورج مین گہن کا عیب ہے

جاننا تیری کمر کے حال کا
واقعی دلدار علم غیب ہے

کونسے خورشید کا ہے یہ جنون
کس لئے ٹکڑے سحر کا جیب ہے

ایک شب مین ختم ہے شباب فلک
صبح کی آمد کے ہمرہ شیب ہے

یار اچھون مین برائی کیا ضرور
ظلم کرنا سخت تم مین عیب ہے

کوئی چیز اللہ سے چھپتی نہین
حق تعالی عالم الغیب ہے

یار بے پر کی اوڑاتا ہے مدام
ہان زمین پر وہ پری لاریب ہے

اہل دنیا کا تشین کید سے
مکر کی تھیلی ہے جسکا جیب ہے

فرق حیوان اور انسان مین وقوف
آدمی کو بیوقوفی عیب ہے

مہر ہی کو اک نہین پرتو زوال
آدمی کو بھی شباب و شیب ہے

انکھون مین جان اگئی ہے انتظار سے
سکرات مین ہون آرزوئی دیدیار سے

آئے کہان ہزار ہمارے شمار مین
گل خار کہانتے ہین مرے گل کی بہار سے

گلزار دہر مین وہ سراپا بہار ہون
لالہ نہے داغدار دل داغدار سے

دوری سے اوسکی راحت وآرام دور ہین
بیکل ہے جان زار دل بیقرار سے

مختار ہے خدا دل بے اختیار کا
جاتی رہی ہے بات مرے اختیار سے

اب خواب مین بھی دیکھنا دشوار ہوگیا
وہ بھی تھے دن کہ رات کو ملتے تھے یار سے

بے یار میری آہ سے ہے کیا سحر سیاہ
طاری سواد شب ہے گریبان کے تار سے

میٹھی نظر سے دیکھنے پر کیون ترش ہوے
پیارے ہو دل کے دیکھون نہ کیون تمکو پیار سے

میٹھی نگہ سے دیکھتا ہے وہ کنارہ کش
لذت ملی ہے کچھ مرے بوس و کنار سے

دولت فقط ہے عالم ہستی مین اعتبار
بندون کو اپنے رکھیے خدا اعتبار سے

لالے ہین باغ دہر مین پرتو اب اسقدر
نرگس نے تاک باندہی ہے اونکے عذار سے

ہزار بار لیئے بوسے پھر حیا کیا نے
ہنوز غنچہ دہن مجھ سے چونچلا کیا ہے

گلا کیا اگر ای کج ادا گلا کیا ہے
قصور فہم ہے ورنہ مری خطا کیا ہے

ترے دماغ کا لازم ہے تنقیہ پہلے
طبیب عشق کے بیمار کی دوا کیا ہے

دلون کو مفت دکہاتے ہین کسلئے حاجی
طواف کعبہ سے ان لوگ کو ملا کیا ہے

تمہارے واسطے اچھی بری سنی سب کی
خبر نہین ہے کہ قسمت مین اور کیا کیا ہے

ہے فرض مذہب عاشق اطاعت معشوق
روا کیا جو مرا خون ناروا کیا ہے

عبث خراب ہوا ہون مین دیر عالم مین
بتون نے پوچہا نہین بندۂ خدا کیا ہے

ہماری آہ کی تاثیر دیکہینگے جو کبہی
سمجہ وہ لینگے کہ اندازۂ ہوا کیا ہے

عمل ہے زلف سیہ کا حسینون کے منہ پر
پری کی جان پر اللہ یہ بلا کیا ہے

پڑہا لکہا بہی جو سب کچہ تو اس سے کیا حاصل
خبر نہین کہ جبین پر لکہا ہوا کیا ہے

وفا کی بات فقط منہ سے دمبدم لیکن
جفا سے مطلب دل بانی جفا کیا ہے

دکہا رہی ہین تری چشم مست کیا کیا لطف
ہمارے دور مین جام جہان نما کیا ہے

بجائی تالی جو گانے مین ہو گئے رنگین
کف نگار کو پہر حاجت حنا کیا ہے

عجب ضلالتون مین ہے جماعت نیچر
یہہ کور فہم سمجہتے نہین خدا کیا ہے

کشاد و بست کا مطلب بتائیے قاصد
لفافہ بند الگ خط الگ کہلا کیا ہے

ہر ایک بات پر اونکی نئی ادا کیا خوب
وہی ہنوز تجاہل کا پوچہنا کیا ہے

امید اسی چہائی ہوی رہتی ہے جدائی مین
اسے یہ دل لگی دل سے مرے سدا کیا ہے

وہ مہربان شب و روز و ماہ و سال رہے
پہر اور پیر تو شیدا کا مدعا کیا ہے

ق

کام ناصح کو نہین نصیحت سے کے
یہ بہی پتلے ہین کیا حماقت کے

مین نے مانا کہ تم پری ہو مگر
نہو ممنون جہوٹی نخوت کے

دم بہر آئینہ خانے مین تو چلو
دیکہو دو چار اپنی صورت کے

عجب آرام آج تک پایا
سر پر احسان ہین کنج عزلت کے

گلبدن ہاتھ آئے ای بلبل
چو سمجھے ہیں تمام جرات کے

ترے خط کو کیوں نوشتۂ بخت
خط جبین پر ہیں اپنی قسمت کے

ہوش تک ہی کہیں شریک نہیں
اس جہان میں خراب حالت کے

سب کے سکو نہیں نصیب وقار
بندے سب گر ہیں رب عزت کے

عشق کا ہے صلا بلائے فراق
شکر ہے آپ کی عنایت کے

مہر بے مہر دیکھیے تو کھل جائیں
معنے پھر لقۂ ہماری رغبت کے

ای بتو ایسا نہ ترساؤ خدا کے واسطے
مجکو صورت اپنی دکھلاؤ خدا کے واسطے

آج مشکل ہی سہی جاؤ خدا کے واسطے
دوستو بے پیر کو لاؤ خدا کے واسطے

ای ستم آرا مری تقدیر پر پتھر پڑے
سخت ایسا ہی نہ بنجاؤ خدا کے واسطے

دیکھکر طفل برہمن کو جو غش آیا مجھے
ڈر کے بولا ہوش میں آؤ خدا کے واسطے

انکو اور مجھکو ہے ایذا رات دن کی بے سبب
حضرت ناصح کو سمجھاؤ خدا کے واسطے

طائر قبلہ نما کی طرح مرغ دل کو نالے
ای بتو مانو نہ تڑپاؤ خدا کے واسطے

ہوش دوری سے تمہاری دور ہوتے جاتے ہیں
بس ہمارے پاس آجاؤ خدا کے واسطے

ہجر میں کھانا نہیں تو کھانے کا غم ہی سہی
حضرت دل کچھ نہ کچھ کھاؤ خدا کے واسطے

غفلت لیتے حال سے ای لاابالی تاکجا
بات میری دھیان میں لاؤ خدا کے واسطے

آج اگر یوں ہو گیا ہے خیر کل آسکتے ہیں
جھوٹے وعدہ پر نہ پچتاؤ خدا کے واسطے

دشمن جان کا ہوا پھر عشق تو کہتے ہیں دوست
دل نہ دینے کی قسم کھاؤ خدا کے واسطے

بیحیائی تاکجا عزت فروشی تابکے
ای خدا کے بندے شرماؤ خدا کے واسطے

حضرت دل صبح وصل یار آتی ہے قریب
ہجر کی شب میں نہ گھبراؤ خدا کے واسطے

ای بتان ہند کوئی انتہا بھی ظلم کی
مر رہا ہوں رحم فرماؤ خدا کے واسطے

کیا کرون مجبور ہون رخصت نہین دیتا ہے دل
کہتے ہین آرام فرماؤ خدا کے واسطے

بوسہ مانگا تو اشارون مین کہی اوسنے یہ بات
لوگ آجائینگے تم جاؤ خدا کے واسطے

آتش افروزو تمہین کیا ہم جلینگے رات دن
اوس بھبوکے کو نہ بھڑکاؤ خدا کے واسطے

مہربان دن تو نکل جائینگے رہجائیگی بات
چندے میرے پاس رہجاؤ خدا کے واسطے

اوس بت بے مہر کا غم ہی سہی کرجائین کیون
پیر تو اپنے دل کو بہلاؤ خدا کے واسطے

کیا برے وقت زبان بخت نے کہولی تیری
آج بلبل کوئی سنتا نہین بولی تیری

رنگ کے بدلے کوی کہیلیگا خون سے ظالم
اب قریب آتی ہے ای دل کہین ہولی تیری

لب و دندان کا جو دیدار ہوا ای دل تجہکو
دُر و یاقوت سے بہر جائیگی جھولی تیری

ای جفا کار ترا قہر ہے یا کوی تفنگ
غیر ممکن ہے بچائے کوئی گولی تیری

خوش کرون اسقدر ای گل مین شب وصل تجھے
ایسا پھولے کہ بہت تنگ ہو چولی تیری

پاؤن پہیلائے ہوے سو گیا آرام کے ساتھہ
مری قسمت کی کہانی ہوی لولی تیری

واقعی تو بہی کیسا ہے کوی قہر غضب
اجل کوی بچاتا نہین گولی تیری

مطرب اس تہاٹہہ سے دہن اونکے خیالونکی بندہی
بزم مین رنگ جماتی نہین ہولی تیری

تیری ای حور محرم کی تفسیری ہے عجب
بہر گئی میوۂ فردوس سے جھولی تیری

تو کہان فقر کہان مانگ کے کہالے مسکین
ایک دو لقمے کی محتاج ہے جھولی تیری

گدہ گدا کر دل شیدا نے تبائی چہاتی
گدگدی کی جگہہ جب مین نے ٹٹولی تیری

موذیون کے نہ مکانون مین بنا ای زنبور
شہد لٹ جائیگی چھٹ جائیگی ٹولی تیری

دیکہتے ہی دل آشفتہ مرا سب بھولا
چشم بد دور کہ صورت ہے یہ بہولی تیری

رو دیا یا در رخ رنگین مین ترا لبکا تجھے دہیان
عرق گل مین یہ مصری ہاہی گہولی تیری

راز کی بات نہ کم ظرفون سے بول ای پیر تو

کہین کر بیٹھنگے ناداں ٹھٹھولی تیری

جب چال نظر آئی کسی رشک پری کی
چل جانے کی حالت ہوی ہر کبک دری کی

اوس گل نے اگر چاندنی مین جلوہ گری کی
خود چادر مہتاب بہی چادر تہی زری کی

دہن ہے مجہے ای شوخ تری جلوہ گری کی
چڑہتی ہی نہین آنکہہ مین صورت بہی پری کی

اس جشن مین قندیل سوا سوہین جو روشن
وہ چند سے بڑہکر ہے ضیا بارہ دری کی

اک میری ہی تقدیر سے کہوٹی ہوی افسوس
ورنہ کوی بات اوسنے کبہی کی تو کہری کی

جائے نہ تری زلف کے کوچے سے چمن کو
کہل جائے اگر آنکہہ نسیم سحری کی

پر کٹ گئے پہر اوڑہنے کی امید ہوی قطع
تعزیر کبوتر کو ملی نامہ بری کی

بیداد سے ظاہر ہے عیاں راجہ بیان واہ
کچہہ پوچہو نہ روداد مری بے جگری کی

محتاج بہی ہے تو ترے در ہی کا گدا ہے
عادت نہین بندے کو کبہی دربدری کی

کیا بات ہے گلگون سمن بر کی عزیزو
ہے بول سے اسکے ہتہ اخمو مولسری کی

کیا ہند کے ہر فرد مزارع پہ ہے بیداد
ہر کہیت مین ہوتی ہے فقط پیک دری کی

ہے تیغ تری چال کہ کٹ جاتا ہے دل مین
چلتی ہی نہین آگے ترے کبک دری کی

ای گل ہے تصدق ترے جوبن پہ زر گل
چڑیا بہی ہے سونے کی اور انگیا ہے زری کی

خورشید فلک زرد سراپا ہے جو پہر تو
ثابت ہے کہ دیکہی ہے وہ پوشاک زری کی

اللہ ری حیا پردہ نشین رشک پری کی
پاؤن نے بہی دیکہی نہین پاپوش زری کی

جز حسرت وصل اور تمنا سے بری ہین
ہر شادی مین کہتی ہے یہی رسم بری کی

سمجہا کہ مجہے سونے کی چڑیا نظر آئی
شب خواب مین دیکہی تری انگیا جو زری کی

ہو جاتا ہے اپنا فرس طبع بہی کمری
تعریف مین چل کر تری نازک کمری کی

بیہوش ہوا جسکی نظر پڑ گئی سجہ پر
کیفیتین ہین ادہر تری جلوہ گری کی

کیا تنگ کیا ہجر لب تنگ نے مجھکو
آنکھون مین سمائی نہین تی الحال تری کی

ہے مہر سے اوس ماہ کی وہ ابر ہر اک آنکھہ
دو قالبون مین کھیتی مری حسرت کی ہری کی

گردشمین ہین ہرچند مگر پائی نہ ابتک
صنو ساتہون فلک نے بہی تری بارہ دری کی

کھلتے ہین گل داغ جدائی کے ہزارون
چال آہ مین ہے موج نسیم سحری کی

جام مئ دیدار ہے سونے کی کٹوری
آنکھون مین ہمیشہ تری انگیا ہے زری کی

چھوٹون سے بڑون کو بہی یہان کام ہے اکثر
دالان مین ہے چاندنی محتاج دری کی

ای سیم بدن خواب مین دیکھا ترا جوڑا
سونے نے دکھائی مجھے پوشاک زری کی

اوڑہ اوڑہ دکھاتا ہے مرا رنگ پریدہ
عاشق کی بہی تصویر مین صورت ہے پری کی

پچھلی سے جو وہ چاندنی پر کوٹھے کی آیا
حالت ہی قمر مین بہی چراغ سحری کی

بو گل کی صبا لائی مگر رنگ نہ لائی
غماز مین بو باس نہین نامہ بری کی

انعام مین پائی جو کسی مہر سے پرتو
بدلی نہین خورشید نے پوشاک زری کی

پتلی کی طرح آنکھہ مین صورت ہے تمہاری
اک پردۂ غفلت ہے کہ فرقت ہے تمہاری

دشمن کے جلانے کو کرم کرتے ہین کچھہ کچھہ
مجہ پر بہت ای دوست عنایت ہے تمہاری

کیا قوت جذب دل مشتاق دکھاؤن
منظور نظر یار نزاکت ہے تمہاری

ہر ایک قدم فتنے ہزارون ہوے برپا
قامت نہین گویا یہ قیامت ہے تمہاری

بیداد ہے ظالم کے لئے جان پر اپنی
ای حضرت دل صاف حماقت ہے تمہاری

کہتے ہین چمک کر مری آہون کے شرارے
ہم خوب سمجھتے ہین شرارت ہے تمہاری

اک تیر چھری اپنے گلے کے لئے ہردم
ای مردم چشم آہ مروت ہے تمہاری

منظور ضیافت مری ہمراہ عدو ہے
دعوت نہین فی الاصل عداوت ہے تمہاری

ہم مجہ سے نہ ملتے تو مزا زیست کا پاتے
احسان مرا یہی ہے جو منت ہے تمہاری

قابو ہے یہی چین کرو زیست بھر اپنی
دل کے مرے آغوش مین رہنے سے نہ گھبراؤ
ای کافرو دنیا ہی مین جنت ہے تمہاری
جانو کہ مرے پاس امانت ہے تمہاری

پر تو تمہین حال دل بے مہر ہے روشن
کیا روشنی طبع کرامت ہے تمہاری

بیطرح مجھے یاد ہے درات تمہاری
منظور ہے ہر وقت ملاقات تمہاری
بہت جاتا ہے سینہ وہین ڈہل جاتا ہے جوبن
گل باغ مین جب دیکھتے ہین گات تمہاری
بینائی ہے آنکھون مین نہ گویائی دہن مین
خورشید کے منہ مین بہی نہین بات تمہاری
محتاج کسیکا نہ کرے اپنے کرم سے
بہر لائے طلب قاضی حاجات تمہاری
بیکل ہے کوی دوست فراموش عزیزو
مقبول ہوی آج مناجات تمہاری
رکہا نہ قدم محتسب سبز قدم نے
ای شیخ مبارک ہے بہت ذات تمہاری
کس داؤ سے نقد دل مشتاق لیا ہے
بہولی نہین جاتی ہے میان گہات تمہاری
بدلی کی رضائی مین چہپاتا ہے فلک منہ
اس فصل مین دیکھی ہے جو بانات تمہاری
بے جرم تم انگشت نمائی نہ کرو آج
گل دیکھ نہ لے آنکھ مکافات تمہاری
اس زیست مین تو موت سے بڑھکر ہے مصیبت
ای غافلو ہر وقت ہے سکرات تمہاری
ترساتا ہے ان روز دن بہت ہجر شب زلف
وہ دن نہین اب دیکھون جو مین رات تمہاری

اس پر تو خورشید کے ستارونکا ہے یہ پہیر
ای مہر صفت دور جو ہے ذات تمہاری

ہمقافیہ غزل جناب نواب مرزا خان صاحب داغ دہلوی

چار دن کے لیئے مہمان کہان جاتا ہے
ای دل آلنّٰہ نگہبان کہان جاتا ہے
نسخۂ لطف کا دیباچہ تظلم ٹہرا
نامۂ یار بے عنوان کہان جاتا ہے
روٹہہ کر اوٹہتے ہی یہ کہکے بٹہایا اوسکو
ترے صدقے ترے قربان کہان جاتا ہے

کھو گیا وصل کی لالچ مین دل پختہ خیال
طمع خام سے نقصان کہان جاتا ہے

کہا اوس شرم کے پتلے سے بہ صبح شب وصل
ای مرے سر بگریبان کہان جاتا ہے

غیر عقا حال جو چلنے مین کسیکا سر راہ
دل نے میرے کہا چپچپان کہان جاتا ہے

خانۂ دل مین ہمارے ہے اسیکا کہٹکا
گہر سے اندیشۂ دربان کہان جاتا ہے

دوست اللہ کے وہ بندے ہین جو محسن ہین مدام
مجہ پر ای بت تو کر احسان کہان جاتا ہے

مجہ سے پہلو تہی کرکے نہین جاتا ای دل
مان کہنا تو مرا مان کہان جاتا ہے

جب وہ آتے ہی نہین آنے کا وعدہ کرکے
راہ تکنے کو مرا دہیان کہان جاتا ہے

ایسا آمادہ سفر ہے طلب مین کسکی
یون مرا دہیان بداوسان کہان جاتا ہے

گردش چرخ مین اسکو کوی گردش ہی نہین
یار کے آنے کا ارمان کہان جاتا ہے

ہے رخ و زلف کی دہن مین دل اب آمادہ سیر
ایسا حیران و پریشان کہان جاتا ہے

واعظو عاشق اصنام کو کافر نہ کہو
بات کی بات مین ایمان کہان جاتا ہے

تن تنہا جو ہے آمادہ سفر پر پیرلو
دل مرا بے سر و سامان کہان جاتا ہے

ہنسی کس غضب کی ہے جانی تمہاری
چمکتی ہے کیا برق آنی تمہاری

تمہین کس نے پالا پہر آنسو کے لڑکو
وہی ناتوانی جوانی تمہاری

شرارت نزاکت حیا زود رنجی
نہین کون ان مین یگانی تمہاری

ستم یا کرم یا ادا یا جفائین
طبیعت ہے ہر شئی کی بانی تمہاری

نہ ایمن ہو پیرلو کے پر خون دل سے
کہ خوش رنگ ہے یہ نشانی تمہاری

جدائی قیامت ہے جانی تمہاری
نہ ہے تنہائی گویا نشانی تمہاری

غم و درد و لخت اور خون جگر سے
ہے منظور دل مینہمانی تمہاری

حسین مثل فرہاد سر پھوڑلین ہی — نہ پائینگے شیرین زبانی تمہاری

پکینے اوٹھایا ہے پردہ تمہارا — کہ جاتی رہی لن ترانی تمہاری

ہمیشہ نیا گل کھلاتا ہے — شگوفہ ہے کیا بدگمانی تمہاری

دماغ آسمان پر نہو کیون ہمارا — کہ ہے ای قمر مہربانی تمہاری

بگڑ جائے ہوش ایسا کچھ بن نہ آئے — اگر دیکھ لے شکل مانی تمہاری

گل اندامون کا سینہ غیرت سے پھٹ جائے — وہ جوبن دکھائے جوانی تمہاری

نشانی کا چھلا نہین ہی تو غم کیا — کہ ہے ہاتھ ملنا نشانی تمہاری

غضب کی کہی سنکے دکھڑا ہمارا — مزیدار ہے جی کہانی تمہاری

گذر اشک ہی پر ہے ای حضرت دل — بچاتا ہے اب جان پانی تمہاری

خدا مرغ حسن سرسبز رکھے — سہاتی ہے پوشاک دہانی تمہاری

ہنسی آتی ہے زردروئی پر ایجان — نقاب اب جو ہے زعفرانی تمہاری

زبان تیغ دلبر کی کہتی ہے ہم سے — قیامت کی ہے سخت جانی تمہاری

کوی مہربان جلوہ گر ہو جو پہر تو
توانائی ہو نا توانی تمہاری

دل سے مین نے یہ کہا جب شب فرقت آئی — ای سیہ بخت حذر کر تری شامت آئی

ہر قدم فتنے جگاتے ہوے آئے وہ یہان — پیچھے سائے کی طرح ساتھ قیامت آئی

لیک بے مہر کو اب غصہ غضب کا آیا — آسمان ٹوٹ پڑا جان پر آفت آئی

کیون نہو وصل کی سنکر دل عاشق مسرور — زہے تقدیر کہ معشوق کی دعوت آئی

بُت کہون اوسکو تو بیجا نہین تشبیہ مری — روز اول سے طبیعت مین شرارت آئی

ہاتھ سینے کو لگایا تو وہ چڑ کر بولا — پاؤن کیون حد سے بڑھا کیا تری شامت آئی

لینے ترے تار نفس تنگ ہے فروزان ہردم — جسم مین اپنے کہان سے یہ حرارت آئی

چہرے گوروں کے نظر سے مری اوترے بالکل
جب وہ مردم کو نظر سانولی صورت آئی

پہر بکایک نظر آیا ہے رقیب سیہ رو
پہر مرے سامنے منحوس کی صورت آئی

ہوگیا عشرت جاوید سے دل مالامال
گہر مرے سیم بدن آتے ہی دولت آئی

بوسہ اوس ترک کا کس جنگ و جدل سے پایا
ہاتھہ یہ بعد لڑائی کے غنیمت آئی

اوس سے جب آنکھہ لڑی لوٹ لیا صبر و شکیب
ہاتھہ مردم کے سر دست غنیمت آئی

شکل نظارہ کہین سینۂ دشمن نہ پہٹے
دوست کے وصل کی تقدیر سے نوبت آئی

روز سے زور مرض کا ہے زیادہ شب مین
رات آئی ترے بیمار پر آفت آئی

زلف بکھری تو پریشان ہوئین آنکھین اونکی
شب ہوی مردم بیمار پر آفت آئی

اس شرف ہی سے لقب اشرف مخلوق ہوا
ہاتھہ انسان کے جو اللہ کی امانت آئی

نام ذلت نہ کہین کسلئے ناداری کا
مال آیا اگر اس دور مین عزت آئی

اشرفی آئی تو اشراف بنا دیتی ہے
زر کے آتے ہی سمجھ جاؤ شرافت آئی

باتین کہنے کو تصوف کی جو آئین دو چار
تو سمجھ جاتے ہین نادان کو ولایت آئی

زر خورشید کو پیچ مین سمجھ لیتا ہے
جب تنک ظرف کو پیری تو ذرا قدرت آئی

:

جب وہ مسعود قدم آیا سعادت آئی
بر سے اوٹھکر مری جاتے ہی نحوست آئی

خوب بدمست ہوا وہ جسے دولت آئی
چار دن مال کے ہاتھہ آتے ہی نخوت آئی

خود فراموش رہے جبتک رہا آرام نصیب
یاد اللہ کی آئی جو مصیبت آئی

بعد مدت کے میسر ہوی مجکو شب وصل
روز تصدیع کے گذرے شب عشرت آئی

حسن کا خوب ملاحت سے مزا ہوتا ہے
کچھ نمک ملگیا جس چیز مین لذت آئی

ناتوانی رہی دوری مین ضعیفون کی طرح
نوجوان پاس جو آیا مجھے طاقت آئی

چاندنی فرش ہوی بزم تصور کے لئے
دھیان مین بھی جو تری چاندسی صورت آئی

خواب مین آکے کہا خون مروت ہے حرام
بے مروت کو مرے آج مروت آئی

دیکھئے منہ کی صفا سختیٔ دل کی ہے دلیل
آئینہ رو جو ہوا دل مین کدورت آئی

سخت حیران و پریشان ہوا اللہ اللہ
بیٹھے بٹھلائے بتون پر جو طبیعت آئی

ناز کی کے لئے محتاجیٔ تعلیم نہین
حُسن کے ساتھ حسینون مین نزاکت آئی

اوسکی منت مجھے کرنے کے لئے عار نہین
مدتون مین تو شب وصل بہ منت آئی

ڈاب کے عاشق و معشوق جو دیکھے باہم
آج ای ترک نہایت مجھے حسرت آئی

حسن بہی نقش محبت کا اثر رکھتا ہے
اچھی صورت نظر آتے ہی محبت آئی

اوسکا دیدار مفرح ہے مریض غم کو
دل مین ہر مردم بیمار کو قوت آئی

ہجر مین بہی دل شیدا ہے ترا شکر گذار
آجتک یار زبان پر نہ شکایت آئی

عاشق زلفِ سیہ کی نہ طبیعت بدلی
سانپ کاٹے کبھی لب پر جو شکایت آئی

ق

نہ کیا محکمۂ حشر مین دعویٰ خون کا
دیکھتے ہی رخ قاتل کو محبت آئی

پیش داور جو یہ مجروح ہوا مجبورًا
زخم کے منہ مین زبان بہر شہادت آئی

لکھی مدحت رخ پر نور کی جب ای پرلو
مرے ہر نقطے مین خورشید کی طلعت آئی

ہمقافیہ بر غزل منشی امیر احمد صاحب امیر مینائی لکہنوی

اپنے نظارے پر اوسکی بہی طبیعت آئی
تو تلی آئینے کا بولا کہ قیامت آئی

اوٹھہ کہڑا ابر سے وہ سنکر گجر آفت آئی
صبح محشر آئی نہین صبح قیامت آئی

غم بڑہا اٹکہہ گہٹا بنگئی آہین بجلی
زرق اور برق مسے تمام شب فرقت آئی

کبک کی چال مین فتنے یہ بپا ہوتے ہین
ناز سے آیا وہ کا فر کہ قیامت آئی

چاک دل کی مرے تصویر نے تشدید نہ کی
حال رقت جو لکہا خامے کو رقت آئی

مری آہون سے ہین نقارۂ فلک کے پرزے
صور سے پہلے مرے صور کی نوبت آئی

آگئی شام جدائی کی نیا گل پھولا
عندلیب دل مشتاق کی شامت آئی

گریۂ جوش محبت یہ اثر رکھتا ہے
جس نے روتے مجھے دیکھا اوسے رقت آئی

خواب مین دیدۂ فتان نے جگائے فتنے
رات کو عالم غفلت مین قیامت آئی

جب ازل مین ہوی کفار کی قسمت دنیا
ہر مسلمان کی تقدیر مین جنت آئی

شمع ہر رات کو پروانہ جو قربان ہوا
شعلہ خو بزم مین کیا ہی مجھے حسرت آئی

شوق خودبینی کا اونکو جو ہوا ان روزون
شکل آئینہ مین سکتا ہوا حیرت آئی

آج رویا مین رخ شاہ حسینان دیکھا
بخت بیدار ہوے خواب مین دولت آئی

دل جو آیا مرا اوسپر تو اثر دکھلایا
یعنی مجھ پر بھی ستمگر کی طبیعت آئی

ماہ رو سے جو ہوس مہر کی تھی پھر لو کو
ایسی بر آئی کہ افلاک کو حسرت آئی

وصل سے جی نہ بھرا تھا شب فرقت آئی
طرفۃ العین مین فی الفور قیامت آئی

کل نظر آیا ہلال ابرو کوی شام کے وقت
آج دم بھر نہ مجھے کل کسی صورت آئی

طالع چشم مین یہ دولت بیدار بھی تھی
ہاتھ اوس مصحف عارض کی تلاوت آئی

پھول نرگس کا نظر سے یہ گرا ہے کسکی
اسکے حصے مین نہ بو آئی نہ رنگت آئی

مرنے گلرو نے جو پامال کیا آئی بہار
باس آئی گل قالین مین رنگت آئی

رنگ و بوی گل رخ سے یہ ہوا باغ سفید
پھر کسی گل مین نہ بو آئی نہ رنگت آئی

برق کو اونکی ہنسی پر جو تبسم آیا
ابر کو میرے لہو رونے پہ رقت آئی

فیصلہ خون کے دعوے کا ہوا محشر مین
جب شہادت کے لئے اونکی نزاکت آئی

رام ہونے لگا کچھ قلب بت تو انداز
شادیانے بجین اب فتح کی نوبت آئی

حشر مسجد مین مچاتا ہے سہی قد کا قیام
بارے اللہ کے گھر مین بھی قیامت آئی

نام کنجوس کا لیتے مین تو یہ کہتے ہین
صبح کو نام لیا فاقہ ہے نکبت آئی

ہم محبت کو بڑھانے کے لئے ڈرتے ہیں
جب ذرا بگڑی تو اتنی ہی عداوت آئی

پھنس گیا زلف میں دل تو مرا دم بھرتا ہے
دشمن جان کو کہاں سے یہ محبت آئی

حضرت عشق کا اعجاز ہی سبحان اللہ
جن سے نفرت تھی اوہنیں سے مجھے رغبت آئی

آسمان رنگ بدلتا ہے حسد سے کیا کیا
پرلو اک ماہ لقا پر جو طبیعت آئی

ہمقافیہ بر غزل جناب سید آغا حسن صاحب امانت مرحوم لکھنوی

دن بھرے آئے ہمارے شب فرقت آئی
غضب اندھیر ہوا کیسی قیامت آئی

صبح جب سورۂ یوسف کی تلاوت آئی
ای عزیز آگے نظر کے تری صورت آئی

اکثر اس تیرہ مقدر کے سیہ خانے میں
منہ چھپانے کے لئے کیا شب فرقت آئی

یاد نے فتنۂ دوران کی بپا حشر کیا
ہچکی پیہم مجھے آئی کہ قیامت آئی

ہوا ثابت کہ کیا پیری میں خوش رنگ خضاب
چرخ کے منہ پہ شفق بنکے جو رنگت آئی

شبنم آلودہ نہیں باغ کی انکھیں ای گل
ماجرے پر مرے نرگس کو بھی رقت آئی

یہ فلان روگ ہے کہتے نہیں اتنا بھی طبیب
خوب حصے میں فلاطون کی حکمت آئی

نہ لکھا نسخہ بھی جز شربت دیدار کوئی
خوب حصے میں طبیبون کے یہ حکمت آئی

جب کیا وعدۂ وفا کے نہ کرنے کا گلا
عذر خواہی کے لئے آگے نزاکت آئی

دل گم گشتہ کا کوسون نہیں پاتے نشان
اب ڈھنڈورے کی گلی کوچے میں نوبت آئی

ہر قدم پاؤن کے گھنگرو نے کیا حشر بپا
ناچتی رقص کی محفل میں قیامت آئی

پی گیا غم میں کسی چشم کے آنسو جو کبھی
ہوگیا روغن بادام طراوت آئی

کشتۂ عشق جو خاکی ہوا اکسیر ہوا
کیمیا گر کے بھی ہاتھ ایسی نہ دولت آئی

دیکھیے دیکھیے پتھر میں شرر پنہان ہیں
خلق جب بت ہوے باطن میں شرارت آئی

جب سے اک مہر پہ آیا ہے دل اپنا پرلو

پھر کسی ماہِ جبین پر نہ طبیعت آئی

دل مین آئی جو تمنا تو خجالت آئی
دخل خلوت مین ہوا غیر کا غیرت آئی

دوست آزار کو مطلق نہ ندامت آئی
حال دیکھا جو زمانے کا تو عبرت آئی

دل دانا مرا بس دیکھہ چکا سبکا سلوک
عالم ہستی مین خوش منزل عزلت آئی

خلل عضو سے صحت مین خلل آتا ہے
کوی کل بگڑی تو گھڑیال مین علت آئی

یاد آیا فتہ حسن انکے لشکر کے ساتھہ
کیا سواری یہان با حشمت و شوکت آئی

کہتے ہین مرغ گجر توپ موذن باہم
وصل کا وقت گیا ہجر کی ساعت آئی

بوسے دیتے ہین جو بے عذر وہ ہم لاکھوں
یاد بے ساختہ حاتم کی سخاوت آئی

ہمہ تن حسن سے خالق نے تجھے خلق کیا
کہ تجھے دیکھنے اللہ کی خلقت آئی

رمضان اہل فراغت کو ہے اک ماہ صیام
تھی دوستون کو کڑا کون ہجا کی نوبت آئی

مردم چشم کے باعث ہوا پھر دو چار
غیر تو غیر ادھر اپنون سے بھی غیرت آئی

چرخ چارم پہ مسیحا ہین تو بیمار فریش
با ہمی نزع کو امید عیادت آئی

یہان آتے ہین تو گھڑیال کے ساتھہ آتے ہین
اک گھڑی کی بھی نصیبون مین نہ فرصت آئی

دل دھڑکتا ہے اکیلا جو کوی رہتا ہے
یاس تنہائی مین جب آئی تو نعمت آئی

دم ترے ابروی خمدار کا بھرتے بھرتے
مثل شمشیر کے قاتل ہمین جرات آئی

طرفۃ العین مین صحبت کا اثر ہوتا ہے
مہربان مہر کی پرتو مین بھی عادت آئی

ہمقافیہ بر غزل میرزا محمد رضا مخاطب بہ فتح الدولہ بہادر برق مرحوم لکھنوی

جب وہ قامت مجھے یاد آئی قیامت آئی
فتنے برپا ہوے سر پر یہ کہ آفت آئی

دل لگی دل لگی مین جان پر آفت آئی
کیا غضب ہو گیا ظالم پہ طبیعت آئی

ای بلا دوست مبارک ہو کہ آفت آئی
دل لگی کے لیے ای دل شب فرقت آئی

ای پری داغ جنون کو کب اقبال ہوا
للہ الحمد کہ طالع سے یہ دولت آئی

مدہنی مجکو ہوی غفلت بے حد تیری
جب لگی آنکہ تو بس خواب مین خلوت آئی

پانی پانی ہوا دل راز نہ افشا ہو کہین
مردم چشم کو جب جوش سے رقت آئی

جب گجر صبح شب وصل بجا مین سمجہا
فتنے جاگے سحر حشر کی نوبت آئی

جب شب وصل خیال سحر ہجر آیا
عین عشرت مین دل زار کو رقت آئی

چشم قاصد کا مرقع یہ بتاتا ہے مجھے
رنج کی شکل گئی عیش کی صورت آئی

سر ہوی توپ سلامی کی گجر بجنے لگا
دہوم سے صبح شب وصل کی نوبت آئی

شرم آئی اونہین اور آپ سے باہر ہوا مین
حال اپنا ہوا غیر اونکو جو غیرت آئی

ہوا انجالون پہ چیچک کا طبیون کو گمان
پہوڑے نے دل کے پہپولے تپ فرقت آئی

ای دل اکثر مہ نو نحس نہین ہوتا ہے
حجت اک حسن سعادت کی ریاضت آئی

طاق ابرو کی جدائی مین ہوی ایسی طاق
پہر نہ میرے بدن زار مین طاقت آئی

وصل کی شب ہے مجھے ای بت بیدرد نہ کوس
رحم کی باری گئی غصے کی نوبت آئی

تپ دوری مین ہوا گو کہ نہایت ہذیان
پر زبان پر کوی شکوہ نہ شکایت آئی

سب صفاخانہ کہین فی الفور طلائی ظالم
جب ترے آئینۂ دل مین کدورت آئی

وعدہ بے علت انکار نہین ہے کوئی
ای پریزاد ترے آنے مین علت آئی

نور چشم پدران کہتے ہین بچون کو بجا
اسکے نظارے سے آنکھون مین بصارت آئی

تپ ہجر بت بے مہر کی پہر تو نہین تاب
حرف علت کی طرح کیون شب فرقت آئی

جب کسی شوخ طبیعت پہ طبیعت آئی
وہ جو پیشانی کی تہی پیش مصیبت آئی

شب گیسو مجھے یاد آئی تو آفت آئی
روز عارض مین نظر طرز قیامت آئی

تری آنکھون کو ملے بچۂ مژگان کیسے
آہوؤن کو ترے کیا شیر کی طاقت آئی

جب سنی سحر ہین وصل بت یکتا کی نوید — طاق چہوکر دل بیمار کو طاقت آئی
سرنگون وصل مین وہ شکوۂ بیداد پہ ہے — شکر کی جا ہے کہ ظالم کو ندامت آئی
آنکہہ خوبون نے لڑائی نہ دل آیا اپنا — ذات سرکار کی میدان سے سلامت آئی
بس مین ہے گرسنۂ وصل کے وہ گندم رنگ — ہاتھہ غیر مترقب کوئی نعمت آئی
بات کی بات مین برعکس ہوا آب کا حال — نظر آئینۂ دل مین جو وہ صورت آئی
رات بہاری ہے مریضون کو زیادہ دن سے — شام آئی ہے کہ بیمار کی شامت آئی
مری تقدیر مین بہی عشق کا اقبال آیا — اونکے حصے مین اگر حسن کی دولت آئی
میرے اور اوسکے ہوے رمز چمن مین جو نزاد — ایک بلبل کو کئی رنگ کی حسرت آئی
سچ تو یہ ہے کہ برے سے ہے بہلے کی تمیز — عارضون سے مجہے ترکیب قناعت آئی
راتدن اوسکے بہت امن واماں سے گذرے — جسکے حصے مین یہان علم کی دولت آئی
اوس سہی قد کا گرفتار جو پایا مجکو — باغ مین قمری و شمشاد کو حسرت آئی

پہر تو اوس مہر کو بے مہر کیا ہاے غضب
کیا رقابت کے لئے بزم مین رقت آئی

ہمقافیہ بر غزل میر وزیر صاحب نور لکہنوی:

خنجر ابروی کا قرب پہ طبیعت آئی — عمر غفلت مین کٹی سر پہ قیامت آئی
قدر راحت کی ہوی جبکہ مصیبت آئی — کب ہنسی مین کسی دلشاد کو رقت آئی
قدرت احمد کی بڑائی پہ طبیعت آئی — لب ترپر جو الف آیا تو الفت آئی
شام پر اونکی چہڑی کی جو طبیعت آئی — سیر کے وقت گذرگاہ مین شامت آئی
ایک خوش چشم پہ جسدن کہ طبیعت آئی — تلخ بادام بہی دیکہا تو محبت آئی
پہلی منزل مین اوترآئے جو تم چوتہی سے — مہربان جان گئے ہم کہ قیامت آئی
غیرت کی ہو جو تا وصل کی شب مین زاہد — کہون کس منہ سے عزیزو شب وصلت آئی

جان کنی کون کنی کے عوض آئی آگے
جب کسی غیرت شیرین پہ طبیعت آئی

کوئی پتہر تو لگا دی نبت رشک لیلا
ترے رستے مین جو دیوانے کی تربت آئی

ساتہہ لیجا کے بہی قارون کو حاصل نہوا
بھیجد سے آگے اگر ہاتہہ مین دولت آئی

روز گلزار مین تازہ کوئی گل کہلتا ہے
باغ کی سیر پر اونکی جو طبیعت آئی

دہوپ جب تیز ہوئی گرمی غضب کی پائی
آئی برسات تو ہم سمجھے کہ رحمت آئی

پہر عیادت دل بیمار جنایات کی ہے
فکر دنیا کی جو ہنگام عبادت آئی

ہاے ناحق کیا برباد متاع دل کو
ایک غارتگر جان پر جو طبیعت آئی

ایک مدت مین بہی بے مہر وہ ایسا نہوا
غیر پر تو کو سمجھکر اوسے غیرت آئی

یاد چلتے ہوے فتنے کی جو قامت آئی
ٹہوکرین کہاتی ہوئی زال قیامت آئی

مصحف رخ مین جو ابرو کی تلاوت آئی
سجدہ ناظر نے کیا سجدے کی آیت آئی

کیا مفرح ہے ترا شربت دیدار بہی واہ
مین نے دیکہا جو نظر بہر کے تو فرحت آئی

سالہا سال رہا محوِ نظارا ایسا
مری صورت مین بہی اوسکی ہی شباہت آئی

رمضان آتے ہی آرام طلب روتے ہین
بہوک کی تاب نہین فاقے کی مدت آئی

جلسۂ انجمن اہل حمایت مین گیا
جسکو اس دور مین مذہب کی حمایت لائی

زعم ہے پاک مزاجی کا نہایت اونکو
جنکو مکروہ سے اتنک نہ کراہت آئی

مشتہی کوئی دوا کرو دعا کہتے ہین خوب
مال ہاتھ آتے ہی کہا جانے کی نیت آئی

ایک تصویر ہے تیری سبب رحمت دوست
ورنہ تصویر جہان ہے وہان لعنت آئی

کیون نہوا اونکو حسد میرے سخن کا کہ جنہین
نہ فصاحت نہ بلاغت نہ متانت آئی

آجکل کسقدر ارزان سخن سنجی ہے
شعر کہنے لگے تہوڑی جو سلاست آئی

کسی مسجد کا کوئی ہو جو گیا پیش امام
فخر ایسا ہوا گویا کہ امامت آئی

جب ذرا حوصلہ بے پر کی اڑان انکا ہوا
جانتے ہین کہ پرستان کی حکومت آئی

چہوڑ دیتے ہین ادائی کو قضا پر فی الفور
ہاتھہ بالفرض اگر قرض کی بابت آئی

وصل کے باب مین تعجیل نہایت ہے جو یون
خواہش دل ہین بہی کیا تیر کی سرعت آئی

بادشاہت ہے ضرورت جو روا ہوتی ہے
فقر و فاقے مین ملی آتش تو دولت آئی

دخل کیون مذہب اسلام مین کفار کو واہ
کہین زمزم کے ضرر کی نہ روایت آئی

خاص بندون کا خدا کے بہی عجب رتبہ ہے
پیش قدمی کو دعاؤن کی اجابت آئی

قطرہ قطرہ نہ بنے ذنب کا دریا بڑھ کر
نقص ہین اسواسطے بس خمر کی حرمت آئی

اک گہڑی وصل نہ اوس مہر سے پر تو ہوا پھر
گردش چرخ سے کیا ہجر کی ساعت آئی

ہمقافیہ بر غزل منشی امیر احمد صاحب امیر مینائی لکہنوی

حظ قبل مرگ زیست کا مرکر اوٹہائیے
جو اوٹہ سکے حیات مین دم بہر اوٹہائیے

ممکن نہین کہ جور ستمگر اوٹہائیے
جینے سے ہاتھہ ضعف مین کیونکر اوٹہائیے

للہ خبر مریض فریش فراق کی
تا چند بار منت بستر اوٹہائیے

دیوانہ ہون مین شاہد نازک مزاج کا
ای لڑکو سنگ مجہ پہ سمجہکر اوٹہائیے

خنجر سے پہلے اپنی نزاکت کو تولئے
مقتل مین ہاتھہ سوچ سمجہکر اوٹہائیے

اندیشہ ہے مجہے کہ نزاکت کا خون ہو
قاتل کلائی تہام کے خنجر اوٹہائیے

ہوتا ہے اونکے کوٹہے کی اب چاندنی پہ فرش
ای چرخ ماہتاب کی چادر اوٹہائیے

سرو روان نے صدقے مین آزاد کر دیا
شمشادو جتنا چاہو تم اب سر اوٹہائیے

لیجا پیام دیر نہ کر جان بلب ہون مین
قاصد قدم برائے پیمبر اوٹہائیے

گر امتحان تاب و تحمل ضرور ہے
ای عشوہ گر نقاب برابر اوٹہائیے

تم کو جو ہم سے دل کی صفائی کا رنج ہے
کیون آئینہ کی سد سکندر اوٹہائیے

ای دل تڑپ سے ہجر مین قاتل کے فایدہ
کچھ لطف زیر تیغ تڑپ کر اوٹھائیے

عاشق جو بارکش نہ رہے تو کمال کیا
صدمہ فراق یار کا دل پر اوٹھائیے

منت کشی کی خو جو طبیعت مین ہے خمیر
احسان شیشہ منت ساغر اوٹھائیے

قاصد دکھا نصیب کا اپنے لکھا مجھے
خط نگار بہر پیمبر اوٹھائیے

تصویر یار چاہیئے ای مردمان چشم
مرآت دل مین عکس برابر اوٹھائیے

مرمر کر انتظار بتان مین تباہ ہین
یون ہو تو لطف وصل کا بیتھر اوٹھائیے

دیکھو ستم زیادہ ہین یا لطف ہین زیاد
اپنے مرے حساب کا دفتر اوٹھائیے

پھر تو کسیکی خاطر نازک نہ ٹوٹ جاے
ہان شور اوٹھائیے تو سمجھکر اوٹھائیے

ہم نے بے حد مزے جفا کے لئے
رحم بھی ای بتو خدا کے لئے

بت بے پیر کو تو رام کرو
زاہدو ہان لو خدا کے لئے

عادت آنکھین چرانے کی بھی ہوی
تم نے لاکھون جو دل چرا کے لئے

لب حق گو پہ مہر ہے گویا
شکوۂ ظلم ناروا کے لئے

اونکے گھر جائین کیون تقاضے کو
دل تو وہ گھر ہمارے آکے لئے

بیٹھے بٹھلائے کیا ہوا دل کو
جان دیتا ہے بے وفا کے لئے

غصہ آیا ہوا گھٹانے کو
پاؤن اونکے قدم بڑھا کے لئے

مرد میدان ہون مین کچھ ایسا
بوسے اوس شوخ کے جتا کے لئے

وصل مین تنگ ہوکے بت بولا
رحم مجھ پر کرو خدا کے لئے

سگ کوی بتان کا حصہ ہے
مری ہڈی نہین ہما کے لئے

دل نہ پانی ہوا کسی بت کا
مفت روتے ہین ہم خدا کے لئے

کس قیامت کے شب تمام مزے
ہمنے اوس فتنے کو جگا کے لئے

نقشے جنت کے دیکھ کر سمجھے
حق نے بھی تیرے گھر کے خاکے لئے

گلرخون نے ہزارون غنچۂ دل
دل لگی مین ہنسا ہنسا کے لئے

مہر و مہ کا گذر ہوا ہی نہین
عرش تھا اونکے نقش پا کے لئے

اوسنے شاباش بھی نہ منہ سے کہا
ہوا گو یا نہ مرحبا کے لئے

غرض انسان کو خاک کرتا ہے
ہے دعا ترک مدعا کے لئے

بوسے کی تم سزا بھی پیاری دو
اور کیا سوچ ہے سزا کے لئے

رشک خورشید تم مین پرتو ہون
مہربانی کرو خدا کے لئے

ہمقافیہ غزل جناب نواب مرزا خان صاحب داغ دہلوی

صورت بگڑ بگڑ کے بنائی ہوی سی ہے
ٹھوکر سمند ناز کی کھائی ہوی سی ہے

کیا تاب ہے پسینے مین ای آفتاب حسن
صورت تمہاری ریز لگائی ہوی سی ہے

خوش چشمون سے گریز ہے آہو کی شکل اب
وحشت ہمارے سر مین سمائی ہوی سی ہے

ہے آہ ہجر ابروی قاتل مین سرد تر
برق آب تیغ مین بجھائی ہوی سی ہے

صحن چمن مین کبک کی رفتار دیکھئے
کیا حشر ہے کہ چال اوڑائی ہوی سی ہے

خجلت سے پانی پانی ہین عشق بتان مین شیخ
گنگا مین ذات پاک نہائی ہوی سی ہے

ڈورے نسیلی انکھ کے دکھلا رہے ہین صاف
یہ جوڑی تکلون کی لڑائی ہوی سی ہے

وہ اور گھر مرا کہان خاکی کہان پری
یہ تو خبر کسیکی اوڑائی ہوی سی ہے

باقی نشان زخم ہے دلبر شب وصال
دفتر ترا ونکی سین مٹائی ہوی سی ہے

کیا انقلاب ہجر مین حالت بدل گئی
تسخیر ایسی ہے کہ تپ آئی ہوی سی ہے

ہوتے ہین وہ دفا پہ بھی مایل کبھی کبھی
ظلم و ستم کی بات سکھائی ہوی سی ہے

داغ جبین شیخ ہے آئینۂ نصیب
در پیر کسیکے ناصیہ سائی ہوی سی ہے

ایدل کہان گیا گلۂ بخت نارسا
شاید کہ رفتہ رفتہ رسائی ہوی سی ہے

کہلکر تمہارے چاک گریبان سے بند مین
گلزار مین گلون کی ہنسائی ہوی سی ہے

بدلی جو آہ پرتو خورشید کی مہربان
خورشید پر گہٹا کوی چہائی ہوی سی ہے

خاطر تری صفائی پر آئی ہوی سی ہے
چار ابرو کی ضرور صفائی ہوی سی ہے

اب لوٹ ہے مزے کی لڑائی ہوی سی ہے
تقدیر سے مراد بر آئی ہوی سی ہے

سرسبز و سرخرو ہے تمہارے ہی صدقے مین
گویا حنا ہی ہاتھ لگائی ہوی سی ہے

گہبراے عشق زلف حسینان سے خاک دل
ایسی بلا کچہ آگے بہی آئی ہوی سی ہے

ارمان و آرزو و تمنا فقط نہین
دل مین تری جگہہ بہی بنائی ہوی سی ہے

چلنے لگی زبان مری تلوار کی طرح
کچہ آب ذکر ابرو سے آئی ہوی سی ہے

دل بوسہ لیکے خواب مین اوس لب کا بول اوٹہا
شیرینی سوتے ہی یہ کہائی ہوی سی ہے

دل مین شگوفہ پہولتے ہین داغ ہجر کے
فصل بہار باغ مین آئی ہوی سی ہے

بیوجہ ایسی لاگ نہین مجہ سے دوست کو
فی الواقعی عدو کی لگائی ہوی سی ہے

لاگ اونکو مبتلای پریشان سے یون جو ہے
تحقیق زلف ہی کی لگائی ہوی سی ہے

جل کر جو شمع رو بہڑک اوٹہا شب وصال
آتش جسم جلون کی لگائی ہوی سی ہے

کیون جی مرا خیال بہی پہنچا ہے یا نہین
نیلی ہوی ہین بانہین کلائی ہوی سی ہے

سینے کی سل ہے کیا کہ لہو تہوکنے لگا
زاہد کی ریش پاک حنائی ہوی سی ہے

سر مارتے ہین خرد و کلان آستان پر
اوس بت کی جان نثار خدائی ہوی سی ہے

خوش خوش اوٹہا جو عاشق ناشاد صبح کو
شب خواب ہی مین جلوہ نمائی ہوی سی ہے

آئینۂ فلک کو مبارک غبار سب
پرتو سے مہربان کی صفائی ہوی سی ہے

کچھ اپنی بات کی جاہل نباہ کر نہ سکے
ثبوت اشہد ان لا الہ کر نہ سکے

مقابلے کا ترے زعم ماہ کر نہ سکے
جب آفتاب ہی تجھ پر نگاہ کر نہ سکے

خدائے پاک نے جسکو کیا ہے سرخ و سفید
اوسے کبھی کوئی بندہ سیاہ کر نہ سکے

پسند کرتی ہیں آنکھیں تو دل نشیں ہے وہ شے
بغیر چشم کوئی دل میں راہ کر نہ سکے

کسیکے آئینۂ رخ کا وصف سنکے حسود
ہوئے حسد سے یہ سکتا کہ واہ کر نہ سکے

کسی نے سرمہ لگانے کی داد دی کیا خوب
تمام سودۂ بیداد آہ کر نہ سکے

وہ مہر کرتے ہیں اپنی تباہ حالت پر
ہزار چرخ پھرے بھی تباہ کر نہ سکے

دل اونکا مل گیا مجھ سے رقیب نادم ہے
نصیب جسکے تو کچھ روسیاہ کر نہ سکے

ہم اپنی خواہش دل تو جتائے جائینگے
وہ خواہ کر سکے بیداد خواہ کر نہ سکے

امید و بیم سے دل ہوگیا جو ڈانواں ڈول
تو بوالہوس مرے یوسف کی چاہ کر نہ سکے

نہ فاتح عدم آباد ہونگے شاہ جہان
یہ ملک فتح یہان کی سپاہ کر نہ سکے

ہے ملک اوسکا وسیع اور ذات اوسکی غنی
کسیکو کوئی جز اللہ شاہ کر نہ سکے

تمھاری زلف و رخ آنکھونکو جسکی ہیں منظور
وہ پھر نظارۂ شام و پگاہ کر نہ سکے

خوشی سے خواہش فانی کو کردے وہ پامال
ڈرے جو حق کے غضب سے گناہ کر نہ سکے

جو ہوشیار ہے دانائے رسم ملک جہان
جنون افسر و سودائے جاہ کر نہ سکے

یہان جو دل ہے جلوخانۂ ہوا و ہوس
اک آن اوسکو تری جلوہ گاہ کر نہ سکے

بلند ہو قدم آدم سے بڑھ کے دشت میں لاکھ
بشر کی ہمسری مردم گیاہ کر نہ سکے

زبان سے کہنے کو آگے لگائے دل واعظ
کہ ترک عشق بت اللہ گواہ کر نہ سکے

جگر جو ہو تو سپر سینہ تیر غم کا ہے
جو قبضے میں ہو سپر بے پناہ کر نہ سکے

عقیدہ فرقۂ نیچر کا واہ ابی پھر تو
اوسی نے جس نے کیا کوہ کاہ کر نہ سکے

وہ ترک شوخ و شنگ عجب خانہ جنگ ہے / ترکی سے جسکی قافیہ ترکون کا تنگ ہے

کرتا ہے چرخ نقش و نگار شفق نثار / مہندی کا اوسکے ہاتھ مین کیا شوخ رنگ ہے

سکرات ہے بڑھاپے کا موسم بعینہٖ / سارے بدن مین ضعف ہے دل مین امنگ ہے

محفل مین اوسکی خوب ہے سامان انبساط / طنبور ہے رباب ہے ارگن ہے چنگ ہے

کیا خاک اسمین عکس فگن ہو جمال دوست / دل مثل آئینہ ہے مگر تحت زنگ ہے

بل بے رسائی رشتۂ الطاف یار کی / پروانۂ چراغ قمر یہ پتنگ ہے

ابلیس کی چڑھائی ہے کیسے یہ دمبدم / نفس لعین کو روز در دل پہ جنگ ہے

شیطان سے اتفاق ہے اللہ سے نفاق / نفس لعین سے صلح ہے اور دل سے جنگ ہے

ای حور تیرے ہونٹھ سے تشبیہ لعل کو / یہ گلشن بہشت کا غنچہ وہ سنگ ہے

آئینۂ عذار مصفا کو دیکھہ کر / حیرت زدہ ہے عقل سکندر کی دنگ ہے

خچر کی طرح گھوڑے کو گاڑی ہوی نصیب / کیون زین کی سواری سے ہر مرد تنگ ہے

مدراس مین جو ہجر بتان سے ہون اشکبار / آنسو جو ہوی ہندوؤن کو آب گنگ ہے

کیا کیا نہ لہراتی ہین اسکے خیال مین / وہ خط سبز مست محبت کو بنگ ہے

چشمون نے ہجر یار مین دریا بہا دئے / گھڑیال مردمون کی نظر مین نہنگ ہے

اللہ رے تصرف حسن صبیح یار / سبزا تمہاری ران کے نیچے سرنگ ہے

اوس مہربان کے دل سے ہے پرتو کے دلکو راہ
گویا کوی یہان سے وہان تک سرنگ ہے

ہمقافیہ بر غزل منشی امیر احمد صاحب امیر مینائی لکھنوی

پردۂ چشم طلب پردۂ در کسکا ہے / اور ایوان دل شیفتہ گھر کسکا ہے

حسن خورشید کو منظور نظر کسکا ہے / بدر کہتے ہین جسے شہر بدر کسکا ہے

رنگ معشوق ہر اک گل کی قبا کا جو ہوا / اسمین بلبل کے سوا خون جگر کسکا ہے

حاکمون کو بھی ہے مجبور عدم کی تکلیف
یہی حاکم ہین تو پھر حکم ادھر کسکا ہے

چھوڑکر دار جہان شاہ وگدا جاتے ہین
عالم الغیب ہی جانے کہ یہ گھر کسکا ہے

اک گنہگار ہون مین زاہد مکار نہین
مرے اللہ کا ڈر ہے مجھے ڈر کسکا ہے

اختیار آپکا آنکھون مین پھرو دل مین رہو
اور کسکا ہے یہ گھر اور وہ گھر کسکا ہے

ترے خنجر کو گلے اپنے لگائے قاتل
دیکھیہ دل یہ کلیجا یہ جگر کسکا ہے

اوسکے پیکان کو جگہ دل مین نہ دیتا کیونکر
مرد ہو تیر یہ منظور نظر کسکا ہے

خلد کو دیکھ کے اوس حور کا عاشق بولا
کچھ مشابہ ہے ترے گھر سے یہ گھر کسکا ہے

جان نثار لب و دندان پریرو کے سوا
سینہ گنجینۂ یاقوت و گہر کسکا ہے

اہل دنیا کی عجب غفلت و عبرت ہے کہ وا
میہمان آئے ہین واقف نہین گھر کسکا ہے

تمہین انصاف کرو وعدہ وفا کسنے کیا
فتنہ کسکا ہے خلل کسکا ہے شر کسکا ہے

وہ پری ہنسکے مرے شکوۂ شر پر بولا
اجی کیا خوب کہا نام بشر کسکا ہے

خواب مین بھی وہان جانا ہے خیال ای پرتو
مہربان یار کی خلوت مین گذر کسکا ہے

ہمقافیہ غزل منشی امیر احمد صاحب امیر مینائی لکھنوی

جو فرشتون کے پرے ہے وہ گذر کسکا ہے
لامکان جسکو بتاتے ہین وہ گھر کسکا ہے

جب خدا کا نہین ڈر لوگ کو ڈر کسکا ہے
نفس امارہ کے بندون کو جگر کسکا ہے

کیا خبر درد کے مانند ہے کسکی آمد
کیا خبر ہوش کے مانند سفر کسکا ہے

سیکڑون آتے ہین اور سیکڑون جاتے ہین مدام
کیا کہون کسکی یہ آمد یہ سفر کسکا ہے

سلطنت جاہ و حشم عیش خدا کیا شی ہے
سب کے سب ڈرتے ہین اوس سے اوسے ڈر کسکا ہے

کلمہ گویون کو اگر جاے ملے دوزخ مین
واعظو گلشن فردوس مین گھر کسکا ہے

دولت وصل سے کرتا نہین وہ سرو نہال
شاخین مقصود مین نکلین یہ ثمر کسکا ہے

رازِ دن اونکی کمر کا ہے تجسس کسکو
روز سوی عدم آباد سفر کسکا ہے

ناز سے دیکھہ کے بولا وہ کمان ابرو آج
پار دل کے جو ہو وہ تیر نظر کسکا ہے

بعد مدت دل ویران مین وہ اکر بولے
اسقدر کسنے اوجاڑا ہے یہ گہر کسکا ہے

آدمی خادم شیطان ہو ندامت ہے بہت
کون ہے اسکا پدر اور یہ پسر کسکا ہے

چہاتیان ایک سہی قد کی مرے ہاتہہ آئین
کسکے حصے کے ہین پہل اور شجر کسکا ہے

شعرا وصف جو کرتے ہین بناتے ہین درخت
آج تک ورنہ قد انسان مین شجر کسکا ہے

کچہہ شگوفہ ہے کسی سرو رواں کا جوبن
بے ثمر سرو اگر ہے یہ ثمر کسکا ہے

طائرِ خواب اوڑا سر جو دہرا فرقت مین
کیا بتاؤن کہ مرے تکیے مین پر کسکا ہے

قفسِ طائرِ جان خانۂ تن کو سمجہے
اہل ظاہر کو خبر کیا کہ یہ گہر کسکا ہے

خانۂ دل کی حفاظت سے نہ غفلت کرتے
لوگ اگر جانتے ای کاش یہ گہر کسکا ہے

نقش زر نقش محبت کو بتا کر دیکہو
دل پہ غالب ابہی دونون مین اثر کسکا ہے

امتحان کو دو ہنرمند کے ہو تیر ابہی
خوب تل جائیگا پہر بڑہ کے ہنر کسکا ہے

مہربانی پہ جو اونکی نہ ہوا تکیہ **بحر لو**
بیخودی سے نہین سمجہا کہ یہ سر کسکا ہے

مری تقدیر تماشے مجہے بتلاتی ہے
ہجر دلدار مین دلکو یونہی بہلاتی ہے

فصل رونے کی جو آئی تو ہوا یہ ہی ست
پاؤن مین ابلق ایام کے برساتی ہے

مادرِ گیتی سگی مان ہے کہ سوتیلی مان
اپنے بچون کو بڑہاپے مین ہی کہا جاتی ہے

قوتِ جذبِ دل زار کے صدقے جاؤن
کہ حسینون کو یہان کہینچ کے لے آتی ہے

نازنین کیون نہ کہون مین کہ نزاکت ہے گواہ
یہ بناوٹ کی نہین بلکہ تری ذاتی ہے

ہاتہہ چہوتے ہی وہ منہ پہیر کے ہو جاتا ہے بند
کیا لجالو کی طرح یار کو شرم آتی ہے

اوس پہ ہبو کے کی طبیعت ہے یہ گرم ان روزون
فصل بارش مین بہی بس آگ ہی برساتی ہے

ترے عالم سے ہے کیا سکتے کا عالم آئینہ
تری تصویر تجھے دیکھ کے شرماتی ہے

خواب مین یار کے جوبن کا خیال آتے ہی
غم سے غفلت مین بھی چھاتی مری بھر جاتی ہے

جان اس دعوے پہ سایہ ہو پری کا ہمہ تن
سورۂ جن کی تری زلف قسم کھاتی ہے

ساتوین جب نہین آتا ہے دہ شب دستور
سا رٹھے ساقی ہی کی دُہن آنکھوین آجاتی ہے

جب حسین کوئی نظر آتا ہے پہلو تہی کی
دل پروردۂ آغوش کی بد ذاتی ہے

اپنے مرغوب کی ہر بات ہے مرغوب مجھے
کونسی اوسکی ادا ہے جو نہین بھاتی ہے

کیا بلا ہے شب فرقت ہے اسکی ہو کی
ہائے کس لطف سے یہ جان مری کھاتی ہے

دل لگاتے تو ہو مجھ سے مگر کس فرح
تری تصویر تجھے یار یہ سمجھاتی ہے

۔۔۔ ہائی شب ہجرت ہے پیر مین سخت
آپ کی پیر تو خدمت بڑی چھاتی ہے

اک مہینے تک رہے سایہ مین اک حور کے
خلد کے جلوے تھے جلوے گلشن یکمور کے

اک پری پیکر نے دیوانہ بنایا گہور کے
مردمان چشم پر دہوکے ہین شمع طور کے

انکھیان ہمنے عدم سے دی جو تشبیہ کمر
مثل دست غیب ہاتھ آئے مضامین دور کے

نام کے موذی کبھی تعزیر کے لایق نہین
ہاتھ کوئی باندہتا ہے گنجفے کے چور کے

جلوہ گر در پردہ حسن پیچ مین دیکھو ہے وہی
جزو سے تا کل ہین سب مظہر اوسیکے نور کے

کیون نہ ٹپکے پہر تکبر کیون نہوا اپنا دماغ
راتدن مجکو تصور ہین بت مغرور کے

قہقہہ دیوار ہے سد جب ائی ای پری
دہیان مین تیری ہنسی ہے عاشق مہجور کے

ای پری گستاخ ہو گیا عرض شوق وصل مین
اوڑہتے اور ستے جلتے ہین پر طایر مقدور کے

موذیونکے کام سے مزدور تنگ کوسین ہین دور
کون ہین معمار کہئے خانۂ زنبور کے

کب دل آزار غریبان ہوتے ہین فیاض عام
لخلخے بنتے نہین ہین صبح کے کافور کے

نغمے کے ڈورون کا رشتہ ٹوٹے کیون اوس چشم سے
خط کبھی مٹتے نہین ہین ساغر بلور کے

طالب دیدار کے خوش آن ہین کافور ہین | شعلۂ رخسار ہین جلوے ہین شمع طور کے
سانپ ہی زلف سیہ کا پیچ و تاب اندھیرے | جب تصور باندھتا ہون عارض پرنور کے
مست ہین آنکھین ریاض دہر مین نرگس کی شکل | پتلیان صدقے خیال دیدۂ مخمور کے

مہربانی مہربانی مہربان
تا بکے ارمان نہ نکلین پھر تو مجبور کے

اونکی صحبت کا فیض ادنا ہے | رشک خوبان جو کالی مینا ہے
منہ مین جبتک زبان گویا ہے | تذکرہ جان جان کا پیلتا ہے
چمن اعمال ہی کا پہولا ہے | شکل مرغ آدمی کو بہولا ہے
یار اخلاق خشک کرتا ہے | منہ کا میٹھا ہے دل کا کھٹا ہے
بیکے جب گل بدن بگڑتا ہے | خار فصل خزان کا کھٹکا ہے
اس سے کیا کیا نہ ظلم بنتا ہے | چرخ دوار ایک چرخا ہے
دل لگی ہجر مین پسند نہین | ترا عاشق ہمیشہ تنہا ہے
ای بت ایسا خدائی کا دعوی | تو بھی آخر کسیکا بندا ہے
سوز آتش پری ہے دل شیشہ | یار عامل فراق تیرا ہے
وہ بہادر ہین حضرت انسان | انکے آگے فرشتہ تو ان کیا ہے
باتین کرتی ہے آسمان سے گمک | تیرے طبلے کا بول بالا ہے
وہ مبارک قدم رہا مہمان | یہ مہیا بہت مہنا ہے
زیب پہلو ہے یار صورت دل | چشم بد دور ربط زیبا ہے
انتظام سرور جان ہے خراب | بیوفا دل جو کارفرما ہے

مہربانی مہینون مین آئی ماہ
دل پھر تو بہت ترپتا ہے

فتنۂ خفتہ جگانے کو قیامت آئی
وصل کا مژدہ سنانے شب فرقت آئی

ظلم پر مہر شمایل کی طبیعت آئی
کیا ہوا خواہ عنایات کی شامت آئی

صبح اک مہر پر اپنی جو طبیعت آئی
شام جب آئی جدائی کی تو شامت آئی

پیش ظلمت شبی کی طرح کیا مری قسمت آئی
ہائے اندھیر مچانے شب فرقت آئی

دل کی تسکین کے لئے یار کا فوٹو کھینچا
آنکھ پڑتے ہی نظر مین وہی صورت آئی

من ترا حاجی بگویم تو مرا حاجی بگو
مجھ پر اب میری طرح تیری طبیعت آئی

باغ باغ آنے سے اوس گل کے ہوا بلبل دل
گل قالین سے بھی بوی محبت آئی

مر انا یہ نظر احباب کو ہے کیا ٹلیفون
دیکھکر انکھون کو سمجھے کہ طبیعت آئی

ذبح کرتے ہوے روکا ہے لہو رد کرتا تھا
ہائے قاتل تجھے کس وقت مروت آئی

خون رونے لگی دم بند ہوا منہ پھیرا
سخت جانی پہ مری تیغ کو رقت آئی

مفت برباد ہوے ہم نہ کسیکا بگڑا
جان پر بنگئی دل آیا طبیعت آئی

بنکے کم بخت نے آخر کو بگاڑا ہے بناؤ
خاک ڈالو بھی صفائی پہ کدورت آئی

ہم نفس پوچھتے ہین دیکھ کے بیکل مجکو
کہان دل آیا ہے اور کسپہ طبیعت آئی

حسن مین شاہد صباحت کے ملاحت جو ہوی
دیکھنے والے پکار اوٹھتے ہین لذت آئی

اس زمین مین لکھے پرتو نے کوی دو سو شعر
بحر مواج کے مانند طبیعت آئی

جب گجر وصل مین باجا تو قیامت آئی
صبحدم فتنون کی بیداری کی نوبت آئی

نظر اوس ماہ مین جیب مہر کی طلعت آئی
شام غم صبح فرح ہونے کی نوبت آئی

دہن زخم پر اک شکر مین قاتل کے کھلا
ان نمک خوارون کے لب پر نہ شکایت آئی

روز ہے خون ہوس تیغ تظلم کو حلال
بے مروت کو نہ زنہار مروت آئی

نیند کے صدقے مین اوس سیم بدن کو دیکھا
شب یہ دولت مرے ہاتھ اسکی بدولت آئی

آہ جان سوز تھی دمساز غم زہرہ منش
رات خوش ٹھاٹھہ کی دیپک ہی کے لیس گت آئی

جبکہ موے کمر یار کے مضمون باندہے
ہاتہہ باندہی ہوی بندش مین نزاکت آئی

گو کہ کہتے ہین لکہے لاکہہ عنایت نامے
مری قسمت نہ کوی ایک عنایت آئی

پارہ پارہ ہوا دل آئینہ جب اوسنے لیا
کل مجہے آج نہ سیماب کی صورت آئی

چشم خونبار کی میری جو پڑی اوسپہ نظر
خون کی آئینۂ رخسار مین رنگت آئی

سب مین جلوہ ہے اوسیکا پر الگ سب سے ہے وہ
پہر حجت مرے اللہ کی وحدت آئی

مردم پتلی سے بڑہکر ہے مجہے یار عزیز
دیکہہ لیتا ہون تو آنکہون مین بصارت آئی

دل لگی دشمن آرام ہے اللہ کی پناہ
آئی جسوقت طبیعت تو مصیبت آئی

اونکو دعوای زبان دانی ہے جنکو اتنگ
نہ سلاست نہ فصاحت نہ بلاغت آئی

بوالفضولون کا عجب حال ہے پہر تو لاحول
دن بہر اکڑے ہین جو شب خوابمین لت دو آئی

دم توڑتا ہون مین بت ترسا کے سامنے
دیتا ہون جان ہاے مسیحا کے سامنے

کافر ہو مریض کو ترسا کے سامنے
ہونا ہے ایک روز مسیحا کے سامنے

دہن زہرہ وش جو آگئی جنگلے کی چیز کی
دیوانہ باغ باغ ہے صحرا کے سامنے

وحشت مین یاد آتے ہی چشم سیاہ یار
رم کر گیا مین آہوی صحرا کے سامنے

وہ چشم مست تاک مین دل کی ہے وا مدام
ہر جام لب کشادہ ہے مینا کے سامنے

وہ سیر کے لئے جو سر شام آگئے
مہر فلک قدم پہ گرا یار کے سامنے

دل کہل گیا مرا جو وہ انکہین نظر پڑین
پہولا شگوفہ نرگس شہلا کے سامنے

کیا کمال کرتی ہین ظالم کی پتلیان
کیا شعبدے ہین چشم تماشا کے سامنے

تاثیر اوسنے جوش محبت کی دیکہہ لی
دیوانہ بنگیا دل شیدا کے سامنے

عشرت بہی رنج ہی ہے مصیبت نصیب کو
گل کی بہار داغ ہے لالا کے سامنے

دل کی طرح چمن میں صنوبر نہال میں
ای سرو تیری قامت بالا کے سامنے

محرم کو سینے سے نہ لگائے تو کیا بناؤ
مشاطہ چاند لا اوسے سمجھا کے سامنے

پھر جاتا ہے نظر میں سواد شب وصال
ہوتا نہیں وہ صبح کو شرما کے سامنے

وہی مست ناز وصل میں ترسا ہوں میں مجھے
تا چند کوئی بیٹھے ہوے تا کے سامنے

پھر لو کہ مہربان نہ کرو بے چہری ملال
دامن سے منہ چھپاتے ہو کیوں آ کے سامنے

آج دکھلاتی ہے کیا پان کی لالی مستی
سرخ روئی کی طلبگار ہے کالی مستی

کیا چھپائیگی ترے ہونٹھ کی لالی مسی
کہاں لعل اس لب کی سرخی کہاں کالی مستی

شاخ سنبل میں ہے اک سرو چراغاں کی بہار
خوب کرنے لگی ہولی میں وہ والی مستی

شب دیجور میں بھی چاند نظر آتا ہے
خوب چمکاتی ہے ابروی ہلالی مستی

چشم بد دور اگرچہ ہے جوانی اوسپر
چلبلاہٹ سے ہے ثابت کہ ہے بالی مستی

اس سیہ بخت کو دیکھا تو منائی خوشیاں
جوڑ پایا تو سجانے لگی تالی مستی

دن دہاڑے مرا دل پھانسنے اندھیر ہے کیا
منہ پہ ڈالی ہوی رہنے لگی جالی مستی

منہ لگانے سے حسینوں کے یہ معلوم ہوا
فی الحقیقت ہے بہت ناز کی پالی مستی

کسقدر نور کو ظلمت ہے پسند خاطر
ہونٹھ پر ماہ جبینوں نے جمالی مستی

سرمہ منظور نظر یار نہیں ہے نہ سہی
ترے لب چومنے بس ہے مجھے خالی مستی

آجکل عالم ہستی میں نہیں اور ہوس
چاہتا ہوں کوی دل چاہنے والی مستی

گو سیہ فام ہے لیکن بدن نازک ہے
چمن حسن میں سوسن کی ہے ڈالی مستی

دانت مشاطہ پہ جب پیسیں کہ ہونٹھ اوسنے چبائے
تو نزاکت سے بنی خاک لآلی مستی

دُرِ دندان کے خزینے کی تبسم ہے کلید
کھل گیا رکھتے تھے پوشیدہ لآلی مستی

نہ گیا دیو شب ہجر کے سایہ کا اثر
وصل کے دن بھی پریرو نے لگالی مستی

گال سے گلبدنون کے جھپے پیاری ہو زیاد | لب نازک سے اگر دے کوئی گالی مسی
کیا مری روشنیٔ طبع نے باتی یہہ کہی | دوسرا چاند ہے لب ہالہ ہے کالی مسی

مہر کی باتین جو ہوتی ہین فلک روز فروز
چشم پیرالفت مین فزون مہ سے ہے کالی مسی

بیکل ہون تجھکو دیکھنے کو چار روز سے | پیر آج بیکلی ہے بہت یار روز سے
ڈیبا ہے بوسے لئے جو ترے خال کو افیم | ہے اسکی ذہن مین خواب گران چار روز سے
بے اختیار آج تمنائے وصل ہے | بے لطف ہون فراق مین دلدار روز سے
تہرا ہیٹر چڑا ہے ہوائے وصال کا | عالم مزاج کا ہے بہت حار روز سے
کسکی بلائے جان یہ تواضع ہے جنگجو | ابرو کی تیغ بڑھ کے ہے خمدار روز سے
کس آفتاب حسن کی گرمی ہے لازوال | چڑھ کر ہے آج سایۂ دیوار روز سے
تڑپا ہمیشہ ہون کہ ترے انتظار مین | لیکن ہے دلبر آج بہت بار روز سے
زلفون کی ذہن بلا ہے مریض فراق کو | ہین بے قرار رات کو بیمار روز سے
پوشیدہ ہین جو زلف رخ رشک مہر و ماہ | شب سے غرض مجھے نہ سروکار روز سے
دور شراب وصل کی شاید نوید ہے | مسرور ہے مرا دل سرشار روز سے
مستقبل فراق کو ماضی سمجھ گیا | ہے وصل مین بحال دل زار روز سے
یاد آئی مجھکو یار کی مژگان جو باغ مین | کھٹکے نظر مین بڑھ کے کہین خار روز سے
کیا مار زلف یار او گلتا ہے زہر آج | افزود پیچ وتاب مین ہین بار روز سے
کیون دور صبح وصل سے شام فراق ہے | کیا سست ہے فلک کا ہوادار روز سے

دیکھا جو شب کو خواب مین پیرالفت نے بطرح
معشوق مہربان کا طلبگار روز سے

حاجت نہین فراق مین آب وطعام کی | نوبت پہنچ گئی ہے غذا کو سلام کی

ہچکی پہ ہچکی آنے سے کیا اور بات ہے — یاد آوری کا شکر یہ ہے خوش خرام کی

کل دیکھئے نصیب سے کیا انقلاب ہو — فرماتے ہین وہ آج جو لطف دوام کی

ای بت ہمارے کان طربناک ابھی نہون — ہر جاے دہوم ہو ترے حسن کلام کی

رونا ہون مین جو ہجر مین خلق خدا ہے خوش — برسات سے بھلائی ہے مقصود عام کی

پھر تو پر التفات نہین ایک رات بہی
یہ کیا ادا ہے غیرت ماہ تمام کی

دیکھو تو بیت ابروی شیرین کلام کی — تعریف مین رقم ہوی بیت الحرام کی

ہے ہے قدم قدم پہ قیامت بپا ہوی — قامت جو یاد آگئی اک خوش خرام کی

ہے اطلس فلک کی چمک لایق ثنا — ہے دید نی صفائی ستارون کے کام کی

ہے چشم مست دید مین عکس خط نگار — کیفیتین ہین جام پہ مینا کے کام کی

آنکھون کو اشتیاق تمہارے ہی خط کا ہے — کانون کو آرزو ہے تمہارے پیام کی

بیتابی فراق بہی ہے عشق کی نماز — تصویر ہون رکوع و سجود و قیام کی

ہر دم یہی وظیفہ یہی ورد ہر نفس — تسبیح پڑھ رہا ہون تمہارے ہی نام کی

تسبیح کیون رکھے نہ ہر اک عابد ریا — دانہ بغیر بنتی نہین بات دام کی

سبحہ پر بہی اشتباہ نہین حور کا فقط — مسکن مین بہی شبیہ ہے دار السلام کی

غش کہا کے گرنہ پڑتی یہ چہت تجھکو دیکھکر — ہان گہر مین تہامنے کو ضرورت ہے اہتمام کی

کاجل وہ اپنے بہون پہ لگا کر یہ بول اوٹھے — تیغ سیاہ تاب تہی خواہان نیام کی

ام الخبائث اسکا ہے نام اسلئے مدام — اللہ نے شراب جو مطلق حرام کی

منہ بہولتا ہے دام کا جب انبساط سے — کیسا قصور فہم کہ ہے شکل دام کی

وہ پختہ عقل غنچہ دہن تہا مرے لئے — گو داستان ہزار کہی خبط خام کی

بچون کا ضرا ولٹ پڑے اہلوے پہ ہے بجا

تلخی ہے شیرِ صبح سی پھر تو نظام کی

مجھے خوش کرتے ہیں وہ ناز اوٹھانے کے لئے
یا کوئی سکہ محبت کا بٹھانے کے لئے

میل کی طرح نکل جائے کدورت ہو وہ صاف
چھینٹے دے دے کے اوبھارا ہے بہانے کے لئے

ظلم کرتے ہیں فراغت سے عنایت کہہ کر
اور نہیں آتا نہیں کیا بات بنانے کے لئے

دل میں آتے ہیں عبث حسرت و ارمان و ملال
جمع ہوتے ہیں فقط شور مچانے کے لئے

کان میرے بھی خطرناک ہوں اے زہرہ وش
کیوں تامل ہے کوئی چیز سنانے کے لئے

چشمِ بد دور مزیدار ہے مستی کا چلن
رنگ لاتے ہیں وہ اب رنگ جمانے کے لئے

یار تنہا جو ملا بوسے لئے جبر کے ساتھ
ہم بھی پیچھے نہ ہٹے پاؤں بڑھانے کے لئے

عشوۂ مجنوں نے مرے نالۂ موزوں نہ سنے
گوش گل بند ہیں بلبل کے ترانے کے لئے

خار کی طرح نہ لو نوک کی تم گل ہو کر
کیوں جی آمادہ ہو دل کو دکھانے کے لئے

واہ کیا خوب مزیدار ہے کہنا ہا ہا
کھو گیا آپ ترے بھید کو پانے کے لئے

اس خزانے سے بھی بڑھ کر ہے خزانہ کوئی
نقد جان کہتے ہیں کیوں لوگ خزانے کے لئے

سنتے ہیں وعدہ کی شب بیٹھ گئے رات اوسے
سخت تکلیف اوٹھائی ہے بہانے کے لئے

یہ تفکر رہا امید کی پسپائی میں
عذر در پیش ہے کیا یار کو آنے کے لئے

چشمِ تر کو مری کہتا ہے گیا برق جمال
رہ گئی بات مجھے اور رلانے کے لئے

پھر تو اس ناقدے کی بات عجب تیز ہی ہے
سنت جھگڑے میں پڑے ہیں شعرا نے کے لئے

افسوس ہے کہ دل مرا مضطر بغل میں ہے
قسمت سے اضطراب کا دفتر بغل میں ہے

دل داغدار مجھ سے مضطر بغل میں ہے
تقدیر کے عتاب کا دفتر بغل میں ہے

شکر خدائے پاک کہ دلبر بغل میں ہے
تقدیر سے نشاط کا دفتر بغل میں ہے

دن رات دل کی طرح ہے پہلو میں زہرہ وش
طالع کا اپنے وہ جو ہے اختر بغل میں ہے

کٹتا ہے اسکی تاب سے آرام کا گلا
دل کا ہیکو ہے کوئی خنجر بغل مین ہے

بی اشرفی کی تاک مین پہرتے ہین رانڈن
ہر نام کے فقیر سیکہ بستہ بغل مین ہے

سوز فراق یار سے اسکی ہے زندگی
دل ہے مرے خدا کہ سمندر بغل مین ہے

کیا کیا کہٹک رہی ہے خلش ہجر یار کی
قسمت کو کیون نہ روؤن ستمگر بغل مین ہے

پرخون نہین ہے دل مرا ساقی ترے بغیر
لبریز شیشۂ مئے احمر بغل مین ہے

کیا فکر ہجر یار مین دمل ہے دل اگر
مژگان کی یاد صورت نشتر بغل مین ہے

دل بہاری ہوگیا غم فرقت سے اسقدر
بار گران ہے عشق کہ پتہر بغل مین ہے

دل باغ دہر مین ہے نثار گل عذار
کیا سیر ہے کہ بلبل بے پر بغل مین ہے

دل کی تلاش کیا جو نہین گود مین نہین
آرام جان کو ہے کہ دلبر بغل مین ہے

حیران ہین ستارہ شناس اس مقام پر
شب بہر وہ مہر عقل کے باہر بغل مین ہے

پہر تو خبر نہین ہے طلوع و غروب کی
دن رات مہربان برابر بغل مین ہے

آرام مین ہین دوسری باتین بگہارنے
نام خدا ہے ریخ مین خالی پکارنے

اوٹہتے نہین برائے دعا بہول کر کبہی
اہل غرض کو ہاتہہ ملے ہین پسارنے

جوبن پر اونکے پڑتے ہی حسرت بہری نظر
اولے کنائے سے وہ بہلادان اوتارنے

دم مارتے ہو راستی کا مفت کسلئے
انکار جب ہو وعدہ پہ بہی ہاتہہ مارنے

ہر گل چراغ چشم تمنا سے سیر ہے
آتش لگائی باغ مین فصل بہار نے

ہارا ہے عشق بازی مین لک نقد دل جو تہا
اے یار مال مفت نہین روز ہارنے

دیتے ہین چینٹے یار کو اشک رواں سے ہم
جوبن کیطرح شباب کے خط پر او بہارنے

دیکہا کہ کسقدر ہے یہ تاثیر جذب دل
ہیکل کیا تجہے بہی دل بے قرار نے

آیا علی الصباح لب بام جب وہ مہر
انوار خود ہی لیس ہے سوج کو دارنے

آنسو سے کہل گئے گل داغ فراق یار ۔ لی ابروی ابر بہار اشکبار نے

پہلو تہی مثال دل بے دغا غضب ۔ کی گردش نصیب سے اوس ہمکنار نے

فی الفور اوسکے رنگ طلائی پہ باغ مین ۔ قربان کر دیا زر گل شاخسار نے

گر صاعقے کو آگ لگانے وہ ہنستے ہین ۔ روتے ہین ہم بہی ابر کا پانی اوتارنے

یہ سینہ صاف پیش نظر ہو تو ہے بہار ۔ یار آئینہ ضرور ہے چہرہ سنوارنے

شمشیر و تیر دیکھ کے ہوتے ہین دم بخود ۔ پائی وہ آب ابرو و مژگان یار نے

لو مہربان کے وصل کی پہر تو ہے صبح عید
کالا کیا ہے منہ شب ظلمت شعار نے

نظر آئی نہ کوی شکل تری صورت کی ۔ مردم چشم نے کیا کیا نہ یہان محنت کی

آج اوس حور نے شفقت سے جو پنکہا جہیلا ۔ خوب دلکش تہی مزیدار ہوا جنت کی

اس سے دلچسپ گلستان مین عجب بنتی ہے بہار ۔ طرز بلبل نے اوڑائی ہے تمہاری گت کی

ہنسی بات نہین حشر کی اوس فتنے مین ۔ ہے ہر اک غمزہ قیامت کا ادا آفت کی

حسن قسمت سے ملا ہے مجھے وہ سیم بدن ۔ جسکے آگے کوی بنیاد نہین دولت کی

بدمزہ ہونگے نہ کیونکر کڑہے ہے دشمن میرا ۔ دوست کے لطف سے ہاتھ آئی جگہ عشرت کی

ہر ملاقات مین تعجیل تو اون کی نہ گئی ۔ گو کہ ہر وقت شکایت ہی رہی فرصت کی

عین مستی جوانی مین رہے کیونکر ہوش ۔ واعظ خوب یہ تقریر ہے کیفیت کی

روشنی صبح کی دیکھی بہی تو روشن نہوئین ۔ تیرگی چہا گئی آنکہون مین شب فرقت کی

ہمہ مو ماہیٔ بے آب ہون تم خوب ہی ۔ مجھ سے پوچھو نہ مرے رونے کی ماہیت کی

چشم بد دور ہم ای تیر نظر جانتے ہین ۔ کیا خبر گوشہ نشینون کو تری سرعت کی

گلبدن تہوڑی سی گرمی مین بہت مرجہائی ۔ کیا طبیعت ہے تری پہول کی خاصیت کی

شب تاریک جدائی ہے عجب کالی بلا ۔ شکل اوسکی کوی دیکھے تو ہے کیا لعنت کی

عشرت آباد ہوا میرے لیے میلا پور — آج دلچسپ یہاں بزم ہے تہنیت کی

مہربان خوب سہاتا ہے سہرا جھڑا
چشم پرنور میں ہے کیا تاب تری طلعت کی

ہجر میں زاری ہے تو ہی — مشکل بہاری ہے تو ہی
کچھ لیجا کچھ کھا کچھ رکھہ — برخورداری ہے تو ہی
چارہ حسد کا شربت مرگ — بد بیماری ہے تو ہی
زعم خدائی کرلو بتو — خود مختاری ہے تو ہی
زار ہوں تم بیزار ہوں نا — میری زاری ہے تو ہی
تیری محبت ای پیارے — میری پیاری ہے تو ہی
دنیا کرنا خاطر خواہ — اب دینداری ہے تو ہی
وصل کے دم پر جیتے ہیں — جان ہماری ہے تو ہی
پاؤں سلامت ہوں تو ہے — خاص سواری ہے تو ہی
کانٹے کہاتا ہے دربان — کتنا شکاری ہے تو ہی
اشک سے دہوؤں داغ فراق — آب بہاری ہے تو ہی
آہ غریبان قہر خدا — تیز کٹاری ہے تو ہی
ظلم سے ظالم باز نہ آ — دل آزاری ہے تو ہی
باغ سے صرصر ہو آزاد — گل کی خواری ہے تو ہی

پرنور وہ بے مہر ہوا
بس دشواری ہے تو ہی

ای غم ہجر نکل جلد کہ یار آتا ہے — اب مکان دار مکان دل زار آتا ہے
زلف کے ساتھ خیال رخ یار آتا ہے — حسن گلگونہ یہاں شبدیز سوار آتا ہے

آیا جس شب مین ترے وصل کا نشا ہین شب
نیند آتی ہے سحر تک نہ قرار آتا ہے

مست خوش چشم کی وہ دری ہو کیون درد سر
نشہ ہوتا ہے ہرن جب تو خمار آتا ہے

نزع کے وقت تنفس کا ہے مضمون یہی
کہ طلب کا عدم آباد سے تار آتا ہے

ہچکی آتی ہے تو احباب سمجھ جاتے ہین
یاد کرتا ہے کوی دوست یہ تار آتا ہے

دم کی صورت ادہر آیا کہ گیا راحت جان
کیا ہوا ہی کے وہ گھوڑے پہ سوار آتا ہے

زلف پیچان ہے تری واہ وہ دام ای صیاد
جسمین خود دوڑ کے بے دانہ شکار آتا ہے

ثمر ہے ای مست ترے خم کے انگور دستے
شاخ مقصود مین کیا تاک کے بار آتا ہے

ترے ابہرے ہوے جوبن کا جو آتا ہے خیال
ہجر کی شب مری چھاتی کو ابھار آتا ہے

خانۂ دل مین نہین تم تو ہے ہنگامہ بپا
نالہ ہر دم درِ دولت پہ پکار آتا ہے

ناشتہ ہے مری ایک ایک تمنا ظالم
کیا تبسم بھی ترا روز نہار آتا ہے

ہوکے دو چار بگڑتا ہے تحمل کا بناو
آٹھوین کر کے جو وہ سولہ سنگار آتا ہے

خوب سلجھائے ادلجھی ہوی سمجھ کر شانہ
جب نظر زلف کو یہ سینہ فگار آتا ہے

آج دلا رستے بوتا مین بتا کر لالچ
ڈہب مین لانا تو کہ کل گہر مرے یار آتا ہے

دیکھکر واعظ مکار کو مردم بولے
پیٹ بہرنے کے لئے باتین بگہار آتا ہے

منعم آیا تو دل زار پہ ہنس کر بولا
دام تسبیح کے دانون کا شکار آتا ہے

چاہئے وصل کا سامان مہیا رکھنا
خانۂ عاشق مہجور مین یار آتا ہے

بیچ زبان جائے مینہ پر نہ پڑہون بلبل کے
نغمہ سنجی کا مجھے جوش ہزار آتا ہے

دل چشم اپنے دکھا کرامت ای ساقی
نشہ ہر ساغر دینا کا اوتار آتا ہے

نظر آتا ہے جو وہ چاند کا ٹکڑا ہر تو
گدگدی ہوتی ہے دل مین مجھے پیار آتا ہے

ہین خال عارض گلگون بہار کے دلنے
ہزار بلبل دل کے شکار کے دالنے

گئے وہ مانجھنے جب دانت کو لب دریا
صدف نے کھوئے دُرِ شاہوار کے دانے

یہ بات یار کی شیرین بیانیون سے کھلی
دہن انار ہے دندان انار کے دانے

سیاہ و سرخ ہین کیا پان اور مسّی سے
تمہارے دانت ہین نقش و نگار کے دانے

لگائی یار نے خط مین بھی دلفریب افشان
سنہرے دام مین چہرے کے شکار کے دانے

فراق مین نہ رہا شکوہ بے غذائی کا
لگے ہین لب سے تپ ہجر یار کے دانے

بتون کے دست حنائی پہ شیخ جائے سپند
لٹاؤ سبحۂ مرجان کے وار کے دانے

لگی تھی وصل کی بازی جو رات مین جیتا
بکھر گئے ترے موتی کے ہار کے دانے

ہوا ہے وصل سے بھولے ہین زخم کے انگور
ملے سرور سے ہمکو خمار کے دانے

مثال دانۂ چیچک کے آبلے مرجھائے
وہ اٹھے جب تو بنے یادگار کے دانے

جوے کی کھیت مین ہر وقت ہے کٹاؤ کی فصل
مدام کوٹتی ہین تازہ قمار کے دانے

فراغتون کی نزاکت خلاکتون مین کہان
کہ تجھ سے ملین ہین غنیمت جوار کے دانے

یہ آب و تاب ہے زاری ہجر دندان کی
نہ پائے ہیچ و بیست اشکبار کے دانے

گریگا خوشۂ پروین سپہر ہشتم سے
کہین جو خواہ مخزل کے پکار کے دانے

یہ سب ہین مایۂ نشو و نمای دہ پرلو
جو اس زمین من ہین خاکسار کے دانے

کیا بات ہے خیال کمال انتساب کی
رہتی ہے اس قدیم تصویر خواب کی

دکھلائی پیش قبض کشادہ جبین نے کل
تھی رویت ہلال صیام آب و تاب کی

خود نازکی سے اونکی کلائی ہے شاخ گل
دونی بہار ہے کہ ہے چوڑی گلاب کی

دور فلک مین رنگ زمانہ بدل گیا
بدلی نہ قسمت اس مری چشم پر آب کی

دکھلا کے مین نے سینۂ پر داغ اونہین کہا
یہ فرد ہے تمہارے ہمارے حساب کی

اس انجمن مین جس سے مخاطب نہین ہے تو
خواہش ضرور ہو گی اوسیکو خطاب کی

وہ بت جو بےدہن ہے قلم اوسکا بیزبان
انکھون کو پھر عبث ہے تمنا جواب کی

باقی کا سوز ہجر فزا کیا چکہا چکا
جلتی ہے جان سوختگی سے کباب کی

پیر فلک کو کیسے سکہایا ہے نسخہ
کا تو ایک شب مین ہے رنگت خضاب کی

کس پیر با خدا نے کیا نا قبول اسے
صورت جو لعنتی سی ہے کالی خضاب کی

عبرت کی دوربین سے جو دیکہے نظر پڑے
صورت فنا کی پتلی ہے چشم حباب کی

اسکا نشانہ آنکہ سے غایب نہین فقط
گوشے مین ہے کمان بہی تیر شہاب کی

کیا پوچہتے ہو مجہ سے کرو لطف یا ستم
میری خوشی وہی ہے جو مرضی جناب کی

ای شہسوار پتلی کی شکل ان مین پاؤن رکہہ
مدت سے کور انکہین ہین دونون رکاب کی

پہر تو کی ہر سحر ہے یہی ایک التجا
دوری خدا دکہائے نہ اوس آفتاب کی

وصل کا دن عاشقون کی عید ہے
ہم بغل کیا عشرت جاوید ہے

بیوفائی بولتی ہے صاف صاف
کچہ وفا کی آپ سے امید ہے

صبح کو آتا نہین کیون بام پر
مہربان عارض ترا خورشید ہے

حسن صورت کے رسالے کے لئے
ابرو مژگان چشم خط تمہید ہے

کیسے دون ہمت ہین مدرسی تمام
سبکو منظور نظر تقلید ہے

کیا ہی منظور نظر ہے تیرا حسن
مردمون کو آہنی دید ہے

خانۂ دل مین نہ پائے بار جسم
اونکی یہ دربان کو تاکید ہے

قلب ہے آئینۂ کثرت کا عکس
ہر دم اسمین جلوۂ توحید ہے

ق

صاف ہے روی کتابی کا ثبوت
یہ نئے مضمون کی تمہید ہے

ابرو مژگان جو ہین زیر و زبر
دانت بہی دندانۂ تشدید ہے

دیکہئے برگشتہ قسمت کا لکہا
نا امیدی مطلب امید ہے

اشک پیما گرم خو کے ہجر مین
خوب تر مہر سے لئے تپر یہ ہے

آب و تاب ہجر و ندان کیا کہون
قطرہ قطرہ اشک مروارید ہے

کہنہ گرگی آسمان کی دیکھیے
رات دن نین حال کی تجدید ہے

کیون نہین چہر تو ہون اوسکا مشتری
خوش گلو وہ غیرت ناہید ہے

ای گل گلابی سینہ مین گل ہی کی باس ہے
انعام چولی سینے کا لطف ہما س ہے

خوبی ذات پیر خرابات خوش صفات
دور از خیال و وہم و گمان و قیاس ہے

شادی وصل فضل خدا سے ہے صبح و شام
میرا قدم اوسے تو مجھے اوسکا راس ہے

رہتا ہے صبح و شام وہ دل سے قریب تر
دوری مین بھی اوسے مری صحبت کا پاس ہے

انکہو مین ہے پری سی جو وہ شکل رشک وصل
دیوے شب فراق سے کسکو ہراس ہے

وہ گلبدن نہین جو ریاض مراد مین
فصل بہار مین بھی طبیعت اداس ہے

یہ بھی زیادتی ہے جو ہے کس التفات
کیا پاس ہے [illegible] کی جان بخش باس ہے

بنت العنب سے آٹھ پہر مین لگے ہوے
گویا [illegible] باد [illegible] کی سانس ہے

دور سپہر حسن نہ سرکا نہ [illegible]
چہر تو اس آسمان مین ذنب ہے [illegible]

پیاری سیون پری سے پیاری ہے جو گیندی چولی
شوق سینے کا ہے [illegible] ہون تمہاری چولی

چشم بد دور سہاتی ہے یہ چستی اسکی
خوب جوبن پہ دکہاتی ہے تمہاری چولی

چہاتیان شرم سے چپتی کی جو چولی مین نے
عرق آلودہ ہوئی آن مین ساری چولی

چشم بد دور ترے سینے پہ کہلتی ہے کون
بیکہی لال گلابی ہری گلبندی چولی

دل مشتاق کو سینے پہ ترا پیارا ہے
تو نے پہنی تری جوبن گئی پیاری چولی

جوش غیرت سے حسینان جہان زرد ہوے
رنگ لائی ہے غضب کا تری پیلی چولی

شاہدانِ چمنِ دہر ہوے سب دلریش / دیکھتے ہی تری ریشم کی گلابی چولی

کہاتے ہین غنچۂ نوخیز گل اندامان خار / اوٹھتے جوبن پہ یہ کس چستی سے بیٹھی چولی

نکہی کوٹھے کی ضرورت نہین ای رشکِ قمر / تری تنویر سے زرتار ہے سادی چولی

ترے آٹین نے بنایا تجھے بہاری بہرکم / بہاری کپڑون پہ ہے بہاری تری ہلکی چولی

منہ پہ تارون کے چمکتے ہین ستارے اسکے / آسمان لوٹ گیا دیکھہ کے نیلی چولی

شرم سے گہاٹ مین انگیا کے جنین ڈوب گئے / دیکھہ لی آبِ روان کی جو تمہاری چولی

کچھہ نہو چہپاتی کی سل حصہ بقدر جثہ / اوٹھتے جوبن کو نہین چاہیئے بہاری چولی

خنکی آنکھون کو ہے نظارے سے سبزی کے مگر / وجہ تفریحِ نظر ہے تری دہانی چولی

بیل بوٹہ ہے گلابی تو زمین اسکی ہری / دامنِ فصلِ بہاری ہے تمہاری چولی

اسکے نظارے سے پہر غنچۂ دل کیون نہ ہنسے / زعفرانی ہے گل اندام تمہاری چولی

سینہ پہٹتا ہے کہین مجہ سے کنارا نہ کرے / خوب چمکا کے دکہاتی ہے کناری چولی

گوٹہا کافی ہے جواب اسکا نہین ہے نہ سہی / لاجواب ای بتِ یکتا ہے یہ تیری چولی

نازکی کے ہین یہ معنی کہ دہنک چبہتی ہے / بہائے اوس گل کو نکیون سادی ہی گیندی چولی

انتہا شرم کی یہ ہے کہ نہان رہتی ہے / چشم بادام سے بہی پستۂ اونکی چولی

یہ نہو مجہ سے کہ دیکھون اسے چہپاتی چہوتے / وصل کی شب مرے دل کو نہین بہاتی چولی

اور پہر ظاہری زینت کی ضرورت نہین کچھ / گات رکہتی ہے جو پوشیدہ تمہاری چولی

جوش سے گرمیٔ خلوت کے پسینا آیا / شبنمی ہلکی سیلے کی تمہاری چولی

جہول گو نقص سے سونکے ہے پر زیبہ بڑہا / ہوی اُلتہ کے مصالح کی تمہاری چولی

چہاتیان نور سے خورشید و قمر مین دونون / ابر ہے بادلے کی یار تمہاری چولی

بوتری ای گل تر بلبلِ دلکو ہے پسند / چاہیئے سونگنے کو ہی مجھے میلی چولی

ہے عبث ای گل تر لخلخۂ مشک و گلاب / غش سے اوٹھہ جاؤن جو سونگھون تری میلی چولی

نہ کہیں سینۂ نازک پہ نشان پڑ جائے — بندیوں باندھیے کچھ رہے ڈھیلی چولی
نظر آتی ہے مجھے عین بہاروں میں بہار — تو نے پہنی ہے جو ہولی میں بسنتی چولی
دونوں انکھوں میں ہیں یہ چار کے چار آٹھ پہر — تراتہ بند تری دامنی کرتی چولی

چاندنی سے ہے دو چند اسکی چمک پیر لو کو
رشک مہتاب ہے مہتابی تمہاری چولی

رہ الفت میں سالک جسم تیری خاک پا سمجھے — یہی برباد الفت روح کو تیری ہوا سمجھے
سن ای جان زلف و عارض کو ترے پھر اور کیا سمجھے — پری اسکو او سے سایہ پری کا مبتلا سمجھے
جگر میں ٹیس جب اوٹھی اسے آواز پا سمجھے — کیا نالہ کوی دل نے تو ہم تیری صدا سمجھے
ہوی تسکین آزار جدائی سے اگر دیکھا — تو ہم بھی شربت دیدار کو اپنی دوا سمجھے
سراپا پنجۂ مژگان کو ہم عین انتظاری میں — خدا شاہد بت کافر کوی دست دعا سمجھے
نزاکت دیکھیے تالی بجانا رنگ لایا ہے — ہوے جب لال اونکے ہاتھ ہم رنگ حنا سمجھے
مقدر میں ہیں جنکے چشم اک بین روز اول سے — بتوں کے جلوے کو وہ جلوۂ نور خدا سمجھے
کیا اپنا گریبان چاک جب صبح جدائی نے — پری رو تیرے دیوانے ترا چاک قبا سمجھے
دل لاغر نے کھینچا سبز خط سنگدل بت کو — خدا کے بندے یا آہن ربا یا کہربا سمجھے
مناسب ہے رہیں اب سارے عالم سے کنارہ کش — وہ ڈوبا بحر نخوت میں جسے ہم آشنا سمجھے
بنیں ہم صرصر فرقت سے آخر سوکہہ کر کانٹا — الگ رہنے کا تیرے ای گل تر مدعا سمجھے
بدلجائے نحوست فہم کی یارب سعادت سے — کہ مردم ظل جغد و بوم کو ظل ہما سمجھے
تو بے پروا ہے ہم ناز اوٹھانے سے نہ منہ موڑیں — ارادہ جو ہے تیرے دل کا وہ ای بیوفا سمجھے
شب فرقت کے خواب وصل سے تعبیر پھر کیا ہے — یہی مطلب جدائی کا یہی مطلب کچھ جدا سمجھے

وہ شب میں اسلیے ملتے نہیں بہولے سے بھی پیر لو
فلک کے دور میں مردم اونہیں خورشید تا سمجھے

سراپا قیامت کہ قامت ہے تیری — کہ ہر ایک ٹھوکر قیامت ہے تیری

بسر شب و روز صحبت ہے تیری — مرے حال پر کیا عنایت ہے تیری

ملاحت صباحت لطافت نزاکت — ان اربع عناصر سے خلقت ہے تیری

شرر ریز ہے سوز غم مثل چقماق — کہاں تک یہ ای بت شرارت ہے تیری

حسینوں کو دل کون سی بات پر دوں — نہ سیرت ہے تیری نہ صورت ہے تیری

کبھی زود رنجی کبھی شوخ طبعی — تلون سے مملو طبیعت ہے تیری

نہ چھوڑا اوس بت سیم تن کو دل زار — یہی ملک ہستی مین دولت ہے تیری

مرے عشق کا ڈنکا بجتا ہے ہر جا — شہ حسن عالم مین نوبت ہے تیری

نکیون ڈوب جائین سفینے گنہ کے — کہ دریائے مواج رحمت ہے تیری

بڑھی مین دم بھر گیا جب بھری مے — سراپا یہ ساقی کرامت ہے تیری

بلائین تو پیچھا نہین چھوڑتی ہین — دل مبتلا کیسی قسمت ہے تیری

شبیہ رخ و زلف مین سنبل و گل — گلستان مین تھوڑی شباہت ہے تیری

گیا چھوڑ اک جان جان خانۂ تن — اب اچھی طرح سے مرمت ہے تیری

ترالون مین اپنے بہار اسقدر ہے — سنبھل بیٹھ بلبل بری گت ہے تیری

نہین چشم پرنو کو حسرت کوئی اور
فقط ایک منظور طلعت ہے تیری

دست رنگین سے جو تمنے مرے کپڑے دہوئے — خون سے حاسدین نے بھی دیدے دہوئے

آب زر ہو گیا پانی بھی تو ای سیم بدن — ہاتھ سے تمنے جو کل سونے کے چھلے دہوئے

شفق شام مہ نو کو ہوئی آتش رشک — تمنے جب خنام کو ابرو کہین پیار سے دہوئے

شعر آتش رشک آب کا ہر قطرہ ہوا — تو نے ای شوخ حنا ملکے جو تلوے دہوئے

یون غضب رشک بہانے سے کدورت جو بڑھے — میل دل کا ترے ظالم کوئی کیسے دہوئے

چاند نے رشک کے ساحل سے کنارا نکیا
پاؤن اوس مہ نے جو دریا کے کنارے دہوئے

کشتی عمر رواں جنکی اودہر پار اوتری
ہاتہ اونہون نے ادہر تونے سے پہر اپنے دہوئے

چاند ابر مین تا دن نے لیا منہ کو چھپا
تم نے ای چاند جہان مہندی کے تارے دہوئے

آسمان سے کہین اونچا ہوا دہوبی کا دماغ
آج اوس مہ کے جو اوترے ہوے کپڑے دہوئے

پانی پڑتے ہی بہرا بازو کی ہر مچھلی مین دم
غسل مین رشک مسیحا نے جو شانے دہوئے

ق

ہاتہ دہو بیٹہا ہے چمکانے سے کیون رنگ بدن
چھینٹے دیتے ہین سمجھے تا کہ نہائے دہوئے

خیر ہے تجہکو نہانا جو وبال ای خود سر
یہ تو کچہ بار نہین جسم تو گا ہے دہوئے

ہاتھہ دہویا ہے طہارت سے یہ معلوم ہوا
دونون ہاتہ اوسنے جو کہنے سے ہمارے دہوئے

لکہۂ ابر کرم بنگیا رومال پر اک
آج دو ہاتھہ سے یہ چار جو اوسنے دہوئے

جب بہے اشک ندامت تو کہا مردم نے
جرم کے دامن اعمال سے دہبے دہوئے

عمر بہر لاکہہ کوئی روئے تو کیا حاصل ہے
روئیے ایسا کہ رقم لوح جبین سے دہوئے

رقم نامۂ اعمال بہی دہوئی قاتل
تونے شمشیر سے جو خون کے دہبے دہوئے

ای پری ہجر کی تنہائی سے گہبرائی جو جان
آج ہم ملکے گلے سائے سے روئے دہوئے

چشمۂ مہر مین پرتو نظر آئے موتی
مہربان نے جو مرے دانت سویرے دہوئے

کینے سے بہرا ہے دل تیرا اور منہ کی محبت خالی ہے
پوشیدہ عداوت سرتاپا ظاہر مین تو شفقت خالی ہے

رخسارۂ رنگین کے تیرے آگے ہین گلون کے یہ نقشے
تصویر کا عالم پیدا ہے بو اوڑہ گئی رنگت خالی ہے

بیداد و جفا و ظلم و ستم ہر وقت ہین ظالم کے ہمدم
لب پر تو کرم کا نام نہین کہنے کو عنایت خالی ہے

کیون سرمہ نہین منظور نظر آشوب ہوا کیون وہ نظر
یہ اور قیامت برپا ہے فتنون سے قیامت خالی ہے

ہر شی کا نمک ہی سے ہے مزا بے اسکے نہین ہے لطف ذرا
بے شور ملاحت پھیکا ہے چہرہ جو صباحت خالی ہے

مایل جو ہوا ہے کوی بشر معمور ہوا وہ رونے پر
سرکار محبت مین تو سدا رونے ہی کی خدمت خالی ہے

خالی ہے طمع کی قسمت اگر تقدیر حسد کی کب ہے دگر
طامع کی مشقت خالی ہے حاسد کی بھی محنت خالی ہے

دنیا کے ہین کتنے اہل جہان افضال ہے اوسکے دور کہان
اللہ کہین انسان کرے انسان کی صورت خالی ہے

پھر کیون ہے کوی خورشید جبین ہم خلوت دل آغوش نشین
مان بارہ مہینے مین پھر تو خالی کی جو قسمت خالی ہے

قلم کی زبان اور مدحت تری
یہ سب تیری صحبت کی تاثیر ہے
ہوا آئینہ صاف اقرار وصل
نہین فضل حق سے تو آنکھون سے دور
کوی نقش حب ہے کہ نقش دہن
نمک کا ہے کیا حسن مین اعتدال
مجھے دوست رکھتا ہے دلسے مدام
تو ای دل ہے رد رو کے قسمت پہ خینک

اگر ہو تو گویا کرامت تری
دل ہیوفا مین ہے عادت تری
رخ آرا ہے اس مین مروت تری
یہان ہر دم ای بت ہے صورت تری
ہمیشہ ہے مفتون طبیعت تری
بہت با مزا ہے ملاحت تری
یہ ہے مہربای جانا عنایت تری
گہر بنکے ٹپکی طراوت تری

تو ہے مہربان تیرا پر تو ہون مین

مقدر مرا اور قسمت تری

کسیکا جلوۂ رعنا کہین کچہ ہے کہین کچہ ہے — کہین گل ہے کہین کانٹا کہین کچہ ہے کہین کچہ ہے

کہین مجنون کہین لیلا کہین کچہ ہے کہین کچہ ہے — کہین شاہد کہین شیدا کہین کچہ ہے کہین کچہ ہے

کہین ادنا کہین اعلا کہین کچہ ہے کہین کچہ ہے — کہین صاحب کہین بندا کہین کچہ ہے کہین کچہ ہے

کہین نکہت کہین رنگت کہین سیرت کہین صورت — کہین پنہان کہین پیدا کہین کچہ ہے کہین کچہ ہے

کہین غنچہ کہین گل ہے کہین ریحان کہین سنبل — کہین نرگس کہین لالہ کہین کچہ ہے کہین کچہ ہے

کہین پابند الفت ہے کہین آزاد نخوت سے — کہین نادان کہین دانا کہین کچہ ہے کہین کچہ ہے

کہین دن ہے کہین شب ہے کہین طلعت کہین ظلمت — کہین گورا کہین کالا کہین کچہ ہے کہین کچہ ہے

کہین ہے عاشق شوریدہ سامان جوش وحشت مین — کہین معشوق بے پروا کہین کچہ ہے کہین کچہ ہے

بہرا ہے زیر و بالا مین اوسیکا نور ای پرتو
کہین سورج کہین ذرہ کہین کچہ ہے کہین کچہ ہے

علہ صاحبزادہ محمد یوسف خان دام اقبالہ

قدرت احمد کے سوا شمس و قمر کے سامنے — پتلیان آنکہونکی ہون نور نظر کے سامنے

زلف ہو رہی غیرت شمس و قمر کے سامنے — صبح و شام آئین مری شام و سحر کے سامنے

چارہ گر ہوتے نہین درمان سوز عشق مین — دل پہڑک اوٹہتا ہے پہلو مین جگر کے سامنے

وہ پری ہے اور رہین خاکی ہو کیونکر سامنا — بر ملا ہوتین نہین پریان بشر کے سامنے

اپنے منہ ابر آپ دریا خان ہوا ایسا بڑہا — کیا ہوا بدلی گہٹا جو چشم تر کے سامنے

اپنے معشوقون کو شاعر جو رکہتے ہین بجا — ہوتے ہین یہ مدتون فرقت مین مر کے سامنے

اوس قمر کو ڈہونڈہتا پہرتا ہو اوتونکو جو مین — کہکشان ہے ماند نور رہ گذر کے سامنے

اوج صولت ہے فلک کے دور مین بعد زوال — سایہ بہی پڑتا نہین پیچہے سے ذر کے سامنے

عاشق و معشوق کو دوری بہم زیبا نہین — گہر بناؤن کیون نہ پیارے تیرے گہر کے سامنے

دم مین اوسی پرتو ہو بے آب پیکان شعاع

آپ وتاب تیر ترک خوش نظر کے سامنے

سرمین چوٹی ہے یار پہولون کی
ہے شگوفہ بہار پہولون کی

مجھے دونا ہے روز لطف مشام
دہن جو ہے گلعذار پہولون کی

صبر کا فور ہے سمن اندام
بوسے ہون بے قرار پہولون کی

گل رخ دیکہہ کر ترا کملاے
شکل ہے شرمسار پہولون کی

تم سراپا درخت گل ہون جو ہون
کرتی انگیا ازار پہولون کی

صاف رنگت ہو کہار ہا ہے صبا
سینۂ نو بہار پہولون کی

باس دیتا ہے باغ ہستی مین
بوسۂ گلعذار پہولون کی

کیا ترے غنچۂ شگفتہ مین
باس ہے گلعذار پہولون کی

پھر تو آشفتۂ گل بے مہر
اور شیدا ہزار پہولون کی

کیون دل آزار ہوے تم سے یہ امید نہ تہی
کیون ستمگار ہوے تم سے یہ امید نہ تہی

عشق مین اپنے غضب کر کے مجھے مار لیا
مجھ سے بیزار ہوے تم سے یہ امید نہ تہی

دلربا ہو کے ہوے جان کے قاتل ناحق
دم مین خونخوار ہوے تم سے یہ امید نہ تہی

بہون چڑھاتے ہو جو مجھ پر تو گلا کاٹتے ہو
تیز تلوار ہوے تم سے یہ امید نہ تہی

آجکل کیسی طبیعت ہوی ہنستے ہنستے
لڑنے تیار ہوے تم سے یہ امید نہ تہی

خون کا لالا کہا ہے تمہین ای لب معشوق پسند
لب سوفار ہوے تم سے یہ امید نہ تہی

جان کر رنج دئے دل کو مرے ای خوش چشم
مردم آزار ہوے تم سے یہ امید نہ تہی

بادفا جانکے دل مین نے دیا تہا اپنا
بیوفا یار ہوے تم سے یہ امید نہ تہی

جا رہی دل مین جو بے مہر برائی پھر تو
ماہ رخسار ہوے تم سے یہ امید نہ تہی

قتل بے تیغ کیا تم سے یہ امید نہ تہی
آج وہ لفظ کہا تم سے یہ امید نہ تہی

دوست تم ہوکے ہوے دشمن جانی افسوس
رابطہ بڑہ کے گہٹا تم سے یہ امید نہ تہی

یاس وامید کے جہگڑے مین ہے کم بخت وفا
ہوے بانی جفا تم سے یہ امید نہ تہی

بات کرتے نہین بت بنکے ستاتے ہو مجہے
یار سنئے بخدا تم سے یہ امید نہ تہی

گہات کی لیکے دل پرتو شیدا آخر
مہربانی کے سوا تم سے یہ امید نہ تہی

عین صحبت مین لگا رونے جو داڑہین مار کے
پنجۂ مژگان سے پونچہے مین نے آنسو یار کے

کس مزے کے چرکے دیتی ہے تری تیغ نگہ
مرغ دل سو جان سے قربان ہے اک اک وار کے

جسکے جا ہے قاتل اب چرکے پہ چرکے دیجئے
نیچے کے تیغ کے خنجر کے یا تلوار کے

وہ پری جب بام پر آیا مین غش کہا کر گرا
صورت سایہ رکہا سر پاؤن پر دیوار کے

وصل کی شب ہوگیا اسدرجہ جوش اتصال
رشتے پیوستہ ہوے آپس مین تو سرہار کے

بیقراری بیکسی بیچارگی بیطاقتی
چارہ گر یہ چار ہی تو ہین دل بیمار کے

خوب گہر بیٹہے بدخشان وحلب کی سیر ہے
بوسے ہم لیتے ہین روز اونکے لب و رخسار کے

سیر کا ہے آخری یہ چار شنبہ اس برس
بدلے سبزے کے نظارے ہین خط دلدار کے

چار کونون مین ہے سیر گوشۂ گلزار عیش
طرفہ جلوے ہین بہار خلوت عیار کے

مہربانی پرتو مشتاق پر دل سے کرو
منہ سے کیون کہتے ہو پیارے خالی جہلے پیار کے

مین نے سی جو کل مصالح دار چولی یار کی
ٹہیک بیٹہی اوسکے سینے پر یہ سیون پیار کی

گوکہ گو تہے کو جواب اوسکے دیا پرنا جواب
آنکہہ نے پایا ہے جب دیکہا نظر سے پیار کی

دور آغوش بصارت سے ہو یہ ممکن نہین
مردم چشم تمنا شکل ہے دلدار کی

عاشق دیوانۂ عریان ترا ای ترک ہون
جسم پر میرے ضرورت زخم دامن دار کی

دل ہے میرا نازپروردہ اداکی گود کا
اس سے بھینی بھینی باس آنے لگی دلدار کی

جسکو ہو زعم جوانمردی نہ چھوڑے آبرو
آب ہی سے تیزیان ہین تیغ کی تلوار کی

چشم بلبل کا دوپٹہ اوڑھ کروہ گل ہے آج
کاش ایسی ہوئین آنکھین طالب دیدار کی

دیکھتے ہی دل کا مطلب ہوگیا معلوم سب
کیا نگاہین بھی خبر دیتی ہین برقی تار کی

مہربان اب ہوگیا نامہربان پھر تو مرا
ٹل گئی کالی بلا شب ہاے ہجر یار کی

قمر چہرہ مرے آغوش مین ہے
اب اپنا دل نہایت جوش مین ہے

دعای وصل جانان ہے وظیفہ
رٹ اسکی ہی لب خاموش مین ہے

یہ اوس پستان کی محرم ہے ثناخوان
ہراک نارنج اک سرپوش مین ہے

بہت بیکل ہے صحبت مین کسیکی
یہ کیا عادت دل مدہوش مین ہے

گل اسکی ضو سے شمع مہ ہے پھر تو
مگر یہ نور دُر گوش مین ہے

ای جان جسم زار مین جو کچھ ہے تو ہی ہے
لازم مجھے ہزار مین جو کچھ ہے تو ہی ہے

یہ مبتلا ہی غیرت بلبل ہے گلعذار
فرحت مری بہار مین جو کچھ ہے تو ہی ہے

دلکو ترے سوا نہین فرحت کسیطرح
تفریح روزگار مین جو کچھ ہے تو ہی ہے

پتلی بھی تو ہی تو ہے مرا دل بھی تو ہی تو
آنکھون مین اور کنار مین جو کچھ ہے تو ہی ہے

اکدم دو چار آٹھ پہر مین نہین کوی
لاکھون مین یا ہزار مین جو کچھ ہے تو ہی ہے

نغمہ دہان نی مین جو کچھ ہے وہ تو ہی یار
نالہ دل فگار مین جو کچھ ہے تو ہی ہے

ای شاہ حسن رشک سے پامال ہین حسین
سرتاج روزگار مین جو کچھ ہے تو ہی ہے

بوی نشاط اور خلش غم تجھی سے یار
اس رو سے گل مین خار مین جو کچھ ہے تو ہی ہے

ای زلف تجھ سے ہوش غزالان ہرن ہوا
بو نافۂ تتار مین جو کچھ ہے تو ہی ہے

امید یاس سخت مین تیرے سوا ہے کون
یاس امید وار مین جو کچھ ہے تو ہی ہے

تیرے سوا نہین گل بلبل سے مجکو کام
گلزار روزگار مین جو کچھ ہے تو ہی ہے

پھر لو کی آنکھ مین نہین تیرے سوا کوی
مہر اور خاکسار مین جو کچھ ہے تو ہی ہے

قدرت کا آئینہ ہے کہ رخسار یار ہے
اوراوسمین خط ہے یا کوی نقش ونگار ہے

ثابت ہی ہے خال تہ زلف سے مجھے
دانہ بہی تیرے دام مین گویا شکار ہے

عادت جو سہنے کی ہو تو کیا رنج رنج کا
راحت مجھے تجھی سے تظلم شعار ہے

انسان وحور وجن وپری سبکے سب ہین یار
اک اک ہزار جان سے تجھ پر نثار ہے

ہر رنگ گل فگار ہے سینہ فراق مین
لالہ کی شکل دل بہی مرا داغدار ہے

القصہ باکے جو نگون سے کملا کے رہ گئی
نازک گلون سے خاطر گلگون غدار ہے

نازک مزاج اور حسین اسقدر کہان
سولہ سنگار اوسکی نزاکت کو بار ہے

زلف سیہ ہے شب رخ روشن ہے اوسکا روز
اورچال ایک گردش لیل ونہار ہے

آرام خاک ہوکہ ہے سرگرم مرغ خواب
بے یار راتدن مرا دل بیقرار ہے

کب سے ہے مضطرب مرے دلکی طرف بہی دیکھ
یار اک نگاہ لطف کا امیدوار ہے

اوس گل کا وصل فصل خزان مین جو ہے نصیب
گویا مجھے یہان بہی فصل بہار ہے

پھر لو کی آنکھ سے کوی دیکھے تو ہو عیان
مہر فلک نشین تری رہ کا غبار ہے

ہمقافیہ بر غزل اسد اللہ خان غالب مرحوم دہلوی

ای طبیبو تمہین ہوا کیا ہے
مرض عشق کی دوا کیا ہے

خشک ہوتے نہین جدائی مین
دیدۂ تر کا ماجرا کیا ہے

وصل بت اپنے حق سے ہے مطلوب
اور برہمن کا مدعا کیا ہے

صاحب فہم سے کوی پوچھے
بندہ کیا چیز ہے خدا کیا ہے

ہر پرستار کے ہے حق مین قضا
بت کافر تری ادا کیا ہے

لب خامش ہے مہر گنج سخن
طبع موزون مری رسا کیا ہے

چشم تر پرا اوٹہاتے ہین طوفان
آج کیون تند ہے ہوا کیا ہے

کوی وعدہ وفا نہین کرتے
کیا خبر ہے اونہین وفا کیا ہے

پر و خالی مین ہے ہوا تیری
اور تالی مین پہر صدا کیا ہے

اس چمن مین وہ گل ہے ٹہنڈا
اور ہواخواہ کی دعا کیا ہے

آج کی تو گذر گئی لیکن
کل مقدر مین دیکہین کیا کیا ہے

کسکو معلوم اپنی قسمت مین
ابہی پرتو بہلا برا کیا ہے

بسم اللہ میرے قتل کا بیڑا اوٹہائیے
لو دیر نیک کام کو پہر کیا اوٹہائیے

بچپن ہی سے بتاتے ہین زر کی طمع بزرگ
بچے گرے تو کہتے ہین پیسا اوٹہائیے

ہر روزہ دار کو ہے مزہ روز عید کا
آرام چاہتے ہو تو ایذا اوٹہائیے

محنت سے سخت تر کہین منت کا بوجہہ ہے
احسان کشی سے خوب ہے موٹہا اوٹہائیے

یان تیسرا ہے کون تمہین کس سے شرم ہے
خلوت مین تو حجاب کا پردا اوٹہائیے

مشاطہ صاف آئینہ ہین تیری شوخیان
جلوے کے وقت شرع کا پردا اوٹہائیے

جب تنگ ہے سانس آس ہے ضرب المثل ہے یہ
غربت مین ہاتھ زلیخا سے کیسا اوٹہائیے

اللہ کا کلام بہی کچہ کہیل کی ہے بات
قصد آئی عمر پر اپنے نہ بیجا اوٹہائیے

یا دہوائی جانتے ہو ابر غم کی بات
طوفان نہ میری انکہون پر ایسا اوٹہائیے

ہمسر کی جدائی مین طالع کا قول ہے

پھر تو ابھی جدائی کا صدما اوٹھائے

ہزارون آفتون مین بلبل ناشاد باقی ہے
بدن مین جان اک صدمۂ صیاد باقی ہے

اگرچہ سالہا گذرے مگر ابلیس و آدم مین
فساد و فتنہ ہی کی بیخ جڑ بنیاد باقی ہے

ہزارون ظلم توڑے سیکڑون صدمے دئے مجکو
ہوس بیداد کی پر بہی ستم ایجاد باقی ہے

بہرونگا دم ترے خنجر ہی کا خالی نہ تڑپونگا
رگ گردن مین دم جبتک مرا جلاد باقی ہے

کسی سے کیا گلہ ہے عاشق مظلوم طینت کو
کوی شکوہ نہین اک شکوۂ بیداد باقی ہے

بکہیڑے سب کے فیصل ہو چکے روز جزا لیکن
بتون ہی کے فقط مظلومون کی فریاد باقی ہے

ہے گرچہ خود فراموشی نہین مخلص فراموشی
فراموشی کے عالم مین بہی تیری یاد باقی ہے

پرستان مین ہے شہرہ حسن کا تیرے مرے پیارے
پریزادون مین شور حسن آدم زاد باقی ہے

بدولت آتش عشق صنم کی روز اول سے
مرے عنصر مین ربط آب و خاک و باد باقی ہے

خدا تمکو سلامت رکہے سب کچہ کہہ چکے لیکن
فقط وصل صنم کی اک مبارکباد باقی ہے

ظہور ماہ گردون تظلم ہو چکا پرتو
طلوع آفتاب آسمان داد باقی ہے

ہوگئے ہر ہر قدم پامال فتنے چال کے
ہاتھ جسوقت آگئے وہ پائنچے سروال کے

شعبدہ گر سے کہین بڑہکر ہین بیپاری تمام
اشرفی جن لیتے ہین تانبے کا پیسا ڈال کے

اہل مطلب کی کوئی حرکت نہین ہے معتبر
ہر طرح بندے ہین یہ کمظرف گویا مال کے

کنچنی زادون کے والد کا پتا ملتا نہین
لیکن اتنا کہتے ہین اونکو ہین بچے مال کے

ہر برائی چیز کو کہتے ہین ماضی ہوگئی
واقعی الفاظ بے معنی نہین ہین حال کے

اہل حاجت کسقدر بہروپیے ہین دیکہئے
جس سے کچہ ملتا ہے بنجاتے ہین اوسکے بال کے

باادب ہے بانصیب اور بے ادب ہے بے نصیب
امتیاز اس سے ہین خوش اقبال بداقبال کے

شکر خالق کا ادا کرنا سراسر چاہئے
خوش معقد ہوتے ہین اولاد کے اور آل کے

واقعی ضرب المثل ہے دال بچھے پال یار — اسلیئے عادی ہین سب ہندوستانی دال کے

آجکل ای مہربان **پرتو** ہے کیا اقبالمند
جلوے تیرے خال مین ہین کوکب اقبال کے

وصل مین غمزہ و عشوہ تہے ادا بہی آئی — اور پہر پیار مین اک چوتہی حیا بہی آئی
دیکہنا شوخئ رنگینئ انداز نگار — کہ تری شوخی پہ پسینے کو حنا بہی آئی
نہ فقط نالہ ہی آیا لب فریاد پہ واہ — جب ہوا جوش محبت تو دعا بہی آئی
جب کہا آئینہ رخ کو ترے سب کے منہ پر — مرے دعوے کی گواہی کو صفا بہی آئی
سوز غم نے جو کیا جوش بندہی آہ کی دہن — اور اس آگ کو بہڑکانے ہوا بہی آئی
خود گرے ہی تو گرے موپچہو کو مٹی نہ لگی — بیحیاؤن کو کبہی یار حیا بہی آئی
ترے بیمار کو کیا جب تو نہ آیا ای جان — گر عیادت کے لیئے خلق خدا بہی۔ آئی
جلسۂ عام کیا جبکہ اداؤن نے تری — بے بلائے ہوے مہمان قضا بہی آئی
اپنے بیمار کو وہ دیکہنے جو وقت آئے — پیچہے پیچہے ہی دبے پاؤن شفا بہی آئی

سیر کو آج وہ بے مہر جو نکلا **پرتو**
دادخواہون کی خبر لینے جفا بہی آئی

ٹہرے وصال کی ہی مریجان کبہی کبہی — بیٹہین ہم نکال کے ارمان کبہی کبہی
سلجہے نہ مثل زلف الجہکر خیال خام — ہم دیکہتے ہین خواب پریشان کبہی کبہی
کب تک سوال بوسۂ لب پر ہین نہین — تسکین کو تو جہوٹ سہی ہان کبہی کبہی
گا ہے خیال زلف ہے گا ہے خیال رخ — کافر کبہی کبہی ہون مسلمان کبہی کبہی

پرتو کو کیون نہ دکہاتے ہو رخسار گاہ گاہ
کیون مہربان تلاوت قرآن کبہی کبہی

کرشمہ غمزہ تبسم انداز ناز عشوہ ادا کرینگے

پہر اور عاشق کا دل لبہانے زیادہ اس سے وہ کیا کرینگے
جو دم بہی لینگے کبہی ہم ای جان تو نام تیرا لیا کرینگے •
کوی تو جہوٹا ہی دم بہی دیدے کہ تیرے دم پر جیا کرینگے
یقین ہے اہل نظر کو بالکل کہ تیرا ہمسر ہوگا او گل
جہان مین جب تک رہے تناسل حسین پیدا ہوا کرینگے
نثار بلبل بہار گل پر پتنگ ہین شمع پر پہنا در
مگر ہم اپنی تو جان دلبر فقط تجہی پر فدا کرینگے
خلاف عقل و قیاس عاقل نہ سمجہینگے ہے یقین کامل
خیال خام و گمان باطل حسین کسی سے وفا کرینگے
ہمیشہ کے بانی جفا ہین جو ظلم اونکے ہین ناروا ہین
وہ روز اول سے کج ادا ہین کرینگے جب تو جفا کرینگے
ہماری انکہون پر افترا ہے دروغ رونے کا ذکر کیا ہے
عجیب تر سر دماجرا ہے ہزارون طوفان اوٹہا کرینگے
کہا جب اوس سے کہ غم کی تپ ہے کہا کہ بندہ طبیب کب ہے
رجوع اگر ہو تو کیا عجب ہے حکیم صاحب دوا کرینگے
نفاق مین وصل کا مزا کیا کچہ ایسی صحبت سے فایدا کیا
دو دل جو ہوا ایک پوچہنا کیا ہمیشہ باہم مزا کرینگے
ستارہ طالع کا اپنے **پرتو** جو زود پر ہے تو ہے وہی ضو
کرون نہین کیون بے سبب دوا دو پہرین جو گردون پہرا کرینگے

ہمقافیہ بہ غزل خواجہ حیدر علیصاحب آتش مرحوم لکہنوی

کہئے بد گمان نے گمان کیسے • کیسے	تہے گو واسطے درمیان کیسے کیسے

زمین اور اہل زمین سب ہین پامال — چلن ہین ترے آسمان کیسے کیسے

ترے کشتون کی خاک کیا رنگ لائی — کھلے تختۂ ارغوان کیسے کیسے

ہین مکشوف دست سبو پای خم سے — اشارات پیر مغان کیسے کیسے

مرے ماہِ کنعان تری چاہ مین غرق — پھرے باولے کاروان کیسے کیسے

گداز محبت سے اندر ہی اندر — گلے مثل مغز استخوان کیسے کیسے

ترستے تڑپتے سسکتے ہین قاتل — ادہر دیکھیے نیم جان کیسے کیسے

نہ ایوان شاہان نہ گور غریبان — فلک نے مٹائے نشان کیسے کیسے

جفاکار بیدرد صیاد جلاد — لقب رکھتے ہین باغبان کیسے کیسے

مفرح ہے فی الاصل داروی دینار — ہوے پہلوان ناتوان کیسے کیسے

دل مخلص و چشم دشمن مین جا ہے — مرے واسطے ہین مکان کیسے کیسے

ستارون کے جب پھیر کا وقت آئے — ہون نامہربان مہربان کیسے کیسے

عجوبہ ہے ایام فرقت کی گردش — کہن سال ہین نوجوان کیسے کیسے

دم صبح انسان بھی حق کو کرے یاد — ہین تسبیح مین بے زبان کیسے کیسے

ذرا مہربانی کہ پرتو کے مانند
پسے بچہ پر پیر و جوان کیسے کیسے

ہمقافیہ بر غزل خواجہ حیدر علی صاحب آتش مرحوم لکھنوی

کمر پر عدم کے گمان کیسے کیسے — رہے ہستی کے درمیان کیسے کیسے

زمین خاکساری دکھاتی ہے ہر چند — گھمنڈون مین ہے آسمان کیسے کیسے

مۓ ارغوانی کے ساغر مین ساقی — ترے باغ کے ارغوان کیسے کیسے

ہے دست سبو دستگیر مریدان — ہین احسان پیر مغان کیسے کیسے

وجود و عدم مین ہے کیا آمد و رفت — سفر کرتے ہین کاروان کیسے کیسے

سگِ یار ہی ہے ہمارے زمانہ ۔ چبا تا ہے روز استخوان کیسے کیسے
نصیب ایسے اللہ اکبر کہ قاتل ۔ تصدق ہوے نیم جان کیسے کیسے
مٹے صفحۂ ہستی سے نقش کیا کیا ۔ نہین نام کو بہی نشان کیسے کیسے
ادبھرتے ہی جوبن حیا سے شرم آئی ۔ ملے باغ کو باغبان کیسے کیسے
صبا کی طرح گلرخون کی ہوا مین ۔ اوڑے پہرتے ہین ناتوان کیسے کیسے
دل و چشم گریان سے کیون بہاگتے ہو ۔ کہ ہین ٹہنڈے ٹہنڈے مکان کیسے کیسے
جو وہ دوست ہو مہربان پہر تو کیا ہے ۔ عدو سارے ہون مہربان کیسے کیسے
کئے بانکپن پر ترے دم کے دم مین ۔ طرحدار بانکے جوان کیسے کیسے
شرف ناطقے کا تو حظ ذائقے کا ۔ مزے ہین برای زبان کیسے کیسے

ہین بہمسری پیر گردون سے پیر تو
مہ و سال خستہ جوان کیسے کیسے

کمر پر تری ہین گمان کیسے کیسے ۔ تو ہم بہی ہین درمیان کیسے کیسے
سخی کو بدل ہین یہان کیسے کیسے ۔ یہان سے زیادہ وہان کیسے کیسے
نحوست سعادت بہم ہین تو ہین پہر ۔ کہین کیسے کیسے قِران کیسے کیسے
کیا کام قاتل نے اک کا نہ پورا ۔ ہین سب ادہ موے نیمجان کیسے کیسے
بس اللہ بس اور باقی ہوس ہے ۔ اس اک نام کے ہین نشان کیسے کیسے
پولس کے پیادے جو بوڑہے بہی ہو جائین ۔ تو کہلاتے ہین وہ جوان کیسے کیسے
پولس کے پیادون کو دنیا ہے جنت ۔ کہ سب بوڑہے بہی ہین جوان کیسے کیسے
نشانہ ہوے خود ہی تیر قضا کے ۔ خوش انداز ابرو کمان کیسے کیسے
رخ زرد و چشم تر و جسم لاغر ۔ محبت کے ہین ارمغان کیسے کیسے
کہین ناچ رنگ اور کہین بزم احباب ۔ سمان ہین تہ آسمان کیسے کیسے

روش پر خراماں ہیں دل روندتے ہیں | چمن میں ہیں سرو چماں کیسے کیسے
تماشے دکھاتی ہیں مجھکو شب و روز | مری آنکھوں کی پتلیاں کیسے کیسے
مجھے چھیڑ کر شوق سے کھاتے ہیں | مزے دیتی ہیں گالیاں کیسے کیسے
عجب صورتیں ہیں عجب سیرتیں ہیں | جہان میں ہیں اہل جہاں کیسے کیسے

کروں فکر شعر و سخن خاک پھر تو
کہ جاتے رہے قدرداں کیسے کیسے

ہیں ناف و کمر پر گماں کیسے کیسے | تصور ہیں پھر وہاں کیسے کیسے
ہیں مدفون جنت نشاں کیسے کیسے | زمین میں گڑے آسماں کیسے کیسے
تصور تفکر بیاں کیسے کیسے | تجاہل تغافل وہاں کیسے کیسے
وہ بجائیں تہرے کماں کیسے کیسے | جو ملکر ہیں پیر و جواں کیسے کیسے
بہم صورت دود پیچاں ہمیشہ | ملے دو دہاں دودماں کیسے کیسے
زمیں پر ہے سکتے کا عالم سراپا | دکھاتا ہے کھیل آسماں کیسے کیسے
بہت اپنے جوبن پہ اترا رہے ہیں | بہاروں میں غنچہ دہاں کیسے کیسے
اجل بھی ادھوری ہے قسمت سے قاتل | سسکنے لگے نیم جاں کیسے کیسے
ترے غم کی تاثیر کے صدقے جانا | ضعیف القویٰ ہیں جواں کیسے کیسے
وہ فرہاد ہوں بیستون سخن پر | ہوے تلخ شیریں زباں کیسے کیسے
ہیں عندلیب ریاض سخن میں | مرے خامۂ گلفشاں کیسے کیسے
قلم بلبل باغ شعر و سخن ہے | ہزاروں میں ہے گلفشاں کیسے کیسے
کرشمہ ادا ناز انداز غمزہ | مرے باغ میں قدرداں کیسے کیسے
لکھوں داغ فرقت کو مہ تو سیاہ ہے | ہوے دامن دل کتاں کیسے کیسے
پڑھی نامہ بر سے حروف تہجی | کئے خط کے ہجے رواں کیسے کیسے

سمندر مین ہستی کے ذرات ہیہم — جہاز بدن ہین روان کیسے کیسے
ترے دست قدرت کی رنگینیان ہین — بنائے رنگیلے جوان کیسے کیسے
اوسی ایک معشوق کے جلوے دیکہے — نہان کیسے کیسے عیان کیسے کیسے
گہر دانت ہین اور یاقوت لب ہین — مرصع ہین درج دہان کیسے کیسے
بیان مسلسل بہی سلکِ گہر ہے — ہین درج دہان درفشان کیسے کیسے
اگرچہ ہمین پتہر مگر قیمتی ہین — مرصع ہین جسم بتان کیسے کیسے
اوڑے پنجرون سے قالبون کے ہزارون — گرفتار مرغان جان کیسے کیسے

ق

وفاکش جفاجو ستمگار ظالم — لقب ہین ترے ای جوان کیسے کیسے
وفاجو جفاکش ہوا خواہ مظلوم — مرے نام کے ہین نشان کیسے کیسے
بیان داغ دل کے مرے سنکے بولے — مین دیکہون کہان تہی کہان کیسے کیسے
لکہا میری قسمت کا ایسا ہی کچہ تہا — رقیعے ہوے دہجیان کیسے کیسے
خطِ دست وحشت کا مضمون یہی تہا — گریبان ہوے دہجیان کیسے کیسے
لرزتا ہے دل عشق کا نام لیتے — کہ صدمے سہے الامان کیسے کیسے
غم و درد و ارمان و حرمان ہین دلمین — مرے گہر مین ہین میہمان کیسے کیسے
گلے پر دو پٹے کی چہری پہیرتے ہین — لئے جاتے ہین امتحان کیسے کیسے
مرے چاند کی مانگ کے نور نے بہی — مٹائے خطِ کہکشان کیسے کیسے
کئے عشق نے زرد عاشق ہزارون — کہلائے گل زعفران کیسے کیسے
معاون بہی قاتل کا قائل ہے گویا — بنے خونی سنگِ فسان کیسے کیسے
مخل شبِ وصل پچہلے پہر ہین — خروش خروس واذان کیسے کیسے
ترے ذکر سب کی زبان پر ہین کیا کیا — سماعت مین آئے بیان کیسے کیسے
کوئی پاس کرتے نہین بے مروت — ترے پاس ہین پاسبان کیسے کیسے

مہکتی ہے کیا کیا گل ہند کی بو — گلستان مین ہین بوستان کیسے کیسے

ابھی فصل گل کا رخ پر لو کو تا چند
ستم ہو چکے مہربان کیسے کیسے

ہوے عاشق ای جان جان کیسے کیسے — ہراسان پریشان طپان کیسے کیسے
چمن مین زر گل کی ہے لوٹ کیا کیا — لٹا رہن کو لائی خزان کیسے کیسے
خزان نے لیا لوٹ جوبن چمن کا — ہوے باغ ویران یہان کیسے کیسے
سر بزم ہین وہ مژہ اور ابرو — دم رزم تیر و کمان کیسے کیسے
کئے اگلے وقتون کے لوگون نے ناحق — خیال چنین و چنان کیسے کیسے
ملاحت صباحت نزاکت لطافت — ترے چار ہمدم ہین جان کیسے کیسے
پریزاد ہشیار آزاد مختار — تمہارے لقب ہین یہان کیسے کیسے
گرفتار دیوانہ ہجور مجبور — مرے نام ہین مہربان کیسے کیسے
جوانمرد کوئی نہ افغان کوئی — ہوے خان بہادر یہان کیسے کیسے
مرے لب ہین منقار بلبل سے بہتر — لئے بوسہ گلرخان کیسے کیسے
غم عشق آہوی جانان جب آیا — بنے گل کے جسم استخوان کیسے کیسے
یہ کیونکر ہنو شیر نر ہے وہ گویا — اوسے چاہئے نیستان کیسے کیسے
گھٹا چھائی رہتی ہے ساون مین کیا کیا — تنے رہتے ہین سائبان کیسے کیسے
گئے توسن صبر قابو سے کیا کیا — یہ گھوڑے ہوے بے عنان کیسے کیسے
ہوے قدرت حق تعالی سے یا ذو — زمانے مین اہل زبان کیسے کیسے
ذلیل اپنے اپنے رویّہ سے ہر وقت — ہوے صاحب عز و شان کیسے کیسے
ہر اک پھول مین رنگ و بو اور ہی ہے — پھلے پھولے ہین گلستان کیسے کیسے
بہارین دکھاتا ہے کیا اوسکا جوبن — اوبہارون مین ہین چھاتیان کیسے کیسے

عزیزو دل چشم سے گو کہ تو نے / جھکائے کنوین مہر سجان کیسے کیسے

خدا کی خدائی کی کیا بات ہے واہ / ہوے راقم چیستان کیسے کیسے

وہان ذکر کی عجب چیستان ہے / کہ عاجز رہے نکتہ دان کیسے کیسے

پی کشتی کار بحر جہان مین / یہ شدہ بدہ کے ہین بادبان کیسے کیسے

یہ ستہ ضروری پی کشتی جسم / بنے وقت پر بادبان کیسے کیسے

چلے بحر ہستی مین باد مخالف / مددگار ہون ہر زمان کیسے کیسے

سبک وضع ہین ہیں زمانے مین سارے / گران مایہ سے بھی گران کیسے کیسے

گنوائے ہین شداد و نمرود نے ہاے / ارم کیسے کیسے جنان کیسے کیسے

رباخوار نے سود کی آرزو مین / اوٹھائے ہین بھاری زیان کیسے کیسے

بڑھائے گئے صرف بیجا سے اکثر / گھٹائے ہین دستارخوان کیسے کیسے

خدا کا ہے کیا قہر ہندوستان پر / تہ ہو گئے خانمان کیسے کیسے

بھروسا نہین اہل دنیا کا پیارو / ہوے دشمن و مہربان کیسے کیسے

چلی اونکی تیغ زبان کیسی کیسی / لگین سینے پر برچھیان کیسی کیسی

نگاہون مین ہین شوخیان کیسی کیسی / اون انکھون کی ہین پتلیان کیسی کیسی

اوبھرنے کو عاشق کے دل کے مری جان / اوبھرنے لگی چھاتیان کیسی کیسی

اگر دیکھ لین خان بہادر یہان کے / کرین اہل افغان فغان کیسی کیسی

چلے جبکہ بھالے نگاہون کے اونکی / ہوئین دم بخود بس سنان کیسی کیسی

برنگ خطا یہ نگاران نو خط / کیا کرتے ہین شوخیان کیسی کیسی

زبان قلم رشک منقار بلبل / ہزارون کہی داستان کیسی کیسی

مجازی سے پاتے ہین عشق حقیقی / اس ایوان کی ہین نردبان کیسی کیسی

جب اوس بت سے یہ مین نے کہا بہر خاطر | ق | اوٹھائین غضب سختیان کیسی کیسی
کہا مسکراتے ہوئے سر ہلا کر | برابر بجا ٹھیک ہان کیسی کیسی
سنین گر وہ قصہ مرا تو سناؤن | اوٹھین سیکڑون داستان کیسی کیسی
بری بات بھی ہے نبات اوسکے منھ کی | ہزیلی ہین گالیان کیسی کیسی
ق
تو بوجھے تو بولون بتاکر ابھی مین | نئی چیٹی چیستان کیسی کیسی
نہ بوجھے تو بوس و کنار و مساس آج | ہوئین شرط یہ درمیان کیسی کیسی
وہ کیا مرغ ہے جو پلک مارتے مین | دکھاتا ہے سیر جہان کیسی کیسی
نہ تن ہے نہ دم ہے نہ پر ہے نہ بازو | دنظر | اگر تیز پروازیان کیسی کیسی
پہیلی مین ایک اور کہتا ہون تجھ سے | سمجھ بوجھ لازم ہے ہان کیسی کیسی
وہی شرط ہے بوجھنے مین اسکے بھی | حلاوت ہے بس جس مین جان کیسی کیسی
وہ کیا شی ہے جو طرفۃ العین ہی مین | کرے خوب سیر جہان کیسی کیسی
نہ انسان نہ حیوان نہ سر ہے نہ پا ہے | خیال | مگر تیز رفتاریان کیسی کیسی
کہان چال تیری کہان کبک کی چال | کہ اسمین ہین اٹکھیلیان کیسی کیسی
شرارت بھری ہے شرارے ہین نالے | یہ بت کرتے ہین گرمیان کیسی کیسی
وہ نزدیک ہے دور کیا ڈھونڈتے ہین | عبث جستجو ہے یہان کیسی کیسی
یہان کس کے سودے کی بیع و شرا ہے | کہ آراستہ ہین دکان کیسی کیسی
بگاڑ ہے عدو منتفق کا نہ ظاہر | رہے بل چلی رسمیان کیسی کیسی
بطِ می و کشتیٔ می سے ہے ظاہر | کرامات پیرِ مغان کیسی کیسی

پھرا دل نہ پھر لو کا تیری طرف سے
جفاؤن نے بھی مہربان کیسی کیسی

شطرنج مین جو شاہ ہے بس مات ہے تیری | آخر تو شہ حسن ہے کیا بات ہی تیری

پای خم و دست سبو و گردن مینا
تو پیر مغان ہے یہ کرامات ہے تیری

ہان جبہ و شملے سے تو کچھ اور ہو گا
مین جانتا ہون شیخ جو اوقات ہے تیری

وہ گیسوؤن والا تو عیادت کو نہ آیا
بھاری دل بیمار پر اک رات ہے تیری

تعبیر تشفی کا ہے ارمان ہی ارمان
ہے خواب پریشان کہ ملاقات ہے تیری

کیا ذکر شکایت کا کہ دوبھر ہے گلا تک
بیداد ہی گویا کہ عنایات ہے تیری

گستاخی صحبت کا مزا دیکھ لے ای دل
فرقت کی جو آفت ہے مکافات ہے تیری

کیون محرم راز اسکو بنایا ہے غضب کا
کیون پیچ محرم مین سدا گات ہے تیری

چھوڑ درہم و رزق و زر و مال کو زاہد
درگاہ مین اللہ کی مناجات ہے تیری

جلوہ نظر آتا ہے فقط رات مین تیرا
مانند قمر رات کا تو رات ہے تیری

کیونکر نہ کہون چاند سمجھے تو ہی بتادے
موقوف دوشنبہ پہ ملاقات ہے تیری

کیا ٹھاٹھ خوشی کا غم فرقت مین بندھا ہے
ای زہرہ منش دھن مجھے دنرات ہے تیری

سلطان حسینان جہان ہے تو سراپا
سلطانی ہے بات جو بات ہے تیری

بچتا ہی نہین سینے مین دل ایک نظر سے
آشوب ہے خوش چشم کہ یہ گھات ہے تیری

ہان آنکھ سے گو دور ہے پر تو سے نہین دور
خورشید صفت نور فشان ذات ہے تیری

ہین ادائین تری ای شوخ بہر حال نئی
شب نئی روز نئی ماہ نئی سال نئی

ٹھیک ہے ضرب مثل پیٹ مین تا نبیل کے پاؤن
رفتہ رفتہ کوئی چلتا ہے عجب چال نئی

بزم قلیان مین تری چاہیے میرا دل ریش
ای گل تر ہے مرصع کی یہ مہنال نئی

کیا نئی روشنی کی یار نے طلعت دکھلائی
ڈھب نیا ڈھنگ نیا چال نئی ڈھال نئی

خوب رفتار مین پستا ہے دل چرخ کہن
آجکل ہے جو ترے پاؤن مین خلخال نئی

نور الشیا کسی سیار مین ثابت مین نہین
ضو دکھاتا ہے ترے منہ کا ہر اک خال نئی

اس زمانے کا ہر اک خورد و کلان نادر ہے — اَب نیا اُم نبیؑ اولاد نبیؑ آل نبیؑ
کیون دشمن نہ پا گیا کہ بُرائی ہے یہ بات — کب فقط جوتی نئی ہے تری ہے چال نئی
ذکر کیا ہے غربا کا امرا کے نزدیک — کوی کمل بھی نئی ہے نہ کوی شال نئی

ہو گیا رنگ شفق چرخ کہن پر پھیکا
انگیا پیرِ لو فلک حسن کی ہے لال نئی

چرخ کو گردان بنایا یار نے — خوب یہ چرخہ پھرایا یار نے
خوب نظارا دکھایا یار نے — نرگستان مین بلایا یار نے
آئینہ ہے صاف صورت آشنا — ہمدم اپنا کیون بنایا یار نے
کیون نہ پہنچین آسمان کبر پر — دشمنون کو سر چڑھایا یار نے
ہر خیال اپنا پری خانہ ہوا — جب سے دیوانہ بنایا یار نے
آنکھون سے آنکھین ملائی بارہا — پر نہ دل سے دل ملایا یار نے
ہر کہین لڑوا کے ہم سے غیر کو — کسقدر جھگڑا کرایا یار نے

جلوۂ خورشید ای پیرِ لو مجھے
ذرّے ذرّے مین بتایا یار نے

ترے انداز مین بے پردہ کوی ناز بھی ہے — اور ہر ناز مین درپردہ اک انداز بھی ہے
مردم آزار سے عبرت کی ہے نسبت روشن — یہ امام الجہلا خبث مین ممتاز بھی ہے
بیحیائی کا ہے کچھ طرفہ تر اسکی عالم — حسنِ اعمال پر اللہ کی پیہ ناز بھی ہے
یار اس صورت و سیرت کے علاوہ تجھ مین — غمزہ و ناز و ادا عشوہ و انداز بھی ہے
شان و شوکت ترے قدمون سے لگی ہین پیارے — ترا پامال جو ہے بس وہ سرافراز بھی ہے
یہ مثل ٹھیک ہے اہل حال یہ دلال ای واہ — عادت ظلم پہ ظالم کو بہت ناز بھی ہے
ہاے پرہیز غضب مرد کو نامرد کرے — ای طبیب اس تری تاکید مین انداز بھی ہے (ق)

لاکھون مُردون کو جِلایا ہے خوش الحانی سے
نامہ بر میرا کبوتر جو ہے گھبراتا ہے

تم میں تو عیسیٰ و داؤد کا اعجاز بھی ہے
مرغ اون نظرون کا شاہین بھی ہے شہباز بھی ہے

مہربان کا عجب انداز ہے ای پیر تو واہ
آشکارا بھی ہے جو بات وہی راز بھی ہے

بیکلی ہے جو کیا وعدۂ فردا اوسنے
اپنی دزدیدہ نگاہون کو اشارہ کرکے
انتظاری مین تو بیکار ہین گھڑیاں مگر
ڈر ہے مجکو کہ امانت مین خیانت تو نہ کی

آج کل آنکی چہرہ جو دکہایا اوسنے
نقد دل کیسہٴ پہلو سے چرایا اوسنے
وقت اک ٹہیک بتایا نہیں اصلا اوسنے
بلکہ واپس نہ دیا دل ابہی اپنا اوسنے

تھت ہے مہر سے پیر تو کو یہ امید نہ تہی
یا خدا ظلم کیا اسپہ یہ کہا اوسنے

راہ مین یار کی بے راہ ہوا جاتا ہے
باعث عز و وقار اوسکی گدائی ہے فقط
مددای نخوت جذب و اثر عشق ذرا
کیون نہ چاہون تجھے ای فخر حسینانِ جہان
تو نے اس سال حسینو نکا لیا میدان مار

واہ گمراہ دل اہی واہ ہوا جاتا ہے
فخر کیا ہے جو کوی شاہ ہوا جاتا ہے
اب مرا دل تو ضعیف آہ ہوا جاتا ہے
حسن پر تیرے فدا جاہ ہوا جاتا ہے
مہر پہ سرد ہوا ماہ ہوا جاتا ہے

مہربان عشق کی سرکار مین پیر تو کی ہے قدر
ورنہ ہم داغ ہی دلخواہ ہوا جاتا ہے

ہمقافیہ بر غزل نواب مرزا خانصاحب داغ دہلوی

گالون سے تری زلف کی ظلمت نہین جاتی
رونے سے کسی آنکھہ کی ظلمت نہین جاتی
تدبیر سے تقدیر کی ظلمت نہین جاتی

صَو عارضی ہے اصل کی رنگت نہین جاتی
پانی سے کبھی ذات کی رنگت نہین جاتی
دہونے سے سیہ بال کی رنگت نہین جاتی

دل آتے ہی قابو سے طبیعت نہین جاتی
ملنے کو قیامت سے قیامت نہین جاتی

دل کھوتے ہین آتے ہین جو لوگ اوسکی گلی مین
اس رہ سے امانت بہ سلامت نہین جاتی

آنکھون مین تری تیغ کا دم ہے دم آخر
سکرات مین بھی ابرو کی الفت نہین جاتی

یاد آتے ہین وہ لب تو زبان رکتی ہے کیا کیا
فریاد مین بھی میری محبت نہین جاتی

تکرار ہے للہ او نہین بحث ہے فی اللہ
ہر بات مین بیکار کی حجت نہین جاتی

حسرت کو لئے جاتے ہین عشاق ترے ساتھ
جاتے بھی ہین دنیا سے تو حسرت نہین جاتی

گر پست ہے ای شوخ علو پایہ ترا گھر
کیا فکر ہے اس سے تو عظمت نہین جاتی

کچھ ادھر ہی ہے گردش ایام کی حالت
جو دن مین بھی اپنی شب فرقت نہین جاتی

گو ڈال رکھا ہے مجھے سو رنج و بلا مین
پر دشمن آرام کی الفت نہین جاتی

اوٹھ اوٹھ کے تری بھو کرون بیٹھ گئی ہے
باہر کہین کوچے سے قیامت نہین جاتی

آخر تو کوئی خاک کا پتلا ہے سراپا
کیا اسکا عجب دل سے کدورت نہین جاتی

ستون کی مہمان ہے عشاق کی جان تنگ
جاتی ہے تو بے انکی اجازت نہین جاتی

گو جان [illegible] عبرت کے گذرتے ہین ہزار دل
پر غافلو تقدیر کی غفلت نہین جاتی

دیکھے ہین کئی سو گئے ہین خواب اجل مین
ہشیار نہین ہوتے ہین غفلت نہین جاتی

پھیر لو جنہین عزت نہین دنیا مین میسر
اونکی تو کسی بات سے عزت نہین جاتی

ہمقافیہ غزل نواب مرزا خانصاحب داغ دہلوی

اس سے تو شب وصل کی عزت نہین جاتی
گو کتنے دلون سے شب فرقت نہین جاتی

گو دیکھنا ہو دیکھ بھی لین ہونگے بھی ضرور
کوچے سے ترے اوٹھ کے قیامت نہین جاتی

یا ریگ روان مین گڑھے ہین عاشق صادق
یا طبع روان کہتی ہے تربت نہین جاتی

ملنے کو فقط یاد ترا عذر نہین لنگ
اک یہ بھی تو ہے لنگ کہ حسرت نہین جاتی

مدراسیون کے فہم و طبیعت کا ہے یہ حال — ہندوستانیون سے فقط اعتقاد ہے
تقلید انکا فخر ہے ایجاد انکا ننگ — دون ہمتی سے انکو قدیم اتحاد ہے
وینون ہی کے بہروسے پہ رفعت کا ہے قیام — چیت کو سنون خانہ ہی پر اعتماد ہے
آنکھون نے تیری حشر کا فتنہ جگا دیا — اس فتنہ ساز ہی کا جہان مین فساد ہے
جب تاک خانہ باغ کی لونڈی ہے زرخرید — پہر کیون نہو کہ دختر رز خانہ زاد ہے
جسکے جمال کا ہے پریزاد کو بہی رشک — روی زمین پر تو وہ خاکی نژاد ہے
ق
اس دور کے دلون مین عوض اتفاق کے — کینہ فساد بغض عداوت عناد ہے
ہے تیرے دشمنون کے اگر سر مین درد آج — صندل سے خوب تر کہان کوئی ضماد ہے

پہر تو کو آفتاب فلک سے غرض نہین
وہ حور آفتاب سما سے مراد ہے

دل کے ارمان آج سارے جب بہم بر آگئے — وصل کے بعد اپنے گہر سے وہ مرے گہر آگئے
وقت مغرب چارشنبہ چودہوین ماہ صیام — سرخرو ہوکر بہت لطف و کرم پر آگئے
تل گئی مہر و محبت ہو گیا پلہ گران — ماہ کامل کی طرح میزان کے اندر آگئے
راز پنہان محبت صاف بے پردہ ہوا — راہ مین جب وہ مری ڈیوڑہی کے باہر آگئے
حشر برپا زمرۂ عشاق مین نیچے ہوا — وہ تماشہ دیکھنے کوٹھے کے اوپر آگئے
ق
غش پہ غش آئے پیاپے رعب شاہ حسن سے — دیکھتے ہی بہر نظر قسمت کے چکر آگئے
عالم حین حضوری عالم دربار تہا — بس حواس خمسہ ششدر ہوگئے تہرا گئے
آسمانکی گردشون سے صاف روشن ہے یہ حال — ساتہہ ہی اختر کے گردش مین بد اختر آگئے
عشق کا رستہ وہ رستہ ہے کہ کیا کیا چالئے — دو قدم مین واپس اس رستے سے ڈر کر آگئے

بدلی میرے مہربان کی آنکہہ جب پہر تو ذرا
آسمان کے مہر و مہ بدلی مین اکثر آگئے

چمن تصویر ہے رشک چمن کی
خط و زلف و لب چشم و دہن کی

غریبوں کو ہے وہ کاکل پریشاں
اسیر و لشکر اور بالی ہے جو کنگنی

سواد گیسوے شام غریباں
ضیاے عارضہ صبح وطن کی

ہے رنگین نظم ابرو نثر گیسو
وہ صورت ہے گلستان بانکپن کی

بہار عارض گل عارضی ہے
ترے منہ سی کہاں رونق چمن کی

ہوا ہے غسل میت آب شیریں
گئی ہے جان شیرین کوہکن کی

ہوا دل تلخ کامی سے جو کڑوا
ہوا اٹھی جان شیرین کوہکن کی

بیاضی گردن اور روی کتابی
دلیل شرح ہے حسن حسن کی

بھلی ہے سوت سے نیلے برے ہیں
مثل ہے سچ ہے عورات زمن کی

کتاب حسن کا ہے منتخب جزو
بیاضی گردن اوس شیرین سخن کی

ہوا اور تیرا قصہ سنگیا ہے
زمانے میں کہانی نل دمن کی

ہوائے کاکل مشکین میں تیری
اوڑی پھرتی ہے بو مشک ختن کی

صباحت سے سراپا میں تمہارے
شباہت ہے نہال یاسمن کی

تمہارے کان کی بانکوں نے آخر
بگڑ کر ناک کاٹی بانکپن کی

دہ مدنا مہربان پر لو یہ ہے رفوز
نئی بیداد ہے چرخ کہن کی

خواب میں جلوہ جو شب اگر مجھے دکھلا گئے
جز خیال غفلت بیجا وہ کیا سمجھا گئے

دیدۂ مشتاق کیا عین انتظار یار میں
بنگئے پتھر کی عینک اسقدر پتھرا گئے

دیدۂ دیدار کا ہے صاف روشن اشتیاق
تکتے تکتے سنگدل کی راہ خود پتھرا گئے

دیدۂ حیران کی تصویر ہے روزن نہیں
بنگئے دیوار کی آنکھیں یہ کچھ پتھرا گئے

آئینے کے دیدۂ جوہر کو اچھا دیکھئے
یہ چکا چوندہ لگی ہے یار یا پتھرا گئے

فی الحقیقت وہ شہنشاہ زمانہ ہے تو | نظر لطف کا محتاج سکندر نکلا

مہربانی کی تمہاری ہے عجب دارائی
جسکے اقبال سے پرتو بھی سکندر نکلا

ہمقافیہ بر غزل میر وزیر صاحب نور لکھنوی

غیرون کیطرح خویش نے پرفن بنادیا | اپنون نے میرے دوست کو دشمن بنادیا
تاثیر صحبت اوسکی تو خالی نہین گئی | آخر ہمارے دل کو بھی پرفن بنادیا
سر فاختے کی چیز جو سروان نے گائی | مرغ صدا نے دل مین نشیمن بنادیا
ظاہر ہے نہنیون سے کہ بہر ہوای یار | ہر ہر مکان جسم مین روزن بنادیا
عاشق کی سخت جانی کرامت سے کم نہین | اپنے بدن کی کہال کو جوشن بنادیا
بحر جہان مین بلبل رنگین نوا ہین غرق | ہر بلبلے کو گنبد مدفن بنادیا
مل مل کے مستی اوسنے لب سرخ رنگ پر | گل کی کلی کو غنچۂ سوسن بنادیا
زیور مین اوسکے دانۂ گوہر کو دیکھیے | روشن ہے صاف کان کو خرمن بنادیا
زاہد و شیخ دونون پرستار ہو گئے | ہر ہر کو ان بتون نے برہمن بنادیا
گل بوتہ بیل رنگ نے تیرے لباس کے | دامن کو رشک دامن گلشن بنادیا
برعکس ماجرا ہے ترے امتیاز کا | سیدھے کو اولٹا ای بت پرفن بنادیا
معمار کی طرح ہی ہے گردش مین آسمان | مسکن بنادیا کہین مدفن بنادیا
وہ ایسے سیدھے سادے تھے آگے کہ کیا کہون | اب کسنے بہولے بہالے کو پرفن بنادیا
پرتو جنون ہے کس گل خورشید کا مجھے | صحرا کو اپنے پاؤن نے گلشن بنادیا

خوب ظاہر میری مظلومی کا جوہر ہو گیا | نذر تیغ ابروے قاتل جو یہ سر ہو گیا
عادت دنیا ہی جب جمع کچھ زر ہو گیا | دور کا بھی جسکو رشتہ ہے برادر ہو گیا
سنگ طفلان تیرے دیوانے کو لگ کر کہتے ہین | جو نیا سے حاصل ان لڑکون پتھر ہو گیا

جستجو مین بیوفا کی اسقدر چکر رہے — آسمان کی طرح میرا حسنہ چکر ہوگیا
تہا سنگار آئینے سے اونکو جو منظور نظر — جب غرور آیا سمان برعکس منظر ہوگیا
اپنی صورت دیکہکر کیا کیا خیال آئے اونہین — پہر نہ دیکہا آئینہ حیران و ششدر ہوگیا
غم سے دل یک قطرۂ خون تہا مرے آغوش مین — حوصلہ بڑہتے ہی بحر خون احمر ہوگیا
تہی شب فرقت شب مرقد مریض ہجر کو — حال پرسان ہو تبہی وہ روز محشر ہوگیا
کیون نہ کہیئے بت شرارت جب شرر انگیز ہے — دل تمہارا سخت ہوتے ہوتے پتہر ہوگیا
فرقت زلف پریشان کا ستم ہے فرد فرد — جمع جب یہ ہوگیا ظالم تو دفتر ہوگیا

مہربان ہوکر یہ بے مہری غضب کی بات ہے
کسلئے تو اپنے پرتو پر ستمگر ہوگیا

دیکہکر اوٹہتے ہوے جوبن کو باور ہوگیا — سرو قد یار کچہ کچہ بار آور ہوگیا
زلف کابل دیکہکر خم اہل کابل ہوگئے — ضو سے پیشانی کی منہ کا لا پشاور ہوگیا
پہلوانان سخن سے اسقدر کشتی ہوی — جسکی کثرت سے یہ لاغر بہی دلاور ہوگیا
چشم گریان کا جو گریہ چہا گیا تو یہ گہٹا — ابر گوہر بار کا مایہ نچہاور ہوگیا
آشنا تیرا جو ہون غرق حد اعدا ہوے — دل ڈبو کر بحر الفت کا شناور ہوگیا
مشرق ایوان کے طالع کو ہے نازاوس مہر پر — ذرہ جسکے نور سے خورشید خاور ہوگیا
جسطرف تیرا کرم محشر مین ہے بس اوسطرف — پیش قدمی کرکے فورًا فضل داور ہوگیا
باغ مین بلبل نثار اوسپر ہزارون ہوگئین — جب زر گل روے رنگین پر نچہاور ہوگیا
جنس غم جس قسم کی چاہون یہان موجود ہے — چار سوے دہر مین دل بہی دساور ہوگیا
ہاتہ لگنے سے تمہارے سرخرو ایسا ہوا — گنجفہ بازی مین ہاتہن خود کلاور ہوگیا
فصل مین گرمی کی تو چہپر مین جب بیٹہا ذرا — زلف کے نکہت سے رشک خس تیاور ہوگیا

شش جہت مین دیکہیئے پرتو تمہاری آنکہ سے

مہربان جس رخ سے نکلا بن وہ خادہ ہوگیا

گرنے سے اوڑ کے جان کے دیوانہ بنگیا
ای شمع رو پتنگ بہی پروانہ بنگیا

اعجاز ساقی غنچہ و گل سے ہے آشکار
گویا کہ شیشہ ٹوٹ کے پیمانہ بنگیا

شانہ بدوش عشق کو کیونکر نہ رشک ہو
شانے کا جبکہ زلف مین کاشانہ بنگیا

یان مین بہی تجہکو ماہ سے اب مہر ہی کیون
ماہانہ تہا جو وصل وہ سالانہ بنگیا

بتخانون مین بہی گر کوی بیگانہ جوڑ ہو
وہ بہی تو اب یگانے سے بیگانہ بنگیا

توڑا ہی واعظون نے تو کیا ہوگیا ضرر
بتخانہ ٹوٹ جاتے ہی میخانہ بنگیا

جس بن مین جا ہی بہول کی لوٹی نئی بہار
ہر بن بہی مالدارون کو میخانہ بنگیا

جب مجہ مین تجہ مین قصہ ہوا شعر لکہدیا
موزونی مزاج کو افسانہ بنگیا

شاعر ہون یا دیا کوی تاریخ گو ہون مین
دیوان اپنا حالیہ افسانہ بنگیا

کیا انقلاب چرخ کا پہر لو ہون مین مقر
مجہ پر بہی مہربان مہ بالانہ بنگیا

زر بوسہ مجہے ذرا دینا
قرض حسنہ جو ہو سکا دینا

میٹھی نظرون سے دیکہکر خوش چشم
حلوہ بادام کا کہلا دینا

دے لب سرخ کا کوی بوسہ
رُب بہی عناب کا پلا دینا

کسی بندے کے دینے سے کیا ہو
ہر طرح بندے کو خدا دینا

ق
دعوئ نقدِ دل عدالت حسن
اور امید پھر دلا دینا

ہر سماعت مین جب یہی دو بابت
کون دیتا ہے اور کیا دینا

ق
پاؤن رکہین نہ کوی قاتل مین
یہ ہدایت نہ یا خدا دینا

سخت مشکل ہے سخت مشکل ہے
نہین آسان جان کا دینا

ق
دل کا دینا خیالی کام تو ہے
سکو دیتے ہین اور کیا دینا

یہی دینا تو رفتہ رفتہ سے ہے — آخر اک روز جان کا دینا

ق

یون ہی امساک کی جو عادت ہے — یہ بہی کہنے کو ہے بہلا دینا

ہان ضرور احتیاط لازم ہے — ایک گالی نہ بیوفا دینا

شمع جلتی ہے شمع رخ کے حضور — گلعذارو اسے بڑہا دینا

کیا تو ای چشم تر بڑہیگی بہلا — دل گہٹا کا نہ یون گہٹا دینا

پرتو اونسے کہو کہ کیا کشش و پیچ
پنجہ خورشید سے ملا دینا

رہزن نے مجہکو راہبری کا پتا دیا — جس وقت راہ مار کے رستہ بتا دیا

مشتاق طبت کے جلوے کو دل دیکے شیخ نے — آئینہ ہے کہ شرع کا پردہ اوٹہا دیا

دیوانے رو دہونکے ہین سب کتے پیٹ کے — در پیش جای بادیہ گردی ہے بادیا

قوال بہاٹ کنچنیون کو نہ دے کوی — یہ ناسپاس کہتے ہین لے کے کیا دیا

دل لیکے تم نے دکہہ جو دئے فکر کچہ نہین — ہو جائیگا حساب مین داخل لیا دیا

کیونکر کوی بلا سے جہانگیر سے بچے — اس دور مین ہے سب کا طریقہ فسادیا

داغ فراق عارض روشن ہے پر ضیا — تمنے سیاہ خانۂ دل کو دیا دیا

دوری کا داغ خانۂ دل مین ہے مشتعل — کیا تم نے اس مکان مین روشن کیا دیا

بوسے لئے جو ہم نے تو دی تم نے گالیان — سب دفتر عمل مین رہیگا لیا دیا

پرتو کی روشنی طبیعت ہے آفتاب
دم مین جہان شعر کو روشن بنا دیا

دم ہے تو پہنچے قالب بیجان ملاقات — دل ہون مین براے پر پنہان ملاقات

در پردہ تہا مجہ سے تجہے ارمان ملاقات — گوشہ تہا ترا گوشۂ دامان ملاقات

اس سے ہے شب قدر ثناخوان ملاقات — یا اوسمین شرف بخش رہے آن ملاقات

دلچسپ ہے کیا نعمت الوان ملاقات
ہر وقت ہشو مہمان سر خوان ملاقات

بوسہ زر نقد گل خندان ملاقات
پستان ثمر نخل گلستان ملاقات

عطر و گل و شیرینی و نقل و گزک و پان
یہ چند ہی تو ہین سر و سامان ملاقات

صحن چمن و ابر و مئے و ساقی و مطرب
کتنا یہ مزیدار ہے سامان ملاقات

کرتی ہے تری وعدہ خلافی متحیر
پیمانۂ جمشید ہے پیمان ملاقات

کیونکر نہ لگے لو بہلا اسکی مرے دل کو
عارض ہے ترا شمع شبستان ملاقات

چیچک کے ترے داغ ہین یہ نور سے پر نور
تارون سے بڑہی زینت دامان ملاقات

ق

بس حسن سے ہے عشق کو تحریک سراپا
یہ جسم ملاقات ہے وہ جان ملاقات

آزاری ہین اس دور کے معشوق خبردار
سوزاک ہے اک سوزش پنہان ملاقات

کچھ نیک نتیجہ ہی نہین صحبت بد سے
پرہیز ہی بہتر دل خواہان ملاقات

نزدیک سرہ وہ ہو گئے ہوش سے مین دور
خلوت سے مجھے کم نہین میدان ملاقات

پہر لو کہ تو جیب سحر وصل کا بس چاک
ای مہر ہے چاک سر دامان ملاقات

ق

آتش قہر بتان مین ہون سمندر کی طرح
بارش ابر ترحم مین سمندر کی طرح

محفل رقص کا مختار ہے اللہ غنی
محو آئینۂ خود بینی سکندر کی طرح

کافی برہان قوی بو الہوسی کی ہے یہی
کاٹے جاتا ہے جو اپنی ہی بن زر کی طرح

کسقدر قلزم خوبی کا ہے غم دریا دل
دیدۂ تر مین طلاطم ہے سمندر کی طرح

غیظ سے صورت نیسان جو برس پڑتے ہین وہ
صدف چشم کا ہر اشک ہے گوہر کی طرح

دیکھ پائین جو فرشتے تو کہینگے ای حور
ہمنے جنت مین بہی دیکھے نہ ترے گہر کیطرح

جہان عاشق مین غریبون کی طرح کثرت سے ہے
وہان کمیاب ہین یہ سیم بدن زر کی طرح

جوہر ذات جوانمرد کہان چھپتا ہے
دم پیکار کہلے جوہر خنجر کی طرح

جوہر ذات مین اور جوہر صحبت مین ہے فرق — یہ ہے مانند عرض اور وہ جوہر کی طرح

واہ جوہر بھی شرافت کا عجب جوہر ہے — کبھی چھپتا نہین یہ مہر منور کی طرح

لاکھ ہون گرم تقاضے نہ پسینا آئے — بیحیاؤن کا دل سخت ہے پتھر کی طرح

پرتو اوسکا جو کبھی مہر کرم رنگ نہ دے

اپنی معدن مین جواہر ہی ہون پتھر کی طرح

خط و رخ مین بہم ہین حسن و قبح — روبرو دمبدم ہین حسن و قبح

مہ و ہالہ کا بڑھ گئے گھٹنا واہ — دیکھئے بیش و کم ہین حسن و قبح

نازنین کج ادائی کرتے ہین — شاہدون مین بہم ہین حسن و قبح

یہ کثیف و لطیف ہوتا ہے — شامل حال دم ہین حسن و قبح

ترے گھر مین ہین کیون بہار و خزان — کیون نصیب ارم ہین حسن و قبح

پاؤن دنیا مین دیکھکر رکھئے — راہ مین ہر قدم ہین حسن و قبح

زیب افزا تو ہین مگر نہ بڑھین — زلف کو پیچ و خم ہین حسن و قبح

ای حسین دس جفا سے تجھ مین بہم — ترے سر کی قسم ہین حسن و قبح

فرق رکھتی ہے صورت و سیرت — یہان سب مین بہم ہین حسن و قبح

دیکھو پرتو یہ روح و نفس کی سیر

ہر بشر مین بہم ہین حسن و قبح

بے یار ہے بہار مین آزار کی طرح — نرگس دکھائی دیتی ہے بیمار کی طرح

تیرہ نصیب اوج نہ پائے کوی یہان — سایہ کہان بلند ہے دیوار کی طرح

ہر کافر طریق محبت کی آرزو — وہ بت گلے ملے کہین زنار کی طرح

کھلتے ہین بیحیاؤن کی باتون سے باحیا — گویا زبان چلتی ہے تلوار کی طرح

عاشق کی دل لگی کا ضرور اسمین ظہور ہو — جنت مین ہو جو خانۂ دلدار کی طرح

افسوس اس زمانے کا یہ حال غیر ہے
اپنوں سے پیش آتے ہیں اغیار کی طرح

کہا صفحۂ زمین پر اس دور کے بشر
صدقے ہیں اپنی چال کے پرکار کی طرح

ثابت ہے آفتاب و قمر سے کہ چرخ نے
اچھی اوڑائی انجمن یار کی طرح

یہ تفرقہ جدا ہے نصیبوں کے پھیر کا
میری طرح سے ملتی نہیں یار کی طرح

ناز و کرشمہ سحر فسون عشوہ و ادا
دیکھی ہے یار ایک ہی دو چار کی طرح

یہ انتظام محکمۂ حسن اور ہے
عاشق کو پوچھتے ہیں گنہگار کی طرح

پھر تو کا دل دکھانے کو اوس مہربان نے
سیکھی ہے خوب چرخ ستمگار کی طرح

نفس پر اپنے تو نادان کبھی بیداد نکر
ہو نہیں سکتا اگر غیر کی امداد نکر

سرد مہری کی تری سختی سے ہے اور ہی شکل
پارہ برف کو آئینۂ فولاد نکر

عاشق چشم ہوں کہتا ہے مجھے مردم رشک
یاں کسی شخص کی عرضی پہ کبھی صاد نکر

اے جنون دامن صحرا میں نہ چلا اتنا
یہ اگر دامن مادر بھی ہے فریاد نکر

نورتن کے ہیں ترے دانت میں جوہر ایسے
خندہ کہتا ہے کہ تو نگ کو کبھی یاد نکر

مرے دل کا الم آباد جو آباد کیا
پھر کہیں اور کسی شہر کو آباد نکر

کھینچ زلفوں کے خم و بر بھی پیچ و تاب
سر بسر مو قلم مفت کی بہزاد نکر

ایک اٹکوتی ہے تجھے ایک ہی بیٹی اے زر
سیکڑوں شخص کو دنیا میں داماد نکر

آرزو ہے کہ تو خوش کر دے مرے دل کو جان
کون بولا تجھے ناشاد کر اور شاد نکر

بس پھر تو مشتاق ترحم سے یہی
پھر اک آہ کر اور ظلم تو ایجاد نکر

ابھی ماروں میں چار میں بیخطر
ترے اُنچہ پر ہاتھ دل دینے پر

پروانے سے فرصت نہیں رات بھر
شب ہجر میں آنسوؤں کے گہر

کہا میں نے ہی پہلے بیشک تجھے | ستم سہکے آمادہ بیداد پر
کہوں کیا تری خوب ہے یا خراب | دل مبتلا پر نظر ہے جگر
تو خوش ہو کہ ملتا ہوں میں ای رقیب | بہم دست افسوس آٹھوں پہر
بہت باہر اور اندر آیا گیا | شب وعدہ بیکل میں آشفتہ سر
میں اچھا جو لگتا ہوں اوس شوخ کو | برا لگتا ہے یہ عدو کو مگر
مرا اوٹھتے ہی دوڑ کر آ لگا | دعا کے لئے ہاتھ فورًا اثر
عوض سارا جانے کے آدہا گیا | شب وصل میں تیرے تہا جو ڈر
اوٹھے جب تو ٹھہرائے ٹھہرے نہیں | کسی شخص کا آب و دانہ مگر
تو خود ڈال لیتا ہے کیوں ہاتھ سے | یہ الزام اغیار کا اپنے سر
عبث گھس رہا ہے تو ای بوالہوس | فقط ایڑیاں باب امید پر
نکلنے کے بدلے اٹک ہی گیا | مرا کام تقدیر سے بس مگر
اوٹھا تو گھا گھسلے نکلا پڑا | نظر ہاتھ پر کہانے والے کے کر
جو موٹا گھسا صاف چیرے گیا | نوالے سے حلقوم نازک مگر
رکھا ہاتھ سے سارا اندر رہیں | بنا پان کا اوسنے بیڑا اگر
اگر سخت پکڑ دن تو دکھنے لگے | کلائی ہے نازک تری اسقدر
کروں زور سے میں دبا کر ابھی | کلائی مگر تجھ سے بیداد گر
کیا زیر اور پھر کرونگا بھی زیر | کروں پنجہ تجھ سے جو بار دگر
کیا جب تو ہلا کے دکھتی ہے بس | کبھی پنجہ وہ نازک انگلی مگر

لگا مہربان کو بھی پر تو بھلا
مرے شعر کا رنگ شام و سحر

چین پڑتا نہیں بیمار کے پاس | کرب ہے عشق کے آزار کے پاس

درہم داغ فلاکت کے سوا
واقعی کچھ نہین نادار کے پاس

صدقہ کسیکا نہین رزق غریب
رکھ لیا اوسنے تو خوددار کے پاس

ایک بیکاری ہی بیکاری ہے
کام کوی نہین بیکار کے پاس

پہر تو بے موت مرینگے اغیار
یار پہر تو جو رہے یار کے پاس

انداز دلفریب کہ دلچسپ ادا نہین
کیا جان جیسے مرنے کا تجہ پر مزا نہین

کب دل ہزار جان سے عاشق ترا نہین
کب میری جان زار کو تیری ہوا نہین

کیا جان نثار پر یہ کوی افترا نہین
دم ماریگا کسیکا یہ ای مہ لقا نہین

بیداد کونسی ہے جو تجہکو روا نہین
خون کسکا ہاتھ پاؤن مین تیرے حنا نہین

ہردم مری کنار مین وہ دلربا جو ہے
کیا ہے جو انبساط دل مبتلا نہین

چٹکی مین جب مری سر پستان یار ہے
کیا یہ مساس وصل مین لطف انتہا نہین

رخ دل کا ہے مدام اوسی کعبہ رو کی سمت
تجکو سفر مین حاجت قبلہ نما نہین

کچہ عرض ہے تو قاضی حاجات ہی سے ہے
بندون سے بندے کو تو کوی التجا نہین

دل تیری تخت گاہ ہے نظرین ترے لوا
ای شاہ تجہکو حاجت تخت و لوا نہین

اوس گل کا وصل بلبل دل کو ہے جان فزا
فصل بہار باغ اسے پر فضا نہین

اس گہر کو ناحق اوسنے اوجاڑا غضب کیا
اوسکے سوا کوی دل شیدا مین تہا نہین

قانع ہے چین سے کہ قناعت کا ہے خیال
حارص ہے پائمال سر اکتفا نہین

منظور قتل ہی ہو تو ابرو کی تیغ بس لے
تلوار بے گناہ پر اپنے لگا نہین

بیداد سے خفا نہ ترحم سے خوش ہون
دونون پرانے دوست ہین کوئی نیا نہین

بوسے کی بات پر نہ کرو منہ بنا کے ظلم
پیاری خطا کی کیا کوی پیاری سزا نہین

زاہد کو تکیہ اپنی عبادت پہ ہو تو ہو
عاصی کو غیر ذات کریم آسرا نہین

دستور ہے بھلا کوئی لگتا ہے جب تو پھر
کتنا ہی وہ برا کرے حق مین برا نہین

ناصح برا کہا مرے معشوق کو غضب
آنکھون سے میری دیکھ کہ اچھا ہے یا نہین

نادان کی بات کا مین برا مانتا کہان
جسکو سمجھ نہین کوئی اوس سے گلا نہین

تیری ذقن کو چشمۂ خورشید کیون کہون
کیا پیش چشم خشکی کا بھی ماجرا نہین

ناساز ہے خیال جو تشبیہ دون کوئی
سازون مین یار تیری سریلی صدا نہین

بس ابتدا مین وہ نظر آتا ہے تیرا ظلم
ای بے شعور جسکی کوئی انتہا نہین

مقتل مین تیری تیغ کے ہر ایک وار پر
قاتل زبان پہ کسکی بھلا حبذا نہین

بوسہ لیا ہے گر لب جان بخش یار کا
کیا یہ بھی ایک جرعۂ آب بقا نہین

پرتو وہ بادشاہ ہوا جسپہ پڑ گیا
کیا مہربان کا سایہ بھی ظل ہما نہین

قطعہ تاریخ طبع دیوان سوم حضور مصنف از حضور مصنف

دفتر تعریف مہرویان ہے یہ
لفظ کو ہر ایک پرضو بولئے

لاف کا منہ کالا ای پیر فلک
تیسرا دیوان پرتو بولئے

۱۳۰۰

قطعہ تاریخ غسل صحت صاحبزادۂ بلند اقبال نواب قدرت احمد خان بہادر فرزند حضور مصنف از حضور مصنف دام اقبالہما

شفا یافت بس نور چشم ز درد
بافضال شافئ جان والسلام

نوشت ہست پرتو قلم شاد شاد
سنش غسل صحت مبارک دوام

۱۳۱۹

قطعہ تاریخ رسم ختان فرزند کسے از تمسخر

توسن طبع روان چل تو نہ اڑ
ورنہ کہا جائیگا کوڑے تڑتڑ

کیا مزیدار مزا نکلا ہے ۔ خوب کا ہی ہے یہ دنیا کی جڑ
۱۳۰۱

قطعۂ تاریخ خانہ داری کسے از تمسخر از حضور مصنف دام اقبالہ

فی الحقیقت یہ مثل تو زندگی کی جان ہے ۔ ہے پشیمان بیاہی اور اَن بیاہی کو ارمان ہے
فکر سن کی جب ہوئی پرتو قلم نے یوں کہا ۔ کہئے بند خانہ داری دار کا سامان ہے
۱۳۲۰ھ

قطعۂ تاریخ از نواب قدرت احمد صاحب بہادر طلعت خلف حضور پرتو دام اقبالہما

مطبوع طبع او والد چو گشت مرغوب ۔ طلعت برای سالش واساختم دہن را
تعظیم می نماید قند مکرر اداب ۔ دیوان قبلہ گاہی قبلہ بود سخن را
۱۳۲۰ھ

نظامی ۔ قطعۂ تاریخ جناب محمد نظام الدین صاحب فاروقی نبیرۂ افضل نواب شرف الامرا بہادر مرحوم کے ۔ سی ۔ یس ۔ آئی

پرتو کہ بعلم ہست خورشید ۔ کردہ است کتاب طبع چون ماہ
از دانش و فضل او چہ گویم ۔ خود دانش و فضل شد ہواخواہ
از نسبت او شرف بہ اوج است ۔ از قربت او عظیم شد جاہ
چون طبع نظام من نظامی ۔ بر ناظم و نظم کرد صد واہ
تاریخ بر آمدہ بہ منقوط ۔ در سال مسیح قیصر کوتاہ
۱۹۰۲

ادیب ۔ جناب آغا عبد الباقی صاحب نمازی شیرازی ولد جناب آغا عبد الصمد صاحب نمازی شیرازی شاگرد جناب شریف الشعرای مدراسی مد ظلہ

شاعران حال مست جام فیض ۔ پر ز نوا ہم ایاغ شاعری
از عمر زیبا بگفتہ ہاتفم ۔ سال منقوط چراغ شاعری
۱۳۲۰ھ

بقیہ دیوان مطبوع فارسی حضور مصنف دام اقباله

بسم اللہ الرحمن الرحیم

همقافیه بر غزل جناب مرزا اجلال اسیر

قفل لب زخم بسمل ما	شد غمزهٔ چشم قاتل ما
از برق نگاه تو چه سازد	بیناخنگیست حاصل ما
حسرت شده جانشین در بر	خندانست به پنجه اش دل ما
در سایهٔ زلف جان پریافت	از وحشت بی سلاسل ما
کردند هوا آتش رکن چارم	در آب و آتش و گل ما
پیچیده ز عشق بسکه بودیم	تو پیچ شگفت از گل ما
ارمان همه از نصیب واژون	در دل شده حسرت دل ما
در آئینه چون شگفتی از عکس	صد لاله شگفت در دل ما
هر جاهل وقت منکر حق	هر قابل عصر قایل ما

پرتو کرم کریم برحق
آسان بنمود مشکل ما

همقافیه بر غزل جناب مرزا اجلال اسیر

دهان غنچه در رنگ ترانهٔ دل ما	به خندهٔ تو خموشی بهانهٔ دل ما
درین سرا نه بود دل یگانهٔ پابند	حریم خانه بدوشیست خانهٔ دل ما

براه چین جبینت بعشق تا بزلف
بشاخ آهوی چین آشیانهٔ دل ما

بگلستان محبت ثمر نمیدانیم
رسیدست و تمنا ز دانهٔ دل ما

بپرس منزلت آفتاب عالمتاب
که ذرهٔ ایست برین آستانهٔ دل ما

بگهی نمی‌شنود مهربان دمی پرتو
فسانه ایست عجائب فسانهٔ دل ما

همقافیه بر غزل جناب مرزا جلال اسیر

داشت حسنش درمیان آئینه را
گرد گرد ما نهان آئینه را

جلوهٔ حسن تو انشا کرده است
نور چشم امتحان آئینه را

شبنم گلزار حسن گرم تست
ای گل آئینه‌دان آئینه را

سینهٔ صافی دل پرداغ ما
کرد صبح گلستان آئینه را

عکس هر چاک قبای ناهره
چاک سازد چون کتان آئینه را

می‌شناسد حیرتم پیش بتان
مهربان بی‌زبان آئینه را

تیر آه دل گدازم هم ضرور
بخشد ابرویش کمان آئینه را

بر دل حیرانست گرد خواب و خور
صد نمد دارد نهان آئینه را

تا زمانی بود از رویش دوچار
گلستان شد بوستان آئینه را

آفتابم کرد ای پرتو عطا
روشنی جاودان آئینه را

همقافیه بر غزل جناب مرزا جلال اسیر

جنونم کرد عنقا نیشتر را
بدستم نیست ره خار نظر را

سراسر پردهٔ نیلوفری شد
خیال زلف چشم خیره‌شر را

پریشان نیست خاطر جمعی ما
خبر از خود نباشد بیخبر را

تفکر در وجود خویشتن کردم | بدیدم سیرهای بحر و بر را
بترس از طبع بیباکانهٔ خود | خطر از خویشتن هر بیخطر را
بعزلت می شناسد حال و قالش | خبر از غیب باشد بیخبر را
ببین چشم تر و لب خشک | نمایان کرد سیر بحر و بر را

بچشم بی تباتی چون بهبینم
حبابی دانم ای پرتو گهر را

دیدم بخواب شب صنم گلعذار را | چیدم گل مراد سراپا بهار را
بگذشت از خیال رفاقت زگوشه ات | نظاره کن قرار دل بیقرار را
ای دست رشک زلف معنبر زشهر هند | کن تار تار دامن دشت تتار را
حسن عذار و زلف کسی کرد مشتغل | ای چرخ لطف توام لیل و نهار را
من ننگ مهر و عار وفای پری وشم | از من چه ننگ و عار بود ننگ و عار را
بی اعتبار معتبر و غیر معتبر | تا چند اعتبار بود اعتبار را
آمد چو پیش آن گل یکتای روزگار | شرمنده کرد لؤلؤی یکتا هزار را
سیر بهار گلشن هستی میسر است | نظاره میکنم گل رخسار یار را

پرتو بهجران مه بیمهر روز و شب
تسکین نصیب نیست دل بیقرار را

مردم چشم کنم روی ترا | بنگرم جلوهٔ نیکوی ترا
سحر و شام بپوشد چو نیام | نگرم خنجر ابروی ترا
هست چون آب روان طبع روان | سرو گفتم قد دلجوی ترا
حور داند چو ترا بلبل دل | خلد خواند چمن کوی ترا

گل خورشید نیاید بنظر

پرتو شیفته روی ترا

همقافیه بر غزل جناب مرزا جلال اسیر

کردیم چراغ داغ پیدا — شد جلوه بی سراغ پیدا

گردیده بفکر نرگس تو — در سینهٔ لاله داغ پیدا

شمع رخ یار چشم گردش — گردد ز دل چراغ پیدا

شد زمزمهٔ گلوی شیشه — پیدا ز لب ایاغ پیدا

مانند چراغ چشمه دارست — هنگامه شود ز داغ پیدا

پرتو شده از تو چشمه گار — پنهان دهن و سراغ پیدا

سست میگردد دل بیکار ما — خواب جوید دیدهٔ بیدار ما

وحشی شوخ نزاکت پیشه ایم — بر زبان خار شد خونخوار ما

سر بسر بر بوم میگردد هما — آمده در سایهٔ دیوار ما

در تماشای چشم تو موزون چو شد — گشت منظور نظر اشعار ما

دیده و دل صرف رنج حال خود — غم خورد بر خویش هر غمخوار ما

یار پرتو مست جام عشق شد — دل ربودش ساغر سرشار ما

ای روی تو حاصل چمن ها — زلف تو خلاصهٔ ختن ها

تا نیست میسر از تو حرفی — خار است زبان بهٔ دهن ها

شمع شده از زبان شعله — سر گرم تصور سخن ها

بام تو بمنزل فلک هاست — سیاره چراغ انجمن ها

منظور نگاه انز وایم — اعزاز کسی نمود تنها

پرتو به نصیب خویش نازاست
دیدیم زمهربان محن ها

گردش سعی برای دگران در پیش است
آشیا گرد و بی فیض ز فیض خویش است

خویش را صورت شمع از غم پنهان سوزد
در شبستان جهان انکه مآل اندیش است

امن خانه چو بخواهی بجهان موذی باش
همس خانهٔ زنبور هراس نیش است

تا بمنزل نه ترا توشه تاسف گردد
فکر زاد سفرت کن که سفر در پیش است

چون نه حیوانیت از طبع بشر انس کند
پرتو از غور ببین دایهٔ عالم همیش است

آرایش تو جلوهٔ تمثال دیگر است
در راه شوق آئینه سد سکندر است

چندین تپ فراق شرر ریز و در بر است
هر آه گرم غازهٔ خورشید محشر است

منظور عشق پرورش طفل آرزو
بهر غذا از خون دلم شیر مادر است

با دایهٔ هوای جهان چون بسر کند
پروردگار طفل دلم ناز پرور است

زیور بود برای جوانمرد آبرو
شمشیر را از آب دم خویش جوهر است

مرغ دل آشیانه کند در کف بتان
این طایر مرا پر و بال سمندر است

پیدا ز مطلب خط هر جبین همی شود
عشاق را جبین تو لوح مقدر است

پرتو به بزم او شده ثابت بچشم ما
هر دو را آفتاب فلک دور ساغر است

همقافیه بر غزل جناب هلالی

به بزم یار اگر نیست غم یار کجاست
انبساط دل غمخوار وفادار کجاست

از تپ هجر بر آتش زدنم بیجا نیست
زیب گوش هوس آن گرمی گفتار کجاست

تاج شمعست از این غم که به بزم شه حسن
چشم بیدار مرا طالع بیدار کجاست

خلق دیوانهٔ حسن رخ مطلب باشد — هیچکس را بکنارش دل هشیار کجاست

تا کجا چهره شکستن دل پرتو هے هے
راز پوشیده مگو محرم اسرار کجاست

نثرے به پراگندگیم جملهٔ گیسوست — شعرے به ثنای نگهت مطلع ابروست
شد لقمهٔ فکر لب خاموش حسینان — چون پستهٔ بوسیده مرا گوشت تن و پوست
روی به نگاهم نبود غیر رخ یار — در دیدهٔ یک بین من اے دل همه شی اوست
هر مردم چشم آئینهٔ جلوهٔ جان بخش — هر داغ دلم صفحهٔ تصویر غم اوست
در چشم حسینان جهان جلوهٔ رعنائش — همصورت بادام دو مغز است به یک پوست

در هر نفس روح فزا هست هوایش
دل در بر پرتو است هجوم هوس دوست

دل در کنار شیفته است آرزوی تست — مردم بچشمهای طلبگار روی تست
بنگر مشاهدهٔ خو چو آرزوست — این پیکرم بعینهٔ تصویر خوی تست
امید خشکی لب مژگان غریق یاس — در چشم اشکبار مدام آبروی تست
گلگشت گلشن دل آشفته میکنم — ای گلعذار پرده نشین جستجوی تست

پرتو باشتیاق خط سبز گوید این
سبز در ریاض دلم نازبوی تست

غزل بمعنی با رعایت لفظی

عاشق تصویر حیرانی مصور صنعت است — گردبای موقلم آئینه وار حسرت است
خواهش مهجور هم بے اعتنائی از جواب — وصل را در انتظار بیوفا چون فرقت است
دل فدای گوشهٔ عزلت شود پیدا چرا — جلوت راز نهفته انزوای صحبت است
پای خم دست سبو حلقوم مینا روی جام — نغمهٔ بلبل بگلزار طرب کیفیت است

مهربان پرتو از ماه دو هفته چار چند
چون هلال ابروی روشن آسمان طلعت است

ای پریشانی که از تقدیر ما را خورسند شد
گر نه سازی پردهان ساعی از مطلب تهیست
گر شود تخفیف از گریه به تکلیف نصیب
سیر عالم میکنم تا صبح بر شب دیز عیشش

در فراق تو جدا با یکدگر عنصر شود
ز آسیای پردهان دامان کوشش پر شود
دور از بزمت بگریم قطره قطره دُر شود
جرعهٔ جام وصال یار ما را جز شود

هنگر این از بار اعمال خود ای پرتو ست کوز
پیل مست آسمان اندر جهان اشتر شود

شکر با ضعف و نقاهت را که لاغر تن کنند
دل چو شد روشن توان افروخت زو صد شمع دل
طفل اشتر میکند آخر پدر را شتر سار
این چنین در هر نظر تسخیر دلها کرده است

شد سبکدوشی گریبان مرا دامن کنند
چون ز یک شمع فروزان شمعها روشن کنند
ناخلف اطفال اشکم رو کشِ دامن کنند
چشم جانان را بچشم این مردمان چون زن کنند

چشم بر جذب دل پر داغ پرتو داشته
گر پئے گلگشت خوبان رو به هر گلشن کنند

منظور خاطر تو چو فریاد می شود
خوش باش ای جنون کرم گستر دلم
از ناز هر سخن که فراموش میکنی
پر چشم نذر کردهٔ نظاره گشته است
دل دادهٔ جمال تو هر مردمک بچشم

فوراً تشفیٔ هوس داد می شود
ویرانه از تو خانهٔ آباد می شود
از رشک حرف حرف مرا یاد می شود
دو منظر ای تو منظر آباد می شود
پابند آرزو دل آزاد می شود

پرتو ز اشتیاق دل مبتلا مپرس
آوارهٔ هوائے پریزاد می شود

همقافیه بر غزل جناب هلالی

زین رو دلم به گلشن کوی تو می کشد
چون بو هوای عشق بسوی تو می کشد

جان را به پای مطالب دلکش فدا کنیم
کو آن کمین که تا سر کوی تو می کشد

مفت از دلم کشیده شود دام زلف تو
دست از شکار حلقهٔ موی تو می کشد

هرچند احتراز کند بوی او ز من
لیکن دماغ دامن بوی تو می کشد

فخر نیاز عشق بود حسن ناز دوست
دل صدمه از رعایت خوی تو می کشد

از یاوری بخت هم آئی چنین بما
الا چو اشتیاق بسوی تو می کشد

گردد کجا ز پرتو مشتاق صاف دل
هیهات ستر آئینه روی تو می کشد

سبب گریه اگر فتنهٔ پرویز شود
چشم تر ساغر شیر شکرآمیز شود

وجه رنج است چو افزود ز حد نرخ برنج
مرد محتاج ز محتاجی خود هیز شود

در شب وعده بود خواب پراگنده خیال
انتظار تو مرا ساعت شبخیز شود

شود از گوهر مقصود دلم پر دامان
گر دمی لعل دو نیم تو گهرریز شود

چشم بیمار تو از سرمه چو دنباله کشد
بر سر عاشق بیمار بلاخیز شود

از خدا خیر دل پرتو شیدا خواهم
خنجر خانه برانداز جهان تیز شود

همقافیه بر غزل جناب ذاکر علی صاحب المخاطب به معتمد خان اکرم مدراسی

بو خط دیدهٔ سرشار خط جام بود
رشتهٔ موج می ناب چو گلدام بود

یاس در عالم اسباب تسلی بخشد
مردم چشم طلبگار در آرام بود

نام من ارچه بنگیری تو ز دوراندیشی
دشمن بوالهوسی درخور دشنام بود

ناخدا کشتی صبر دل آشفته چه داشت
اندرین بحر چو دم به صنم رام بود

پرتو از هجر گلی پیک صبا دم جوییم
تا بپای طرب آمد پیغام بود

همقافیه بر غزل جناب ذاکر علیصاحب المخاطب به معتمد خان اکرم مدراسی

گل نیست واقف قدح مل علی الخصوص
اگر ز لطف خار تو بلبل علی الخصوص

مست کند برای بیایم اگر چه مست
گوید به بزم نغمهٔ قلقل علی الخصوص

از رشک قامت تو بشد سرو پا به گل
مالید گل ز شرم به رخ گل علی الخصوص

جور و جفا و ظلم و ستم ار چه دشمن است
عشاق را بلاست تغافل علی الخصوص

پرتو شنید نغمهٔ ما چون ز باغ هند
ناله کشید بلبل آمل علی الخصوص

صد هزار اشتیاق میدارم
همه رهن فراق میدارم

ای قدم رنجه کن بخانهٔ من
آرزوی وفاق میدارم

رونق محفل تصور را
از غمت شمع ساق میدارم

در جدائی خنجر ابرو
زیست بالای طاق میدارم

فرقت تو نهال ای پرتو
در دل خسته شاق میدارم

قربان جمال دل فریبم
ای یار ز دور هم قریبم

باشب چه جلوه مستر
در بزم هستی خوش نصیبم

بی روی تو بی شکیبم ایجان
روی تو بود رخ شکیبم

هم پهلو و همکنار و همدم
یارب کن دور از حبیبم

آن بت چو ز جور ساز شده کرد
هر کس گوید که من غریبم

آواره ام از هوای وصلش
بر باد شدن نشد عجیبم

گرد از تب هجر سرو مهری
محو دهن و کمر شمرده

یخ خورد مزاج وان طبیبم
گم گرد ز چشم خود نصیبم

ای پرتو تکمهٔ گریبان
مهر است ز نور جامه زیبم

تماشائی برق و باران تو و من
ز طبع پریشان و زلف پریشان
گلی از رخ و بلبلم از دل زار
ترا عارض صاف و ما را دل صاف

لب و چشم گریان و خندان تو و من
درین گلستان سنبلستان تو و من
بگلزار عالم چه شایان تو و من
چو آئینه بر خویش حیران تو و من

تو مهر جهان تاب و من پرتو تو
پی نسخهٔ حسن عنوان تو و من

همقافیه بر غزل جناب صهبائی

آن سخت دل اگرچه نگرید برای من
بگریست چشم حلقهٔ زنجیر وای من

درچارسوی دهر بداند بهای من
انداز آن نگار وفا آزمای من

زلف سیاه دام نگردد برای من
هر موی من بگفت زبان گشته وای من

خوابش شکست قید وفایم هزار بار
بیدار باد طالع زنجیر پای من

سیماب ریز تیغ نگه در نظر گرفت
بیتابیم فزود دل جانگزای من

از غفلت آشنائی من در جهان مپرس
تعبیر باز خود رود از خوابهای من

آن خانه جنگ گفت نه اهل وفا بیاب
دندان شکن جواب ز تیغ جفای من

آن بلبلم که بهر تسلی به باغ دهر
بشگفت در کنار گلستان برای من

تو شد جگر فراق بسعادت نشان مدام
تا حال استخوان نخورد این همای من

امن از جفا و جور عدو غیر ممکن است

پرتو اگر کرم نکند آشنای من

جفا آن تست و وفا آن من — چنان شان تست چنین شان من

بخندد بگلزار بر روی گل — صبا گر وزد از گلستان من

چو بود در هوایش پرید از قفس — دل عندلیب غزلخوان من

به پندار سودای من نقش بست — که میدان حشر است میدان من

ندانی فقط اختلاط زبان — بگویم ز دل من ترا جان من

من آن پرتوم بر زمین ای فلک
قمر چهره هستند خواهان من

ق

نمود پرتو مهر تو ماه را روشن — صبای لطف تو کرده است دشت را گلشن

بماند دشنه و شمشیر و تیغ و خنجر و تیر — که سخت جانی عاشق بجسم شد جوشن

شکست چون دل نازک زمانه جنگی یار — به یاد آوردم سرگذشت جنگ پشن

نشد چه مستحق رحم خیر خواه ضعیف — بخواهد این همین ماند وصل چون بیژن

حسین عشوه بپوشد لباس استغنا — ادای تست باندازهای تازه فن

بود بهل دخانی که مختلف غمها — به سینه ساخته تعمیر دل که استیشن

چنان براه تلاش تو هست آمد و شد — شود ز گردش تقدیر دمبدم جنکشن

مدام آه شرربار میکشد یارب — دهان عاشق دل تفته هست برقی مشن

ز مهر خود بود اصنام مهوشان ناله
بعهد خویش الهی چه پرتو است کشن

ق

قران مشتری و زهره میشود روشن — از اتفاق من و مهربان درین گلشن

درین مقدمهٔ کارزار حرص و هوا — قبای خوی توکل بود مرا جوشن

یسا دلان دو چشمش چه آتش افروزند — هنوز صلح نخواهد مثال جنگ پشن

بود ختن خجل از گیسو و حلب ز عذار — یمن ز لب خجل است و ز روی تو گلشن

گداز و سوز محبت چو شمع ای پرتو
مرا نصیب شد از فیض طالع روشن

ای غنچه لب هزار گلستان فدای تو — بلبل فدای گل دل من مبتلای تو
ای شمع شب فروز مسرت چه انقلاب — صد داغ سوختیم به سینه برای تو
قربانش جان زار که مهمانست پنج روز — سرمایهٔ حیات و دوامی هوائی تو
تعبیر غفلت از چه کنم حیرتم ربود — گردیده ام بخواب میسر لقای تو

پرتو شمرد غیرت خورشید و مه ترا
روز و شب است پیش نظر جلوهای تو

برق است یار خندهٔ دندان نمای تو — سوز و شکیب عاشق دلسوز ادای تو
هر شب بخواب بینم و هر روز پیش چشم — قربانِ خوابِ صحبتِ تعبیرزای تو
مردم بچشم مردم آبی ز جوش اشک — تمیز خشک و تر نبود در هوای تو
تا گوشه یار در دل عاشق گرفته — اهل نظر نثارِ سرِ انزوای تو

پرنور تر رخت بود از روی آفتاب
چون جام ماه دیدهٔ پرتو فدای تو

ای راحتِ جان حزین از من چرا رنجیدهٔ — من جان نثار تو چنین از من چرا رنجیدهٔ
مشتاق وصلم دلربا مجبور فضلم دلربا — بیدل در اصلم دلربا از من چرا رنجیدهٔ
از بهر تو رسوا شدم بدنام سر تا پا شدم — خود ننگ عالم تا شدم از من چرا رنجیدهٔ
لطف و ستم سنجیدهٔ این بیش و کم سنجیدهٔ — هر دو بهم سنجیدهٔ از من چرا رنجیدهٔ
ناز و نیاز ما و تو پوشیده راز ما و تو — ای دل نوازِ ما و تو از من چرا رنجیدهٔ
بر بیستونِ عشق من زنگ دل صد کوهکن — اک بوسه ای شیرین دهن از من چرا رنجیدهٔ

در سوز و غم درمان من پیغنه انار ایجان من | این اکل و شرب ارمان من از من چرا رنجیده

من عاشق تو بی گمان من طالب تو هر زمان
من پرتو آزرده جان از من چرا رنجیده

دیر آمدی و شتاب رفتی | در چشم زدن چو خواب رفتی
صبح شب وصل بی تأمل | از بر چو دل خراب رفتی
شب گشته برقع تکلف | یعنی عقب حجاب رفتی
سرشار مئ وصال کرده | مثل قدح شراب رفتی
شد صبح فراق صبح پیری | چون ایام شباب رفتی
در طرفة العینی ای شب وصل | شکل رنگ خضاب رفتی
بیتاب شدیم رفته رفته | چون تاب دل خراب رفتی
بیجان کرد ای پری فراقت | چون جان پر اضطراب رفتی
بلبل تو هزار جان فدا شد | در باغ چو بی نقاب رفتی
ای سیل کرم نه دیدمت باز | از دیدهٔ تر چو آب رفتی
تصویر ترحم آمدی لیک | آخر همه تن عتاب رفتی
اندر نظری نه بحر هستی | ای غافل چون حباب رفتی
از سوختگان چرا تنفر | چون از ذوق کباب رفتی
آن چهرهٔ صاف و روی تو حیف | ای آئینه در جواب رفتی
تاریک [illegible]ن بچشم پرتوست | همصورت آفتاب رفتی

بیدار — مرزا الهی بخت خلف جناب مرزا سلطان بخت بهادر مرحوم و مغفور

طبع دیوان حضور ما چو شد | غرق آب رشک گشته هر چمن
آمده اندر نظر بیدار سال | وه چه از قوس فلک تیر سخن ۱۳۲۰

تتمۂ متفرقات دیوان سوم

وصل دلدار کا دل کو مرے ارمان ہوا — پوری سیری ہوی بھوکا جو یہ مہمان ہوا
جوہر ذاتی ملامت سے جو نقصان ہوا — تپ افکار سے دل مایۂ ہذیان ہوا
عذر نادانی بہت خوب ہے غفلت کیلئے — لیکن افسوس ہے وہ جان کے انجان ہوا
نام دو چار دوا کے جسے معلوم ہوے — وہ سمجھتا ہے کہ حکمت سے مین لقمان ہوا
دشت و گلزار کی قسمت ہے پر وخالی مین — کوی آباد ہوا اور کوی ویران ہوا
جو ہوا دہر کی مہمان سرا مین پر خوار — پیٹ کے واسطے جینے سے ہراسان ہوا
رنج سہنے کی ترے ہجر مین عادت یہ ہوی — دکھ جو مشکل نظر آیا وہی آسان ہوا
دل پر داغ پہ آخر کو اوداسی چہائی — جسکو گلزار سمجھتے تھے بیابان ہوا
گہوڑے کاغذ کے لگے دوڑنے باہم کیا کیا — توسن طبع رواں جبکہ تہ ران ہوا
آگیا خواب مین جب آئینہ صورت کا خیال — صورت آئینہ مین آپ ہی حیران ہوا
مہر کرنے جو کہا تیغ کو وہ تولتے ہین — آفتاب آج مگر داخل میزان ہوا
شیشۂ دل کو جو توڑا تو دیا شیشۂ مے — خوب ساقی کی نگاہون مین یہ تاوان ہوا
اب تو انسان کا انسان ہی ہمدرد نہین — خلق ہمدردی کو انسان کی انسان ہوا
ناطقے کے ہی عجب رنگ مین سبحان اللہ — کوی لفاظ ہوا اور کوی لسان ہوا
نفع و نقصان ہی کے جہگڑے ہین دنیا مین فقط — یا کہین نفع ہوا یا کہین نقصان ہوا
فضل اللہ سے ہوے حاسد بدبین خاموش — جب [illegible] کی شب وصل کا سامان ہوا
کل ہی احسان فراموش ہوا یاد رکھو — آج کے روز جو کمظرف پہ احسان ہوا
زندگانی سے اوبے ہے موت گوارا ہی ہوی — آبرو والے پہ جو تہمت کہ بہتان ہوا

زرد پوشاکم سے وہ شوخ جو آیا مرے پاس | چشم بدبین پہ ہے آشوب کہ یرقان ہوا

خانہ باغ اوسکا جو یاد آگیا فرقت مین مجھے | شعلۂ آہ سے گہر مینرا گلستان ہوا

مہربان وہ بت سفاک ہوا جب پرتو | کافر امان نسے ہر ایک مسلمان ہوا

اس غزل مین ایک ہی زیر ضافت کا نہین ہے

داغ کے درہم سے مالامال ہے | عاشقون کے دل کا مفلس حال ہے

اسقدر وہ ہیما کوئی گاتا ہے بس | دیپ چندعی ہی ہو تو دھمال ہے

چار مین کہنے کو ہے جھوٹی دغا | کب کوئی حرکت تمہاری دال ہے

سینہ کوبی ہے یہ تیرے ہجر مین | آئینہ حیرت سے ہر گھڑیال ہے

بوسے دو مٹ جائیگا خط گال سے | کب ہتیلی مین کسیکی بال ہے

پانی مین ہے وقت کا پابند کون | پھر یہان کسواسطے گھڑیال ہے

گل کہان بلبل کہان پیارے کا گال | کونسے گل سے مشابہ گال ہے

مہربان کا زیور اہی پرتو بنے
سونا سورج کا کب ایسا مال ہے

غلط نامہ دیوان ہذا

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۹	۱۷	ام	باہم	۳۰	۲۰	گوئی	کوئی
۱۸	۲۱	اشنگ	اشک	۳۵	۱۵	ایرہو	اوڑھو
۳۰	۱۶	[illegible]	دلفریب	۳۶	۵	کمیت دمرنگ	کمیت اور سرنگ
۳۰	۱۸	سے	لگے	۳۷	۴	قرح	قزح
۳۱	۱۰	قتل	قتل	۳۷	۱۸	اوڑاے قوٹ	اوڑاے ٹوٹ
۳۱	۱۵	انگریز	نگریز	۳۸	۴	ابجھ	تابجھ
۳۸	۲۱	لی	پی	۴۴	۷	حواب	خواب

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴۴	۱۱	کھینچتا	کھنچتا	۱۱۳	۱۶	عیس	عیش
۵۳	۱۴	تلٹون	تلوٹون	۱۳۴	۱۰	بازوٹن	بازوٹون
۵۳	۲۱	پچیوٹنی	چیونٹی	۱۴۴	۱۱	نلوار	تلوار
۵۷	۹	بسی	بس	۱۵۱	۴	واہ ای	واہ ری
۵۹	۵	فداۓ	فداسے	۱۵۴	۱۶	کھاۓ	کھاسے
۶۰	۱۴	پنجہ	پنجہ	۱۶۹	۱۸	سنے	جنے
۶۱	۵	جانِ بخشی	جان بخشی	۱۷۰	۵	نہالِ عکس	نہال عکس
۶۱	۹	اخر	آخر	۱۷۵	۱۶	من	مین
۶۴	۱۸	تمش	منش	۱۷۶	۸	مرمرہ ہوا	مرمرہوا
۶۸	۲۱	تیرتر	تیزتر	۱۸۶	۸	گرنے	کرنے
۷۴	۲۱	قسست	قسمت	۱۹۰	۱۶	ک	کب
۷۶	۲۱	مبتلا	مبتلا	۱۹۲	۵	کیا	کیا
۷۶	۲۱	سے	ہے	۱۹۵	۱۷	لوصل	وصل
۷۷	۱۴	کدو	کدو	۲۰۹	۱۱	نامہ تقدیر	نامۂ تقدیر
۹۴	۳	والون	والون	۲۱۰	۶	جام میخانے مین	جام میخانے مین
۹۵	۹	ہوا الم	الم ہوا	۲۱۰	۱۱	ڈیر پہر کیون	ڈیرہ پہر کیون
۹۹	۱۲	خاک کے ڈھیر ہے ہرے	خاک ہو ڈھیر پہرے	۲۱۴	۱۹	جہوڑتا	چھوڑتا
۱۰۱	۱۵	اسے	اسسے	۲۱۴	۶	اوز	روز
۱۰۱	۱۵	پڑبجاتی	پڑجاتی	۲۱۶	۲	دہ روازے	دروازے
۱۰۲	۵	چنر	چنر	۲۲۶	۲۱	سمہر	بہمہر
۱۰۲	۶	نوح	نوحؔ	۲۳۶	۱۷	کل	نکل
۱۰۳	۱۹	گہر کی سر کی	گہر کی تیر کی	۲۴۵	۲۱	ووستون	دوستون
۱۰۶	۲۱	ڈاڑہین	داڑہین	۲۵۰	۳	پصرۂ	چہرۂ
۱۱۲	۳	ہبی	ہی	۲۶۲	۱	غربت	عزت
۱۱۲	۹	آسئے	آئے	۲۶۹	۲۰	سیکو	سبکو

یہ غزل کاتب کے سہو سے چھوٹ گئی تھی اسلئے بے ترتیب داخل کی گئی

وہ گل ہیں مگر رنگ جمانا نہیں آتا
نرگس کی طرح آنکھ لڑانا نہیں آتا

کہلاتے ہیں وہ لوگ حریفان معانی
ہے ہے جنہیں مضمون بھی چرانا نہیں آتا

وہ بھی ہیں کہ مضمون چراتے ہیں ہزاروں
ہم بھی ہیں کہ اک آنکھ چرانا نہیں آتا

تکلیف محبت کس دنا کس کو نہ دینا
ہر ایک کو یہ بوجھ اوٹھانا نہیں آتا

دانے کے لیئے دام میں آجاتے ہیں نادان
لیکن کبھی اس پیچ میں دانا نہیں آتا

غصہ ہے غضب مرا ستی کا آئینہ مجکو
بگڑوں تو کوی بات بنانا نہیں آتا

معشوق بھی اب کے نہیں ہوتے ہیں طرحدار
بیطرح ستاتے ہیں ستانا نہیں آتا

منہ کی تو لگاوٹ وہ کیا کرتے ہیں بجسے
پر بات یہ ہے دل کا لگانا نہیں آتا

دل پر مرے کسطرح جدائی میں چلے بس
اکدم کبھی قابو میں تو جانا نہیں آتا

کس منہ سے کہے پر توشیدا وسے خورشید
برسوں ہی جسے چہرہ دکھانا نہیں آتا

۹۷ صفحہ کی غزل میں جو ہمقافیہ غزل ناسخ کے ہے (قافیہ شراب۔ ردیف آخر شب) نمبر ۱ کا شعر (شراب کے) قافیے کا کاتب کی غلطی سے چھوٹ گیا ہے وہ یہ ہے

شعر

جاگنے کا تو ملیگا کہیں میکش کو ثواب
گو گنہگار ہیں پیتے ہیں شراب آخر شب

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۸۶	۲	قال	قاتل	۲۰۹	۱۰	چھلک	چھلک
۱۸۶	۷	گشتی	کشتی	۲۵۱	۱۲	فریم تصویر	فریم میں تصویر
۶۲	۱۱	سب رعایا کی مسرت	کامرانی مسرت				

تتمہ غلط نامہ دیوان ہذا

صحیح	غلط	سطر	صفحہ	صحیح	غلط	سطر	صفحہ
تشفی	سشفی	۸	۴۲	خوف	خوب	۱۰	۱۱
پریدہ	بریدہ	۱۹	۴۳	سمند	سرنگ	۱۷	۱۷
بے کمان	بے گمان	۳	۴۴	تہرّآیا	تہرایا	۵	۱۹
چل جاے	جل جاے	۶	۴۵	پچمکا	چمکا	۳	۲۱
فصل	عین	۱	۵۲	دیکھے	رکے	۱۷	۲۱
نقطہ	لقطہ	۱۵	۵۲	نے نوازا	نے نوارا	۸	۲۸
مہربان	مہریان	۱۹	۵۲	پہچانتا	بہچانتا	۱۱	۳۰
شب	سب	۱۵	۵۳	ہراک	ہرایک	۲	۳۲
بیٹی	ہیٹی	۱۲	۵۵	کردیا	کردا	۱۲	۳۲
کیسنے	کسنے	۲	۵۶	گلعذار کا	گلعذار کے	۶	۳۵
خشک سال	خشک سال	۴	۵۶	ہزار کو دوہرا	ہزار دوہرا	۷	۳۵
پتھر	بہتر	۷	۵۷	کبھی	کہیں	۱۱	۳۵
خشکی	خنکی	۱۵	۵۷	بے پروا	بے وا	۱۲	۳۶
پہ	بہ	۱۵	۵۹	سے بے نور	سے نور	۱۷	۳۷
جھوٹے	چھوٹے	۱	۶۵	قاضی حاجات	قاضی الحاجات	۳	۳۸
اک	ایک	۶	۷۰	پہچانا	پہچان	۶	۳۸
پپیہا	پپیپارا	۵	۷۱	قسم	ختم	۹	۳۹
جا ہی	جا ہے	۱۴	۷۴	لینے ہی کا	لینے کا ہی	۱۶	۴۰
بھیگنے	بہکتے	۸	۷۴	اب لب دریا	جواب دریا پر	۸	۴۱
ناز کسنے کیا	ناز کیا کسنے کیا	۷	۷۶	بھی	دہ	۷	۴۲
سموسون	سوسون	۱۵	۷۴	جو کبھی	جو وہ کبھی	۱۷	۴۲

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۹۴	۱۶	حسنِ گلو	حسن گلو
۹۰	۱۳	نہین کہ	نہین اچھا کہ
۹۲	۱۰	سرو ہنتا	سر دہنتا
۹۳	۲	چشکا زبان	چشکار یان
۹۳	۱۵	رعجب	رعب
۹۶	۱۳	ہتا	پتا
۹۷	۱۲	گہلی	کہلی
۹۹	۱۲	سنتے ہی ہنتے	سنتے ہی سنتے
۱۰۱	۱۷	پڑین	پڑے
۱۰۲	حاشیہ	گہرہین آئی ہے	گہر مین آتی ہے
۱۰۳	۲	ترا	مجھے
۱۰۳	۱۲	لبیٹے	لیبٹے
۱۰۴	۶	کومنہ بہرائی	گومنہ بہرائی
۱۰۹	۱۵	سکلی	سکل
۱۱۲	۳	بہی	ہی
۱۱۳	۲	بہی	ہی
۱۱۵	۱۰	چتر ہجانے	چتر جاتے
۱۱۶	۳	زیادہ ہے	زیاد ہے
۱۱۶	۲	خونِ رشک	خون رشک
۱۱۹	۱۲	جے	تیجے
۱۲۰	۵	لگائے	لگائے
۱۲۰	۱۲	لائے	لاسئے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۳۲	۱۳	طلبگار قدرت احمد	طلبگار ہے قدرت احمد
۱۳۰	۱۲	گلنار	گلبار
۱۳۲	۷	ایک ذرا	اک ذرا
۱۳۲	۷	رہتا ہے	رہتا ہون
۱۳۲	۱۳	ذرسے	ذرتے
۱۳۳	۱	دو کے	رو کے
۱۳۳	۱۳	غنچہ	غنچۂ
۱۳۳	۱۱	ہوا آدم	ہُوا دم
۱۳۵	۱۲	نہ زدون	نہ رووُن
۱۳۶	۷	ریتر	ریز
۱۳۶	۱۰	یوہنین	یوہین
۱۳۷	۱۳	تیرٹا	ٹیڑا
۱۳۸	۱۶	جیسے	جتنے
۱۳۹	۱	ہوین	ہون
۱۴۰	۶	ٹکرے	ٹکڑے
۱۴۱	۱۴	کرتے تارے	کرتے ہین تارے
۱۴۱	۱۲	بھرِ دل	بحر دل
۱۴۳	۵	بدسلے	بدلے
۱۴۳	۱	اسب	اسپ
۱۴۳	۱۳	دستگ	دستک
۱۴۳	۱۲	بحت	بخت
۱۴۵	۶	[illegible]	[illegible]

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۴۵	۱۳	پریوحش	پریوشش
۱۴۷	۷	بزم	نرم
۱۴۹	۲	تونکر	تونگر
۱۵۱	۱۸	اپکے	اُکیے
۱۵۳	۱۳	جائینگی	جائیگی
۱۵۴	۱۲	بہی	بھی
۱۵۵	۱۲	ید ای گل ہردم	گل اندام کا ہاتھ
۱۵۷	۲	چاکِ وامان	چاک وامان
۱۵۹	۱۰	پھستا	پھنستا
۱۵۹	۱۵	خدا کا شکر	ہزار شکر
۱۶۰	۱۱	شبہ	شبیہ
۱۶۰	۶	ہر اک جہت مدام ہے	یہی تو صبح و شام ہے
۱۶۲	۱	بڑاتا	بڑبڑاتا
۱۶۵	۱	لیجائے	لیجائیے
۱۶۵	۸	اک بھی	اسی بت
۱۶۷	۲	تونے ہے نازک	تونے بھی نازک
۱۷۰	۱	آجکل	آجکل
۱۷۲	۱۱	ہوگر	ہوکر
۱۷۵	۱۸	دلربا	دلبر
۱۷۶	۱۸	کے باعث	سے مجکو
۱۷۶	۶	سبززار	سبزہ زار ہے

اطلاع

اس کتاب مین کاتب کے سہو سے یہ الفاظ
اوڑنا۔ اوڑانا۔ ڈہونڈنا۔ اٹھنا۔ اوٹھانا
ٹیڑا۔ توٹ۔ ٹہنڈا۔ جھ[illegible]۔ ا۔ ع
تلوؤن۔ دیوؤن۔ بازوؤن۔ بڑا۔
ٹکڑے۔ ایسے لکھے گئے ہین ۃ ۃ ۃ
اوڑھنا۔ اوڑانا۔ دہونڈہنا۔ اٹھنا
اٹھانا۔ تیڑا۔ توٹ۔ ٹہنڈا۔ جھوٹھ
آدے۔ تلوٗن۔ دیوٗن۔ بازوٗن۔ بڑا۔
ٹکڑے۔ اور کہین ٹہنڈے ٹہنڈے کو
ٹہنڈہے ٹہنڈہے اور کہین کہین کی کو
کے۔ اور کے کو کی۔ تیری کو تیرے
میری کو میرے۔ ٹہری کو ٹہرے وغیرہ
یائے معروف کو یائے مجہول اور یائے
مجہول کو یائے معروف لکھا ہے اور اضافت
بے موقع بھی اکثر جای دی گئی ہے لہ

صفحہ ۳۵۲	سطر ۱۶
غلط	[illegible]
صحیح	[illegible]

صفحہ ۱۷۔ سطر ۲۱۔ عبد السلام نام ہمشیرہ زادۂ حضور مصنف دام اقبالہ